

50 تقاریر

برموقع (حصہ اول)

یوم خلافت

یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"

(7)

حنیف احمد محمود

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ O وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ O

(النور:57-56)

50 تقاریر

برموقع

یوم خلافت

(حصہ اول)

حنیف احمد محمود

رابطہ کرنے کے لیے



ای میل ایڈریس: hanifahmadmahmood@hotmail.com

ویب سائیٹ: www.mushahedat.com

فون نمبر: +44 73 7615 9966



پیش لفظ

(مشاہدات بر مشتمل 50 تقاریر بر موقع یوم خلافت حصہ اوّل)

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الغاشیہ آیت: 18 میں اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ فرما کر اور اونٹوں کے لئے ''اِبِل'' کے الفاظ استعمال کر کے ''اتباع امام'' کے حوالہ سے مؤمنوں کو اہم سبق دیا ہے۔ اونٹ کو مذہبی دنیامیں اہم مقام حاصل ہے۔ عرب میں اونٹ کے لئے ہزاروں الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ مگر قرآن کریم میں اللہ تعالی نے دو جگہ پر اونٹ کے لئے صرف اِبِل کا لفظ استعمال فرمایاہے۔ اِن میں سے اونٹوں کے لئے اِبِل کا لفظ ایک ایسی سورۃ میں فرمایاجو ہر جمعہ کی نماز میں دوسری رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔ پھر عیدین کے موقع پر بھی اِس کی تلاوت کی جاتی ہے۔

''اِبِل'' میں بے شمار خوبیاں ہیں۔ سواری کے کام آتا ہے، بوجھ لادنے کے کام آتا ہے، کوہان میں اپنی غذا جمع رکھتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کو اونٹ کی کوہان قرار دیا ہے۔ جس طرح اونٹ اس میں اپنی غذا جمع کرتا ہے اور پھر ضرورت پڑنے پر اسے استعمال کرتا ہے اسی طرح ایک مومن رمضان میں اپنے لئے روحانی غذا اتنی جمع کرلیتا ہے کہ سال کے باقی دنوں میں کام آتی ہے اور اونٹ کی ایک خوبی جو ''اتباع امام'' پر لاگو ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اونٹ کو جب اگلے اونٹ سے باندھ دیا جائے تو وہ کبھی اپنے پیشرو سے آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتا خواہ اونٹوں کی لمبی قطار کیوں نہ ہو۔ ہم یہ نظارہ ٹی وی یا نیٹ پر صحرا میں چلنے والے اونٹوں کو قطار میں چلتے دیکھتے ہیں۔ ویسے تو جب تک ربوہ میں جلسہ سالانہ ہوتا رہا ہم نے اپنی مادی آنکھوں سے اونٹوں پر پرالی آتی دیکھی جو ایک قطار میں چل رہے ہوتے تھے۔ کسی اونٹ کی کیا مجال کہ وہ اپنے سے اگلے اونٹ سے آگے نکلنے کی کوشش کرے۔ اِس کا ذکر حدیث میں بھی ہے۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عمرو سلمیؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عرباض بن ساریہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا پُر اثر وعظ کیا جس کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ دل ڈر گئے۔ ہم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! یہ تو ایسی نصیحت ہے جیسے ایک الوداع کہنے والا وصیت کرتا ہے۔ ہمیں کوئی ایسی ہدایت فرمایئے کہ ہم صراطِ مستقیم پر قائم رہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَیں تمہیں ایک روشن اور چمکدار راستے پر چھوڑے جارہا ہوں اس کی رات بھی اس کے دن کی

طرح ہے۔ سوائے بدبخت کے اس سے کوئی بھٹک نہیں سکتا اور تم میں سے جو شخص رہا وہ بڑا اختلاف دیکھے گا۔ ایسے حالات میں تمہیں میری جانی پہچانی سنّت پر چلنا چاہیے اور خلفائے راشدین مہدیّین کی سنّت پر چلنا چاہیے۔ تم اطاعت کو اپنا شعار بناؤ خواہ حبشی غلام ہی تمہارا امیر مقرر کر دیا جائے۔ اس دین کو تم مضبوطی سے پکڑو۔ مومن کی مثال نکیل والے اونٹ کی سی ہے۔ جدھر اسے لے جاؤ وہ اُدھر چل پڑتا ہے اور اطاعت کا عادی ہوتا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 630 صفحہ 599-600)

اونٹ کی صفات کے بیان میں کتب میں لکھا ہے کہ اونٹ اپنی پوری طاقت و قوت کے باوجود نہایت مطیع جانور ہے۔ ایک چھوٹا سا بچہ بھی اونٹ کی مہار ہاتھ میں لے کر جدھر اس کا دل چاہے انہیں لے کر جاسکتا ہے۔

اِبِلِ کے مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اتباع امام سے انضباط فرماتے ہوئے بیان فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

” قرآن شریف میں جو یہ آیت آتی ہے اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کَیۡفَ خُلِقَتۡ (الغاشیہ :18) یہ آیت نبوت اور امامت کے مسئلہ کو حل کرنے کے واسطے بڑی معاون ہے۔ اونٹ کے عربی میں ہزار کے قریب نام ہیں اور پھر ان ناموں میں سے اِبِل کے لفظ کو جو لیا گیا ہے۔ اس میں کیا سِرّ ہے ؟ کیوں اِلَی الۡجَمَل بھی تو ہو سکتا تھا ؟۔ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جَمَل ایک اونٹ کو کہتے ہیں اور اِبِل اسم جمع ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کو چونکہ تمدنی اور اجماعی حالت کا دکھانا مقصود تھا اور جَمَل میں جو ایک اونٹ پر بولا جاتا ہے یہ فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا، اس لئے اِبِل کے لفظ کو پسند فرمایا۔ اونٹوں میں ایک دوسرے کی پیروی اور اطاعت کی قوت رکھی ہے۔ دیکھو اونٹوں کی ایک لمبی قطار ہوتی ہے اور وہ کس طرح پر اس اونٹ کے پیچھے ایک خاص انداز اور رفتار سے چلتے ہیں اور وہ اونٹ جو سب سے پہلے بطور امام اور پیش رو کے ہوتا ہے۔ وہ ہوتا ہے جو بڑا تجربہ کار اور راستہ سے واقف ہو۔ پھر سب اونٹ ایک دوسرے کے پیچھے برابر رفتار سے چلتے ہیں اور ان میں سے کسی کے دل میں برابر چلنے کی ہوس پیدا نہیں ہوتی جو دوسرے جانوروں میں ہے جیسے گھوڑے وغیرہ میں۔ گویا اونٹ کی سرشت میں اتباع امام کا مسئلہ ایک مانا ہوا مسئلہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ

نے اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کہہ کر اس مجموعی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے جب کہ اونٹ ایک قطار میں جا رہے ہوں۔ اسی طرح پر یہ ضروری ہے کہ تمدنی اور اتحادی حالت کو قائم رکھنے کے واسطے ایک امام ہو۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ یہ قطار سفر کے وقت ہوتی ہے۔ پس دنیا کے سفر کو قطع کرنے کے واسطے جب تک ایک امام نہ ہو انسان بھٹک بھٹک کر ہلاک ہو جاوے۔ پھر اونٹ زیادہ بار کش اور زیادہ چلنے والا ہے۔ اس سے صبر و برداشت کا سبق ملتا ہے۔ پھر اونٹ کا خاصہ یہ ہے کہ وہ لمبے سفروں میں کئی کئی دنوں کا پانی جمع رکھتا ہے۔ غافل نہیں ہوتا۔ پس مومن کو بھی ہر وقت اپنے سفر کے لئے طیار اور محتاط رہنا چاہئے۔ اور بہترین زاد راہ تقویٰ ہے۔ فَاِنَّ خَیۡرَ الزَّادِ التَّقۡوٰی (البقرۃ:198)

یَنۡظُرُوۡنَ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیکھنا بچوں کی طرح دیکھنا نہیں ہے، بلکہ اس سے اتباع کا سبق ملتا ہے کہ جس طرح اونٹ میں تمدنی اور اتحادی حالت کو دکھایا گیا ہے اور ان میں اتباع امام کی قوت ہے۔ اسی طرح پر انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اتباع امام اپنا شعار بناوے، کیونکہ اونٹ جو اس کے خادم ہیں ان میں بھی یہ مادہ موجود ہے۔

کَیۡفَ خُلِقَتۡ میں ان فوائد جامع کی طرف اشارہ ہے جو اِبل کی مجموعی حالت سے پہنچتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 18-19 ایڈیشن 2016ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اِس آیت کی تفسیر میں اونٹ کی صفات کا ذکر کر کے مؤمنوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اِس آیتِ شریفہ اور اِس کے مابعد کی اَور تین آیتوں میں صبر اور استقلال اور مصائب کے وقت یک رنگی کا بیان ہے۔ سب سے پہلے اونٹ کا ذکر فرمایا کہ کس طرح وہ بار کش اور نافعٌ للنّاس وجود ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

بر خواں اَفَلَا یَنۡظُرُوۡن قدرت ما بینی
بکرہ بشتر بنگر تا صنع خدا بینی
در خار خوری قانع، در بار کشی راضی
ایں وصف اگر جوئی در اہل صفا بینی

(افلا ینظرون الی الابل کو پڑھ تا کہ ہماری قدرت کو دیکھو۔ اونٹ کے بچے کو دیکھو تا کہ خدا کی خلقت کو دیکھو۔ (اونٹ) کانٹے کھانے پر قانع ہوتا ہے اور وزن اٹھانے پر راضی۔ اس وصف کو اگر ڈھونڈو گے تو پاک لوگوں میں دیکھو گے)

عَلیٰ ہٰذا القیاس نزولِ بلا کے وقت اہلِ صفا آسمان کی طرح مرفوع الاحوال پہاڑوں کی طرح مستقل المزاج اور زمین کی کشادگی کی طرح وسیع الحوصلہ ہوتے ہیں۔"

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 380)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

"پس تم اپنی خوبیاں خواہ کتنی گنتی جاؤ۔ تم اِبل کے مشابہ ہو اور اونٹ ہمیشہ سواری ہی دیتے ہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ 474۔475)

نیز اِس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"اِس سورۃ (الغاشیہ) اور سورۃ الاعلیٰ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعہ اور عیدین میں پڑھنا .... بتاتا ہے کہ اسلام کی اجتماعی زندگی کے ساتھ یہ دونوں سورتیں گہرا تعلق رکھتی ہیں (جس میں یہ آیت شامل ہے)"

(تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ 441)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 6 جون 2014ء میں سورۃ الغاشیہ کی آیت اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ (آیت:18) (کیا وہ اُونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے پیدا کئے گئے؟) کی لطیف تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے ہمیں زمانے کے امام مسیح موعود اور مہدی موعود کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ جہاں بھی اور جس معاملے میں بھی ہمیں رہنمائی کی ضرورت ہو، کسی بات کو سمجھنے کی ضرورت ہو۔ قرآن کریم میں بیان فرمودہ حکمت کے موتیوں کو تلاش کرنے کی ضرورت ہو یا ان کی تلاش ہو تو ہمیں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اس فرستادے کی کتب اور ارشادات مل جاتے ہیں جو ہمارے مسائل حل کرتے ہیں..... اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ۔ کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے پیدا

کئے گئے؟ اس کی جو تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے وہ اپنی گہرائی اور خوبصورتی اور علم و عرفان اور پھر عملی حالت پر منطبق کرنے کا ایک عجیب اور جدا نقشہ کھینچتی ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس آیت سے نبوت اور امامت کی اطاعت کے مسئلہ کو حل فرمایا ہے اور نبوت اور امامت کے ساتھ جڑنے والوں کے لئے جو بنیادی چیز ہے یعنی اطاعت اور کامل اطاعت اس کو آپ نے اِبِل یعنی اونٹ کے لفظ سے یا اونٹوں کے لفظ سے جوڑ کر وضاحت فرمائی ہے۔ بظاہر یہ عجیب سی بات لگتی ہے کہ اونٹوں اور نبوت اور امامت کی اطاعت کا کیا جوڑ ہے لیکن جس طرح کھول کر آپ نے تشریح فرمائی ہے اس سے اس جوڑ کا حیرت انگیز ادراک ہمیں بھی حاصل ہوتا ہے...... پس اس زمانے میں جب اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود کو بھیجا اور ہمیں پھر انہیں ماننے کی توفیق بھی عطا فرمائی اور پھر آپ کے بعد خلافت کے جاری نظام سے بھی نوازا۔ ہمیں اس انعام کی قدر کرنی چاہئے اور اس روح کو سمجھنا چاہئے جو خلافت کے نظام میں ہے ..... نبوت اور امامت کا جو تعلق آپ نے اِبِل کی خصوصیات کے ساتھ جوڑا ہے اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد خلافت کے جاری نظام سے جڑے رہنے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے والوں کی روحانی بقا اور ترقی ہے اور یہ ضمانت ہے۔ اس میں جماعت کی ترقی اسی صورت میں ہے جب ہم خلافت کے نظام سے جڑے رہیں گے۔ اسی میں شیطانی حملوں سے بچنے کے سامان بھی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام تمہاری ڈھال ہے۔ (الصحیح البخاری کتاب الجہاد والسیر باب یقاتل من وراء الامام بھیقی حدیث 2957) پس اس ڈھال کے پیچھے رہو گے تو بچت کے سامان ہیں اور ڈھال کے پیچھے رہنا یہی ہے کہ کامل اطاعت کرو۔ اپنی لائنوں پر چلو۔ اس قطار میں چلو جو تمہارے لئے مقرر کر دی گئی ہے۔ اس سے ذرا باہر نکلے تو بھٹکنے کا خطرہ ہے گمنے کا خطرہ ہے۔"

پس اونٹ کا مکمل مفہوم نظامِ خلافت پر لاگو ہوتا ہے۔ جس طرح نکیل میں لگے اونٹوں کا ایک پیشرو، ایک سرخیل ہوتا ہے اِسی طرح نظامِ خلافت میں ایک خلیفہ ہے جو پیشوا اور پیشرو ہے جو روحانی ریل گاڑی کے ڈبوں یعنی افرادِ جماعت کے لئے انجن کا کام کرتا ہے اور اِسی پیارے اور مؤثر مضمون کو خلافت بارے اپنی 50 تقاریر پر مشتمل کتاب کا **پیشِ لفظ** بناتے ہوئے قارئین سے یہ امید رکھتا ہوں کہ ہم سب اپنے آپ کو اطاعتِ امام کی نکیل ڈال کر جماعت کے ساتھ جڑے رہیں گے اور فرمانبرداری کا جوا اپنی گردنوں پر

رکھیں گے۔ اِبِل سے اِبیل کے معنی راہب کے ہیں یعنی تربیت کرنے والا، راہنمائی کرنے والا جو ہمارے پیارے خلیفہ بااحسن طریق نبھارہے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَکُنْ مَعَهٗ حَیْثُ مَا کَانَ

میرا یہ طریق رہا ہے کہ ہر کتاب کے ابتدائیہ میں تعاون کرنے والے خیر خواہوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اِن **50** تقاریر کی تیاری، کمپوزنگ، سیٹنگ وترسیل کے علاوہ کتابی شکل دینے میں دنیا بھر سے دسیوں لوگوں نے حصہ لیا جیسے مکرم زاہد محمود، مکرمہ عائشہ چوہدری آف جرمنی، مکرم منہاس محمود آف جرمنی، مکرمہ فائقہ بشریٰ، مکرمہ عطیۃ العلیم آف ہالینڈ، مکرم سعید الدین احمد آف برطانیہ، مکرم عامر محمود آف شیفیلڈ یو کے، مکرم فضل عمر شاہد آف لٹویا، مکرم سید عمار احمد آف جرمنی اور مکرم شہزاد اشرف۔ جن احباب وخواتین کے مضامین سے ان تقاریر کی تیاری میں مدد لی گئی وہ اور اِن کے علاوہ روزانہ کی بنیاد پر تقاریر کو پڑھ کر آگے Large Scale پر شیئر کرنے والے بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِن تمام کو نیک جزاء دے اور اِن کی خدمات کو قبول فرمائے۔ کَانَ اللّٰہُ مَعَهُم

خاکسار

حنیف احمد محمود۔ برطانیہ

(سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل آن لائن لندن)

13/ مئی 2024ء

تقاریر کے حوالے سے چند باتیں

1. خاکسار نے جو تقاریر تیار کیں وہ سات سے آٹھ منٹ دورانیہ کی ہیں اس میں نیت یہ تھی کہ جماعتی و ذیلی تنظیموں کے تربیتی و تبلیغی اجلاسات میں پڑھی جاسکیں۔

2. جہاں تک مقابلہ جات کی تقاریر کا تعلق ہے ان میں ان تقاریر کو ذرا مختصر کر کے حسب پروگرام کی جاسکتی ہیں کیونکہ چھوٹی تحریر کو بڑا کرنا قدرے مشکل ہوتا ہے جبکہ بڑی یا لمبی تحریر بآسانی مختصر کی جاسکتی ہے۔

3. بعض دوست جب کسی عنوان کے تحت تقریر کا مطالبہ کرتے ہیں تو ان کو وہ تقریر عنوان کی قدرے تبدیلی سے جب بھجوائی جاتی ہے وہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ وہ عنوان تو نہیں ہے جبکہ عنوان تبدیل کر کے اگر وہی تقریر کر دی جائے تو وہ عین درست ہوتا ہے جیسے آنحضورؐ کا عفو کا مقام اور آنحضورؐ اور غصہ نہ کرنے کی تعلیم۔

4. تقریر کرتے وقت صاحب صدر یا سامعین کو مخاطب کرتے موقع و محل کو مد نظر رکھنا چاہئے کیونکہ صاحب تحریر کے مد نظر بھائی اور بہنیں دونوں ہوتی ہیں۔ اس طرح مخاطب ضمیر بھی بدل جائے گی۔

5. اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ تقریر خود تیار کرنے کی کوشش کیا کریں۔ اس سے کتب بینی کا بھی موقع میسر آتا ہے۔ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کی بھی توفیق ملتی ہے۔ عنوان کو ذہن میں رکھ کر درود شریف اور دعائے قرآنیہ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ بار بار پڑھیں۔ اپنے خدا سے مدد مانگیں اور اگر ممکن ہو تو صدقہ بھی دیں۔ اللہ تعالیٰ مضمون سلجھا دے گا اور تقریر لکھنے میں الٰہی مدد و نصرت بھی ملے گی۔



یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات" بر مشتمل تقاریر

1۔ جماعت احمدیہ و ذیلی تنظیموں کے عہد اور ہماری ذمہ داریاں

2۔ تقاریر سیرت و شمائل محمد صلی اللہ علیہ وسلم

3۔ 100 تقاریر برائے ممبرات لجنہ اماء اللہ بر موقع صد سالہ جوبلی

4۔ 52 علامات 52 تقاریر بابت پیشگوئی مصلح موعود

5۔ 50 تقاریر بر موقع یوم مسیح موعودؑ

6۔ 30 دروس بابت رمضان المبارک

7۔ 50 تقاریر بر موقع یوم خلافت (حصہ اول)



انڈیکس



ضروری نوٹ

ہر مدرس یعنی درس دینے والا درس کا آغاز درج ذیل تشہد سے کرے۔

تشہد

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ / خطاب کے آغاز میں تشہد بھی پڑھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس خطبہ / خطاب میں تشہد نہ ہو وہ یَدِ جَذْمَاء یعنی ایک ٹنڈے (کٹے ہوئے) ہاتھ کی مانند ہے۔

(جامع ترمذی، مشکوۃ المصابیح، باب اعلان النکاح، حدیث نمبر 3015)

﴾1﴿ ﴾مشاہدات۔388﴿

خلافت کی ضرورت واہمیت

(اغیار کی نظر میں)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَایُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ۔ وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ (النور:57-56)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

ہمارا خلافت پہ ایمان ہے
یہ ملت کی تنظیم کی جان ہے

حضرات! آج مجھے جس موضوع پر اظہار خیال کرنا ہے وہ ہے "خلافت کی ضرورت واہمیت"

سامعین کرام! قبل اس کہ میں اصل موضوع کی طرف آؤں یہ جاننا ضروری ہے کہ خلیفہ کس کو کہتے ہیں؟ لغت کی رو سے خلافت کے معنٰی نیابت اور جانشینی کے ہیں اور اصطلاحاً اس سے مراد نبی کا جانشین ہوتا ہے۔ علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں۔

"خلیفہ وہ ہوتا ہے جو کسی جانے والے کی جگہ پر کھڑا ہو اور اس کے جانے کی وجہ سے پیدا ہونے والے خلا کو پُر کر دے۔"

(النہایۃ جلد 1 صفحہ 315)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں، جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانے کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 383)

جس چیز کو بھی لیں وہ کسی نہ کسی مرکز کو اپنے اندر رکھتی ہے۔ جیسے ایٹم جو نہایت باریک در باریک ذرہ ہے وہ بھی اپنے اندر ایک مرکزیت رکھتا ہے۔ انسانی جسم بھی اپنے اندر ایک مرکز رکھتا ہے۔ ایسے ہی اقوام بھی بغیر مرکز کے قائم نہیں رہ سکتیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے "مَا كَانَتِ النُّبُوَّةُ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خَلَافَةٌ"

(کنز العمال جلد 6 صفحہ 119)

کہ ہر نبوت کے بعد خلافت لازمی طور پر قائم ہوتی رہی ہے۔

سامعین! خلافت کی اہمیت اس امر سے بھی واضح ہے کہ انبیاء صرف تخم ریزی کے لئے آتے ہیں ان کے مشن کی تکمیل خلافت کے ذریعہ ہی ہوتی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"خلفاء کے ذریعہ سنن اور طریقے قائم کئے جاتے ہیں ورنہ احکام تو انبیاء پر نازل ہو چکے ہوتے ہیں۔ خلفاء دین کی تشریح اور وضاحت کرتے ہیں اور مغلق امور کو کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں اور ایسی راہیں بتاتے ہیں جن پر چل کر اسلام کی ترقی ہوتی ہے۔" (الفضل 4 ستمبر 1937ء)

اسلام کی ترقی روحانی اعتبار سے خلفائے راشدین کے بعد سے نہ صرف رک گئی بلکہ تدریجاً انحطاط کا شکار ہوتے ہوتے نہایت قابل رحم حالت پر پہنچ گئی اور زمین ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا منظر پیش کرنے لگی۔ مسلمانوں میں ایک نام کی خلافت "خلافت عثمانیہ" کے نام سے چلی آتی تھی جس کی حیثیت و حقیقت محض رسمی تھی۔ وہ بھی گزشتہ صدی میں ختم کر دی گئی۔ بار بار یہ کوشش کی گئی کہ کسی طرح خلافت کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ مسلمان بحیثیت قوم ترقی کر سکیں۔ لیکن خدا کے بھیجے ہوئے فرستادہ کے انکار کے نتیجہ میں کوئی خلافت قائم نہ ہو سکی۔ آیئے اغیار کی چند حسرتوں پر نظر ڈالیں کیونکہ نہ سعودی عرب کی دولت شاہ فیصل کو خلیفۃ المسلمین بنا سکی، نہ اسلامائزیشن کا نعرہ ضیاء الحق کو اس تخت پر بٹھا سکا۔

سامعین! عبدالعزیز شرقی مقیم مدینہ منورہ نے کہا

غیروں کی شکایت ہے نہ اپنوں کا گلہ ہے
یہ شامت اعمال ہے جو کچھ کہ ہوا ہے
اللہ سے رخ پھیر لیا غیر کی جانب
یوں نصرت حق نے بھی ہمیں چھوڑ دیا ہے
کافی ہے مسلماں کو فقط رشتہ اسلام
جو قوم وطن ملک کے رشتوں سے سوا ہے
شیطان نے بہکایا ہے اس راہ سے ہم کو
آغاز مصیبت کا اسی سے تو ہوا ہے
ندائے خلافت ہی سے بدلی ہے یہ تاریخ
پھسلا جو مسلماں تو پھسلتا ہی گیا ہے
منہاج نبوت پہ جو قائم ہو خلافت
اس دورسیاست کی یہی ایک دوا ہے

سامعین! دہلی کے مشہور اخبار الجمیعت کے ایڈیٹر نہایت حسرت بھرے الفاظ میں لکھتے ہیں:

''کیا یہ خوش قسمتی صرف مال گاڑی کے ویگنوں کے لئے مقدر ہے؟ میں نے سوچا مال کے ڈبوں کے لئے انجن ہے۔ کیا ہمارے لئے انسانی قافلہ کے لئے انجن نہیں، کیا یہ ممکن نہیں کہ ہمارا بھی ایک انجن ہو اور سارے افراد ملت اس سے جڑ کر ایک سوچی سمجھی راہ پر رواں دواں ہوں۔ آہ وہ بھیڑ جو ایک قافلہ نہیں بن سکتی اور آہ وہ قافلہ جو اپنے آپ کو ایک انجن کے سپرد کرنے کو تیار نہیں۔''

(ہفت روزہ الجمیعت جمعہ ایڈیشن 9/ مئی 1949ء)

مشہور کالم نویس شاہد بدر فلاحی صاحب لکھتے ہیں کہ

''خلافت ناگزیر ہے خلافت کے بغیر نہ تو دین غالب آسکتا ہے نہ عدل و انصاف کا قیام عمل میں آسکتا ہے نہ مشرکانہ نظام کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ نہ نماز کا مکمل قیام ہو سکتا ہے۔ نہ زکوٰۃ کا پورا انتظام نافذ ہو سکتا ہے۔ نہ نیکی فروغ پا سکتی ہے نہ برائی ختم ہو سکتی ہے۔ نہ جمعہ و عیدین کا انتظام ہو سکتا ہے۔ نہ اللہ کے رسول کی پوری اطاعت ہو سکتی ہے۔ نہ مسلمانوں کی حالت درست ہو سکتی ہے۔ خلافت کے بغیر زندگی گزارنا جاہلیت ہے۔ بلکہ جینا درست نہیں۔ خلافت کے بغیر اسلام اپاہج لُولا اور لنگڑا ہے۔''

(ہفت روزہ نئی دنیا دہلی 11/ مارچ 1992ء)

سامعین! اہل قرآن کے لیڈر غلام احمد صاحب پرویز نے لکھا:

''ہمارے لئے کرنے کا کام یہ ہے کہ پھر سے خلافت علیٰ منہاج رسالت کا سلسلہ قائم کیا جائے جو امت کو احکام و قوانین خداوندی کے مطابق چلائے۔''

(ماہنامہ طلوع اسلام مارچ 1977ء صفحہ 6)

فضل محمد یوسف زئی صاحب استاذ جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی خلافت نہ ہونے پر حسرت یاس کا اظہار یوں کرتے ہیں:

''مسلمان ترس رہے ہیں کہ کاش! ہماری ایک خلافت ہوتی، ہمارا ایک خلیفہ ہوتا، کاش! ہماری ایک بادشاہت ہوتی، کاش! ہمارا ایک بادشاہ ہوتا جس کی بات پوری دنیا کے مسلمانوں کی بات ہوتی جس میں

وزن ہوتا جس میں عظمت ہوتی جس میں شجاعت ہوتی جس کی وجہ سے اقوام متحدہ میں ان کی حیثیت ہوتی۔ عالمی برادری میں ان کی قیمت ہوتی ویٹو پاور میں ان کا مقام ہوتا سلامتی کونسل میں اس کا نام ہوتا۔‘‘

(ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک۔ مارچ 2000ء صفحہ 58)

اخبار تنظیم اہل حدیث کے مدیر نہایت حسرت سے لکھتے ہیں کہ

’’اگر زندگی کے ان آخری لمحات میں ایک دفعہ بھی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا نظارہ نصیب ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ ملت اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے اور روٹھا ہوا خدا پھر سے مان جائے اور بھنور میں گھری ہوئی ملت اسلامیہ کی یہ ناؤ شاید کسی طرح اس کے نرغے سے نکل کر ساحل عافیت سے ہمکنار ہو جائے ورنہ قیامت میں خدا ہم سے پوچھے گا کہ دنیا میں تم نے ہر ایک اقتدار کے لئے زمین ہموار کی۔ کیا اسلام کے غلبہ اور قرآن کریم کے اقتدار کے لئے بھی کچھ کیا؟‘‘

(ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور 12/ستمبر 1969ء)

سامعین! احیائے خلافت کی تحریکوں میں سے ایک تحریک کے داعی چوہدری رحمت علی صاحب اپنی کتاب ’’دارالسلام‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’نفاذ غلبۂ اسلام اور وجود قیام خلافت لازم و ملزوم ہیں۔ بالفاظ دیگر جیسے دن سورج کا محتاج ہے اور بغیر اندھیرے کے رات کا تصور ناممکن ہے۔ اسی طرح خلافت معرض وجود میں ہو گی تو اسلام کا نفاذ غلبہ ممکن ہو گا ورنہ ’’ایں خیال است و محال است و جنوں‘‘ نیز تاریخ مزید ثبوت مہیا کرتی ہے کہ جب خلافت اپنے عروج پر تھی۔ اسلام کا بھی وہی سنہری دور تھا۔‘‘

(دارالسلام عمران پبلیکیشنز اچھرہ لاہور 1985ء صفحہ 3)

مگر افسوس کہ امام زمان علیہ السلام کے انکار نے مسلمانوں کو جمع نہ ہونے دیا اور یہ خوش نصیبی صرف اسی جماعت کے حصہ میں آئی جو خدا کے پاک مسیح پر ایمان لائی۔ اسی کو خدا تعالیٰ نے خلافت کی نعمت سے سرفراز فرمایا یعنی جماعت احمدیہ تاکہ وہ ترقی کرے اور خدا کی نعمتوں سے متمتع ہو۔

سامعین! ایک اور حسرت آمیز بیان آپ کی نظر ہے۔ مولانا عبدالرحیم اشرف مدیر المنبر لائلپور (فیصل آباد) اپنے اخبار میں لکھتے ہیں:

”ہمارے واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام ترصلاحیتوں کے ساتھ قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا اُن میں سے اکثر تقویٰ، تعلق باللہ، دیانت، خلوص، علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے۔ سید نذیر حسین صاحب، مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی، مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دوسرے اکابر کے بارہ میں ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے اور ان کا اثر ورسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں۔ جو ان کے ہم پایہ ہوں ... ہم اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں قادیانی بڑھے۔ تقسیم ملک کے بعد اس گروہ نے نہ صرف پاؤں جمائے بلکہ جہاں ان کی تعداد میں اضافہ ہوا وہاں اُن کے کام کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو روس اور امریکہ سے سرکاری سطح پر آنے والے سائنسدان ربوہ آتے ہیں ... اور دوسری جانب 1953ء کے عظیم ترین ہنگاموں کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اس کا 1956-1957ء کا بجٹ پچیس لاکھ کا ہو۔“

(اخبار المنبر 23/ فروری 1956ء صفحہ 10)

سامعین! حضرت سیدی خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت جوبلی کے موقع پر اپنے معرکہ آراء خطاب میں فرمایا:

”اے دشمنانِ احمدیت! میں تمہیں دوٹوک الفاظ میں کہتا ہوں کہ اگر تم خلافت کے قیام میں نیک نیت ہو تو آؤ! اور مسیح محمدی کی غلامی قبول کرتے ہوئے اس کی خلافت کے جاری و دائمی نظام کا حصہ بن جاؤ۔ ورنہ تم کوششیں کرتے کرتے مر جاؤ گے اور خلافت قائم نہیں کر سکو گے، تمہاری نسلیں بھی اگر تمہاری ڈگر پر چلتی رہیں تو وہ بھی کسی خلافت کو قائم نہیں کر سکیں گی۔ قیامت تک تمہاری نسل در نسل یہ کوشش جاری

رکھے تب بھی کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ خدا کا خوف کرو اور اور خدا سے ٹکر نہ لو اور اپنی اور اپنی نسلوں کی بقا کے سامان کرنے کی کوشش کرو۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"سارا عالم اسلام مل کر زور لگا لے اور خلیفہ بنا کر دکھا دے وہ نہیں بنا سکتا کیونکہ خلافت کا تعلق خدا کی پسند سے ہے اور خدا کی پسند اس شخص پر خود انگلی رکھتی ہے جسے وہ صاحب تقویٰ سمجھتا ہے اس کے بعد پھر وہ متقیوں کا ایک گروہ اپنے گرد پیدا کر دیتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2/ اپریل 1993ء)

سامعین! خلافت کی ضرورت اور اہمیت اس لئے بھی ہے کہ اطاعت رسول پیدا ہو۔ جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا، پس جب خلافت ہوگی اطاعت رسول بھی ہوگی"

(تفسیر کبیر سورۃ نور)

خلافت کی اس لئے بھی ضرورت ہے کیوں کہ خلفاء اللہ تعالیٰ کے قرب کو حاصل کرنے میں مددگار ہوتے ہیں۔ حضرت خلیفہ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول میں ممد ہوتے ہیں۔ جیسے کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی پر نہیں چڑھ سکتا تو سونٹے یا کھڈ سٹک کا سہارا لیکر چڑھتا ہے۔ اسی طرح انبیاء اور خلفاء لوگوں کے لئے سہارے ہیں۔ وہ دیواریں نہیں جنہوں نے الٰہی قرب کے راستوں کو روک رکھا ہے بلکہ وہ سونٹے اور سہارے ہیں جنکی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔"

(الفضل 11 ستمبر 1937ء)

حضرات! آپ میں سے بہت سے لوگوں نے ہوائی جہاز کا سفر کیا ہوگا۔ جب جہاز اڑان بھرنے لگتا ہے تو اعلان کیا جاتا ہے کہ اپنے موبائل فون آف کر لیں ورنہ جہاز کے (Navigation System) نیویگیشن سسٹم میں خرابی ہوگی۔ ایسے ہی ہمارا روحانی نیویگیشن سسٹم ہے۔ اگر ہم خلیفۃ المسیح کی آواز پر لبیک کہیں گے تو ہماری نجات ہے ورنہ اپنا اپنا موقف قائم کرنا ہمیں تباہی تک بھی لے جا سکتا ہے جبکہ خلافت کا

نیو یگیشن سسٹم اللہ تعالیٰ سے براہ راست راہنمائی اور جڑنے کی وجہ سے محفوظ ہے اور ہمیں بھی محفوظ بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں خلافت سے جوڑے رکھے تا کہ ہم خدا تعالیٰ کے انعامات کے وارث بنتے چلے جائیں۔ آمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قُدرتیں دِکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دِکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جُدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دِکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دُنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 301-302)

خدا کا ہے وعدہ خلافت رہے گی
یہ نعمت تمہیں تا قیامت ملے گی

مگر شرط اس کی اطاعت گزاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

(اس تقریر کی تیاری میں کتاب "خلافت-وقت کی ضرورت اغیار کی نظر میں اور شجرِ خلافتِ احمدیہ کے شیریں ثمرات اعتراف حقیقت" از حنیف احمد محمود صاحب سے مدد لی گئی)



﴿2﴾ ﴿مشاہدات۔407﴾

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:57-56)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

علامہ اقبال نے خلافت کا انتظار کا ذکر یوں کیا ہے۔

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی!
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

سامعین! مجھے آج اپنی گزارشات میں علامہ اقبال کے شعر کے ایک مصرع ”تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار“ کے تحت مختلف سرکردہ عمائدین، علماء اور دینِ محمدؐ کے رکھوالوں کے بیانات اختصار سے پڑھ

کر سنانے ہیں جو انہوں نے خلافت کے انتظار میں دئے۔ اِن بیانات کی تعداد تو بہت زیادہ ہے لیکن وقت کی رعایت سے چند ایک پیش کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالی نے جماعت احمدیہ کو خلافت عَلٰی منہاجِ النبوہ جیسی نعمتِ عظمٰی سے نواز رکھا ہے جس کی بدولت جماعت مسلسل ترقیات اور فتوحات کی منازل طے کرتی جارہی ہے اور جماعت میں اتحاد و اتفاق کی فضا قائم ہے۔ اپنے مخالفین سے کسی قسم کا کوئی جھگڑا نہیں جبکہ دوسری طرف انتشار ہی انتشار، لڑائی جھگڑا، قتل و غارت کے علاوہ کچھ نہیں۔ وہ جماعت کی ترقیات اور بھائی چارہ کو دیکھ کر خلافت کی خواہش کا اظہار کرتے رہے اور ابھی تک کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے درمیان امیر المؤمنین مقرر کرنے کی کوششیں بھی کیں مگر لاحاصل۔ آئیں! چند ایک کے جذبات ملاحظہ کریں۔

ابو الکلام آزاد لکھتے ہیں:

”مسلمانوں کی قومی زندگی و عروج کا اصلی دور وہی تھا جب ان کی قومی و انفرادی مادی و معنوی اعتقادی و عملی زندگی پر اجتماع... کی رحمت طاری تھی اور ان کی تنزل و ادبار کی اصلی بنیاد اسی دن پڑی جب اجتماع و ائتلاف کی جگہ اشتات و انتشار کی نحوست چھانی شروع ہوگئی۔ ابتداء میں ہر مادہ مجتمع تھا، ہر طاقت سمٹی ہوئی تھی، ہر چیز بندھی ہوئی تھی لیکن بتدریج تفرقہ و انتشار کی ایسی ہوا چلی کہ ہر بندھن کھلا، ہر جماؤ پھیلا، ہر ملی جلی اور اکٹھی طاقت الگ الگ ہو کر منتشر اور تتر بتر ہوگئی۔ قرآن حکیم کے بتلائے ہوئے قانون تنزل اقوام کے مطابق یہ حالت ہر چیز اور گوشہ ءوجود و عمل پر طاری ہوئی اور ایک ہزار برس پر تین صدیاں گزر چکی ہیں کہ برابر طاری ہو رہی اور بڑھتی جاتی ہے۔ لوگ اسباب تنزل امت پر بحث کرتے اور پھر طرح طرح کی علتیں ٹھہراتے اور طرح طرح کے ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن و سنت اور عقلیات صادقہ کے نزدیک تنزل کے تمام فسادات و نتائج صرف اسی ایک چیز کا نتیجہ ہیں۔ اس حقیقت کو کتنے ہی مختلف ناموں سے پکار لو مگر اصلی علت اس کے سوا کوئی نہیں ......روز خانہ جنگی ہوتی ہے سب کیوں ہے؟ صرف اس لئے کہ الجماعۃ۔ السمع و الطاعۃ پر عمل نہیں ہو رہا۔ کوئی جماعت امن و نظم و ضبط پا نہیں سکتی۔ جب تک اس کا کوئی امیر ہو، اور جب تک امیر کی اطاعت نہ کی جائے۔ گھر اور خاندان بھی ایک چھوٹی سی جماعت ہے تم گھر کے بڑے ہو یعنی امیر ہو۔ پس گھر کی عافیت و کامیابی اس پر موقوف ہے کہ سب تمہاری سنیں اور تمہارے کہنے پر چلیں۔“ (مسئلہ خلافت صفحہ 50-51 ناشر مکتبہ جمال لاہور)

سامعین! جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اپنے مضمون ''جمہوریت نہیں خلافت'' میں لکھتے ہیں۔

'' بہر حال اب ہمیں لفظ خلافت کو اپنانا چاہیئے اور اسے استعمال کرنا چاہیئے جو ہماری تاریخ میں اور ہمارے اسلاف میں موجود رہا ہے۔ امریکہ اور انگلستان میں چند سالوں سے میری ملاقات عالم عرب کے نوجوانوں کی ایک تحریک ''حزب التحریر'' کے رہنماؤں سے ہوتی رہی ہے۔ اس تحریک نے بھی اسی لفظ خلافت کو اپنایا ہے اور انہوں نے اپنی جدوجہد کا منتہائے مقصود دنیا میں احیائے خلافت کو قرار دیا ہے۔ پچھلے دنوں کچھ اور حضرات سے ملاقات ہوئی تو ان سے گفتگو کے بعد یہ انشراح صدر ہوا کہ اب ہمیں جمہوریت کی اصطلاح ترک کر کے اصل قرآنی اور دینی ااصطلاح خلافت ہی اختیار کرنی چاہیئے۔''

(روزنامہ نوئے وقت لاہور 24 اکتوبر 1991ء)

'' بہر حال جو ذلت و مسکنت یہود کا مقدر تھی وہ امت مسلمہ پر مسلط ہے۔ اس لئے کہ ہم نے خود بھی وہی کچھ کیا ہے جو یہود کا چلن تھا۔ ہم نے دین سے غداری کی، بے وفائی کی جبکہ فتح و نصرت کا وعدہ تو وفا سے مشروط ہے۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

امت مسلمہ میں سب سے بڑے مجرم خود اہل عرب ہیں، اس لئے کہ انہی میں سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور انہی کی زبان میں اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب نازل فرمائی، لیکن پھر بھی ان لوگوں نے اللہ کے دین سے روگردانی اختیار کر لی.... غیر عرب اقوام میں سب سے بڑے مجرم ہم پاکستانی ہیں کہ ہم نے اسلام کے نام پر ملک حاصل کیا تھا۔ ہم نے ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ!'' کے نعرے لگائے تھے لیکن 53 برس کا عرصہ گزرنے کے باوجود اسلام کہیں نظر نہیں آتا۔ جو اسلام پہلے موجود تھا اب تو ہم اس سے بھی بڑے دور جا چکے ہیں۔ انگریزی تہذیب و تمدن جس قدر آج ہمارے ہاں رواج پا چکے ہیں، 1947ء سے پہلے تو یہ حال نہ تھا اس وقت چند اونچے گھرانوں کا یہ چلن تھا مگر آج پوری قوم اس تہذیب میں رنگی جا چکی ہے۔ اس اعتبار سے ہمارا حال بہت دگرگوں ہے مگر مستقبل کے حوالے سے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی یہ پیشن گوئیاں موجود ہیں، جن کے مطابق ایک بہت بڑے قائد کی حیثیت سے حضرت مہدیؑ آئیں گے۔"

(پاکستان میں نظام خلافت کیا، کیوں، کیسے؟ صفحہ 63-64)

چوہدری رحمت علی لکھتے ہیں۔

جہاد ممکن ہی نہیں جب تک پوری امت مسلمہ کا ایک سربراہا خلیفہ نہ ہو جائے ورنہ سربراہان ہوں گے تو آپس میں ہی لڑتے رہیں گے۔ پھر پوری مسلم دنیا کا ایک خلیفہ تبھی ممکن ہو سکتا ہے جب موجودہ تمام اسلامی ملکوں کو ملا کر ایک عظیم تر اسلامی مملکت یعنی دارالسلام کو معرض وجود میں لایا جائے ورنہ ملک ایک نہ ہو تو ایک خلیفہ کیسے؟ ہاں جس لمحے خلافت قائم ہو جائے گی اسی لمحے مسلمانوں کا ایسی سپر طاقت بن جانا یقینی ہے جس کا کوئی ہم پلہ نہ ہو گا کیونکہ اس صورت میں وہ ذات ان کی پشت پر ہو گی جس کا فرمانا یوں کہ "اللہ تمہارے مدد پر ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں (60:3) تحریک تبلیغ بحالی خلافت قیام "دارالسلام" اور غلبہ اسلام کا داعیہ لے کر اٹھی ہے۔ یہ "کار عظم" بہر حال عظیم جدوجہد کا متقاضی ہے تاہم باہمت ہاتھ میسر آجائیں تو اتنا بھی مشکل نہیں۔"

"آخر میں ہم ایک دفعہ پھر عرض کر دیں کہ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں کے مصداق ہمارے جملہ مسائل و مشکلات کا حل بحالی خلافت میں ہے۔ یہ کام آج کر گزریں کل والی دنیا انشاءاللہ جنت نشان ہو گی۔ اسی میں ہمارے رب کی خوشنودی ہے۔ اسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی تکمیل ہے اور اسی میں ہماری بلکہ پوری انسانیت کی فلاح و بہبود کا راز مضمر ہے..... فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔"

(خلافت ہمارے جملہ مسائل کا حل صفحہ 128)

سید عتیق الرحمٰن گیلانی لکھتے ہیں:

"آج 80 سال لگ بھگ ہونے کو ہیں کہ مسلمانوں کا کوئی مرکز خلافت نہیں۔ افتراق و انتشار کے اس دور میں جب تک اختلافات کی گھتیاں سلجھانے کے لئے مل بیٹھ کر حقائق کی طرف رجوع نہیں کیا جائے گا اس وقت تک انتشار و افتراق کی یہ کیفیت نہ صرف برقرار رہے گی بلکہ کفار، ملت اسلامیہ کے انتشار سے بھر پور فائدہ اٹھا کر مسلم ممالک کے ایک ایک ملک پر بتدریج قبضہ کرتا رہے گا۔ افغانستان کی منتشر جہادی

قوتوں کے قائدین نے حرمین کے حدود میں مشاورت، صلح اور معاہدے کئے۔ لیکن اس کا پاس نہیں رکھ سکے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمانوں کے اندر غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جائے۔ جس کے بعد یہ امت دنیا کی امامت کا فریضہ بخیر وخوبی انجام دے سکے گی۔ ایران و افغانستان میں مذہبی قوتوں کو اقتدار ملا تھا۔ لیکن غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کے بجائے امت کو مزید تفریق و انتشار کی طرف دھکیل دیا گیا.... مرکزیت کے بغیر ایران کی شیعہ اسلامی حکومت اور افغانستان کی سنی اسلامی حکومت کا کردار کسی کے لئے قابل رشک نہیں بن سکا۔"

(ضرب حق کراچی جنوری 2005ء جلد 8 شمارہ 10)

سامعین! زاہد الراشدی نے لکھا

"صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجماع کے علاوہ خلافت کے قیام کی فرضیت اس وجہ سے بھی ہے کہ قرآن کریم کے بہت سے احکام مثلاً جہاد، اقامت حدود، امن عامہ کا قیام اور دیگر احکام کا نفاذ خلافت و حکومت کے قیام پر موقوف ہے اس لئے اس اصول کے تحت کہ جس چیز پر کسی فرض کی ادائیگی کا دارومدار ہو، وہ خود شرعی طور پر فرض کی حیثیت اختیار کر جاتی ہے، خلافت کا قیام مسلمانوں کے ذمہ فرض ہے اور اس کی حیثیت فرض کفایہ کی ہے، اگر دنیا کے کسی خطے میں چند مسلمانوں کی کوشش سے خلافت قائم ہو جائے تو سب کی طرف سے فرض ادا ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کسی وقت خلافت کا وجود باقی نہ رہے اور قرآن و سنت کے اجتماعی احکام کے نفاذ کے لئے اسلامی حکومت کی اتھارٹی معدوم ہو جائے تو پوری کی پوری امت گناہ گار قرار پاتی ہے اور فرض کی تارک شمار ہوتی ہے۔"

(مقدمہ۔ نظام خلافت راشدہ صفحہ 35)

محمد امجد محسود لکھتے ہیں:

"خلافت ہی وہ چیز ہے جس کے حصول کے بعد یہ سب کچھ بدل جائے گا۔ جب مسلمان خلافت کا قیام عمل میں لائیں گے تو سب کچھ بدل جائے گا لیکن خلافت کے قیام کے لئے سب سے پہلے ہم مسلمانوں کو اپنا آپ بدلنا ہو گا، اپنے طرز عمل کو بدلنا ہو گا، اپنی سوچ، فکر، نظریے کو بدلنا ہو گا اپنی معیشت، تجارت، ثقافت، معاشرت کو بدلنا ہو گا اپنے رہن سہن، لباس، خوراک تک کو بدلنا ہو گا ہم جب تک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

وسلم کی سنتوں کو نہیں اپنائیں گے ہم جب تک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نقش قدم پر نہیں چلیں گے تب تک نہ ہم خلافت کا قیام عمل میں لا سکتے ہیں اور نہ ہی ان مصائب و آلام سے نجات پا سکتے ہیں، مسلمانوں کو زوال کی گہرائیوں سے نکالنے اور عروج کی چوٹی تک لے جانے کا واحد حل خلافت کا قیام عمل میں لانا ہے۔

آج مسلمان کی نجات خلافت میں پوشیدہ ہے خلافت ہی مسلمان کو اس کا کھویا ہوا مقام دوبارہ دے سکتی ہے جب مسلمانوں کے پاس خلافت کی نعمت تھی تو ان کے پاس حکومت بھی تھی، دولت بھی تھی، شہرت بھی تھی، علم پر مسلمانوں کا قبضہ تھا، معیشت پر مسلمانوں کا کنٹرول تھا، ٹیکنالوجی پر مسلمانوں پر مسلمانوں کی دسترس تھی غرض دنیا پر مسلمانوں کا رعب دبدبہ تھا لیکن جب مسلمانوں سے خلافت چھینی گئی جب مسلمانوں کی خلافت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تو علم بھی ہاتھ سے جاتا رہا، معیشت بھی ہاتھ سے جاتی رہی، ٹیکنالوجی بھی کنٹرول میں نہ رہی اور تو اور خلافت کے ٹوٹنے کے بعد ہم سے ہماری ثقافت، تہذیب اور تمدن تک چھینا گیا اور ہم پر اپنی ثقافت، تہذیب اور تمدن لاگو کئے گئے۔ ہمیں اس قدر ذہنی غلامی کا شکار کیا گیا کہ ہم ان کے اشاروں پر ناچتے گئے اور وہ ہمیں نچاتے گئے ہم سے سب کچھ چھیننے کے بعد بھی ہمیں معاف نہ کیا گیا بلکہ وقتاً فوقتاً ہمیں ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا ہماری آبادیوں پر بم برسائے گئے، ہماری مسجدوں کو تباہ کیا گیا، ہمارے بچوں کو ذبح کیا گیا، ہمارے عورتوں کی عصمتوں سے کھیلا گیا، ہماری سلطنت ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بعد ایک ایک کر کے ہمیں مٹانے کے منصوبے بنائے گئے ہیں اور ان پر عمل درآمد شروع ہے جن کی زندہ مثال افغانستان، عراق اور لبنان کی جنگ ہے۔

اگر اب بھی مسلمان بیدار نہ ہوئے تو وہ دن دور نہیں جب چار سو کفر ہی کفر ہو گا اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کو کفر سے نجات دلانے کے لئے میں نوجوانوں کو یہ فکر دینا چاہتا ہوں کہ آئیں سب مل کر خلافت کا قیام عمل میں لائیں تاکہ مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کے شکنجے سے نکال سکیں آج نجات کا واحد ذریعہ خلافت ہے ہمیں ایک امیر کی اطاعت کرنی ہو گی تب جا کر ہم اپنے دشمن کا مقابلہ کر سکیں گے تمام مسلم ممالک کو ایک پلیٹ فارم پر لانا ہو گا۔ ایک خدا، ایک قرآن، ایک رسول کے ماننے والوں کو ایک ہی جھنڈے کے نیچے اکٹھا ہونا ہو گا۔"

(ضرب مومن کراچی 19 جنوری تا 25 جنوری 2007ء)

سر راہے کے کالم نگار روزنامہ نوائے وقت میں ''سر راہے'' کے تحت لکھتے ہیں۔

''اس وقت عالم اسلام کا کوئی لیڈر نہیں ہے اور مسلمان ممالک کے اکثر حکمران امریکہ کے پھٹو بنے ہوئے ہیں۔ اس صورت حال میں اللہ ہی سے دعا کی جاسکتی ہے کہ وہ عالم اسلام کو مخلص قیادت عطا فرمائے جو صرف مسلمانوں کے مفاد کو سامنے رکھے اپنے ذاتی مفاد کا خیال نہ کرے۔ جس طرح مسلمان بارش نہ ہونے پر نماز استسقاء ادا کرتے ہیں اسی طرح تمام دنیا کے مسلمانوں کو کسی ایک روز ''نماز قیادت'' ادا کرنی چاہئے اور اللہ سے رورو کر دعا کرنی چاہئے کہ وہ انہیں مخلص لیڈر شپ عطا فرمائے۔ آمین''

(روزنامہ نوائے وقت 16 دسمبر 2003ء)

قاضی محمد زاہد الحسینی رقمطراز ہیں کہ

''امت کے آخری دور کے لئے وہی نظام حیات کامیاب ہو سکتا ہے جس پر چل کر ضلال مبین میں لگے ہوئے رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ کی امتیازی شان سے سر فراز ہوئے مگر اس کے لئے ایک مرکز کی ضرورت ہے جو تقریبا پانچ سو سال سے متعین نہ ہو سکا اور نہ ہی آج ہم کو اس کی فکر ہے کتنے افسوس کا مقام ہے کہ عیسائیت کا مرکز روما تو دو ہزار سال سے قائم ہے اور آج بھی یورپ دینی طور پر بلکہ سیاسی طور پر بھی عیسائی دنیا پر پورا حکمران ہے۔ ابھی حال میں ایران نے وہ مرکزیت حاصل کرلی ہے کہ اس کے اشارہ پر ساری دنیا کے جعفری حرکت میں آجاتے ہیں۔

قادیانیت کے سربراہ کو ہم نے یہاں سے بعافیت نکال کر آج کی دنیا کے عظیم مرکز میں پہنچا دیا ہے وہ وہاں بیٹھ کر دنیا بھر کے قادیانیوں کو کنٹرول کر رہا ہے۔ مگر ہمارا کیا حال ہے۔ ہم کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ کی تلاوت تو کرتے ہیں مگر ہمارا کوئی مرکز نہیں جس کے ساتھ دو آدمی ہیں وہ بھی عالمی مرکز کا صدر کہلا رہا ہے کیا یہ صورت حال خطرناک نہیں۔ پہلے وحدت مرکز پیدا کی جائے اس کے بعد انفرادی کاموں کے بجائے ایک عالمی امیر ہو، جس امت کو یہ حکم دیا گیا ہے صرف دو ہوں تب بھی ایک امام اور ایک مقتدی بن جائے، اس ایک ارب افراد کا کوئی امیر نہیں جس کی اشد ضرورت ہے۔''

(ماہنامہ اکوڑہ خٹک اگست 1994ء صفحہ 43-44)

سر پہ اک سورج چمکتا ہے مگر آنکھیں ہیں بند
مرتے ہیں بن آب وہ اور در پہ نہر خوشگوار

سامعین! کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ کے جناب منیر حسین نجمی لکھتے ہیں:

" آج پوری دنیا پر سوائے طالبان اور ایران کے شیطانی حاکمیت اعلیٰ تسلیم کر لی گئی ہے۔ خدا کے بندے ابلیس کی بندگی کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کی اجتماعیت ختم ہو چکی ہے۔ اندریں حالات ہمارا اولین فریضہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کو عملاً نافذ کرنا ہے۔ پس اسلامی ریاست کے قیام، حفظ ناموس الٰہی، خدا کی حاکمیت اعلیٰ، اقامت دین، نصب امامت، احیائے خلافت راشدہ اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے تمام دینی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنا ہو گا تا کہ اولا پاکستان میں اور ثانیا پوری دنیا میں غلبہ اسلام کی راہ ہموار کی جاسکے.... میں اس خط کے ذریعے دینی جماعتوں کے راہنماؤں سے درمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ خدارا ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں اور ایک امیر کی اطاعت میں عصر حاضر کے فرنگیانہ، کافرانہ، ملحدانہ اور انسانیت کش سسٹم کے خلاف اعلان جنگ کریں۔

(ندائے خلافت لاہور 6 تا 12 مئی 1999ء)

عبدالماجد دریا آبادی نے لکھا:

" اتنے تفرق اور تشتت کے باوجود کبھی کسی کا ذہن اس طرف نہیں جاتا کہ عراق کا منہ کدھر اور شام کا رخ کس طرف ہے۔ مصر کدھر اور حجاز کدھر، یمن کی منزل کون سی ہے اور لبنان کی کون سی اور لبنان کی کون سی ایک خلافت اسلامیہ آج ہوتی تو اتنی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں آج مملکت اسلامیہ کیوں تقسیم در تقسیم ہوتی.... ترک اور دوسرے مسلم فرمانروا آج تک تنسیخ خلافت کی سزا بھگت رہے ہیں اور خلافت کو چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی قومیتوں کا جو افسوں شیطان نے کان میں پھونک دیا ہے وہ دماغوں سے نہیں نکالتے۔"

(صدق جدید یکم مارچ 1974ء)

مولانا سید ابوالحسن ندوی نے زیر عنوان ”پندرھویں صدی میں عالم اسلام کے دس نکاتی پروگرام“ کے لکھا۔

”اسی کے ساتھ عالم اسلام میں ایک ایسی مرکزی قیادت کے عالم وجود میں آنے کی فکر و سعی جو ”شورائیت“ کے اسلامی اصول اور تعاونو اعلی البر والتقویٰ کی بنیاد پر قائم ہو اور اپنی اس کوتاہی اور محرومی پر کم سے کم تاسف و ندامت کہ اس وقت عالم اسلام خلافت کے اس ضروری ادارے اور اس مبارک نظام سے محروم ہے جس کے قیام کے مسلمان مکلف بنائے گئے تھے اور جس سے محرومی کا جرمانہ وہ مختلف شکلوں میں ادا کر رہے ہیں۔“

(اخبار تعمیر حیات لکھنو انڈیا 25 اگست 1988ء)

اہل سنت والجماعۃ کا پاسبان رسالہ ”جدوجہد“ لاہور لکھتا ہے۔

”سب سے بڑا ظلم جو مسلمانوں نے اپنی خودغرضی کی بناء پر کیا وہ یہ تھا کہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ ختم کر کے دم لیا اور امت مسلمہ کو بھیڑوں کے ریوڑ کی طرح جنگل میں ہانک دیا کہ جاؤ چرو، چگو، اپنا پیٹ پالو۔ صرف خلافت ہی ایسا منصب تھا جو مسلمانوں کو منتشر ہونے کی بجائے ایک مرکز پر جمع رکھتا اور ایک نصب العین مقرر کر کے ان کی تنظیمی قوت کو محفوظ رکھتا ہے۔“

(ماہنامہ جدوجہد لاہور 1960ء)

سامعین! مدیر ”تنظیم“ اہل حدیث لاہور لکھتے ہیں:

”اگر زندگی کے ان آخری لمحات میں بھی ایک دفعہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا نظارہ نصیب ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ ملت اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے اور روٹھا ہوا خدا پھر سے من جائے اور بھنور میں گھری ہوئی ملت اسلامیہ کی یہ ناؤ شاید کسی طرح اس کے نرغہ سے نکل کر ساحل عافیت سے ہمکنار ہو جائے ورنہ قیامت میں ہم سب سے خدا پوچھے گا کہ دنیا میں تم نے ہر ایک کے اقتدار کے لئے زمین ہموار کی۔ کیا اسلام کے غلبہ اور قرآن حکیم کے اقتدار کے لئے بھی کچھ کیا؟“

(ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث 12 ستمبر 1969ء بحوالہ الفرقان ستمبر 1969ء)

اخبار ''الجمیعۃ'' دہلی کے ایڈیٹر صاحب نے نہایت حسرت بھرے انداز میں لکھا کہ

''کیا یہ خوش قسمتی صرف مال گاڑی کے ویگنوں کے لئے مقدر ہے۔ میں نے سوچا مال گاڑی کے ڈبوں کے لئے انجن ہے۔ کیا ہمارے انسانی قافلے کے لئے کوئی انجن نہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ ہمارا بھی ایک انجن ہو اور سارے افراد ملت اس سے جڑ کر ایک سوچی سمجھی راہ پر رواں دواں ہوں۔''

(ہفت روزہ الجمیعۃ دہلی جمعہ ایڈیشن 9 مئی 1969ء بحوالہ ہفت روزہ بدر مسیح موعود نمبر 21 دسمبر 1995ء)

مشہور صحافی محمد شفیع المعروف م۔ش تحریر کرتے ہیں کہ

''پاکستان کے مقاصد کی تکمیل پارلیمانی یا صدارتی نظام ہائے حکومت رائج کرنے سے نہیں بلکہ خلافت کے قیام سے ہی کی جاسکتی ہے۔''

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 21 مارچ 1967ء)

اہل قرآن کے لیڈر غلام احمد صاحب پرویز لکھتے ہیں:

''ہمارے لئے کرنے کا کام یہ ہے کہ پھر سے خلافت علیٰ منہاج رسالت کا سلسلہ قائم کیا جائے جو امت کو احکام و قوانین خداوندی کے مطابق چلائے۔''

(ماہنامہ طلوع اسلام مارچ 1977ء صفحہ 6)

جناب فضل محمد یوسف زئی استاد جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی لکھتے ہیں:

''مسلمان ترس رہے ہیں کہ کاش! ہماری ایک خلافت ہوتی، ہمارا ایک خلیفہ ہوتا، کاش! ہماری ایک بادشاہت ہوتی، کاش! ہمارا ایک بادشاہ ہوتا جس کی بات پوری دنیا کے مسلمانوں کی بات ہوتی جس میں وزن ہوتا جس کی عظمت ہوتی جس میں شجاعت ہوتی جس کی وجہ سے اقوام متحدہ میں ان کی حیثیت ہوتی عالمی برادری میں ان کی قیمت ویٹو پاور میں ان کا مقام ہوتا سلامتی کونسل میں اس کا نام ہوتا۔''

(ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک مارچ 2000ء صفحہ 58)

راشد نیاز نے کیا خوب اِس محرومی کا اظہار کیا ہے

''اس وقت پوری امت خلافت اسلامی سے محرومی کی زندگی گزار رہی ہے۔ اس وقت اس سرزمین میں کوئی بڑے سے بڑا اہل تقویٰ بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی مکمل اتباع میں زندگی

گزار رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج ہم جس فضا میں سانس لے رہے ہیں وہ ایک عالمی نظام کفر کی دین ہے۔ ہر طرف کفر کی حکمرانی ہے حتٰی کہ وہ معاشرے بھی جو روایتی طور پر اسلام کی سرزمین رہے وہاں بھی عالمی کفر کے استبداد نے اپنے پنجے گاڑ دیئے ہیں۔

شریعت اسلامی معطل ہے۔ دنیا کے سیاہ و سفید کی مالک وہ قومیں بن گئی ہیں جو علیٰ الاعلان اللہ اور اس کے رسولؐ سے بغاوت و نافرمانی کا اعلان کرتی ہیں۔ امت کا اندرونی نظام پاش پاش ہو چکا ہے ڈیڑھ ملین مسلمانوں کا اس وقت نہ کوئی امیر ہے اور نہ ہی ان کے امور کا محافظ کوئی خلیفہ ہے نتیجہ یہ ہے کہ آخری رسول کی امت پر کفار و مشرکین نے ہر طرف سے ہلہ بول رکھا ہے۔ ایسی سنگین صورت میں معمول کی زندگی جینے کا خیال عبث ہے۔"

(خلافت تمام مسائل کا حل پیش از لفظ راشد نیاز نئی دہلی 1999ء صفحہ 7-6)

سامعین! مسلمانوں کے مشہور عالم اور محدث علامہ طنطاوی الجوھری آیت استخلاف کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

اس آیت کا ہم نے اس کتاب میں دوبارہ ذکر کیا ہے اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد کا طریق بیان کرنے کے بعد ہم نے پھر اس آیت کو دہرایا ہے کیونکہ اس طریق کا علم ہمیں کتاب عزیز سے ہوتا ہے اور اس کے بغیر مسلمانوں کی کامیابی کا کوئی اور طریق نہیں اور نہ ہی انہیں زمین میں ترقی اور خوشحالی اور طاقت میسر آسکتی ہے اور نہ ہی اس کا خوف امن سے تبدیل ہو سکتا ہے مگر صرف اور صرف اس (خلافت) کے ذریعہ۔

جناب واصف علی واصف یاالٰہی! یاالٰہی! کے زیر عنوان اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"یاالٰہی! ہمیں لیڈروں کی یلغار سے بچا۔ ہمیں ایک قائد عطا فرما، ایسا قائد جو تیرے حبیب کے تابع فرمان ہو.....اس کی اطاعت کریں تو تیری اطاعت کے حقوق ادا ہوتے رہیں۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 26 ستمبر 1991ء)

جناب اشفاق اللہ اپنے کالم "تازیانہ" میں لکھتے ہیں۔

"مسلمان حکمران ایک کام کریں کہ تمام اسلامی ممالک کا اجلاس بیت اللہ میں بلائیں اور قرآن پر وہاں موجود کسی حکمران کو بیعت دے کر اسے خلیفہ اور امیر مان لیں، جو عالمی تناظر میں سب کی رائے لے کر

فیصلہ کرے اور پھر اس سے انکار کا کسی کو اختیار نہ ہو۔ رہی بات اسلامی ممالک کی تو ہر ملک کے موجودہ حکمران کو والی بنا دیں اور دین فطرت ''اسلام'' جو کہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے کو بیک جنبش قلم نافذ کر دیں۔ پھر دنیا دیکھ لے گی کہ یہ وہی محمدؐ کی فوج اعلیٰ کے سپاہی اور عمرؓ کے شیروں کی قوم ہے جن کے سامنے دریا سمندر راستہ چھوڑ دیتے اور قیصر و کسریٰ ان کے قدموں میں آ گرتے ہیں۔ ایک بار ایسا ہو گیا تو پھر جب مسلمان خلیفہ حکم دے گا کہ آج سے مغرب کو تیل کی فراہمی بند کی جا رہی ہے تو ان کے جہاز کیسے اڑیں گے۔ ان کے بحری بیڑے سمندر میں کیسے چلیں گے اور ان کے ٹینک ہمارے ریگستانوں سے واپس کیسے جائیں گے۔ یہ سب کچھ چند مہینوں میں مال غنیمت کے طور پر ہمارے بیت المال کا حصہ ہو گا۔ مگر شرط صرف اتنی ہے کہ ہمارے حکمران اس کے لئے تیار ہو جائیں۔ اللہ کے لئے ایسا ایک یو ٹرن مغرب کی ٹیکنالوجی اور ترقی پر کتنا بھاری ہو گا کہ اس کو صرف محسوس کرنے کی ضرورت ہے۔ پاکستانی عوام اسلام پر کٹ مرنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں اگر ہمارے حکمران امریکہ کی بجائے اللہ تعالیٰ سے رشتہ جوڑ لیں۔ ایک بار طاغوتی قوتوں (امیریکا و اسرائیل) کے بجائے اللہ تعالیٰ سے رشتہ جوڑ لیا گیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ مسلمان حکمرانوں کا رشتہ مسلمان عوام سے ایسا جوڑ دیں گے جو ان کے قد و قامت کو ہزار بشوں اور ٹونیوں پر بھاری کر دے گا، وہ ایسا کر سکے تو آج کے بین الاقوامی چوہدری کل ان کے ملاقاتیوں کی قطار میں بیٹھیں گے۔ مگر یہ بات ان کو سمجھائے کون؟''

(روزنامہ ایکسپریس 8 اگست 2006ء)

راشد نیاز لکھتے ہیں:

''اس وقت پوری امت خلافت اسلامی سے محرومی کی زندگی گزار رہی ہے۔ اس وقت اس سرزمین پر کوئی بڑے سے بڑا اہل تقویٰ بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی مکمل اتباع میں زندگی گزار رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آج ہم جس فضا میں سانس لے رہے ہیں وہ ایک عالمی نظام کفر کی دین ہے ہر طرف کفر کی حکمرانی ہے حتیٰ کہ وہ معاشرے بھی جو روایتی طور پر اسلام کی سرزمین رہے ہیں وہاں بھی عالمی کفر کے استبداد نے اپنے پنجے گاڑ دیئے ہیں۔

شریعت اسلامی معطل ہے۔ دنیا کے سیاہ و سفید کی مالک وہ قومیں بن گئی ہیں جو علیٰ الاعلان اللہ اور اس کے رسولؐ سے بغاوت و نافرمانی کا اعلان کرتی ہیں۔ امت کا اندرونی نظام پاش پاش ہو چکا ہے ڈیڑھ ملین مسلمانوں کا اس وقت نہ کوئی امیر ہے اور نہ ہی ان کے امور کا محافظ کوئی خلیفہ ہے نتیجہ یہ ہے کہ آخری رسول کی امت پر کفار و مشرکین نے ہر طرف سے ہلہ بول رکھا ہے۔ ایسی سنگین صورت میں معمول کی زندگی جینے کا خیال عبث ہے۔"

(خلافت تمام مسائل کا حل پیش از لفظ راشد نیاز نئی دہلی 1999ء صفحہ 7-6)

پھر لکھتے ہیں:

"امت کی قوت کا سرچشمہ یہ ہے کہ وہ ایک خلیفہ کے آبرو و اشارے پر حرکت کرتی ہے آج سانحہ یہ ہوا ہے کہ ہمارے درمیان سے وہ مرکز و محور کھو گیا ہے جس کے گرد پوری امت حرکت کرتی ہے۔"

(خلافت تمام مسائل کا حل پیش از لفظ راشد نیاز نئی دہلی 1999ء صفحہ 6-5)

ڈاکٹر طاہر القادری تحریر کرتے ہیں:

"یہ ابن الوقتی کی مفاد پرستانہ سیاست جو محض مصلحتوں کے گرد گھومتی ہے اس کی خاطر ہمارے مذہبی رہنما و زعماء جو عام حالات میں ایک دوسرے کے خلاف تکفیر سازی کے حملے کرتے نہیں تھکتے متحد ہو سکتے ہیں تو دین مصطفوی کے لئے کیوں متحد اور باہم شیر و شکر نہیں ہو جاتے سیاسی مفاد کے لئے فروعی اختلافات مٹائے جا سکتے ہیں تو... امت مصطفویؐ کی وحدت و استحکام کے لئے وہ ایک کیوں نہیں ہو جاتے اور ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائے ایک دوسرے سے برسرپیکار اور درپئے آزار کیوں ہیں۔

خدارا! ہوش کے ناخن لیجئے اور مذہب کے نام پر سجائی جانے والی ان دکانداریوں سے منہ موڑیے کہ اس سے امت مسلمہ کے داخلی استحکام اور اتحاد کو گزند پہنچتا ہے اور من حیث المجموع تمام مسلمانوں کا اس سے نقصان ہوتا ہے خواہ ان کا تعلق کسی بھی مسلک اور مکتب فکر سے ہو۔ وہ لوگ کتنے نادان ہیں جو خودکشی کی راہ پر چل رہے ہیں اور چند روزہ دنیا اور اس کے عارضی مفاد کی خاطر انہوں نے دین اور امت مصطفویؐ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے کتنے افسوس کا مقام ہے کہ محدود گروہی مسلکی اور سیاسی مفادات کے تابع مسلمانوں کے اتحاد کی کوئی تدبیر اور سعی کارگر اور کامیاب نہیں ہو سکی فرقوں میں بٹی ہوئی امت کی

شیرازہ بندی کا کام ہنوز تشنہ تکمیل ہے ترجمان حقیقت علامہ اقبال کے اس پیغام کو فرقہ پرستی کی بھول بھلیوں میں گم ملت فراموش کر چکی ہے۔

منفعت ایک ہے اس قوم کا نقصان بھی ایک
کیا بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک"

(اسلام اور تصور اعتدال وتوازن صفحہ 29 مطبع فریدیہ بک ڈپو (پرائیوٹ) لمیٹڈ نئی دلی سن اشاعت جنوری 2004ء)

عمران یوسف زئی نے تحریر کیا:

"بیشک جس چیز کی اب ہمیں نہ صرف اشد ضرورت بلکہ جس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں خالص اسلامی خلافت کی بحالی ہے وہ نظام جو کہ ہر طرح تمام زمانوں سے ہم آہنگ، آزمایا ہوا اور لامحدود دانائی کی بنیاد سے اخذ کیا گیا ہے یعنی اسلامی عقیدہ سے نیز اس کے دوبارہ قیام کی بشارت ہمیں الصادق و الامینؐ نے خود فرمائی ہے۔"

(نوائے وقت 26 اگست 2006ء)

اخبار زمیندار نے لکھا:

"ہر جگہ ہندو منظم اور مسلمان منتشر ہو رہے ہیں مختلف مقامات پر فساد کا محشر بپا ہے۔ مسلمان پٹ رہے ہیں۔ کوئی راہنما نہیں۔ کوئی سر دھرا موجود نہیں۔ بھیڑوں کا ایک گلہ ہے بے گلہ بان اور نہتوں کا ایک لشکر ہے بے کماندار۔"

(زمیندار 3 ستمبر 1923ء)

اخبار سیاست نے لکھا:

"خدارا! آپ اپنی قوم کی تنظیم کی کوشش کریں آپ ایک مرکز قائم کریں۔ جس کے ماتحت قوم منسلک ہو جائے۔ آپ جب تک اپنی قوم کی تنظیم قائم نہ کریں۔ آپ جب تک اپنے گھروں میں اتحاد قائم نہ کریں۔ تب تک آپ کا دوسرے مذاہب سے اتحاد مشکل ہے۔"

(سیاست 27 اکتوبر 1923ء)

اخبار وکیل نے لکھا:

”اگر مخالفوں کی ایذا رسانیوں سے محفوظ رہنا چاہتے ہو۔ اگر اغیار کے بڑھے ہوئے حوصلوں کو پست کرنے کے خواہشمند ہو۔ اگر قوم کے اطفال وخواتین کو یتیمی اور بیوگی سے بچانے کے متمنی ہو۔ اگر اپنے ناکردہ گناہ بھائیوں کو سزاؤں اور عقوبتوں سے نجات دلانے کے خواہاں ہو۔ تو سچے مسلمانوں کی طرح اپنے اندر اتحاد اور ہمدردی پیدا کرو۔“

(وکیل 27 اکتوبر 1923ء)

ماہنامہ عرفات نے لکھا:

”نظام خلافت کے بغیر تو آج کے مسلمان جزوی دین بلکہ بے دینی سے سمجھوتہ کئے ہوئے ہیں۔ کیا قرآن میں کہیں ہے کہ کوئی دین اسلام ایسا بھی ہے کہ جس میں نہ خلیفۃ المسلمین ہو، نہ اولو الامر ہوں، نہ شوریٰ ہو، نہ امت مسلمہ جو اقوام میں بٹ گئی۔ رسولؐ جو دین امت کے سپرد کر کے گئے تھے وہ کیا ان اداروں کے بغیر تھا؟ آج ہمارے اختیار کردہ دین میں کیا خلیفۃ المسلمین اور دوسرے مذکورہ ادارے جو خلیفۃ المسلمین کے ہوتے ہوئے ہوتے ہیں، موجود ہیں؟ ان اداروں کی عدم موجودگی میں کیا دین نامکمل، ناقص اور آدھا پونا نہیں رہ جاتا؟ کیا قرآن صاف صاف مطلع نہیں کرتا کہ آدھے پونے دین کو اختیار کرنا اس دنیا میں ذلت ورسوائی اور آخرت میں شدید عذاب کا باعث ہے؟ (البقرہ: 85) نظام خلافت کے بغیر تو ہم قرآن مجید کے بیشتر احکامات پر عمل کرنے کے قابل ہی نہیں رہے۔ قرآن کہتا ہے کہ مشرکوں کے ساتھ سب مل کر اس طرح لڑیں کہ سب مشرک اکٹھے ہو کر لڑتے ہیں۔ (التوبہ: 36) لیکن ہم اس حکم کی صریحاً نافرمانی کر رہے ہیں۔ قرآن مجید میں آیا کہ اتنی عسکری تیاری کرو کہ دشمنان اسلام سہمے رہیں (الانفال: 60) لیکن ہم تو اس کے برعکس اپنے دفاع تک کے لئے اسلحہ اغیار سے لیتے ہیں۔ قرآن مجید میں آیا ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور متفرق نہ ہو جاؤ۔ (آل عمران: 103) لیکن ہم تو منتشر ہیں۔ نظام خلافت کے بغیر ہم غلبہ دین حاصل نہیں کر سکتے، سود سے نہیں بچ سکتے، حدود نافذ نہیں کر سکتے۔ غرضیکہ قرآن مجید کے بیشتر احکام کو یوں جیسے معطل کئے ہوئے ہیں۔ بنابریں رسولؐ روز محشر اللہ کے حضور

شکایت کریں گے کہ "اے اللہ! ایک وقت پر میری قوم نے قرآن مجید کو متروک و معطل کئے رکھا۔" (الفرقان:30)

غور کرو! مسلمان بھائیو اور بہنو! جب اللہ و رسولؐ کا عطا کردہ نظام خلافت تلپٹ ہو چکا ہے اور اس کے تلپٹ ہونے نے ہمیں اس قابل ہی نہیں رہنے دیا کہ ہم پورے کے پورے دین اسلام میں داخل ہو سکیں تو ایسے میں ہمارے یہ سجدے، قرآن خوانیاں، نعت خوانیاں، وعظ و نصیحت، ذکر، خطبے، دارالعلوم وغیرہ کس کے لئے؟ ہم لمبی لمبی دعائیں کرتے ہیں لیکن جب ہماری سمت ہی درست نہیں اور موجودہ باطل نظام کو بدلنے کے لئے ہم کوشاں ہی نہیں ہو رہے جس طرح کہ کوئی...پانی کی بجائے تیل پیتا چلا جائے اور بیمار سے بیمار تر ہوتا جائے، ہمارا دشمن ہمارا وہ بگڑا ہوا نظام ہے جس میں ہم رہ بس رہے ہیں۔ ہماری دنیا و آخرت کی سرخروئی اسی طرح اس کے بدلنے میں ہے جیسے رسولؐ اور ان کے ساتھیوں نے اس وقت کے بگڑے ہوئے نظام خلافت سے بدلا۔"

(ماہنامہ عرفات لاہور جامعہ نعیمیہ ستمبر 2006ء)

حسیں دلربا ہیں خلافت کی باتیں
خدا کی عطا ہیں خلافت کی باتیں
یہ تشنہ لبوں کے لئے زندگی ہیں
بہت جانفزا ہیں خلافت کی باتیں

(کمپوزڈ بائی: فائقہ بشریٰ)



﴿3﴾ ﴿مشاہدات۔378﴾

خلافت علیٰ منہاج النبوۃ سے کیا مراد ہے؟

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:56)

خلافت نے ہر کام اپنا سنوارا
ہمارے دِلوں کو اُسی نے نکھارا
خلافت کے نوروں سے ہم ہیں منور
دِلوں سے خلافت نے ہے زنگ اُتارا
خلافت نہ ہوتی تو ہم بھی نہ ہوتے
ہدایت کا ملتا ہمیں نہ منارہ

سامعین! مجھے آج اِس پاکیزہ محفل میں یومِ خلافت کے حوالے سے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے معانی پر روشنی ڈالنی ہے۔

لفظِ ”منہاج“ کا مادہ نَھَجَ ہے جس کے معنی ایسے صاف اور واضح راستہ یا شاہراہ کے ہیں جو کھلا اور وسیع ہو اور جس میں کوئی پیچ وخم اور اُلجھاؤ نہ ہو اور خلافت علی منہاج النبوۃ کے معانی یہ ہوں گے کہ نبوّت کے رستہ پر اُستوار خلافت جو نبی کی وفات کے بعد قائم ہوتی ہے۔

انبیاء کرام زمین پر خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلفاء ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالی اپنے نام کی سر بلندی اور مخلوق کی اصلاحِ کے لئے براہ راست مقرر فرماتا ہے اِس کا ذکر اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں دو مقامات

سورۃ البقرہ:31 اور سورۃ صٓ:27 میں کیا ہے۔ اوّل الذکر آیت میں حضرت آدمؑ اور ثانی الذکر آیتِ کریمہ میں حضرت داؤدؑ کو خلیفہ بنانے کا ذکر ہوا ہے۔ دوسری قسم کے خلفاء وہ ہیں جو انبیاء کے مشن کی تکمیل کرنے، اُسے آگے بڑھانے اور اشاعتِ دین کو جاری رکھنے کے لئے انبیاء کی وفات کے بعد مقرر ہوتے ہیں۔ اِن کی خلافت نبوت کے ظلّی تسلسل کے طور پر ہوتی ہے۔ تاکہ برکاتِ نبوت تادیر دُنیا میں قائم رہیں۔ وہ منصب نبوت پر تو فائز نہیں ہوتے لیکن ایک گونہ مشابہت اور ظلّ کے طور پر کارِ نبوت اور فرائض نبوت بجالاتے ہیں۔ یہی دراصل خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہے اور یہی خلافتِ راشدہ اور خلافتِ حقّہ اسلامیہ ہے۔ کارِ نبوت اور منصبِ نبوت سے مشابہت اور مناسبت ہی کی وجہ سے اس ''خلافت'' کو ''خلافت علیٰ منہاجِ النبوۃ'' کا نام دیا گیا ہے۔ یعنی ایسے خلفاء جو اُسی شاہراہ پر آتے ہیں جو شاہراہِ نبوت اور رسالت ہے۔

قرآن کریم سے ''منہاج النبوۃ'' والی خلافت کا استدلال سورت النور کی آیت المعروف آیتِ استخلاف میں لفظ ''کَمَا'' سے کیا جاسکتا ہے۔ جس کی تلاوت مَیں تقریر کے آغاز پر کر آیا ہوں اور اِس کا ترجمہ یہ ہے۔

کہ تم میں سے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کئے ہیں اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ اُنہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ جیسے کہ اُن لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو اُن سے پہلے تھے اور یقیناً اُن کے لئے اُن کے اُس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کرکے جمادے گا جسے اُن کے لئے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے اس خوف وخطر کو وہ امن وامان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں۔

سامعین! لفظ ''کَمَا'' میں یہ پیشگوئی مضمر ہے کہ اُمّت محمدیہ میں خلفاء، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنے والے منہاج نبوت پر فائز ہوں گے۔ نیز یہ منہاج نبوت پر قائم خلافت ایک روحانی مقام اور منصب ہے جو نبوت کے فیوض اپنے اندر سموئے ہوئے ہوگی اور برکاتِ رسالت دُنیا تک پہنچانے کے لئے جاری ہوگی۔

سامعین! آیت استخلاف کی تفسیر میں ہمیں ایک حدیث میں ملتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ مِنۡهَاجِ

النُّبُوَّۃ قائم ہو گی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہو گی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ پھر جب یہ دور ختم ہو گا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہو گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہو گی اور یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

(مسند احمد بن حنبل مشکوٰۃ کتاب الرقاق باب الانذار والتحذیر الفصل الثالث)

دوسری طرف پھر پہلے مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے آیتِ استخلاف میں بیان لفظِ "مِنْكُمْ" پر غور کریں تو امتِ مسلمہ میں ہی ایک ایسے خاص گروہ کا ذکر ہے جو اپنے ایمان، اخلاص، تقویٰ اور اپنے نیک اعمال کی وجہ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ سے مشابہ ہوں گے اِس لئے اِن میں بھی ایک خلافت قائم ہو گی۔ جس کا ذکر قرآنی الفاظ آخرین میں بھی موجود ہے جیسا کہ سورۃ جمعہ میں مذکور ہے۔ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ O ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ کہ انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

جب یہ آیات نازل ہوئیں تو صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت فرمایا کہ یہ آخرین کون لوگ ہیں؟ جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت ہو گی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی مجلس میں موجود حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

لَوْكَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ اَوْرِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَآءِ

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ)

یعنی اگر ایمان ثریا ستارہ پر بھی چلا گیا تو ایک فارسی الاصل شخص یا اشخاص اس ایمان کو دوبارہ دُنیا میں قائم کریں گے۔

پھر حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپؐ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ جب آپؐ نے اس کی آیت وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ پڑھی جس کے معنے یہ ہیں کہ "کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی ان صحابہ میں شامل ہوں گے جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے" تو ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔ حضورؐ نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس آدمی نے تین دفعہ یہی سوال دہرایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ ہم میں بیٹھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریّا کے پاس بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اُٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اس کو واپس لے آئیں گے۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ جمعہ)

الغرض آخرین سے مراد ابنِ فارس یا ابنائے فارس ہیں جن میں سے مسیح موعودؑ ہوں گے اور اِس پر ایمان لانے والے صحابہؓ کا درجہ پائیں گے۔ گویا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم روحانی رنگ میں واپس آئیں گے۔

سامعین! خلیفہ خود اللہ تعالیٰ چنتا ہے۔ نبی کا انتخاب اللہ تعالیٰ براہ راست اپنے ہاتھوں سے کرتا ہے اور کوئی ہستی یہ اختیار اور قدرت نہیں رکھتی کہ اللہ تعالیٰ کے اس عمل میں دخل انداز ہو سکے اور ان انبیاء کی بعثت اس وقت ہوتی ہے جب ہر طرف تاریکی چھائی ہوتی ہے۔ ایسے میں خدا تعالیٰ کے مامور نبی تنِ تنہا خدا تعالیٰ کی توحید کا پیغام بلند کرتے ہیں۔ لیکن نبی کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ اُن کے ماننے والے متّقی اور خُدا ترس لوگوں کو یہ اعزاز دیتا ہے کہ وہ اُس کے ماننے والوں میں سے ایک جانشین کا انتخاب کریں۔ لیکن یہ انتخاب بھی اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہوتا ہے۔ مستقبل کے نئے خلیفہ کے بارہ میں اللہ تعالیٰ اپنے سینکڑوں بندوں پر رؤیا اور کشوف کے ذریعہ سے اس حقیقت کو عیاں کر دیتا ہے اور ایک زمانے کو اس کا گواہ بنا دیتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے الفاظ ہی اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ یہ وہ مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ جیسے نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ویسے ہی خلافت بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے کوئی انسان نہیں بنا سکتا۔

سامعینِ مکرم! آیتِ استخلاف میں ایک طرف تو اللہ تعالیٰ خلافت کے قیام کا وعدہ فرما رہا ہے اور خلافت کی برکات کو اپنے ذمے لے رہا ہے تو دوسری طرف مؤمنوں پر اِس نعمت کو دائمی بنانے کے لئے اعمالِ صالحہ اختیار کرنے کی ذمہ داری عائد کر رہا ہے تا وہ گروہ ایمان کے تمام تقاضوں کو پورا کرے اور اُن میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ تا دیر قائم رہے۔ چنانچہ آخرین کے گروہ میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو اللہ تعالیٰ نے مامور، نبی، مسیح ابن مریم اور امام مہدی بنا کر بھیجا۔ تب آپؑ کے بعد خلافت علی منہاج النبوہ قائم ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مخلصین کی ایک جماعت تیار کی جو ایمان کے اعلیٰ مقام اور اعمالِ صالحہ کے بلند مرتبہ پر قائم ہوئی۔ جنہوں نے اپنے ایمان اور اعمالِ صالحہ سے خلافت کی حفاظت فرمائی۔

اِس کے مقابل پر مختلف گروہوں، جماعتوں، فرقوں حتّٰی کہ ملکوں کی سطح پر بھی پوری طاقت سے خلافت کے دوبارہ قیام کی کوششیں کی گئیں لیکن یہ تمام پورے جاہ و جلال اور طاقت ہونے کے ناکام و نامراد رہے۔ مسلمانوں کو خلافت کی طرف، اُس کی ضرورت پر جلسے منعقد کر کے، تقاریر کر کے اور پمفلٹس و بروشرز تقسیم کر کے بلایا جاتا رہا ہے۔ لیکن یہ تمام کوششیں ناکام و نامراد ہوئیں اور بعضوں نے اِس امر کا جب بھی کیا تو مسلمانوں کے اپنے فرقے ہی کبھی کسی ایک کی خلافت پر راضی نہیں ہوئے اور نہ ہوں گے۔ ہندوستان کے علماء اور مسلمانوں نے 1919ء سے 1924ء تک خلافت کو بچانے کے لئے تحریک چلائی جس کے سرکردہ لیڈر شوکت علی، محمد علی اور ابو الکلام آزاد تھے۔ حزب التحریر کے نام سے عالمی تنظیم 1953ء میں فلسطین میں قائم ہوئی جس کا مقصد اسلامی خلافت کو نئے سِرے سے قائم کر کے اسلامی قوانین کا نفاذ عمل میں لانا تھا۔ آج ان کی شاخیں دنیا کے کئی ممالک میں موجود ہیں جبکہ پاکستان میں اس کا قیام 1990ء کی دہائی میں عمل میں آیا۔ 2001ء میں حزب التحریر نے خلافت کے قیام کے لئے باقاعدہ جہاد کا اعلان کیا۔ 2010ء سے 2016ء تک حزب التحریر نے دنیا میں خلافت قائم کرنے کے لئے سرگرمیاں تیز کر دیں۔ پاکستان میں ڈاکٹر اسرار احمد نے تنظیمِ اسلامی کے نام سے ایک مسلم ریاست کا قیام کر کے خلافت قائم کرنے کا اعلان کیا۔ اس طرح حزب التحریر اور تنظیمِ اسلامی کا ایک ہی مقصد تھا۔ حتّٰی کہ حزب التحریر کے لیڈر ابو بکر البغدادی نے از خود اسلامی ریاست عراق اور شام کے خلیفہ ہونے کا اعلان کر دیا جسے دنیا کے اکثر ممالک نے ماننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ طریقہ اسلامی شریعت کے خلاف ہے۔

احمدیہ خلافت کے خلاف بہت بڑی سیاسی کوشش 1974ء میں ہوئی۔ جس کے نتیجہ میں جماعتِ احمدیہ کی خلافت کو ختم کر کے شاہ فیصل کو "امیر المؤمنین" کے طور پر اعلان کرنا تھا مگر یہ بھی ناکام ہوا۔ پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پاکستان کے فوجی ڈکٹیٹر ضیاء الحق نے امیر المؤمنین بننے کی کوشش کی مگر اِس کو بھی نہ صرف ناکامی کا سامنا کرنا پڑا بلکہ یہ دونوں ہلاک ہوئے اور اِن کو طبعی موت نصیب نہ ہوئی۔ یہ عقل کے اندھے نہ جانتے تھے کہ ان کے اوپر ایک عظیم ذات ہے جس نے خلیفۃ المسیح اور خلافت کی حفاظت فرمانے کا وعدہ کر رکھا ہے۔

"جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں"

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت جوبلی کے موقع پر اپنے معرکہ آراء خطاب میں فرمایا:

"اے دشمنانِ احمدیت! مَیں تمہیں دوٹوک الفاظ میں کہتا ہوں کہ اگر تم خلافت کے قیام میں نیک نیت ہو تو آؤ! اور مسیح محمدی کی غلامی قبول کرتے ہوئے اس کی خلافت کے جاری و دائمی نظام کا حصہ بن جاؤ۔ ورنہ تم کوششیں کرتے کرتے مر جاؤ گے اور خلافت قائم نہیں کر سکو گے، تمہاری نسلیں بھی اگر تمہاری ڈگر پر چلتی رہیں تو وہ بھی کسی خلافت کو قائم نہیں کر سکیں گی۔ قیامت تک تمہاری نسل در نسل یہ کوشش جاری رکھے تب بھی کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ خدا کا خوف کرو اور اور خدا سے ٹکر نہ لو اور اپنی اور اپنی نسلوں کی بقا کے سامان کرنے کی کوشش کرو۔"

سامعین! جہاں تک امن کا سوال ہے تو اللہ نے اس آیت استخلاف میں جو یہ فرمایا کہ اللہ "مومنوں" کی خوف کی حالت کو امن میں بدل دے گا۔ سو مومن تو وہ ہے جو نبوت اور اُس کی خلافت پر ایمان لاتا ہے جس کی بشارات اللہ اور اُس کے رسول نے دی ہیں۔ پھر وہ حالتِ امن میں چلا جاتا ہے۔ کیونکہ مومن کا امن یہ ہے کہ اس کی روح یہ فریاد کرتی ہے کہ کوئی امام اور ہادی ہو جو خدا کی طرف سے مامور ہو اور ہمیں اس راہ پر چلائے جو اللہ کی جنتوں کا وارث بنا دے اور ہمیں اپنی دعاؤں کے حصار میں لے لے۔ اِس حوالے سے ہم تاریخ اسلام میں پڑھتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلافتِ راشدہ کے دور میں باوجود شدید مخالفت کے امن ہی امن تھا اور ایسا ہی حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کی خلافت میں ہوا۔

جماعت احمدیہ ہر قربانی کرتی چلی گئی مگر جماعت احمدیہ میں خلافت کی بدولت ہر فرد امن میں ہے۔ کیونکہ جماعت کا ایک خلیفہ ہے۔ جو ڈھال بن کر ہر احمدی کے سامنے کھڑا ہے۔ جس کی دعاؤں کی قبولیت کے حصار میں، جس کی اطاعت اور محبت اور وفا کی چار دیواری میں بیٹھ کر، ایک احمدی ایسے امن میں ہے کہ دنیا اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ اللہ اپنے خلیفہ سے کلام کرتا ہے اور اُس کی تائید و نصرت کے لیے اللہ جیسے آسمان سے زمین پر آتا ہے اور اپنے ہاتھوں سے اپنے خلیفہ کے کام کرتا ہے اور دنیا کی حکومتوں، دشمنوں اور مخالفین کی، خلافت اور خلیفہ وقت کے آگے اور مؤمنوں کی جماعت کے آگے کوئی حیثیت نہیں ہوتی اور اِسی امن کے وعدہ کو بڑی شان سے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پورا کرتا چلا جاتا ہے۔

آئیں! اِس حوالہ سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ لی وہ عظیم الشان پیشگوئی سنیے جس میں آنے والے خلفاء کو امن و سلامتی کی بشارت دی۔ فرماتے ہیں۔

”یہ سب لوگ مل کر جو فیصلہ کریں گے وہ تمام جماعت کے لئے قابل قبول ہوگا اور جماعت میں سے جو شخص اس کی مخالفت کرے گا وہ باغی ہوگا اور جب بھی انتخابِ خلافت کا وقت آئے اور مقررہ طریق کے مطابق جو بھی خلیفہ چنا جائے میں اُس کو ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر اس قانون کے ماتحت وہ چنا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوگا اور جو بھی اس کے مقابل میں کھڑا ہوگا وہ بڑا ہو یا چھوٹا ہو ذلیل کیا جائے گا اور تباہ کیا جائے گا کیونکہ ایسا خلیفہ صرف اس لئے کھڑا ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کو پورا کرے کہ خلافت اسلامیہ ہمیشہ قائم رہے۔ پس چونکہ وہ قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتوں کو پورا کرنے کے لئے کھڑا ہوگا اس لئے اُسے ڈرنا نہیں۔ چاہیے۔“

(خلافت اسلامیہ حقہ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قُدرتیں دِکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دِکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل

پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جُدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دِکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دُنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 301 تا 302)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت جوبلی 2008ء کے موقع پر اپنے خطاب میں فرمایا:

’’میری تو بہت عرصہ پہلے خدا تعالیٰ نے یہ تسلی کروائی ہوئی ہے کہ اس دور میں وفاداروں کو خدا تعالیٰ خود اپنی جناب سے تیار کرتا رہے گا۔ پس آگے بڑھیں اور اپنے ایمان اور اعمال صالحہ کا محاسبہ کرتے ہوئے آپ میں سے ہر ایک ان بابرکت وجودوں میں شامل ہو جائے جن کو خدا تعالیٰ خلافت کی حفاظت کے لئے خود اپنی جناب سے ننگی تلوار بنا کر کھڑا کرے گا‘‘

سامعین! آج اگرچہ دنیا کے مسلمان جانتے ہیں کہ صرف خلافت ہی اسلام کو دجّال سے بچا سکتی ہے اور امام کے تحت ہی ترقی نصیب ہوتی ہے کیونکہ وہ ایک ڈھال ہے اور اللہ کے رسول نے حذیفہؓ کو فرمایا تھا

’’فتنوں کے وقت میں اُس جماعت کے ساتھ ہو جانا جس کا امام ہو۔‘‘

آج مسلمانوں کے دگر گوں حالات اور خاص طور پر پاکستان کی اخلاقی، سماجی، اقتصادی اور مذہبی تباہی مسیح مہدیؑ امام آخر الزمان کے انکار کے نتیجہ میں ہے۔ ان کی تمام سرگرمیاں ظالمانہ، ان کی سوچ غلط اور گمراہی اور اندھیروں میں بھٹکنا ان کا مقدر بن چکا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے خلیفہ کے مرتبہ کے بارے میں فرمایا ہے:

”خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ در حقیقت رسول کا ظِلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دُنیا کے وجودوں سے اشرف واَولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔“

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

چنانچہ ہم نے دیکھا ہے کہ جس کسی نے بھی خلیفہ کا مرتبہ پہچانا ہے اُسے قدرتی طور پر خلیفہ سے محبت ہوتی ہے اور یہ ایسا قدرتی جذبہ ہے جو چھوٹے بچوں میں بھی دکھائی دیتا ہے جو خلیفہ سے چمٹنا اُسکا ہاتھ پکڑنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں اور محبت سے بات کرتے ہوئے آنسو بہاتے ہیں۔ ایک چھوٹی سی مسکراتی شامی بچی کی مثال جو خلیفۃ المسیح کو کہتی ہے:

I do not have any question to ask you. I just have to say it makes me very happy when I see you smile. And I love you

تجھ میں اک ایسی کشش ہے کہ بقولِ غالب
خود بخود پہنچے ہے گل گوشۂ دستار کے پاس

اور جب دلی عقیدت اور محبت ہو تو اطاعت ایک قدرتی چیز ہے اور یہ محبت دو طرفہ ہے۔ آج کونسا سیاسی یا مذہبی لیڈر ہے جو دعا کی اپیل کرتا ہے تا دنیا اپنے رب کو پہچانے اور اپنی نسلوں کو بربادی سے بچالے۔ آج

کونسا دینی رہنما یا سیاسی حاکم ہے جو ہر رات اپنے لوگوں کے لئے خدا کے حضور التجا کرتا ہے۔ آج کون سا لیڈر ہے جس کو اپنی اولاد سے بڑھ کر دوسروں کی اولاد کی فکر ہے اور ان کے عائلی مسائل کو دور کرنے کی پریشانی ہے۔ آج صرف خلیفۃ المسیح ہی ہے جو ہر رات کو سونے سے قبل چشمِ تصور میں اپنے لوگوں تک پہنچتا ہے اور دعا کرتا ہے۔ آج صرف خلیفۃ المسیح ہی ہے جو اپنے رب سے کہتا ہے

کشکول میں بھر دے جو میرے دل میں بھرا ہے

پس ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ ہمارا خلیفہ ہمارا امام ہے، ہمارا رہنما ہے، ہمارا مربی ہے، ہمارا محسن ہے اور ہمارا روحانی باپ ہے اور کیسا پیارا خلیفہ ہے جو یہ کہتا ہے

”یہ میں کوئی احسان نہیں کرتا بلکہ میرا فرض ہے اور اللہ کرے کہ مَیں اس سے بڑھ کر فرض ادا کرنے والا بنوں...“

(خطبہ جمعہ 6 جون 2014ء)

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے 25 اکتوبر 2019ء کو جرمنی میں خدام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

”اطاعت یہی ہے کہ جو کچھ خلیفہ کہے اسے غور سے سنو اور عمل کرو اور عہدیداران کا کام یہ ہے کہ اپنے بچوں اور افرادِ جماعت میں اس اہمیت کو اجاگر کریں اسی طرح سے خلافت کی حفاظت ہو سکتی ہے۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کی حفاظت اور اُس کے حقوق ادا کرنے والا بنائے۔ آمین

سایۂ ابرِ خلافت، نعمتِ خیر الوریٰ
یہ سروں پر ہے ہمارے شفقتوں کی اک رِدا
خوشا کہ ہے نور پایا ہم نے اس مہتاب سے
اپنے سینے ہیں فروزاں اس کی آب و تاب سے
مُنضبط یہ رشتۂ طاعت، قیادت ہو ہمیش
سر پہ اپنے سایۂ ابرِ خلافت ہو ہمیش



﴿4﴾　﴿مشاہدات۔56﴾

خلافت، حبلِ متین ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۖ وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ　(اٰلِ عمران:104)

اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔

خلافت نورِ رب العالمیں ہے
خلافت ظلِ ختم المرسلیں ہے
خلافت پاسبانِ مومنیں ہے
خلافت ہی سے شانِ مومنیں ہے
کیا ہے متحد قوموں کو جس نے
مرے ہمدم یہ وہ حبل متیں ہے

میرے بھائیو! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ خلافت، حبلِ متین ہے یا اسے یوں کہہ لیں کہ خلافت حبلُ اللہ ہے۔

پیارے انصار بھائیو! خلافت ایک اللہ کی رسی ہے ایک حدیث سے یوں ثابت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد ابو بکر اور عمر کی پیروی کرو۔ کیونکہ وہ دونوں خدا کی وہ لمبی رسّی ہیں کہ جس نے ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا، اس نے نہ ٹوٹنے والے کڑے کو پکڑ لیا۔

(تفسیر الدّر المنثور جز اول صفحہ 584)

مفسّرین نے حبلُ اللہ سے مراد قرآن مجید، اسلام، اطاعتِ رسول ﷺ اور جماعت مومنین سے موافقت اختیار کرنا لیا ہے۔ جو نبوّت اور پھر اس کے بعد خلافت کے ذریعہ۔ مؤمنین میں پروان چڑھتے ہیں اور آقا و مولی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عقیدت بڑھتی نیز اللہ تعالیٰ کے فرمان قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ (آل عمران:32)

کہ ''تو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا'' کے مطابق رسول ﷺ کی پیروی کے بغیر اللہ کی محبت حاصل نہیں کی جاسکتی۔ اس لحاظ سے آنحضرت ﷺ اللہ کی وہ مضبوط رسی ہیں جس کو مضبوطی سے پکڑے بغیر نہ اللہ کی محبت حاصل ہو سکتی ہے اور نہ ہی قوم کا شیرازہ مجتمع رہ سکتا ہے اور یوں اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے کا نتیجہ یہ ہو گا کہ جماعت مؤمنین تفرقہ اور انتشار سے بچی رہے گی اس کا شیرازہ قائم رہے گا اور جماعت میں قومی اور ملّی وحدت کا قیام ہو گا اور یہ اتحاد اُمتِ واحدہ بننے کا ضامن ہو گا۔

پیارے بھائیو! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالی اس مضمون کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

''ہم دیکھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ایک ہو کر رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ یہ اللہ کی رسّی تم پر ایک انعام ہے۔ اللہ کی اس رسّی کو پکڑنے کی وجہ سے تم پر اللہ کے فضل نازل ہوئے اور اس کے انعاموں سے تم نے حصہ پایا۔ تمہارے معاشرے کے تعلقات بھی خوشگوار ہوئے اور تمہاری آپس کی رشتہ داریوں میں بھی مضبوطی پیدا ہوئی۔

ہم آنحضرت ﷺ کی بعثت سے قبل کے واقعات تاریخ میں پڑھتے ہیں اور پھر آپؐ کی بعثت کے بعد کے حالات بھی ہمارے سامنے ہیں کہ کس طرح محبتیں بڑھیں اور ایک دوسرے سے کس طرح اخوت کا رشتہ قائم ہوا۔ کس طرح ایک دوسرے کے بھائی بھائی بنے۔ دیکھیں مدینہ کے انصار نے مکّہ کے مہاجرین کو

کس حد تک بھائی بنایا کہ اپنی آدھی جائیدادیں بھی ان مہاجرین کو دینے کے لیے تیار ہو گئے بلکہ بعض جن کی ایک سے زائد بیویاں تھیں۔ انہوں نے یہاں تک کہا کہ ہم ایک بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں اور تم اس سے شادی کر لو۔ تو اس حد تک بھائی چارے اور محبت کی فضا پیدا ہو گئی تھی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ محبت اور بھائی چارے کی یہ فضا صرف امن اور آسائش کے وقت میں نہیں تھی کہ فراوانی ہے، کشائش ہے تو کچھ دے دیا بلکہ جنگ اور تکلیف کی حالت میں بھی قربانی کے اعلیٰ معیار قائم ہوئے۔ اور یہ صرف اس لئے تھے کہ ان لوگوں نے اللہ کی رسّی کی پہچان کی اور اسے مضبوطی سے پکڑا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26 اگست 2005ء)

انصار بھائیو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک عربی شعر میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ جس کو اردو ترجمہ پیش کرتا ہوں۔

اَے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ نے اپنی قوم کو گوبر کی طرح ذلیل حالت میں پایا تھا۔ لیکن اپنی قوت قدسیہ کے ذریعہ انہیں آپؐ نے سونے کی ڈالیوں کی مانند بنا دیا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ

"ایک فرانسیسی مؤرخ لکھتا ہے کہ مجھے سب سے زیادہ حیرت اس بات پر آتی ہے کہ ہمیں چند آدمی پھٹے پُرانے کپڑوں میں ملبوس مدینہ کی ایک ٹوٹی پھوٹی مسجد میں جس پر کھجور کی شاخوں کی چھت پڑی ہوئی تھی اور جو ذرا سی بارش سے بھی ٹپکنے لگ جاتی تھی، سرگوشیاں کرتے دکھلائی دیتے ہیں اور جب ہم ان۔کے قریب پہنچ کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ آپس میں کیا باتیں کر رہے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپس میں یہ باتیں کر رہے ہیں کہ ہم قیصر و کسریٰ کو کس طرح شکست دیں اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ چند سالوں کے اندر اندر واقعہ میں ایسا ہی ہو گیا اور اُن بے سروسامان اور کمزور درویشوں نے قیصر و کسریٰ کی حکومت کو پاش پاش کر دیا۔"

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 303)

خلافت راشدہ کے بعد مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ مسلمان اپنی ان اعلیٰ خصوصیات کو ترک کرتے گئے اور حبل اللہ سے اپنا دامن چھڑا لیا تو اُن کے اندر اندرونی اور بیرونی زوال شروع ہو گیا۔ اُمّتِ مسلمہ

فرقہ در فرقہ بٹتی چلی گئی۔ کُفر سازی، قتل و غارت گری اور باہمی نفرتوں کا ایسا سلسلہ شروع ہوا جو آج تک تھمنے کا نام نہیں لیتا۔ تیل کی فراوانی اور دولت کے انبار ہونے کے باوجود غیروں کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہیں۔

انصار بھائیو! ان پُر آشوب حالات میں خلافت احمدیہ ہی وہ حبل اللہ اور عظیم نعمت الٰہی ہے جس سے آج کے دَور میں اُمّتِ مسلمہ کی وحدت اور شیرازہ بندی وابستہ ہے۔ نظام خلافت کے قیام اور استحکام کے علاوہ کوئی اَور دنیاوی تحریک و تدبیر مسلمانوں کی موجودہ پستی اور زبوں حالی اور افتراق و تشتّت کو دُور کرنے اور اسلام کی عظمت و غلبہ کو ثابت کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔

مسلمان مفکّرین اور دانشور اس کا اظہار وہ بارہا کر چکے ہیں۔ چنانچہ مفکّرِ اسلام مولانا عبد الماجد دریابادی لکھتے ہیں:

”اتنے تفرق اور تشتّت کے باوجود کبھی کسی کا ذہن اس طرف نہیں جاتا کہ عراق کا مُنہ کدھر اور شام کا رُخ کس طرف ہے۔ مصر کدھر اور حجاز کدھر، یمن کی منزل کون سی ہے اور لبنان کی کونسی۔ ایک خلافت اسلامیہ آج ہوتی تو اتنے چھوٹے چھوٹے ٹکڑیوں میں آج مملکتِ اسلامیہ کیوں تقسیم در تقسیم ہوتی... تُرک اور دوسرے مسلم فرمانروا آج تک تنسیخِ خلافت کی سزا بھگت رہے ہیں اور خلافت کو چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی قومیّتوں کا جو افسوں شیطان نے کان میں پھُونک دیا ہے وہ دماغوں سے نہیں نکالتے۔“

(صدق جدید لکھنؤ یکم مارچ 1974ء)

مدیر ہفت روزہ ”تنظیم اہلِ حدیث“ لاہور نے لکھا:

”اگر زندگی کے ان آخری لمحات میں بھی ایک دفعہ خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت کا نظارہ نصیب ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ ملّتِ اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے اور رُوٹھا ہوا خدا پھر سے مَن جائے اور بھنور میں گھری ہوئی ملّتِ اسلامیہ کی یہ ناؤ شاید کسی طرح اُس کے نرغے سے نکل کر ساحلِ عافیت سے ہمکنار ہو جائے۔ ورنہ قیامت میں ہم سب سے خُدا پوچھے گا کہ دنیا میں تم نے ہر ایک کے اقتدار کے لیے زمین ہموار کی۔ کیا اسلام کے غلبہ اور قرآن حکیم کے اقتدار کے لیے بھی کچھ کیا!؟“

(12 دسمبر 1969ء)

''اسلامک دعوہ سنٹر'' امریکہ لکھتا ہے کہ:

''آج مسلمان ہر طرف سے کافروں کے چنگل میں ہیں۔ یوگوسلاویہ میں مسلمانوں کا قتلِ عام ہو یا ایتھوپیا اور صومالیہ میں قحط، پاکستان میں قتلِ عام ہو یا کشمیر کے مسائل ... ان سب مسائل کا صرف اور صرف ایک ہی حل ہے اور وہ ہے خلافت کا قیام۔ دُنیا بھر کے سب مسلمانوں پر خلافت کا قیام اور پھر اُن پر صرف ایک خلیفہ کا رہنا ایسے فرائض کی طرح ہے جن کو چھوڑ دینا اللہ عزّوجلّ نے حرام قرار دیا ہے۔ یہ فرض ایسا فرض ہے جس سے کسی مسلمان کی پسند یا ناپسند کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی اس فرض کی تکمیل میں کوئی غفلت، تساہل یا لاپرواہی ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے فرض کو اتنی اہمیت دی ہے جس کی کوتاہی سے اللہ تعالیٰ انہیں شدید ترین عذاب دے گا۔''

(ندائے خلافت 29 ستمبر تا 12 اکتوبر 1992ء)

یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مسلمان علماء اور دانشوروں نے خلافت کے قیام کے لیے کوششیں بھی بے شمار کیں کہ کسی طرح اُمّتِ مسلمہ میں اتحاد پیدا ہو جائے لیکن ناکامی و نامرادی ہی ان کا مقدر بن گئی۔ ان کوششوں کے حسرتناک انجام کے بارے میں علاّمہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں: ''مسلمانوں کا سیاسی انتشار اب کچھ چھپا راز نہیں۔ ہم نے پہلے لیگ بنائی۔ پھر خلافت قائم کی۔ پھر جمعیت کھڑی کی۔ بعد ازاں مسلم کانفرنس کو پیدا کیا۔ پھر جماعت احرار میدان میں آئی۔ ان میں سے ہر ایک کو مسلمانوں کی سیاسی نمائندگی کا دعویٰ ہے اور ہر ایک پوری قوم کی زبان ناطق بننے کی مدّعی۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کا کوئی پروگرام اب تک نہ قابلِ عمل ہو سکا ہے اور نہ آئندہ ہو گا۔ اس سے پہلے کہ مسلمانوں کی اصلاح کی دعوت دی جائے، ضرورت ہے کہ ان انجمنوں کی شکست وریخت کی جائے۔ ان میں سے بعض کو دفن کر دیا جائے اور بعضوں کے مقاصد بدل دیے جائیں اور صرف ایک انجمن قائم رکھی جائے۔''

(رسالہ معارف ستمبر 1993ء)

عزیز انصار بھائیو! میں اب اس مضمون کی مناسبت سے پانچوں خلفاء کا ایک ایک ارشاد آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

”میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دستورِ عمل ہو۔ باہم کوئی تنازع نہ ہو۔ کیونکہ تنازع فیضانِ الٰہی کو روکتا ہے... چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میّت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مُردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظُلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ استغفار کثرت سے کرو اور دُعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملاہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا۔ پس اس نعمت کا شُکر کرو۔ کیونکہ شُکر کرنے پر ازدیادِ نعمت ہوتا ہے۔“

(خطباتِ نُور صفحہ 131)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

”اس بات کو خوب اچھی طرح یاد رکھو کہ خلافت حبل اللہ ہے اور ایسی رسّی ہے کہ اس کو پکڑ کر تم ترقی کر سکتے ہو۔ اِس کو جو چھوڑ دے گا وہ تباہ ہو جائے گا۔“

(درس القرآن فرمودہ یکم مارچ 1912ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

”ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اُس کے شکر گزار بندے بن کے اپنی زندگیوں کے دن گذاریں اور جماعت کے اندر اتحاد اور اتفاق کو ہمیشہ قائم رکھیں اور اس حقیقت کو نظر انداز نہ کریں کہ سب بزرگیاں اور ساری ولایت خلافتِ راشدہ کے پاؤں کے نیچے ہیں۔“

(تعمیر بیت اللہ کے 23 عظیم الشان مقاصد صفحہ 116)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا:

”یاد رکھیں کہ آپ کی وحدت خلافت سے وابستہ ہے اور اُمّتِ واحدہ بنانے کا کام خلافتِ احمدیہ کے سپرد ہے اَور کسی کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ میں خدا کی قسم کھا کر اِس مسجد میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کو اُمّتِ واحدہ بنانے کا کام خدا تعالیٰ نے اس دَور میں خلافتِ احمدیہ کے سپرد کر دیا ہے۔ جو اس سے تعلق کاٹے گا وہ اُمّتِ واحدہ سے اپنا تعلق کاٹے گا اور اس کی کوئی کوشش خواہ نیکی کے نام پر ہی ہو کبھی کامیاب نہیں ہو گی۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16 جولائی 1993ء)

بھائیو! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اب اللہ کی رسّی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود ہی ہے، آپؑ کی تعلیم پر عمل کرنا ہے اور پھر خلافت سے چمٹے رہنا بھی تمہیں مضبوط کرتا چلا جائے گا۔ خلافت تمہاری اکائی ہو گی اور خلافت تمہاری مضبوطی ہو گی۔ خلافت تمہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آنحضرت ﷺ کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے جوڑنے والی ہو گی۔ پس اس رسّی کو بھی مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ ورنہ جو نہیں پکڑے گا وہ بکھر جائے گا۔ نہ صرف خود برباد ہو گا بلکہ اپنی نسلوں کی بربادی کے سامان بھی کر رہا ہو گا۔ اس لئے ہر وہ آدمی جس کا اس کے خلاف نظریہ ہے وہ ہوش کرے۔

اس رسّی کو پکڑنا کس طرح ہو گا؟ یہ صرف بیعت کر کے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان لینے سے ہی نہیں ہو گا بلکہ ان شرائط بیعت پر عمل کرنا بھی ضروری ہے جو آپؑ نے مقرر فرمائی ہیں۔ دیکھیں! کتنی کڑی شرائط ہیں۔ بعض تو بعض عمل کرنے والوں کو بڑی بڑی لگتی ہیں۔ لیکن کس درد سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے۔ کس طرح ایک ایک بات کو لے کر ہمیں سمجھایا ہے کہ میری بیعت میں آنے کے بعد کس طرح تمہیں اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی۔ عبادات اور توحید کے قیام سے لے کر چھوٹی سے چھوٹی نیکیاں اختیار کرنے، تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے اور اپنے بھائیوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف ہمیں توجہ دلائی تا کہ اللہ کے احکامات کی رسّی کو تھام کر ہم

اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکیں، اس کی رضا حاصل کرنے والے بن سکیں۔ اور یہی باتیں ہیں جن کی آپؑ کے بعد خلفائے وقت نے تلقین کی اور نصیحت فرماتے رہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26 اگست 2005ء)

سامعین! آج جب خلافت احمدیہ کو قائم ہوئے ایک سو سولہ سال ہوگئے ہیں تو ان سالوں کا ایک ایک دن اس بات کا گواہ ہے کہ مخالفین احمدیت کی طرف سے جو بھی مخالفت کی آندھیاں چلائی گئیں، جو بھی طوفان برپا کئے گئے۔ انشقاق اور دشمنی کے خارزار لگائے گئے۔ خوف اور ہراس پھیلا کر ہر طرف سے راستہ روکنے کی کوشش کی گئی۔ نام نہاد مذہبی راہنماؤں، متشدّد مولویوں سے لیکر حکومتوں تک نے ایڑھی چوٹی کا زور لگایا۔ مگر تکبر کے سارے بت ٹوٹ گئے۔ خوف کی فضائیں امن میں بدل گئیں۔ دین کو تمکنت حاصل ہوئی اور وہ ایک آواز جو منارہ قادیان سے عشق مصطفی کے جام سے لبریز ہو کر اٹھی اور اکناف عالم میں پھیل گئی ایک شخص بیس کروڑ سے زائد میں بدل گیا اور قادیان کی ایک بستی ہزاروں لاکھوں بستیوں کا روپ دھار گئی۔ یہ خدا کے فضلوں کی وہ بارش ہے جو خلافت کے ذریعہ ارض احمدیت پر برسی۔ ایشیا کے میدانوں، افریقہ کے جنگلوں اورامریکہ کے مہکتے لالہ زاروں میں جو لاالہ الا اللّٰہ کے نعرے گونج رہے ہیں اور وہ رنگ جو براعظم آسٹریلیا کے باشندوں کے دلوں سے اُتارا جا رہا ہے اور وہ روشنی جس سے شش جہات جگمگا رہے ہیں۔ بادشاہ مسیح پاک کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈ رہے ہیں یہ بھی خدا کے فضلوں اور نعمتوں کی وہ بارش ہے جو احمدی زمین پر عرش کا خدا اس رسی نازل فرما رہا ہے یہ سب بھی خلافت کا فیض ہے۔

میرے بھائیو! حقیقت یہ ہے کہ خلافت خدائے عزوجل کی نعمت ہے ، دولت ہے، برکت ہے، رحمت ہے، خلافت باعث تہذیب انساں ہے، خلافت زینت مہر نبوت ہے۔ خلافت دین کا ایک حصن حصین اور حبلُ اللہ ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ خلافت کی وجہ سے خاک کے سینہ سے پھول اگتے ہیں۔ بحر و بر میں رنگ ونور کی گھٹائیں برستی ہیں۔ خلافت کے طفیل ہی وفا کے دیئے جلتے اور نت نئے چراغ مصطفوی کے اظلال جگمگاتے ہیں۔ پس آج احمدیت کو دنیا میں جو بھی ترقیات نصیب ہو رہی ہیں وہ خلافت کی وجہ سے ہیں۔ ہزاراں ہزار احمدی جو سچی خوابوں کا فیض پاتے ہیں۔ کشوف والہامات سے نوازے جاتے ہیں۔ جن سے

فرشتے ہمکلام ہوتے ہیں۔ جن کے لیے آسمانی دروازے کھولے جاتے ہیں۔ جو ہر میدان میں فتح و ظفر کے عَلم لہراتے ہیں۔ یہ سب خلافت احمدیہ کا فیضان ہیں۔ آج جو شخص بھی ان نعمتوں سے فیضیاب ہونا چاہتا ہے ان برکتوں سے حصہ لینا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ بھی دل و جان سے خلافت کے ساتھ وابستہ ہو جائے اور خلافت کی اطاعت و فرمانبرداری کا جؤا اپنی گردن میں ڈال لے۔

محبت کے جذبے، وفا کا قرینہ
اخوت کی نعمت، ترقی کا زینہ
خلافت سے ہی برکتیں ہیں ساری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری



﴿5﴾ ﴿مشاہدات۔42﴾

خلافت، ایک حصن حصین ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۗ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۗ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:56)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

سامعین! آج مجھے خلافت ایک حصین حصین ہے پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے۔

اس اہم عنوان پر گفتگو کرنے سے قبل ہمیں دو الفاظ خلافت اور حصن حصین کے معنی کو جاننا ضروری ہے۔ دونوں الفاظ اُمّ الالسنۃ عربی زبان کے ہیں۔ خلافت کے معنی جانشین اور حصن حصین کے معنی مضبوط قلعہ، مضبوط چار دیواری اور فصیل کے ہیں۔ یوں خلافت ایک حصن حصین ہے کے معنی ہوں گے کہ خلافت ایک مضبوط قلعہ اور فصیل ہے۔ جس کے اندر کے رہائشی دشمنوں اور مخالفوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ ہم اس مضمون کو سائبان، حصار، چھتری، کیمپ، ڈھال، سفینہ، چمن، آشیاں اور لڑی سے بھی تشبیہ دے سکتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں انسان کو ارد گرد کے خطروں سے محفوظ رکھتی ہیں۔

میرے بھائیو! پرانے وقتوں میں بادشاہ اپنی حفاظت کے لئے بڑے مضبوط قلعے بنایا کرتے تھے جو بالعموم پہاڑوں یا اونچی اور بلند جگہوں پر بنائے جاتے تھے جہاں دشمن افواج کی رسائی بہت مشکل ہوا کرتی تھی۔ یورپ اور مغربی اقوام میں ان قلعوں کو حکومتوں نے سیاحوں کے لئے محفوظ کر کے رکھا ہے۔ ایشین ممالک میں بعض قلعے تو محفوظ ہیں اور بعض کے ابھی بھی آثار ملتے ہیں ان تمام ورثوں کو آثار قدیمہ قرار دے کر محفوظ کیا گیا ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے بادشاہ، ان کے اہل خانہ، حواری، افواج ان میں قلعہ بند ہو کر اپنی مخالف افواج پر حملہ آور ہوا کرتے تھے اور اگر دشمن فوجیں ان قلعوں پر حملہ آور ہوتیں تو ان قلعوں کی مضبوط سیسہ پلائی دیواروں سے ٹکرا کر اپنا نقصان کرتیں بسا اوقات ہزاروں جانوں کا بھی نقصان اٹھانا پڑتا۔

روحانی معنوں میں خلافت بھی ایک ایسا مضبوط اور محکم قلعہ ہے جس کے اندر حضرت خلیفۃ المسیح اپنے حواریوں اور احباب جماعت کے ساتھ غیر از جماعت قوتوں اور طاقتوں کے ساتھ بر سر پیکار ہیں۔ ہم احباب جماعت قلعہ بند ہونے کی وجہ سے محفوظ ہیں جبکہ ہم پر حملہ آور ہمارے دشمن قلعہ پر حملہ کر کے نقصان اٹھاتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

”جس خلافت کے گرد خدا کی مدد اور اس کی نصرت پہرہ دے رہی ہے اس خلافت کے قلعے پر اگر تمہاری لات پڑے گی تو تمہاری ہڈیاں بھی اس طرح چور چور ہو جائیں گی ان کے ذرّے ذرّے بھی دنیا کو نظر نہیں آئیں گے۔

(خطبہ جمعہ 10 مارچ 1972ء۔ روزنامہ الفضل آن لائن 15 فروری 2022ء)

ایک پرچم کے تلے سب پرچموں کی ہے اماں
ورنہ ماہ و حشمتیں سب ہوتی جائیں گی دھواں
در بدر ٹھوکر زدہ کا خلافت آشیاں
اب خلافت عالم کل کے لئے ہے سائباں

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کو ڈھال قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے إِنَّمَا الإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ کہ امام ڈھال ہے جس کے پیچھے رہ کر جنگ لڑی جاتی ہے۔ آج علمی اور اخلاقی دلائل کی جنگ کا دور ہے اور مومنین کی یہ جماعت دشمن کے ہر وار کا جواب خلیفۃ المسیح کی راہنمائی میں دے رہی ہے۔

سامعین! ظاہری اور روحانی قلعہ میں نمایاں فرق یہ ہے کہ ظاہری قلعے کو سیمنٹ، ریت اور بجری سے تیار کیا جاتا ہے اور اس کر اندر یا اوپر دشمن کے ہاتھوں کو زخمی کرنے کے لئے شیشے جڑے جاتے ہیں جبکہ روحانی قلعہ کا معمار خود خدا تعالیٰ ہوتا ہے اور اس قلعہ کی دیواریں خدا خوفی، تقوی اور رات کی دعاؤں سے تعمیر کی جاتی ہیں اور دن گزرنے کے ساتھ ساتھ رات کی دعاؤں اور خدا خوفی اور اپنے بادشاہ خلیفۃ المسیح سے محبت اور عشق کی وجہ سے اس قلعہ کی دیواریں مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جاتی ہیں۔

اس کی ایک مثال یہ ہے کہ آج جو منافرت، دشمنی، بے امنی، قتل و غارت گری عالمگیر معاشرے کا حصہ بن گئی ہے۔ سڑکوں پر ہنگامہ دیکھنے کو ملتا ہے، ہڑتالیں روز کا معمول بن چکی ہیں، لوگوں کی جائدادوں کا جلاؤ گھیراؤ روز دیکھنے کو ملتا ہے۔ ایک فرقہ دوسرے فرقے کے خلاف آگ لگانے میں مصروف اور دوسرے مخالف فرقہ کی مساجد اور عبادت گاہوں کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ ایک احمدی پُرامن قلعہ میں محفوظ ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو محفوظ محسوس کرتا ہے۔ نہ وہ سڑکوں پر نظر آتا ہے نہ وہ جائدادیں لوٹنے میں مصروف عمل ہے یوں وہ اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اس حصن حصین کو مزید مضبوطی کا باعث بن رہے ہیں۔

سائے میں خلافت کے ہے اب امن جہاں بھی
اے کاش! سمجھ آئے یہ عالم کو بتا دے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”احمدیت کی خوبصورتی تو نظام جماعت اور نظام خلافت کی لڑی میں پرویا جانا ہے اور یہی ہماری اعتقادی طاقت بھی ہے اور عملی طاقت بھی۔“ (روزنامہ الفضل 21 جنوری 2014ء)

سامعین! پھر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو ایک اور پیرایہ میں یوں بیان فرمایا ہے۔

”اسلام کی ترقی اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ وابستہ ہے جو خلافت کے ساتھ منسلک ہے جماعت کی لڑی میں پروئے ہوئے جو حبل اللہ کو پکڑے ہوئے ہیں۔“

(روزنامہ الفضل 21 جنوری 2014ء)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس مضمون کو تسبیح سے یوں تشبیہ دی ہے کہ جس طرح تسبیح میں کچھ موتیوں کے بعد ایک بڑا موتی آتا ہے پھر تسبیح کے دھاگے کے دونوں سروں پر ایک بڑے موتی سے تسبیح کے تمام دانوں کو باندھ کر رکھا ہوتا ہے وہ بڑا موتی امام وقت ہے اور اس سے چھوٹے اور عام موتیوں سے بڑے موتی عہدیداران ہیں۔ یوں خلیفۃ المسیح اور امام وقت نے جماعت کے تمام افراد کو لڑی میں پِرو کے رکھا ہوا ہے اور خلافت باہم اتحاد و اتفاق اور یکجہتی کی ضامن بن جاتی ہے۔ موتیوں سے جڑی جماعت کی یہ تسبیح خوبصورت بھی نظر آنے لگتی ہے۔

اُس نے تو ہمیں اک لڑی میں ہے پِرویا
مولا! تا قیامت تو خلافت کو بقا دے
یارب! تیرا احساں ہے دی ہم کو خلافت
یا رب! دلِ مومن کو خلافت سے وفا دے

معزز بھائیو! آئیں! ایک اور زاویہ سے بھی مادی اور روحانی قلعوں کا جائزہ لیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مادی قلعوں کے مکین اپنے قلعوں کی ظاہری صفائی ستھرائی کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ اسی طرح روحانی قلعہ کے مکین اپنے دلوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں۔ یہاں سے شرک کے جراثوموں کو جلاتے، بھگاتے نظر آتے ہیں۔ جس سے ایک طرف خلافت مضبوط ہوتی ہے اور دوسری طرف مومن اور قلعہ کے باشندے بھی مضبوط ہوتے چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ خلافت کی برکات میں سے ایک برکت سورۃ النور میں یہ بیان ہوئی ہے کہ خلافت سے توحید کا بول بالا ہوتا اور شرک کا قلع قمع ہوتا ہے۔

میرے بھائیو! خلافت حصنِ حصین ہونے کی ایک مثال یہ ہے کہ مادی قلعہ میں مقیم بادشاہ کو صرف اپنے حواریوں اور قلعہ میں مکین لوگوں کی فکر ہوتی ہے جبکہ روحانی قلعہ کا بادشاہ خلیفہ وقت کو نہ صرف قلعہ بند

مکینوں کی فکر ہوتی ہے بلکہ قلعہ کے باہر خواہ ان کا تعلق دنیا کے کسی مذہب یا فرقہ سے ہو فکر دامن گیر رہتی ہے اور ان کے لیے نہ صرف خود دعائیں کرتا ہے بلکہ اپنے ساتھیوں کو بھی دعا کی تحریک کرتا نظر آتا ہے۔ اس حوالہ سے آج ساری دنیا میں جماعت احمدیہ کو ایک منفرد اور ممتاز عالمی تشخص حاصل ہے۔ آج عالم اسلام میں اس روئے زمین پر یہ واحد جماعت ہے جس میں آسمانی خلافت کا نظام جاری ہے۔ آج عالم اسلام میں اگر چاروں طرف نظر دوڑائیں تو سوائے ایک وجود کے اور کوئی وجود ایسا نہیں جو عالم اسلام کے لئے اور بنی نوع انسان کے لیے راتوں کو اٹھ کر اپنے رب کے حضور تڑپتا، آہ و بکا کرتا ہو اور ہر ایک کے لیے خیر و بھلائی مانگتا ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشم تصور میں مَیں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔ یہ مَیں باتیں اس لئے نہیں بتا رہا کہ کوئی احسان ہے۔ یہ میرا فرض ہے۔“

(خطبہ جمعہ 6 جون 2014ء)

میرے بھائیو! ابھی میں بات کر رہا تھا کہ خلافت کے حصنِ حصین کے سرخیل خلیفہ وقت قلعہ سے باہر غیر لوگوں کے لیے کس قدر ہمدردی رکھتا اور ان کے لیے دعائیں کرتا ہے۔ اب مَیں آپ کے سامنے امام وقت کس طرح اپنے لوگوں کو روحانیت اور اخلاقیات کی بلندیوں پر لے جاتے ہیں رکھتا ہوں۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

”انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول میں لوگوں کے ممد ہوتے ہیں جیسے کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی....... سہارا لے کر چڑھ جاتا ہے اسی طرح انبیاء اور خلفاء لوگوں کے لیے....... وہ سونٹے اور سہارے ہیں جن کی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔“

(خطبات محمود جلد 18 صفحہ 403)

میرے بھائیو! خلافت، ایک حصنِ حصین کے مضمون کو کئی اعتبار سے بیان کیا جا سکتا ہے لیکن وقت کی رعایت سے قبولیت دعا کے تحت اللہ اور امام وقت کے مضبوط تعلق کو بطور ایک نشان کے بیان کر کے اپنی

تقریر ختم کرتا ہوں۔ ہزاروں محبان خلافت اس یقین اور ایمان کے ساتھ کہ خدا اپنے خلیفہ کی دعائیں نہ صرف سنتا ہے بلکہ ان کو فوری پایہ قبولیت بھی بخشتا ہے۔ اس کی دعا سے فیض یاب ہونے کے لیے اپنے دکھ درد، اپنے مرض، اپنے غم، اپنی تکلیفیں، اپنی خوشیاں اور اپنی کامیابیاں تحریر کر کے گویا اپنا دل نکال کر اور اسے کاغذ پر رکھ کر خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں اور جس طرح خلیفۃ المسیح سے دعا کے لیے دوستوں یا خواتین نے کہا ہوتا ہے یا خلیفۃ المسیح نے خود فرمایا ہوتا ہے کہ ایسا ہوگا تو وہ ایسا ہو جاتا ہے اور بسا اوقات کیا اکثر خلیفۃ المسیح کی پیار بھری نگاہ بقول شاعر ”نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں“ سے نتائج اور تقدیریں بدل جاتی ہیں۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

سامعین! اس ٹھاٹھیں مارتے سمندر کو سمیٹتے ہوئے اپنی گزارشات کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر ختم کرتا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں:

”اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔ پس اٹھیں اور اپنی مادی و روحانی ترقی کے خلافت کے قدموں میں اپنا سر رکھ دیں اسی میں کامیابی کی ضمانت ہے۔“

(احباب جماعت کے نام محبت بھرا خصوصی پیغام، لندن 11 مئی 2003ء)

رہیں گے خلافت سے وابستہ ہم
جماعت کا قائم ہے اس سے بھرم
نہ ہوگا کبھی اپنا اخلاص کم
بڑھے گا اسی سے ہمارا قدم



﴿6﴾ ﴿مشاہدات۔50﴾

خلافت، امن و عافیت کا حصار ہے

سکینت ڈھونڈنے والو! اِدھر آؤ اِدھر دیکھو
حصارِ عافیت دارالسکینہ یہ خلافت ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (النور:56)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

سامعین! میری تقریر کا عنوان ہے خلافت، امن و عافیت کا حصار ہے

ہماری جماعت میں خلافت کے حوالے سے ایسے بہت سے الفاظ مستعمل ہیں جس سے حفاظت اور بچاؤ کے معانی نکلتے ہیں۔ جیسے خلافت ایک حصنِ حصین ہے، خلافت ایک قلعہ ہے، خلافت ایک حِصار ہے، خلافت ایک سائبان کی طرح ہے، خلافت ایک چھتری ہے، خلافت ایک حبلُ اللہ ہے۔

گو ان تمام الفاظ کے معانی قدرے مختلف ہیں مگر مفہوم ایک ہی ہے اور خلافت کا مضمون اپنی اہمیت، افادیت، ضرورت اور برکات کے اعتبار سے اتنا وسیع اور پھیلا ہوا ہے اور خلفائے احمدیت کے خلافت پر اتنے ارشادات موجود ہیں کہ اوپر بیان ہر عنوان پر الگ سے تقریر تیار کی جاسکتی ہے۔ مجھے آج خلافت کو امن وعافیت کا حصار ثابت کرنا ہے۔ سب سے اوّل اس عنوان کی اہمیت کے پیش نظر اس میں موجود چار الفاظ کے لغوی معانی جاننے ضروری ہیں۔

خلافت، جانشینی کو کہتے ہیں جو نبوت کے بعد جاری ہوتی ہے۔ امن کے معانی سلامتی کے ہیں اور عافیت کے معنوں میں سلامتی، تحفظ، بچاؤ اور خیریت آتی ہے۔ جبکہ حِصار، حاء کی زیر کے ساتھ بلند وبالا دیواروں سے بنی ایسی قلعہ نما عمارتوں کو کہتے ہیں جس کے اطراف بعض اوقات خندقیں یا کھائیاں کھود دی جائیں، جن سے دشمن کا گزرنا مشکل ہو۔ اسے ہم فصیل، قلعہ اور پناہ گاہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق کے موقع پر شہر مدینہ کے اردگرد خندق کھودی اور شہر کو ایک فصیل بنادیا تھا اور مسلمان ایک حِصار میں آگئے تھے۔ بعض حِصار قدرتی ہوتے ہیں جیسے چاروں اطراف سے پہاڑوں نے کسی شہر یا وادی کو گھیر رکھا ہو۔ غزوہ احد جس میدان میں لڑی گئی تھی وہ بھی ایک قدرتی حِصار تھا سوائے ایک درہ کے۔ جس پر بعض مسلمانوں کی سستی کی وجہ سے کفار نے دوبارہ صف بندی کر کے مسلمانوں پر حملہ کر دیا تھا۔

خلافت ہی حفاظت ہے، خلافت ہی نگہبانی
رہا گھاٹے میں وہ جس نے یہ نعمت ہی نہ پہچانی
خلافت دھوپ میں سایہ، خلافت غم میں غمخواری
یہ چشمہ ہے محبت کا جو سب دنیا میں ہے جاری

پیارے بھائیو! بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو "میں ہوں عافیت کا حصار" فرمایا ہے۔ آپ علیہ السلام کی وفات کے بعد اب یہ حِصار خلافت کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی تائید ونصرت سے ہر خلیفہ کو اپنے حِصار میں رکھتا ہے اور خلفاء اپنی خداداد

صلاحیتوں، استعدادوں اور سب سے بڑھ کر تائیدات ربانی سے اپنی جماعت کے ہر فرد کو اس الٰہی حِصار میں اُس مرغی کی طرح لے لیتا ہے جو خونخوار جانور اور پرندوں کے ڈر سے اپنے پروں کے نیچے اپنے بچوں کو لے لیتی ہے۔

صاحبِ ایمان لوگوں کا پختہ ایمان اور اُن کے اعمال صالحہ اس حِصار کے لیے مضبوطی کا باعث بنتے ہیں۔ جس پر خدا کے فضل پانی کی اُس آبشار کی طرح مسلسل نازل ہوتے رہتے ہیں جو بلندیوں سے اُتر کر ویران اور اُداس وادیوں کو سیراب کر جاتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”جو اِن (خلفاء) کا مُنکر ہو اس کی پہچان یہ ہے اعمال صالحہ میں کمی ہوتی چلی جاتی ہے اور وہ دینی کاموں سے رہ جاتا ہے۔“

(الفضل 17 ستمبر 1913ء)

انصار بھائیو! اس اہم مضمون کو وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ (ال عمران:104) میں بیان کیا جا سکتا ہے کہ وہ لوگ جو خلافت کے مُنکر ہیں وہ آگ کے گڑھے کے کنارے پر موجود ہیں اور قریب ہے وہ اس میں گر جائیں یا گرا دیئے جائیں۔ آیتِ استخلاف میں جس خوف کا ذکر ہے اس کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے یہی گڑھا قرار دیا ہے جس میں آگ بھڑک رہی ہے۔ خدا تعالیٰ کی لعنت کی آگ ہے۔ قہر الٰہی کی آگ ہے۔ بدامنی، قتل و غارت اور لڑائی جھگڑے کی آگ ہے۔ جبکہ اس کے بالمقابل خلافت ہی وہ حِصار ہے جس کی فصیلیں خوف وہراس اور ڈر کی دسترس سے بلند تر ہیں۔ وہ خوف خواہ منافقت کا خوف ہو، دشمنی اور عداوت کا خوف ہو اور خواہ وہ جنگ و جدل کا خوف ہو اور ہم روزانہ ہی اس بات کے گواہ قرار پاتے ہیں کہ جس بڑی سے بڑی طاقت یا حکومت یا کسی تنظیم نے خلافت سے ٹکر لی ہے۔ جو بھی خلافت حقہ سے ٹکرایا وہ پاش پاش ہو گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد آنے والے خلیفہ کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی کہ اگر دُنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔

(خلافت حقہ اسلامیہ صفحہ 18)

پیارے بھائیو! حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

”جس خلافت کے گرد خدا کی مدد اور اس کی نصرت پہرہ دے رہی ہے اس خلافت کے قلعے پر اگر تمہاری لات پڑے گی تو تمہاری ہڈیاں بھی اس طرح چُور چُور ہو جائیں گی ان کے ذرے ذرے بھی دنیا کو نظر نہیں آئیں گے۔“

(خطبہ جمعہ 10 مارچ 1972ء روزنامہ الفضل آن لائن 15 فروری 2022ء)

بھائیو! ویسے تو تمام دنیا بد امنی اور خوف و ہراس کا شکار ہے لیکن مسلم دنیا کو دیکھیں تو کسی جگہ امن نظر نہیں آتا، خوف ہی خوف ہے۔ دین زبوں حالی کی کیفیت پیش کر رہا ہے۔ نہ ایمان پختہ، نہ قرآن دلوں میں اور نمازوں کا حال دیکھیں تو ماسوائے ٹکروں کے کچھ نہیں۔ آخر ایسا کیوں ہے۔ اسی لیے تو گاہے بگاہے وہ ضرورتِ خلافت پر تحریکات نکالتے رہتے ہیں اور جماعت احمدیہ کی ترقیات کو بطور مثال بھی پیش کرتے ہیں۔ ایمانی طاقت کی جو کمک اللہ تعالیٰ خلافت کے ذریعہ جماعت احمدیہ کو ادا کرتا رہتا ہے۔ 135 سالوں میں جو قوموں کی تاریخ میں آنکھ جھپکنے کے برابر بھی نہیں ہوتا۔ شجرِ احمدیت کی شاخیں آسمانوں سے باتیں کر رہی ہیں۔ ہر میدان میں جماعت نے غیروں کو مات دی ہے۔ 220 ممالک کے قریب جماعت احمدیہ کا قیام، قرآن کریم کے 80 کے قریب زبانوں میں تراجم، سینکڑوں مشن ہاؤسز، ہزاروں مساجد کا قیام، ہزاروں واقفین زندگی کا دنیا بھر میں خدمت دین کرنا یہ خدا تعالیٰ کی خلافت کی تائید و نصرت کی منہ بولتی تصویر ہیں۔

پیارے بھائیو! حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا جب تک خلافت نہ ہو۔ ہمیشہ خلافت کے ذریعہ اسلام نے ترقی کی اور آئندہ بھی اُسی کے ذریعہ ترقی کرے گا۔“

(درس القرآن صفحہ 72 مطبوعہ 1921ء)

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔“

(احباب جماعت کے نام محبت بھرا خصوصی پیغام، لندن 11 مئی 2003ء)

حصارِ عافیت ہے خیر و خوبی کا خزانہ ہے
خلافت سے جدا ہونا شعارِ فاسقانہ ہے

سامعین! خلافت کے ناقابل تسخیر حِصار کی ایک علامت جماعت کی الفت و محبت اور اتحاد و یکجہتی ہے۔ جس کو توڑنے کے لیے طاغوتی طاقتوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ مگر عافیت کے حِصار میں رہتے ہوئے جماعت پہلے سے بڑھ کر متحد ہوتی چلی گئی۔ دشمنوں کے لیے سیسہ پلائی وہ دیوار بن گئی جو حِصار کے ارد گرد بنائی جاتی ہے۔

اس نے تو ہمیں ایک لڑی میں ہے پرویا
مولا! تا قیامت تو خلافت کو بقا دے
یارب! تیرا احسان ہے دی ہم کو خلافت
یارب! دلِ مومن کو خلافت سے وفا دے

انصار بھائیو! میں اپنی تقریر کے آخر پر اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک ارشاد اسی حوالہ سے پڑھنا چاہتا ہوں۔ آپ خطبہ جمعہ فرمودہ 23/مارچ 2007ء میں فرماتے ہیں۔

”ان سب باتوں کے ساتھ ایک شخص کا دعویٰ کہ آنے والا مسیح و مہدی میں ہوں اگر اپنی امان چاہتے ہو تو میری عافیت کے حِصار میں داخل ہو جاؤ۔ یہ سب کچھ اتفاقات نہیں تھے۔ عقل رکھنے والوں کے لیے، سوچنے والوں کے لیے، یہ سوچنے کا مقام ہے۔ احمدی خوش قسمت ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس موعود کی

جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کے بعد ہم نے بھی اس پیغام کو جس کو لے کر آپؑ اٹھے تھے، دنیا میں پھیلانا ہے تا کہ خدا کی توحید دنیا میں قائم ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا تمام دنیا میں لہرائے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے، یہ تو ہونا ہے۔ ہم نے تو اس کام میں ذرا سی کوشش کر کے ثواب کمانا ہے، ہمارا صرف نام لگنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو سعید فطرت لوگوں کو توحید پر قائم کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا ہوا ہے اس لیے اس نے اپنے مسیح و مہدی کو بھیجا ہے۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں، کیا یورپ اور کیا ایشیا، اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں۔ توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لیے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اِس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔‘‘

(الوصیۃ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307 مطبوعہ لندن)

پس یہ خدا تعالیٰ کا منشاء ہے کہ اب دنیا میں اپنے اس پاک نبیؐ کی حکومت قائم کرے۔ گو آج کل دنیا کے حالات دیکھتے ہوئے یہ بات بظاہر بڑی مشکل نظر آتی ہے لیکن اگر غور کریں تو وہ شخص جو قادیان (جو پنجاب کی ایک چھوٹی سی بستی ہے) میں اکیلا تھا۔ اس مسیح و مہدی کی زندگی میں ہی لاکھوں ماننے والے اس کو اللہ تعالیٰ نے دکھا دیے۔ بلکہ یورپ وامریکہ تک آپؑ کے نام اور دعوے کی شہرت ہوئی اور آپؑ کو ماننے والے پیدا ہوئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر دن جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت پر چڑھتا ہے وہ ہمیں ترقی کی نئی راہیں دکھاتا ہوا چڑھتا ہے۔ آج 185 ممالک (اب وقت تحریر 220 ممالک۔ ناقل) میں آپؑ کی جماعت کا قیام اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ آپؑ ہی وہ مسیح و مہدی ہیں جس نے اس زمانے میں تمام دنیا کو دین واحد پر جمع کرنا تھا۔ دنیا کے تمام براعظموں کے اکثر ملکوں میں اللہ تعالیٰ کے منشاء کی عملی صورت میں بیعتوں کی شکل میں نظر آ رہی ہے۔ آج بھی اگر کوئی اسلام کا دفاع کر رہا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم سے فیضیاب ہو کر آپؑ کو ماننے والا ہی کر رہا ہے۔

آج عرب دنیا بھی اس بات کی گواہ ہے کہ عیسائیت کے ہاتھوں گزشتہ چند سالوں سے عرب مسلمان کس قدر زِچ ہو رہے تھے ، کتنے تنگ تھے ۔ اللہ کے اس پہلوان کے تربیت یافتوں نے ہی عرب دنیا میں عیسائیت کا ناطقہ بند کیا۔ کیونکہ آج اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت سے وہ دلائل قاطعہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی دیے گئے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی توحید کو قائم کیا جاسکتا ہے اور دنیا کے غلط عقائد کا منہ بند کیا جاسکتا ہے۔ آج اتنی آسانی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برہان کی روشنی سے عقائد باطلہ کا جوڑ ڈ کیا جارہا ہے، مختلف وسائل استعمال ہوتے ہیں، یہ بھی اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق ہے جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس الہام کی صورت میں فرمایا تھا کہ ”مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“۔ یہ پیغام جو اتنی آسانی سے ہم دنیا کے کناروں تک پہنچارہے ہیں یہ بھی اس بات کی دلیل اور تائید ہے۔ ایک چھوٹی سی غریب جماعت جس کے پاس نہ تیل کی دولت ہے نہ دوسرے دنیاوی وسائل ہیں اس بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ آج کل کی اس دنیا کے ماڈرن ذرائع اور وسائل استعمال کر کے تبلیغ کی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل ہے۔ آج ہم اللہ تعالیٰ کے آپؑ سے کئے گئے وعدوں کو نئے سے نئے رنگ میں پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ آج اللہ تعالیٰ کے اس الہام کو ایک اور شان کے ساتھ بھی پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔“

(الفضل انٹر نیشنل 13/ تا19/ اپریل 2007ء صفحہ 6 تا7)

خلافت ہی ستونِ امت و سامانِ رحمت ہے
خلافت ہی جہاں میں دین کی وجہ حفاظت ہے



﴿7﴾ ﴿مشاہدات۔311﴾

خلافت ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (النور:56)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔

ہمارا ایمان ہے خلافت پہ
یہ ملّت کی تنظیم کی جان ہے
نہ کیوں جان و دل سے ہوں اس پر فدا
اسی کے دَم سے ہے ہماری بقا

سامعین! میری تقریر کا عنوان ہے۔ خلافت ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آنکھ باوجود روشنی رکھنے کے پھر بھی آفتاب کی محتاج ہے اِسی طرح دنیا کی عقلیں جو آنکھ کے مشابہ ہیں ہمیشہ آفتابِ نبوت کی محتاج رہتی ہیں۔

(خلاصہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 115)

ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ آفتاب یعنی سورج جب آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے تو چاند اور ستارے اُسی آفتاب سے روشنی لے کر آگے پہنچانا شروع کر دیتے ہیں۔ اِسی طرح نورانی اور روحانی آفتاب یعنی نبی کی وفات کے بعد خلفاء جگہ لے لیتے ہیں تا وہ روحانی نور جاری و ساری رہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

مَا كَانَتِ النُّبُوَّةُ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ (کنز العمال جلد6 صفحہ 119)

یعنی ہر نبوت کے بعد خلافت آتی ہے۔ سید نا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

”خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں، جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانے کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 383)

گویا خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں جو رسول یا نبی کا ظِلّ ہوتا ہے اور رسول یا نبی کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہے۔ جس سے رسالت کے کام، اتحاد و یگانگت اور وحدتِ ملّی کا قیام تسلسل میں رہتا ہے اور خلافت، حبلُ اللہ بن کر یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ کا نظارہ پیش کرتی ہے۔ حضرت حذیفہ بن یمانؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اگر مجھے اُمت میں فتنہ و فساد اور افتراق و انتشار کا زمانہ ملے تو مَیں کیا کروں؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مسلمانوں کی جماعت اور اُس کے امام کے ساتھ وابستہ ہو جانا۔

(صحیح بخاری کتاب الفتن)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

”خلافت خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوتی ہے“

(خلافت، اہمیت، فضیلت و برکات مرتبہ حنیف احمد محمود صفحہ 248)

سامعین! چونکہ آج میری تقریر کا عنوان ”خلافت ہمارے لیے مشعلِ راہ“ ہے۔ اس لیے مشعلِ راہ کے معنی بیان کر کے مَیں مضمون کو آگے بڑھاتا ہوں۔ مشعل، چراغ، شمع یا لالٹین کو کہتے ہیں جو انسان کو راستہ دکھلاتی ہے اور مشعلِ راہ سے مراد ایسے قُمقُمے ہیں جن کی روشنی سے راہ، سڑک یا راستہ جگمگ جگمگ کر رہا ہو اور مسافر باآسانی اپنی منزل تک پہنچ جائیں۔ تو خلافت بھی ایسا چراغ ہے جو مومنوں کے لیے اللہ تک پہنچنے کا راستہ روشن کرتا ہے۔ لُغات میں مجازی طور پر مشعلِ راہ کے معنی رہبر اور رہنما لکھے ہیں تو یوں میری تقریر کے عنوان کے معنی ہوں گے کہ خلافت میرا رہبر اور رہنما ہے جو مجھے درست راستہ دکھلاتی ہے اور

جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تک رسائی میں آسانی ہوتی ہے۔ انہی معنوں کی عکاسی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اشاد کر رہا ہے کہ آپؐ فرماتے ہیں۔ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ (ترمذی ابواب العلم) کہ تم میری اور میرے خلفائے راشدین مہدیین کی پیروی کرتے رہنا۔ عمومی طور پر مہدیین کے معانی اللہ سے ہدایت پاکر آگے ہدایت دینے کے ہوتے ہیں مگر اس کے ایک معنی خلفائے راشدین اور مہدی کے خلفاء کی سنت پکڑنے کے بھی ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفائے راشدین اور خلفائے مہدیین کا اکٹھا ذکر فرما کر دو دور کی خلافتوں کے سِروں کو آپس میں ملا دیا ہے اور برکتوں اور انعامات کو سانجھا قرار دیا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

”انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول میں مد ہوتے ہیں۔ جیسے کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی پر نہیں چڑھ سکتا تو سونٹے یا کھڈ سٹک (Stick) کا سہارا لیکر چڑھتا ہے۔ اسی طرح انبیاء اور خلفاء لوگوں کے لئے سہارے ہیں۔ وہ دیواریں نہیں جنہوں نے الٰہی قرب کے راستوں کو روک رکھا ہے بلکہ وہ سونٹے اور سہارے ہیں جنکی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔“

(الفضل 11 ستمبر 1937ء)

سامعین! آئیں اور دیکھیں کہ کن کن امور میں خلیفۃ المسیح ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ عنوان میں خلافت کا لفظ ہے لیکن چونکہ موجودہ امام، وقت کی آواز ہوتے ہیں اس لیے خلیفۃ المسیح کی زندگی پر مختصر نگاہ ڈالتے ہیں۔ سب سے پہلے حقوق اللہ کے حوالہ سے آپ کی باجماعت نمازیں آتی ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نہایت مستعدی سے پانچوں نمازیں مسجد میں آکر پڑھاتے ہیں۔ آپ کی نمازوں میں خشوع و خضوع دیکھنے کو ملتا ہے۔ تلاوت میں سوز و رقت دیکھنے کو ملتی ہے۔ باوجود جماعتی کاموں کی بہتات کے اپنے اللہ کا حق یعنی نماز کی ادائیگی نہایت مستعدی اور متانت سے ادا فرماتے ہیں۔ لمبے سجدے اور رکوع اور تلاوت میں سوز مقتدی بھی جذب کر رہے ہوتے ہیں۔ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی بالجہر پڑھی جانے والی تین نمازیں کم از کم 11 سے 12 منٹ لیتی ہیں۔ فرض نمازوں کے بعد تسبیحات بیٹھ کر مکمل کرتے ہیں جسے ہم میں سے بعض لوگ وقعت نہیں دیتے اور سلام پھیرنے کے فوراً بعد اٹھ کر باہر چلے جاتے ہیں اور دنیا کے کاموں

میں مشغول ہو جاتے ہیں یا فون دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ یہ تو مَیں نے حضور انور کی فرض نمازوں کا اختصار سے ایک نقشہ کھینچا ہے۔ حضور انور کی انفرادی اور نفلی نمازوں کا تو کیا ہی کہنا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے بچپن کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"میرے ابا مجھے نماز فجر کے لیے اٹھایا کرتے تھے اور اگر مَیں گہری نیند میں ہوتا تو وہ میرے منہ پر پانی کے چھینٹے مارا کرتے تھے اس طرح مَیں گہری نیند سے اٹھنے کے قابل ہو جاتا تھا۔ فجر کے بعد وہ مجھے اور میرے بھائی کو ورزش کا کہتے۔ تو بچپن کی ابتدائی عمر سے ہی Disciplined اور قواعد وضوابط کے مطابق زندگی تھی"

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خلافت جوبلی کے موقعہ پر ایک تاریخی انٹرویو۔ مجلس خدام الاحمدیہ صفحہ 12)

سامعین! اس بات کو بتانے کا مقصد یہ ہے کہ بچپن سے ہی اگر ہم اپنی سستی دور کریں اور وقت پر نماز کے لیے اٹھیں اور اگر ہماری والدہ ہمیں پانی کا چھینٹا مار کر بھی اٹھائیں تو بُرا نہ مانیں۔ حضور اقدس کی یہ باتیں ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں یا دوسرے معنوں میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بطور رہبر اور رہنما ہمارے لیے روشنی کے راستے استوار کر رہے ہوتے ہیں۔

دورہ امریکہ 2022ء کے دوران حضور انور سے ایک واقف نو نے یہ سوال پوچھا کہ میں نماز پڑھنے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی پوری کوشش کرتا ہوں۔ لیکن زیادہ تر میں اس لئے کرتا ہوں کہ مجھے ان چیزوں کے کرنے کی پابندی ہے۔ اس لئے نہیں کہ مجھے یہ پسند ہیں میں ان چیزوں سے محبت کرنا اور ان چیزوں میں خوشی محسوس کرنا کیسے سیکھوں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ فجر کی ادائیگی میں کتنا وقت لگاتے ہیں؟ کیا نماز پڑھتے ہوئے سجدے میں کبھی اللہ کے سامنے رونے کا موقع ملا ہے؟ کیا نماز پڑھتے ہوئے آپ کے دل میں اطمینان پیدا ہوتا ہے؟ ...... آپ اپنی دن کی تمام نمازوں کے لئے زیادہ سے زیادہ 40-45 منٹ صرف کرتے ہیں۔ جبکہ ہوم ورک کے لیے اسکول کے بعد اپنی پڑھائی کے لئے آپ دن میں دو یا تین یا چار گھنٹے پڑھتے ہیں۔ اس لیے آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ اپنی نمازوں کے ساتھ انصاف کر رہے ہیں۔ اگر آپ نماز جاری رکھیں تو سجدے میں اللہ سے یہ مانگیں کہ "میرے روحانی درجات کو بڑھا دے میرے دل میں اطمینان عطا فرما اور مجھے ہمیشہ

اپنے قریب رکھ۔"..... آپ محسوس کریں گے کہ آپ کا اللہ سے اچھا تعلق ہے اور آپ اللہ سے دعا کے بغیر نہیں جی سکتے"۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورہ امریکہ 2022ء 5 اکتوبر بروز بدھ، قسط 10 از الفضل آن لائن لندن)

سامعین! دوسری بات تلاوتِ قرآن کریم کو بطور مشعلِ راہ بیان کروں گا۔ گو یہ بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا انفرادی فعل ہے لیکن واقفین و واقفات نو اور ناصرات و اطفال کی کلاسز میں بچوں اور بچیوں کے سوالات کے جواب میں حضور اقدس اپنی روٹین بتا چکے ہیں جیسے کہ آپ نے بتایا کہ تہجد اور فجر کی نماز کے دوران وقفہ میں قرآن کریم کی تلاوت فرماتے ہیں پھر نماز فجر کے بعد بھی ترجمہ و تفسیر کے ساتھ سوچ و بچار کے ساتھ تلاوت فرماتے ہیں۔ پھر آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ اس کے علاوہ جب بھی مجھے قرآن کریم کی تلاوت کا موقع میسر آئے تو کر لیتا ہوں۔ پھر ایک موقع پر فرمایا کہ تلاوت کے دوران اگر کوئی اہم نکتہ اللہ تعالیٰ سلجھائے تو اُسے نوٹ بھی کر لیتا ہوں۔ حضور ایدہ اللہ نے ہم بچیوں کو روزانہ کم از کم دو رکوع کی تلاوت کی تلقین فرمائی ہوئی ہے۔ حضور انور نے اپنے دورہ امریکہ 2022ء کے دوران واقفات نو سے ایک ملاقات میں واقفات کو قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے کے بارے میں تلقین کرتے ہوئے فرمایا

"آپ سب کو قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنا چاہیے۔ اگر نہیں سیکھیں گے تو آپ کو قرآنی مضامین سمجھ میں نہیں آئیں گے۔ قرآن کریم میں دی گئی ہدایات اور احکامات سمجھ نہیں آئیں گے۔ لازماً ترجمہ سیکھیں اور روزانہ ایک یا دو رکوع تلاوت کریں اور پھر اس کا ترجمہ بھی پڑھیں۔ اگر ممکن ہو تو یاد رکھنے کی کوشش بھی کرو یا کم از کم مشکل الفاظ کا ترجمہ یاد کرو۔ الاسلام ویب سائٹ پر لفظی ترجمہ موجود ہے وہاں سے سیکھنا شروع کریں۔"

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورہ امریکہ 2022ء قسط 17 از الفضل آن لائن لندن)

سامعین! حقوق اللہ میں ایک عبادت جس کا انسان کے افعال سے اظہار ہوتا ہے وہ نفلی اور فرضی روزے ہیں۔ رمضان کے مقدس مہینہ میں حضور انور کے روسٹرم پر دورانِ خطبہ قہوہ نہیں رکھا ہوتا یعنی حضور روزے سے ہوتے ہیں۔ حضور نے بارہا احباب جماعت کو تلقین فرمائی کہ چھوٹے چھوٹے عذر کی وجہ سے فرض روزے نہیں چھوڑنے چاہئیں۔ روزوں کے دوران آپ کی خوارک میں بھی اعتدال نظر آتا ہے۔ کسی بچے کے سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا تھا کہ مَیں افطاری میں روٹین کا کھانا کھاتا ہوں۔

پکوڑوں، سموسوں سے پرہیز کرتا ہوں۔ ہاں سنتِ رسول کے مطابق اپنے کھانے میں کھجور کا اضافہ کرلیتا ہوں۔ یہی کیفیت سحری کی بھی ہے۔

سامعین! ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ ہم خلیفہ وقت سے کس طرح اپنا تعلق مضبوط کرسکتے ہیں اس سلسلہ میں حضور اقدس ہماری رہنمائی کے لئے فرماتے ہیں:

"میری پرورش ایسے ماحول میں ہوئی تھی جس میں یہ سکھایا گیا تھا کہ خلافت کے بغیر کوئی زندگی نہیں، کوئی روحانی زندگی نہیں۔ جب میں وقف کرکے غانا گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو باقاعدگی سے خطوط لکھتا تھا۔ پھر حضرت خلیفہ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو بھی اسی طرح باقاعدگی سے خطوط لکھتا تھا۔ پھر میں اپنے لیے دعا بھی کرتا رہتا تھا کہ میں ہمیشہ خلافت کے قریب رہوں اور کبھی بھی ایسا کچھ نہ کروں کہ جس سے خلیفہ وقت کو تکلیف ہو۔ یہ دو چیزیں ہیں جن سے آپ خلافت سے تعلق مضبوط کرسکتے ہیں۔ خلیفہ المسیح سے زندہ تعلق قائم رکھیں اور پھر خلیفہ وقت کے لئے مسلسل دعائیں کرتے رہیں۔ اپنے لیے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالی آپ کو ایمان میں بڑھائے اور خلیفہ المسیح سے سے تعلق میں ترقی اور مضبوطی عطا فرمائے۔"

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورہ امریکہ 2022ء قسط 17 از الفضل آن لائن لندن)

سامعین! آئیں! تقریر کے آخری حصہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے حقوق العباد کے حوالہ سے بات کرکے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ حضور انور ملنے والوں سے نہایت متانت، شگفتگی اور ہنستے مسکراتے چہرے کے ساتھ ملتے ہیں۔ آپ کا چہرہ متبسّم نظر آتا ہے اور ملنے والے کی طبیعت کو گھائل کرلیتا ہے۔ دنیاوی انسان پر اگر کام کا اتنا بوجھ ہو تو وہ عمومی طور پر غصے میں نظر آتا ہے۔ اپنے ملنے والے ملاقاتیوں اور ماتحتوں سے سختی اور درشتی سے ملتا ہے مگر روحانی دنیا کا یہ پہلوان اپنے ملاقاتیوں سے محبت و پیار سے ملتا ہے، نرمی اور متانت سے بات کرتا ہے۔ آپ نے ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی ایک محفل میں بچوں سے بات کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ آپ نے مجھے کبھی ملاقاتیوں سے ناراض ہوتے یا سختی کرتے نہیں دیکھا ہو گا۔ تو اس ناطے بھی آپ ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

سامعین! ہم اپنے پیارے حضور سے ملاقات بھی کرتے ہیں انفرادی بھی اور اجتماعی آن لائن ملاقات بھی۔ ان ملاقاتوں میں ہونے والے سوالوں کے جواب بھی ہمارے لیے مشعلِ راہ ہوتے ہیں مثلاً جیسے حضور انور نے لجنہ اور ناصرات کی ڈنمارک میں مورخہ 19 فروری 2023ء کو ایک آن لائن ملاقات میں ایک ناصرہ کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ

"خلیفہ وقت کا ہاتھ بٹائیں، اس کے مددگار بنیں، اپنے آپ کو نیک بنائیں، اپنی عبادتوں کے معیار بڑھائیں اور اچھی طرح پانچوں نمازیں پڑھا کریں۔ پھر احمدی نفل پڑھیں، قرآن کریم کو پڑھیں، اس کا علم حاصل کریں اور اس پہ عمل کرنے کی کوشش کریں، اس کی نیکیوں کو اختیار کریں اور اللہ تعالیٰ نے جن برائیوں سے منع کیا ہے ان کو چھوڑیں۔ پھر یہ پیغام دنیا کو بھی پہنچائیں، تبلیغ کریں۔ اس طرح آپ لوگ خلیفہ وقت کے سلطان نصیر بن جاتے ہیں۔ سلطان نصیر کا مطلب ہوتا ہے "اعلیٰ قسم کے مددگار"۔ تو مدد کرنے والے بن جاؤ"۔

تو دیکھیں! پیارے حضور نے کس طرح سے ہمیں اپنا مددگار بننے کی تلقین فرمائی ہے جس میں تمام دینی احکامات بھی شامل ہوگئے۔

سامعین! حضور اقدس کے خطبات ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ ان میں ہماری تربیت کے لیے بہت سی باتیں ہوتی ہیں اور بعض دفعہ ہمیں اپنے بہت سارے ایسے سوالوں کے جواب بھی مل جاتے ہیں جو ہم اپنے دماغوں میں سوچ رہے ہوتے ہیں اور ایسا لگتا ہے جیسے حضور نے ہماری سوچ پڑھ لی ہو تو یہ ایک خدا کے ایک خلیفہ کی ہی خصوصیت ہے اور بعض دفعہ یہ خطبات سُن کر خیال آتا ہے کہ

جو آ رہی ہے صدا غور سے سنو اس کو
کہ اس صدا میں خدا بولتا سا لگتا ہے

ہم اپنے پیارے امام کی انہی ہدایات کی وجہ سے بہت سارے غلط کاموں سے بچ جاتے ہیں کیونکہ ہم اپنے پیارے آقا کی اطاعت کرتے ہیں ان کی باتوں کو مانتے ہیں ان پر عمل کرتے ہیں۔ ہم جب انہیں خط لکھتے ہیں تو اپنی ہر بات، اپنا دل کھول کر اُن کے سامنے رکھ دیتے ہیں، دعا کی درخواست کرتے ہیں اور حضور

ہمارے لیے دعا بھی کرتے ہیں۔ حضور انور خود بھی اپنے لیے اور تمام احمدی احباب کے لیے بھی دعا کرتے ہیں جیسا کہ حضور نے ناصرات الاحمدیہ نائیجیریا کے ساتھ ایک آن لائن ملاقات میں فرمایا تھا کہ "احمدی مجھے دعا کے لیے خطوط لکھتے ہیں اور میں ان کے لیے دعا کرتا ہوں۔ میں ان کے مسائل کے حل کے لیے اللہ سے مدد مانگتا ہوں کہ وہ ان کے مسائل کو حل کر دے اور ان کی مدد فرمائے۔ اور جب بھی مجھے کسی پریشر کا سامنا ہوتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ اس کے سامنے جھکتا ہوں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ میرے دل کو تسکین عطا فرماتا ہے اور وہ پریشر دور ہو جاتا ہے۔ جب کبھی بھی آپ کسی مسئلے سے دوچار ہوں تو آپ کو بھی اپنی نمازوں میں مستقل مزاجی سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 13 اکتوبر 2021ء)

ہمارے پیارے امام نے ایک مرتبہ وقف نو سے ملاقات کے دوران ایک چھوٹی سی دعا پڑھنے کے بارہ میں فرمایا تھا کہ

"یہ دعا بھی پڑھا کریں رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ مجھے یہ دعا پسند ہے اور آپ کو بھی پڑھنی چاہیے"

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورہ امریکہ 2022ء 5 اکتوبر بروز بدھ، قسط 10 از الفضل آن لائن لندن)

آپ کی باتیں چاہے وہ خطبات میں ہوں، خطابات میں ہوں یا ملاقاتوں کے دوران کی گئی ہوں سب ہماری رہنمائی کرتی ہیں۔ آپ کا ہر عمل، ہر بات ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مشعل کی روشنی میں اپنے پیارے خدا کی طرف جانے والے ہر راستے کو روشن کر دے۔ آمین

وہ جس پہ رات ستارے لیے اترتی ہے
وہ ایک شخص دعا ہی دعا ہمارے لیے
وہ نور نور دمکتا ہوا سا اک چہرا
وہ آئنوں میں حیا ہی حیا ہمارے لیے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿8﴾ ﴿مشاہدات۔382﴾

دوسری قدرت یعنی خلافت احمدیہ دائمی ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۗ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا ۗ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:56-57)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

نبوت قدرتِ اوّل خلافت قدرتِ ثانی
یہ دونوں قدرتیں شاہد ہیں مہدی کی صداقت پر
خلافت منبع خیر و عمل رشد و ہدایت ہے
خلافت دائمی نعمت ہے منہاج نبوت پر

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے ”دوسری قدرت یعنی خلافت احمدیہ دائمی ہے“

قرآن و حدیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور خلفائے کرام کے ارشادات کی رو سے خلافتِ احمدیہ دائمی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قیامت تک قائم رہے گی۔ تقریر کے آغاز پر سورۃ نور کی تلاوت کی گئی آیات میں خلافت کے دوام کو مؤمنوں کے ایمان اور اعمالِ صالحہ کے ساتھ باندھ دیا گیا ہے۔ اِس مضمون کا ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک اور مقام پر یوں فرمایا ہے کہ

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ (الانبیاء:106) اِس کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"یہ آیت صاف صاف پکار رہی ہے کہ اسلامی خلافت دائمی ہے اس لئے کہ یَرِثُھَا کا لفظ دوام کو چاہتا ہے۔ وجہ یہ کہ اگر آخری نوبت فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وہی قرار پائیں گے نہ کہ صالح اور سب کا وارث وہی ہوتا ہے جو سب کے بعد ہو۔"

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

پھر خلافت کے دائمی ہونے کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں۔

"اب یاد رہے کہ اگرچہ قرآن کریم میں اس قسم کی بہت سی آیتیں ایسی ہیں کہ جو اس اُمّت میں خلافت دائمی کی بشارت دیتی ہیں اور احادیث بھی اس بارہ میں بہت سی بھری پڑی ہیں لیکن بالفعل اس قدر لکھنا ان لوگوں کے لئے کافی ہے جو حقائق ثابت شدہ کو دولت عظمیٰ سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں اور اسلام کی نسبت اس سے بڑھ کر اور کوئی بداندیشی نہیں کہ اس کو مردہ مذہب خیال کیا جائے اور اس کی برکات کو صرف قرن اوّل تک محدود کیا جاوے"

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 354)

پھر خلافت کو دوسری قدرت کا نام دیتے ہوئے اِس کے دائمی ہونے کا ذکر یوں فرمایا۔

"تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ

تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جُدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔"

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 305)

سامعین! قانون طبعی کے ماتحت انسان کی عمر محدود ہے اور اصلاح کا کام لمبا وقت چاہتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے نبوت کے بعد خلافت کا نظام مقرر فرمایا ہے تا کہ نبی کی وفات کے بعد خلفاء کے ذریعہ اس کے کام کی تکمیل ہو سکے۔ گویا جو تخم نبی کے ذریعہ بویا جاتا ہے اسے خدا تعالیٰ خلفاء کے ذریعہ اس حد تک تکمیل کو پہنچانے کا انتظام فرماتا ہے کہ وہ ابتدائی خطرات سے محفوظ ہو کر ایک مضبوط پودے کی صورت اختیار کر لے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبوت کے بعد خلافت کا نظام قائم ہوتا ہے۔

سامعین! تقریر میں اِس مضمون کو آگے بڑھانے سے قبل خلافت اور خلیفہ کے معنوں کو سمجھنا ضروری ہے۔ خلیفہ کے لغوی معنی جانشین یا نائب کے ہیں۔ اس سے مراد ایسا شخص ہوتا ہے جو کسی دوسرے شخص کی عدم موجودگی میں یا اس کی وفات کے بعد اس کے کام کو اسی طرح سے اور اسی نہج پر آگے بڑھائے جس طرح وہ شخص آگے بڑھاتا رہا۔ قرآن کریم، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں خلافت کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے، کبھی انسانوں میں سے انبیاء کے لئے اور کبھی غیر انبیاء کے لئے استعمال ہوا ہے۔ انسانوں میں اوّلین طور پر انبیاء علیہم السلام کو اس زمین پر اللہ تعالیٰ کے خلیفے بنایا گیا۔ اس کے بعد بعض انبیاء دوسرے انبیاء کے خلیفہ بنے جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے اور بعض غیر نبی بھی انبیاء کے خلفاء رہے ہیں جس طرح خلفائے راشدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مجدّدین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی خلیفہ بنے اور آخری زمانہ میں مسیح موعود اور امام مہدی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خلیفہ قرار دیا جو خلیفۃ اللہ اور اس اُمّت کے لئے خاتم الخلفاء بھی ٹھہرے۔ آپؑ نے اپنے بعد ایک دائمی قدرت ثانیہ یعنی خلافت احمدیہ کے قیام کی بشارت دی۔ جو مسلسل اور دائمی ہے۔ خلیفہ کا لفظ اتنا وسیع ہے کہ باپ کی وفات کے بعد بیٹا اُس کا خلیفہ ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوات پر جاتے وقت کسی

صحابیؓ کو اپنا قائم مقام اور نائب مقرر فرماتے تھے۔ سفر کی ایک دعا میں اللہ تعالیٰ کو اپنے گھر والوں پر خلیفہ ہونے کی دُعا مانگی گئی ہے۔ جیسے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی اَھْلِی۔ اے اللہ! سفر میں ہمارا ساتھی ہو اور ہمارے گھر والوں کا خلیفہ یعنی نگران رہنا۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو زمین پر اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ اس سلسلے میں صراحت کے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام کو اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (البقرہ:31) اور حضرت داؤد علیہ السلام کو یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ (ص:27) کے الفاظ میں خلیفہ کے نام سے پکارا اور امام مہدیؑ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَاِذَا رَاَیْتُمُوْہُ فَبَایِعُوْہُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَی الثَّلْجِ فَاِنَّہٗ خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ الْمَھْدِیُّ کہ جب تم اُسے دیکھو تو اُس کی بیعت کرنا۔ چاہے تمہیں برف پر گھٹنوں کے بل بھی گھسٹ کر جانا پڑے کیونکہ وہ خلیفۃ اللہ مہدی ہے۔

(ابن ماجہ، ظہور مہدی کا بیان جلد 2 صفحہ 527)

سامعین! بنی اسرائیل میں خلافت جاری رہنے کا ذکر کسی حد تک میں اوپر کر آیا ہوں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ سینا پر جاتے ہوئے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ حضرت موسیٰؑ کی وفات پر یشوع آپؑ کے خلیفہ بنے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شمعون پطرس کو اپنا جانشین قرار دیا۔ آج بھی کیتھولک مسیحیوں کا روحانی سربراہ "پوپ" کہلاتا ہے جو خود کو پطرس کا جانشین قرار دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسرائیل میں خلافت کے حوالے سے فرماتے ہیں کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَہٗ نَبِیٌّ بنی اسرائیل کے انبیاء اُن کی سیاست بھی کیا کرتے تھے۔ جب بھی اُن کا کوئی نبی فوت ہوتا تو اس کا خلیفہ بھی ایک نبی ہوتا۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل جلد 2)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے متعلق خلیفۃ اللہ کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

"میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ مَیں خلیفۃ اللہ ہوں۔"

(ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 210)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آپ کو خاتم الخلفاء قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے۔ کیونکہ یہ صورت آپؐ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی۔ یعنی شبہ گزرتا تھا کہ آپؐ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا کیونکہ جو آخری کام تھا وہ اس زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں زمانہ محمدی کے آخری حصہ پر ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس کی تکمیل کے لئے اسی اُمّت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اس کا نام خاتم الخلفاء ہے۔“

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 90)

پھر آپؑ فرماتے ہیں۔

”مَیں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور مَیں آخری خلیفہ اُس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 154)

دو قدرتوں کا ذکر یوں فرمایا۔

”غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (1) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دُشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح

ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جمادیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچاویں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جُدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتّر ہو گئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سواے وے عزیزو! جب قدیم سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305-304)

معزز سامعین! حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی خلافت سے متعلق حدیث نبوی میں خلافت، ملک جبریہ اور ظالم وفاسق بادشاہوں کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا ذکر فرمایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمالی۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دَورِ آخرین میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی خوشخبری عطا فرمانے کے بعد سکوت فرمانے میں یہ پیشگوئی مضمر ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کے بعد قائم ہونے والا خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا سلسلہ قیامت تک چلتا چلا جائے گا اور اس کے ذریعہ نسل انسانی نبوتِ محمدیہ کے برکات و ثمرات سے مستفیض ہوتی رہے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے ارشادات سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ خلافت احمدیہ کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب شہادت القرآن میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”بعض صاحب آیت وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (النور:56) کی عمومیت سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ مِنْكُمْ سے صحابہ ہی مراد ہیں اور خلافتِ راشدہ حقہ انہیں کے زمانہ تک ختم ہو گئی اور پھر قیامت تک اسلام میں اس خلافت کا

نام و نشان نہیں ہو گا۔ گویا ایک خواب و خیال کی طرح اس خلافت کا صرف تیس برس تک ہی دَور تھا اور پھر ہمیشہ کیلئے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا مگر میں پوچھتا ہوں کہ کیا کسی نیک دل انسان کی ایسی رائے ہو سکتی ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت تو یہ اعتقاد رکھے کہ بلا شبہ ان کی شریعت کی برکت اور خلافت راشدہ کا زمانہ برابر چودہ سو برس تک رہا لیکن وہ نبی جو افضل الرسل اور خیر الانبیاء کہلاتا ہے اور جس کی شریعت کا دامن قیامت تک ممتد ہے اسکی برکات گویا اس کے زمانہ تک ہی محدود رہیں اور خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ کچھ بہت مدت تک اس کی برکات کے نمونے اس کے روحانی خلیفوں کے ذریعہ سے ظاہر ہوں ایسی باتوں کو سن کر تو ہمارا بدن کانپ جاتا ہے مگر افسوس کہ وہ لوگ بھی مسلمان ہی کہلاتے ہیں کہ جو سراسر چالاکی اور بیباکی کی راہ سے ایسے بے ادبانہ الفاظ منہ پر لے آتے ہیں کہ گویا اسلام کی برکات آگے نہیں بلکہ مدت ہوئی کہ اُن کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ماسوا اس کے مِنۡکُمۡ کے لفظ سے یہ استدلال پیدا کرنا کہ چونکہ خطاب صحابہ سے ہے اس لئے یہ خلافت صحابہ تک ہی محدود ہے عجیب عقلمندی ہے اگر اس طرح قرآن کی تفسیر ہو تو پھر یہودیوں سے بھی بڑھ کر آگے قدم رکھنا ہے۔ اب واضح ہو کہ مِنۡکُمۡ کا لفظ قرآن کریم میں قریباً بیاسی جگہ آیا ہے اور بجز دو یا تین جگہ کے جہاں کوئی خاص قرینہ قائم کیا گیا ہے باقی تمام مواضع میں مِنۡکُمۡ کے خطاب سے وہ تمام مسلمان مراد ہیں جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔"

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 330 تا 331)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ سورۃ نور کے ذکر میں فرماتے ہیں:

"اس سورۃ میں بتایا ہے کہ نبی کریم تک یہ سلسلہ نہیں۔ بلکہ خلافت کا سلسلہ بھی تا یومِ قیامت ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ 198)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مضمون میں خلافت احمدیہ کے دائمی ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

"قرآن کریم میں جہاں خلافت کا ذکر ہے وہاں یہ بتایا گیا ہے کہ خلافت ایک انعام ہے۔ پس جب تک کوئی قوم اس انعام کی مستحق رہتی ہے وہ انعام اُسے ملتا رہے گا۔ پس جہاں تک مسئلے اور قانون کا سوال ہے وہ صرف یہ ہے کہ ہر نبی کے بعد خلافت ہوتی ہے اور وہ خلافت اُس وقت تک چلتی چلی جاتی ہے جب تک کہ

قوم خود ہی اپنے آپ کو خلافت کے انعام سے محروم نہ کر دے۔ لیکن اس اصل سے ہر گز یہ بات نہیں نکلتی کہ خلافت کا مٹ جانا لازمی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خلافت اب تک چلی آرہی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ پوپ صحیح معنوں میں حضرت مسیح کا خلیفہ نہیں۔ لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی تو مانتے ہیں کہ امت عیسوی بھی صحیح معنوں میں مسیح کی امت نہیں۔ پس جیسے کو تیسا تو ملا ہے مگر ملا ضرور ہے۔ بلکہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ جیسے موسیٰ کے بعد ان کی خلافت عارضی رہی لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کی خلافت کسی نہ کسی شکل میں ہزاروں سال تک قائم رہی۔ اسی طرح گو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت محمدیہ تواتر کے رنگ میں عارضی رہی لیکن مسیح محمدی کی خلافت مسیح موسوی کی طرح ایک غیر معین عرصہ تک چلتی چلی جائے گی..... سلسلہ احمدیہ میں خلافت ایک بہت لمبے عرصہ تک چلے گی جس کا قیاس بھی اس وقت تک نہیں کیا جا سکتا... کیونکہ جو کچھ اسلام کے قرون اولیٰ میں ہوا وہ اُن حالات سے مخصوص تھا وہ ہر زمانہ کے لئے قاعدہ نہیں۔"

(روزنامہ الفضل لاہور 3 اپریل 1952ء صفحہ 3 کالم 2)

اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ نے ایک اور موقع پر فرمایا:

"خلافت ہمیشہ قائم رہے گی آدم سے لے کر آج تک خلافت میں وقفہ نہیں ہوا.... خدا سے اپنا تعلق مضبوط کرو اور ملائکہ کی طرح فرمانبر داری اختیار کرو۔"

(خطبات محمود جلد 4 صفحہ 79)

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے ابتدائی سالوں میں اپنے درس القرآن میں نظامِ خلافت کے اہم مسئلہ پر بڑی تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ ایک درس القرآن کے دوران فرمایا:

"خلافت اسلام کے اہم مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے اور اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا جب تک خلافت نہ ہو۔ ہمیشہ خلفاء کے ذریعہ اسلام نے ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اسی ذریعہ سے ترقی کرے گا اور ہمیشہ خدا تعالیٰ خلفاء مقرر کرتا رہا ہے اور آئندہ بھی خدا تعالیٰ ہی خلفاء مقرر کرے گا... پس تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا، وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہو گا۔ لیکن اگر تم اس کی حقیقت کو سمجھے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے

تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی اور تمہارے مقابلہ میں بالکل ناکام ونامراد رہے گی۔"

(درس القرآن مطبوعہ 1921ء۔ احمدیہ گزٹ کینیڈا، مئی 2001ء صفحہ 20)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ایک عظیم وعدہ یہ بھی دیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد جماعت احمدیہ اندرونی طور پر بھی اور بیرونی طور پر بھی قیامت تک اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا مشاہدہ کرتی رہے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ الوصیت میں اسے قدرتِ ثانیہ یعنی خلافتِ حقہ قرار دیا ہے۔ چونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ مَیں اللہ تعالیٰ کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اس پر یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ آپ علیہ السلام بہر حال انسان ہیں ایک وقت میں آپ نے اس دنیا سے کُوچ کر جانا ہے کیا آپ کی وفات کے بعد جماعت اس مجسم قدرت سے محروم ہو جائے گی؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نہیں جماعت اس سے محروم نہیں ہو گی۔ آپ نے اس خوف کو دور کرنے کے لیے ہمیں اللہ تعالیٰ کی یہ بشارت سنائی کہ میرے بعد بھی جماعت میں اللہ تعالیٰ کی قدرتیں اپنی پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہوتی رہیں گی اور یہ سلسلہ جب تک جماعت احمدیہ پر قیامت نہیں آجاتی اور روحانی طور پر یہ جماعت مردہ نہیں بن جاتی (وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ) اس وقت تک یہ جماعت خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا مشاہدہ کرتی رہے گی۔"

(خطاب فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 29 اکتوبر 1969ء، مشعلِ راہ جلد 2 صفحہ 210)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مسند خلافت پر متمکن ہونے سے قبل جلسہ سالانہ پر ایک خطاب میں فرمایا:

"یہ عظیم الشان اور مکمل نظام روحانی جو خلافت راشدہ احمدیہ کے ذریعہ دنیا کو عطا ہوا کوئی معمولی معجزہ نہیں۔ تیرہ صدیوں تک مسلمان ایک کے بعد دوسرے تنزل کی جانب اترتے رہے اور تیرہ طویل صدیوں تک اسلام کی تصویر غیروں کی نظر میں بگڑتی چلی گئی۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوی اور دائمی قوت قدسیہ کا سہارا نہ ہوتا اور خدا تعالیٰ کی ابدی نصرت کا وعدہ شامل حال نہ ہوتا، تو کبھی کی یہ امت ماضی کا

ایک عبرت آموز قصہ بن چکی ہوتی اور اس آب حیات سے دنیا ہمیشہ کے لئے محروم ہو چکی ہوتی۔ لیکن جیسا کہ ازل سے مقدر تھا آخری زمانہ میں اسلام کو ایک نئی اور پُر شوکت زندگی عطا ہونی تھی اور ادیان باطلہ پر ایک عالمگیر غلبہ کی بنیاد مسیح محمدی کے ہاتھوں رکھی جانی تھی۔"

(خطابات طاہر تقاریر جلسہ سالانہ قبل از خلافت صفحہ 127)

معزز سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک اور ارشاد مبارک ہے کہ

"پس کامل بھروسہ اور کامل توکل تھا اللہ کی ذات پر کہ وہ خلافت احمدیہ کو کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا۔ ہمیشہ قائم و دائم رکھے گا۔ زندہ اور تازہ اور جوان اور ہمیشہ مہکنے والی عطر کی خوشبو سے معطر رکھتے ہوئے اس شجرہ طیبہ کی صورت میں اس کو ہمیشہ زندہ اور قائم رکھے گا۔ جس کے متعلق وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا... کہ ایسا شجرہ طیبہ ہے جس کی جڑیں زمین میں گہری پیوست ہیں اور کوئی دنیا کی طاقت اسے اکھاڑ کر پھینک نہیں سکتی۔ یہ شجرہ خبیثہ نہیں ہے کہ جس کے دل میں آئے وہ اسے اٹھا کر، اسے اکھاڑ کے ایک جگہ سے دوسری جگہ پھینک دے۔ کوئی آندھی، کوئی ہوا اس (شجرہ طیبہ) کو اپنے مقام سے ٹلا نہیں سکے گی اور شاخیں آسمان سے اپنے ربّ سے باتیں کر رہی ہیں اور ایسا درخت نو بہار اور سدا بہار ہے۔ ایسا عجیب ہے یہ درخت کہ ہمیشہ نو بہار رہتا ہے کبھی خزاں کا منہ نہیں دیکھتا۔"

(روزنامہ الفضل 22/جون 1982ء)

سامعین! سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خوشخبریاں دی تھیں اور جو پیشگوئیاں آپ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اپنی امت کو بتائی تھیں اس کے مطابق مسیح موعود کی آمد پر خلافت کا سلسلہ شروع ہونا تھا اور یہ خلافت کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق دائمی رہنا تھا اور رہنا ہے۔ ان شاء اللہ۔"

(الفضل انٹرنیشنل 4/جون 2004ء صفحہ 5)

پھر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"پس خلافتِ احمدیہ کا وعدہ دائمی ہے اور بعد میں آنے والوں کے لئے ہے۔ جو نظامِ خلافت سے جڑے رہیں گے، اپنی کامل اطاعت کا اظہار کرتے رہیں گے، خلافت سے اخلاص و وفا کا تعلق رکھیں گے وہ اللہ تعالیٰ کا

وعدہ پورا ہوتا دیکھتے رہیں گے۔ دشمن اور بد فطرت انسانوں کی آنکھیں تو اندھی ہیں جو انہیں خدا تعالیٰ کی تائیدات کے نظارے نظر نہیں آتے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم تو ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے دیکھ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہماری نسبت جو وعدہ فرمایا ہے اُس کی نئی شان ہمیں ہر روز نظر آتی ہے۔ دشمن کا زیادتی پر اُتر آنا اور نہتوں پر ہتھیاروں سے حملے کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ دشمن کے پاس دلیل سے مقابلہ کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے اور جماعت احمدیہ کا دلائل سے لوگوں کا منہ بند کرنا اللہ تعالیٰ کے وعدے کے پورا ہونے کی بھی دلیل ہے۔ اُس نے فرمایا کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ یہ غلبہ اُن دلائل سے ہے جن کے ردّ کرنے کی کسی مخالف میں طاقت نہیں ہے"۔

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 27 مئی 2011ء)

پس جب تک ہم احمدی مسلمان اِس خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے ساتھ کامل وفا، ایمان و ایقان اور اعمالِ صالحہ کے ساتھ وابستہ رہیں گے خلافت بطور انعام نہ صرف قائم رہے گی بلکہ اِس کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گی اور افراد جماعتِ احمدیہ اُن تمام فیوض و برکات سے متمتع ہوتے رہیں گے جو خلافت کے ساتھ وابستگی میں پنہاں ہیں اور ہمارے مقابل جو مسلمان اللہ تعالیٰ کے احکامات سے روگردانی کرتے ہوئے فسق و فجور میں مبتلا رہیں گے خلافت سے محروم رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کی برکات سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے، ہم سب کو اس عظیم الشان نعمت کی کما حقُّہٗ قدر کرنے اور پورے اخلاص کے ساتھ اس سے وابستگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اگر ہم خلافت کے عاشق رہیں گے
مسیحا کی ہم میں نیابت رہے گی
اطاعت کریں گے خلیفہ کی جب تک
سدا ہم پہ رب کی عنایت رہے گی

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿9﴾ ﴿مشاہدات۔396﴾

خلیفہ بنانا خدا تعالیٰ کا کام ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:56)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

قسم خدا کی یہ دنیا کے بس کی بات نہیں
قسم خدا کی زمانے کا اس میں ہات نہیں
قسم خدا کی کوئی انتخاب ذات نہیں
قسم خدا کی کوئی جیت کوئی مات نہیں
وہ جس کو چنتا ہے سب کو نظر بھی آتا ہے
قسم خدا کی خلیفہ خدا بناتا ہے

معزز سامعین! مجھے آج جس موضوع پر اپنا اظہارِ خیال کرنا ہے وہ ہے۔ ”خلیفہ بنانا خدا تعالیٰ کا کام ہے“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں فرمایا کہ تم اپنے باپ ابو بکر اور اپنے بھائی کو بلاؤ تا کہ میں تحریر لکھ دوں کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کوئی (خلافت کی) آرزو کرنے والا آرزو نہ کرے اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ میں (خلافت کا) زیادہ حقدار ہوں لیکن اللہ اور مومنین ابو بکر کے علاوہ کی کسی (کی خلافت) پر آمادہ نہیں ہوں گے۔

(صحیح مسلم شریف کتاب الفضائل باب فضائل ابوبکر صدیق)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"صوفیا نے لکھا کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمائے گا کیونکہ یہ خدا کا کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق انہی کے دل میں ڈالا.... عرض کیا (گیا) کہ حضور کے الہام میں تو یہی مضمون ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَکَ الْمَسِیْحَ ابْنُ مَرْیَمَ اور آیت استخلاف میں بھی اللہ تعالیٰ نے وَلَیَسْتَخْلِفَنَّ اور لَیُمَکِّنَنَّ کی ضمیر اپنی طرف ہی فرمائی ہے نہ رسول کی طرف۔ ایک اَور الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا ہے۔ اَنْتَ الشَّیْخَ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَا یُضَاعُ وَقْتُہٗ اور ایک اور الہام میں یوں آتا ہے کہ کَمِثْلِکَ دُرٌّ لَّا یُضَاعُ۔ ان الہامات سے ہماری کامیابی کا بیّن ثبوت ملتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 524-525)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے

اس لئے تم میری بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آپ کو خدا کی ایک قدرت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اَور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ (سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو) اور چاہئے کہ ہر اک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔"

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"تم اس حبل اللہ کو آپ مضبوط پکڑ لو۔ یہ بھی خدا ہی کی رَسی ہے جس نے تمہارے متفرق اجزاء کو اکھٹا کر دیا ہے۔ پس اسے مضبوط پکڑے رکھو۔ تم خوب یاد رکھو کہ معزول کرنا اب تمہارے اختیار میں نہیں۔ تم مجھ میں عیب دیکھو۔ آگاہ کر دو مگر ادب کو ہاتھ سے نہ دو خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا اپنا کام ہے اللہ تعالیٰ نے خلیفے بنائے ہیں۔ آدم کو داؤد کو اور ایک وہ خلیفہ ہوتا ہے جو لَیَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِی الۡاَرۡضِ میں

موعود ہے اور تم سب کو بھی خلیفہ بنایا۔ پس مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا ہے اور اپنے مصالح سے بنایا ہے تمہاری بھلائی کے لئے بنایا ہے۔ خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی۔ اس لئے تم میں سے کوئی مجھے معزول کرنے کی قدرت اور طاقت نہیں رکھتا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے معزول کرنا ہوگا تو وہ مجھے موت دے دے گا۔"

(اخبار بدر یکم فروری 1913ء جلد 11 نمبر 18-19، صفحہ 3)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"خوب یاد رکھو کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جھوٹا ہے وہ انسان جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ انسانوں کا مقرر کردہ ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب اپنی خلافت کے زمانہ میں چھ سال متواتر اس مسئلہ پر زور دیتے رہے کہ خلیفہ خدا مقرر کرتا ہے نہ انسان اور در حقیقت قرآن شریف کے غور سے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ بھی خلافت کی نسبت انسانوں کی طرف نہیں کی گئی بلکہ ہر قسم کے خلفا کی نسبت اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ انہیں ہم بناتے ہیں۔"

(کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے از انوار العلوم جلد 2 صفحہ 11)

پھر اِسی لیکچر میں آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے اکثروں کی گردنیں میرے سامنے جھکا دیں۔ میں کیونکر تمہاری خاطر خدا تعالیٰ کے حکم کو رد کردوں مجھے اس نے اسی طرح خلیفہ بنایا ہے جس طرح پہلوں کو بنایا تھا۔ گو میں حیران ہو کہ میرے جیسا نالائق انسان اسے کیونکر پسند آ گیا؟ لیکن جو کچھ بھی ہو اس نے مجھے پسند کر لیا اور اب کوئی انسان اس کُرتہ کو مجھ سے نہیں اُتار سکتا جو اس نے مجھے پہنایا ہے یہ خدا کی دین ہے اور کون سا انسان ہے جو خدا کے عطیہ کو مجھ سے چھین لے؟ خدا تعالیٰ میرا مددگار ہوگا۔ میں ضعیف ہوں مگر میرا مالک بڑا طاقت ور ہے، کمزور ہوں مگر میرا آقا بڑا توانا ہے، میں بلا اسباب ہوں لیکن میرا بادشاہ تمام اسبابوں کا خالق ہے میں بے مددگار ہوں لیکن میرا رب فرشتوں کو میری مدد کے لئے نازل فرمائے گا۔"

(کون ہے جو خدا کے کاموں کو روک سکے از انوار العلوم جلد 2 صفحہ 15)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خلیفہ، اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے اگر بندوں پر اس کو چھوڑا جاتا تو جو بھی بندوں کی نگاہ میں افضل ہوتا اسے وہی وہ اپنا خلیفہ بنالیتے لیکن خلیفہ خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چنتا ہے جس کے متعلق دنیا سمجھتی ہے کہ اسے کوئی علم حاصل نہیں، کوئی رُوحانیت اور بزرگی اور طہارت اور تقویٰ حاصل نہیں۔ اسے وہ بہت کمزور جانتے ہیں اور بہت حقیر سمجھتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ اس کو چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک جلوہ کرتا ہے اور جو کچھ وہ تھا اور جو کچھ اس کا تھا اس میں سے وہ کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے سامنے کلی طور پر فنا اور نیستی کا لبادہ پہن لیتا ہے اور اس کا وجود دنیا سے غائب ہو جاتا ہے اور خدا کی قدرتوں میں وہ چھپ جاتا ہے تب اللہ تعالیٰ اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھالیتا ہے اور جو اس کے مخالف ہوتے ہیں انہیں کہتا ہے مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے، یہ بندہ بے شک نحیف، کم علم، کمزور، کم طاقت اور تمہاری نگاہ میں طہارت اور تقویٰ سے عاری ہے لیکن اب یہ میری پناہ میں آگیا ہے اب تمہیں بہر حال اس کے سامنے جھکنا پڑے گا۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس لئے کہ خدا تعالیٰ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ انتخابِ خلافت کے وقت اسی کی منشاء پوری ہوتی ہے اور بندوں کی عقلیں کوئی کام نہیں دیتیں۔"

(الفضل 17 مارچ 1967ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"سارا عالم اسلام مل کر زور لگالے اور خلیفہ بنا کر دکھادے وہ نہیں بنا سکتا کیونکہ خلافت کا تعلق خدا کی پسند سے ہے اور خدا کی پسند اس شخص پر انگلی رکھتی ہے جسے وہ صاحبِ تقویٰ سمجھتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ 2 اپریل 1993ء از بدر 6 مئی 1993ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے یوم خلافت کے حوالے سے جماعت احمدیہ راولپنڈی کے نام پیغام میں فرمایا:

"ہمارا یہ ایمان ہے کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ خود بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں ہوتا۔ جسے اللہ یہ کُرتہ پہنائے گا کوئی نہیں جو اس کرتے کو اس سے اُتار سکے یا چھین سکے۔ وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چنتا

ہے جسے لوگ بعض اوقات حقیر بھی سمجھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اس کو چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک ایسا جلوہ فرماتا ہے کہ اس کا وجود دنیا سے غائب ہو کر خدا تعالیٰ کی قدرتوں میں چھپ جاتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھالیتا ہے اور اپنی تائید و نصرت ہر حال میں اس کے شامل حال رکھتا ہے اور اس کے دل میں اپنی جماعت کا درد اس طرح پیدا فرما دیتا ہے وہ اس درد کو اپنے درد سے زیادہ محسوس کرنے لگتا ہے اور یوں جماعت کا ہر فرد یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ اس کا درد رکھنے والا، اس کے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا اس کا ہمدرد ایک وجود موجود ہے۔"

(روزنامہ الفضل 30 مئی 2003ء)

گزرے ہوئے سو سال کی تاریخ گواہ ہے
سائے کی طرح سایہ فگن ہم پہ خدا ہے
اور رات جو آئے بھی تو پروانوں کو غم کیا
جلتا ہوا پر نور خلافت کا دیا ہے

(کمپوزڈ بائی: منہاس محمود۔ جرمنی)



﴿10﴾ ﴿مشاہدات۔294﴾

خلیفہ خدا بناتا ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (البقرہ:31)

ترجمہ: اور (یاد رکھ) جب تیرے ربّ نے فرشتوں سے کہا کہ یقیناً مَیں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا تُو اُس میں وہ بنائے گا جو اُس میں فساد کرے اور خون بہائے گا جبکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور ہم تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ اُس نے کہا یقیناً میں وہ سب کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

خدا کرے کہ صحبتِ امام بھی ہمیں ملے
یہ نعمتِ خلافتِ مدام بھی ہمیں ملے
خدا کرے اطاعتِ امام ہم بھی کرسکیں
خدا کرے کہ معرفت کا جام بھی ہمیں ملے

سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ ”خلیفہ خدا بناتا ہے“

جس آیت کی مَیں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اُس کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”مَیں تمہیں پھر یاد دلاتا ہوں کہ قرآن مجید میں صاف طور پر لکھا ہے کہ اللہ ہی خلیفہ بنایا کرتا ہے۔ یاد رکھو کہ آدمؑ کو خلیفہ بنایا تو کہا اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً“

(حیات نور صفحہ 528)

سامعین! خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو اپنا نمائندہ اور خلیفہ قرار دیا ہے اور دوسرے نمبر پر خلیفہ وہ ہوتا ہے جو نبی کی وفات کے بعد اُس مرحوم نبی کے مشن کو آگے بڑھائے۔ جیسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحبؓ۔ ہر دو صورتوں میں خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔ پہلی صورت میں تو بہت واضح ہے۔ نبی، اللہ کی طرف سے نامزد ہو کر اُس کا پیغام لے کر آتا ہے۔ دوسری صورت میں بعض اوقات گو نبی کسی کو اپنا خلیفہ نامزد کر جاتا ہے یا انتخاب کے ذریعہ خلیفہ منتخب ہوتا ہے مگر یہ بات یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انتخاب میں حصہ لینے والوں کے دلوں میں خلیفہ کا نام القاء کرتا ہے۔ جماعت احمدیہ میں مجلسِ انتخاب میں حصہ لینے والے بزرگوں نے بارہا اس امر کا ذکر فرمایا کہ انتخاب کے وقت ہمارے دلوں پر خداوند کریم کا قبضہ تھا اور ایک خفیہ طاقت نے منتخب ہونے والے خلیفہ کے حق میں ایک پُر زور طاقت اور قوت کے ساتھ ہمارے بازو اور ہاتھ پکڑ کر ووٹ دینے کے لئے بلند کر دیے۔ یہی علامت ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔

سامعات! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے امتِ محمدیہ کے پہلے دَور میں خلفاء کے چناؤ کے حوالہ سے فرمایا کہ

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا؟ اس میں یہی بھید تھا کہ آپؐ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمادے گا کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے پہلے اوّل حق اُنہی کے دل میں ڈالا۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 525-524)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے خلافت کو قمیض سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ قمیض خداوند کریم نے مجھے پہنائی ہے۔ کسی میں کوئی ہمت نہیں کہ وہ اِسے اتار سکے۔ یہی الفاظ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے متعلق اُس وقت استعمال فرمائے جب جماعت کے کچھ سرکردہ لوگ الگ ہو کر آپؓ کی مخالفت کرنے لگے۔ اُن کا خیال تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپؑ کا جانشین خلیفہ نہیں بلکہ انجمن ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے۔ کوئی اس خِلعت اور

رداء کو مجھ سے چھین نہیں سکتا اور ساتھ ہی یہ مثال دی کہ اسلام کو جتنی ترقیات اور فتوحات نصیب ہوئیں وہ خلافت ہی کی وجہ سے ملی ہیں۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کی تمام ترقیات خلافت کی مرہونِ منت ہیں۔ اگر یہ خلافت خدا کی طرف سے نہیں اگر مَیں اللہ کی طرف سے خلیفہ نہیں یا مجھے خدا نے خلیفہ نہیں بنایا تو یہ تائیداتِ الٰہیہ بھی جماعت کے ساتھ اور میرے ساتھ نہ ہوتیں۔ ہم مسلسل آگے بڑھ رہے ہیں اور مدِ مقابل لوگوں پر اُن کی زمین تنگ ہوتی جارہی ہے۔ اس کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الرعد آیت 42 میں یوں کھینچا ہے اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ کہ کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ یقیناً ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں اور ہم نے بارہا یہ چیز مشاہدہ کی کہ خلافت خواہ دورِ اوّل کی ہو یا خلافت علیٰ منہاج النبوہ ہو مخالفین پر اُن کی زمین کناروں سے کم کی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ سُکڑ کر محدود جگہ پر آجاتے ہیں۔ یہی چیز ہم نے غیر مبائعین حلقہ میں دیکھی اور آج وہ تتر بتر ہونے کا شکار ہیں۔

سامعین! خلیفہ خدا بناتا ہے کو ہم ایک اور زاویہ سے بھی ماپ سکتے ہیں۔ دنیا بھر میں اب تک مختلف اسلامی جمیعتوں اور جماعتوں نے اپنے اندر خلافت قائم کرنے کی کوشش کی۔ اس کے لیے تحریکیں چلائیں، جدوجہد کی، کتب لکھیں، پمفلٹس شائع کیے گئے، جلسے ہوئے، بینرز لگوائے گئے اور بروشرز تقسیم ہوئے مگر تمام تحریکیں ناکام ہوئیں۔ پھر ایک دَور یہ بھی آیا کہ مُلکوں کے سربراہوں نے خود خلیفہ بننے کی خواہش کا اظہار کیا یا اُن کے حواریوں نے انہیں خلیفہ بنانے کی کوشش کی مگر اُن کو باوجود پوری طاقت اور قوت ہونے کے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ خداوند کریم کی مدد و نصرت اُن کے شاملِ حال نہ تھی اور نہ ہی خدا کے دربار میں وہ خلیفہ کا درجہ رکھتے تھے اور نہ خدا انہیں خلیفہ کا مقام دینا چاہتا تھا اور ایسے دونوں اشخاص میں سے تو ایک اپنے عزیز رشتہ دار کے ہاتھوں قتل ہوا اور ایک الٰہی تقدیر کی وجہ سے ہوا میں اُڑا دیا گیا۔ ان لوگوں کے حواری اور مددگار بھی ان کا ساتھ چھوڑ گئے جبکہ دورِ اولیٰ کی خلافت کے پیروکار اور خلافت علیٰ منہاج النبوہ کے پیروکاروں کے ساتھ وفات کے بعد رضی اللہ عنہ، رحمہ اللہ، غفرہ اللہ کے ٹائٹل لگے۔ انہوں نے اور اُن کی اولادوں نے نہ صرف اپنے آباؤ اجداد کے ناموں کو زندہ رکھا بلکہ خلفاء کے

ناموں اور کارناموں کو بھی زندہ رکھا۔ اُن کی خاطر قربانیاں دیں اور آج بھی اُن کی اولادیں خلفاء کا نام نہایت ادب اور احترام سے لیتی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

”چونکہ خلافت کا انتخاب عقلِ انسانی کا کام نہیں۔ عقل نہیں تجویز کر سکتی کہ کس کے قویٰ قوّی ہیں۔ کس میں قوتِ انتظامیہ کامل طور پر رکھی گئی ہے۔ اس سے پہلے جنابِ الٰہی نے خود فیصلہ کر دیا ہے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ۔ خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔“

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 225)

سامعات! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”یاد رکھیں! وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو اُسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اُسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور ان شاء اللہ نوازتا رہے گا“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21 مئی 2004ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کی حفاظت اور اُس کے استحکام کے لیے پورے عزم اور استقلال کے ساتھ اولادوں سمیت کام کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

ہمارا ایمان پہ خلافت ہے
یہ ملّت کی تنظیم کی جان ہے
نہ کیوں جان و دل سے ہوں اس پر فدا
اسی کے دَم سے ہے ہماری بقا

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿11﴾ ﴿مشاہدات۔395﴾

منصبِ خلافت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۗ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۗ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:56)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

گزرے ہوئے سو سال کی تاریخ گواہ ہے
سائے کی طرح سایہ فگن ہم پہ خدا ہے
اور رات جو آئے بھی تو پروانوں کو غم کیا
جلتا ہوا پر نور خلافت کا دیا ہے

سامعین! مجھے آج مَنْصَبِ خلافت پر کچھ گزارشات کرنی ہیں۔

منصب کسی کے مقام و مرتبہ کو کہتے ہیں۔ دنیا کی ہر سوسائٹی، انجمن اور ملکی نظام میں سربراہ کا منصب ہوتا ہے اور دستور لکھے جاتے ہیں جن میں منصب دار کی ذمہ داریوں کے علاوہ اُس سوسائٹی، انجمن یا ملک سے تعلق رکھنے والے دوست و خواتین کے فرائض درج ہوتے ہیں کہ کس طرح اِس منصب دار کی

عزت و احترام اور مقام و مرتبہ کو سمجھنا اور اِس کا خیال رکھنا ہے۔ اِسی طرح روحانی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فرستادوں، انبیاء و اولیاء اور خلفاء کا بھی روحانی منصب، مقام و مرتبہ متعیّن ہے۔ اِسی حوالے سے خلافت بارے منصب پر مجھے آج روشنی ڈالنی ہے تا ہم اپنے ہاں جاری مبارک نظامِ خلافت کے مقام و مرتبہ کو اپنے ذہنوں میں رکھتے ہوئے عزت و احترام بروئے کار لاسکیں۔ اِس سلسلہ میں سب سے پہلے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ حدیث کو آپ کے سامنے رکھنا چاہ رہا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہو گی، پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا، پھر ایذا رساں بادشاہت قائم ہو گی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ جب یہ دور ختم ہو گا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہو گی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ ظلم ستم کے اس دور کو ختم کر دے گا جس کے بعد پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہو گی۔ یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 273۔ مشکوٰۃ بَابُ الْاِنْذَارِ وَالتَّحْذِیْرُ)

پھر ایک روایت میں منصب خلافت بیان کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

اِنْ رَأَیْتَ یَوْمَئِذٍ خَلِیْفَةَ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ فَالْزِمْہُ وَاِنْ نُھِكَ جِسْمُكَ وَاُخِذَ مَالُكَ۔

یعنی اگر تو اللہ کے خلیفہ کو زمین میں دیکھے تو اسے مضبوطی سے پکڑ لینا اگرچہ تیرا جسم نوچ دیا جائے اور تیرا مال چھین لیا جائے۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث حذیفة بن الیمان حدیث نمبر 22916)

سامعین! یہ ہے ایک خلیفہ کا مقام اور رتبہ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اِس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے کہ اپنی گائے کسی کو بیچ دینے کے بعد جیسا اُس گائے پر کوئی حق نہیں رہتا بعینہٖ خلیفہ کی بیعت کر لینے کے بعد بیعت کرنے والے پر اپنا حق ختم ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

”خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسول کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تاقیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا کہ دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔“

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6۔ صفحہ 353)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”خلافت کیسری کی دُکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے، نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔ تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں۔ تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔“

(اخبار بدر جولائی 1912ء۔ جلد 12 نمبر 2۔ صفحہ 4)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ہماری جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ جماعت کا جو خلیفہ ہو وہ اپنے زمانہ میں جماعت کے تمام لوگوں سے افضل ہوتا ہے اور چونکہ ہماری جماعت ہمارے عقیدہ کی رو سے باقی تمام جماعتوں سے افضل ہے اس لئے ساری دنیا میں سے افضل جماعت میں سے ایک شخص جب سب سے افضل ہو گا تو موجودہ لوگوں کے لحاظ سے یقیناً اُسے ”بعد از خدا بزرگ توئی“ کہہ سکتے ہیں۔“

(الفضل 27 اگست 1937ء صفحہ 6)

پھر آپ فرماتے ہیں۔

”جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی حیثیت دنیا کے تمام بادشاہوں اور شہنشاہوں سے زیادہ ہے، وہ دنیا میں خدا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمائندہ ہے۔“

(الفضل 27 اگست 1937ء صفحہ 8)

پھر فرمایا۔

”جماعت کے اتحاد اور شریعت کے احکام کو پورا کرنے کے لئے ایک خلیفہ کا ہونا ضروری ہے اور جو اس بات کو رد کرتا ہے وہ گویا شریعت کے احکام کو رد کرتا ہے۔ صحابہ کا عمل اس پر ہے اور سلسلہ احمدیہ سے بھی خدا تعالیٰ نے اسی کی تصدیق کرائی ہے۔ جماعت کے معنی ہی یہی ہیں کہ وہ ایک امام کے ماتحت ہو۔ جو لوگ کسی امام کے ماتحت نہیں وہ جماعت نہیں اور ان پر خدا تعالیٰ کے وہ فضل نازل نہیں ہو سکتے اور کبھی نہیں ہو سکتے جو ایک جماعت پر ہوتے ہیں۔“

(کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 13)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”خلافت ایک الٰہی نعمت ہے۔ کوئی نہیں جو اس میں روک بن سکے۔ وہ خدا تعالیٰ کے نور کے قیام کا ذریعہ ہے جو اس کو مٹانا چاہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نور کو مٹانا چاہتا ہے۔ ہاں وہ ایک وعدہ جو پورا تو ضرور کیا جاتا ہے لیکن اس کے زمانے کی لمبائی مومنوں کے اخلاق سے وابستہ ہے۔“

(الفضل 23 ستمبر 1937ء صفحہ 15)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”پس یا تو ہمارا یہ عقیدہ ہی غلط ہے کہ خلیفہ وقت ساری دنیا کا اُستاد ہے اور اگر یہ سچ ہے اور یقیناً یہی سچ ہے تو دنیا کے عالم اور فلاسفر شاگرد کی حیثیت سے ہی اس کے سامنے آئیں گے۔ استاد کی حیثیت سے اس کے سامنے نہیں آئیں گے۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ خلیفہ کے مقام و مرتبہ کے متعلق فرماتے ہیں:

”مَیں آپ کو وضاحت کے ساتھ بتانا چاہتا ہوں کہ جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ آپ کا خلیفہ بنائے گا، اس کے دل میں آپ کے لئے بے انتہا محبت پیدا کر دے گا اور اس کو یہ توفیق دے گا کہ وہ آپ کے لئے اتنی دعائیں کرے کہ دعا کرنے والے ماں باپ نے بھی آپ کے لئے اتنی دعائیں نہ کی ہوں گی اور اس کو یہ بھی توفیق دے گا کہ آپ کی تکلیفوں کو دور کرنے کے لئے ہر قسم کی تکلیف وہ خود برداشت کرے اور بشاشت کرے اور آپ پر احسان جتائے بغیر کرے کیونکہ وہ خدا کا نوکر ہے آپ کا نوکر نہیں ہے اور خدا کا نوکر خدا کی رضا کے لئے ہی کام کرتا ہے کسی پر احسان رکھنے کے لئے کام نہیں کرتا لیکن اس کا یہ حال اور اس کا یہ فعل اس بات کی علامت نہیں ہے کہ اس کے اندر کوئی کمزوری ہے اور آپ اس کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھا سکتے ہیں وہ کمزور نہیں، خدا کے لئے اس کی گردن اور کمر ضرور جھکی ہوئی ہے لیکن خدا کی طاقت کے بل بوتے پر وہ کام کرتا ہے۔ ایک یا دو آدمیوں کا سوال ہی نہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ ساری دنیا بھی مقابلہ میں آجائے تو اس کی نظر میں کوئی چیز نہیں۔“

(خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 494)

پھر آپ نے خلیفہ کے منصب کو یوں بیان فرمایا۔

”ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خلیفہ، اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے اگر بندوں پر اس کو چھوڑا جاتا تو جو بھی بندوں کی نگاہ میں افضل ہوتا اسے وہی وہ اپنا خلیفہ بنا لیتے لیکن خلیفہ خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چنتا ہے جس کے متعلق دنیا سمجھتی ہے کہ اسے کوئی علم حاصل نہیں، کوئی رُوحانیت اور بزرگی اور طہارت اور تقویٰ حاصل نہیں۔ اسے وہ بہت کمزور جانتے ہیں اور بہت حقیر سمجھتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ اس کو چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک جلوہ کرتا ہے اور جو کچھ وہ تھا اور جو کچھ اس کا تھا اس میں سے وہ کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے سامنے کلی طور پر فنا اور نیستی کا لبادہ پہن لیتا ہے اور اس کا وجود دنیا سے غائب ہو جاتا ہے اور خدا کی قدرتوں میں وہ چھپ جاتا ہے تب اللہ تعالیٰ اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتا ہے اور جو اس کے مخالف ہوتے ہیں انہیں کہتا ہے مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے، یہ بندہ بے شک نحیف، کم علم، کمزور، کم طاقت اور تمہاری نگاہ میں

طہارت اور تقویٰ سے عاری ہے لیکن اب یہ میری پناہ میں آگیا ہے اب تمہیں بہر حال اس کے سامنے جھکنا پڑے گا۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس لئے کہ خدا تعالیٰ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ انتخابِ خلافت کے وقت اسی کی منشاء پوری ہوتی ہے اور بندوں کی عقلیں کوئی کام نہیں دیتیں۔"

(الفضل 17 مارچ 1967ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"پس کامل بھروسہ اور کامل توکل تھا اللہ کی ذات پر کہ وہ خلافت احمدیہ کو کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا ہمیشہ قائم و دائم رکھے گا، زندہ اور تازہ اور جوان اور ہمیشہ مہکنے والے عطر کی خوشبو سے معطر رکھتے ہوئے اس شجرۂ طیبہ کی صورت میں اس کو ہمیشہ زندہ و قائم رکھے گا جس کے متعلق وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا کہ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ لا تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا (سورۃ ابراہیم: 25-26) کہ ایسا شجرہ طیبہ ہے جس کی جڑیں زمین میں گہری پیوست ہیں اور کوئی دنیا کی طاقت اسے اُکھاڑ کر پھینک نہیں سکتی۔ یہ شجرہ خبیثہ نہیں ہے کہ جس کے دل میں آئے وہ اسے اٹھا کر اسے اکھاڑ کے ایک جگہ سے دوسری جگہ پھینک دے کوئی آندھی، کوئی ہوا اس (شجرہ طیبہ) کو اپنے مقام سے ٹلا نہیں سکے گی اور شاخیں آسمان سے اپنے رب سے باتیں کر رہی ہیں اور ایسا درخت نو بہار اور سدا بہار ہے۔ ایسا عجیب ہے یہ درخت کہ ہمیشہ نو بہار رہتا ہے کبھی خزاں کا منہ نہیں دیکھتا۔ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا، ہر آن اپنے رب سے پھل پاتا چلا جاتا ہے اس پر کوئی خزاں کا وقت نہیں آتا اور اللہ کے حکم سے پھل پاتا ہے۔ اس میں نفس کی کوئی ملونی شامل نہیں ہوتی۔ یہ وہ نظارہ تھا جس کو جماعت احمدیہ نے پچھلے ایک دو دن کے اندر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اپنے دلوں سے محسوس کیا اور اس نظارہ کو دیکھ کر رُوحیں سجدہ ریز ہیں خدا کے حضور حمد کے ترانے گاتی ہیں۔ پس دُکھ بھی ساتھ تھا اور حمد و شکر بھی ساتھ تھا اور یہ اکھٹے چلتے رہیں گے بہت دیر تک لیکن حمد اور شکر کا پہلو ایک ابدی پہلو ہے وہ ایک لازوال پہلو ہے وہ کسی شخص کے ساتھ وابستہ نہیں۔ نہ پہلے کسی خلیفہ کی ذات سے وابستہ تھا نہ میرے ساتھ ہے نہ آئندہ کسی خلیفہ کی ذات سے وابستہ ہے، وہ منصب خلافت کے ساتھ وابستہ ہے۔ وہ، وہ پہلو ہے جو زندہ و تابندہ ہے اس پر کبھی موت نہیں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ہاں ایک شرط کے ساتھ اور وہ شرط یہ ہے: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کہ

دیکھو! اللہ تم سے وعدہ کرتا ہے تمہیں اپنا خلیفہ بنائے گا زمین میں لیکن کچھ تم پر بھی ذمہ داریاں ڈالتا ہے۔ تم میں سے ان لوگوں سے وعدہ کرتا ہے جو ایمان لاتے ہیں اور عمل صالح بجالاتے ہیں۔ پس اگر نیکی کے اوپر جماعت قائم رہی اور ہماری دعا ہے اور ہمیشہ ہماری کوشش رہے گی کہ ہمیشہ ہمیش کے لئے یہ جماعت نیکی پر ہی قائم رہے۔ صبر کے ساتھ اور وفا کے ساتھ تو خدا کا یہ وعدہ بھی ہمیشہ ہمارے ساتھ وفا کرتا چلا جائے گا اور خلافت احمدیہ اپنی پوری شان کے ساتھ شجرۂ طیبہ بن کر ایسے درخت کی طرح لہلہاتی رہے گی جس کی شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہوں۔“

(خطبات طاہر جلد 1 صفحہ 3-4)

میرے بھائیو! اِس اہم مضمون کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی متعدد جگہوں پر بیان فرمایا ہے۔ ایک موقع پر فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے احمدیوں پر کہ نہ صرف ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں شامل ہونے کی توفیق ملی بلکہ اس زمانے میں مسیح موعود علیہ السلام اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بھی اس نے عطا فرمائی جس میں ایک نظام قائم ہے، ایک نظام خلافت قائم ہے، ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس کو ٹوٹنا ممکن نہیں لیکن یاد رکھیں کہ یہ کڑا تو ٹوٹنے والا نہیں لیکن آپ نے اپنے ہاتھ اگر ذرا ڈھیلے کئے تو آپ کے ٹوٹنے کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سے بچائے اس لئے اس حکم کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور نظام جماعت سے ہمیشہ چمٹے رہو کیونکہ اب اس کے بغیر آپ کی بقا نہیں۔“

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 256-257)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 11 مئی 2003ء کو احباب جماعت کے نام ایک خصوصی پیغام میں فرمایا:

”قدرتِ ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو وہ

محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرتِ ثانیہ نہ ہو تو اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔"

(الفضل انٹرنیشنل 23 مئی 2003ء)

خدا کی عطا ہے نظامِ خلافت
صراطِ ھُدیٰ ہے نظامِ خلافت
پروتی ہے بکھرے ہوؤں کو لڑی میں
ہماری بقا ہے نظامِ خلافت

(کمپوزڈ بائی: منہاس محمود۔ جرمنی)



﴿12﴾ ﴿مشاہدات۔69﴾

أَلإِمَامُ جُنَّةٌ

امام ڈھال ہے

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف مَیں عافیت کا ہوں حصار

میرے بھائیو! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے ”أَلإِمَامُ جُنَّةٌ“

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ (الانفال:25)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہا کرو جب وہ تمہیں بلائے تا کہ وہ تمہیں زندہ کرے اور جان لو کہ اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے اور یہ بھی (جان لو) کہ تم اسی کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے۔

سامعین! ”امام ڈھال ہے“ کے مضمون میں جانے سے قبل ڈھال کے معانی جاننے ضروری ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے ”جیم“ پر پیش کے ساتھ جُنَّةٌ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔

عربی لغات میں اس کے لئے پہلے اور بنیادی معانی پردہ کے ہیں۔ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ پردہ حفاظت کا کام کرتا ہے۔ اس کے دوسرے معانی ڈھال کے ہیں یعنی اپنے بچاؤ کے لئے لوہے کی شیلڈ۔ پُرانے وقتوں میں جب تلواروں کے ساتھ دشمنوں سے جنگیں لڑی جاتی تھیں تب سپاہی اپنے جسموں کی حفاظت کے لئے لوہے کی شیلڈز پہنا کرتے تھے جو ڈھال کہلاتی تھی۔ (سروں کی حفاظت کے لئے خَود پہنا جاتا تھا)۔ جیسے

آج کل پولیس والے ہنگامہ کرنے والوں کی طرف سے پتھراؤ کے ڈر سے پلاسٹک کی شیلڈز اپنے سینوں پر لگا لیتے ہیں۔ اسی طرح لوہے کی شیلڈ کو جُنَّۃٌ یعنی ڈھال بولا جاتا تھا۔ انہی معنوں میں سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کو جُنَّۃٌ یعنی ڈھال قرار دیتے ہوئے فرمایا یُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِہٖ۔ جس کے پیچھے رہ کر جنگ لڑی جاتی ہے۔ جماعت بھی چونکہ جسم کی طرح ہے۔ بُرائیوں سے بچنے کی روحانی جنگ میں اس جسم کو بھی شیلڈ کی، ڈھال کی ضرورت ہے جو امام یعنی خلیفہ ہے۔

جہاں تک روحانی جنگ کا تعلق ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں وہ تمام اخلاق سیئہ اور افعال شنیئہ آجاتے ہیں جن کی نشان دہی قرآن کریم اور احادیث میں مختلف مقامات پر بیان ہوئی ہے اور ان سے دور رہنے کی تلقین ملتی ہے۔ خلیفۃ المسیح ڈھال بن کر ان بُرائیوں اور بدیوں سے احباب جماعت کو دُور رکھتے ہیں۔ اپنے خطبات، خطابات، دروس، ورچوئل ملاقاتوں میں احباب جماعت کو بروقت تنبیہ فرما کر دُور رہنے کی نصیحت کرتے رہتے ہیں اور دوسرے معنوں میں آج دُنیا ہنگامہ آرائی، ہڑتالوں میں توڑ پھوڑ، قتل وغارت اور دنگا فساد میں ملوث پائی جاتی ہے۔ خلیفۃ المسیح ڈھال بن کر احباب جماعت کو ان تلخ آمیز حقائق سے دُور رہنے کی نصیحت کرتے رہتے ہیں اور فرماتے ہیں اپنی تمام تر طاقت اور انرجی کو دعاؤں اور نیکیوں کو اپنانے میں صَرف کریں۔

سامعین! خلیفہ نبی کا جانشین ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی شخص کو مقامِ خلافت سے نوازتا ہے تو وہی انسان جو کل تک لوگوں کی نظروں میں ایک عام انسان تھا، خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک ایسا روشن وجود بن جاتا ہے جس سے ساری دنیا میں خدا تعالیٰ کا نور پھیلنے لگتا ہے۔ اس بلند مقام کے عطا ہونے کے باعث خلیفہ کو اللہ تعالیٰ کا ایک خاص قُرب حاصل ہوتا ہے۔ اُسے خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت عطا ہوتی ہے اور قبولیتِ دعا کا اعجاز ملتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت

اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرتِ ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کر سکتی جو درخت سے جدا ہو۔ اس طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا۔“

”پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔“

(مورخہ 11 مئی 2003ء کو احباب جماعت کے نام محبت بھرا خصوصی پیغام)

میرے بھائیو! خلافت سے صحیح معنوں میں وابستگی تبھی ہو سکتی ہے جب خلیفہ وقت کی کامل پیروی اور اطاعت کی جائے اور اس کی ہر آواز پر لبیک کہے۔ ایمان نام ہے بعض خلافِ طبیعت باتیں ماننے اور بعض خلاف طبیعت باتیں چھوڑنے کا۔ ایمان کی اسی تعریف کے تناظر میں حضرت مصلح موعودؓ نے اطاعت کی تعریف میں لکھا ہے کہ

”اطاعت صرف ذوق کے مطابق احکام پر عمل کرنے کا نام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہر حکم پر عمل کرنے کا نام ہے خواہ وہ کسی کی عادت یا مزاج کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔“

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 15)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ

إِنَّمَا الإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ (بخاری کتاب الجهاد)

امام ڈھال ہے جس کے پیچھے قتال کیا جاتا ہے۔

سامعین! الحمدللہ جماعت احمدیہ کو مسلمانانِ عالم میں یہ منفرد خصوصیت حاصل ہے کہ وہ خلیفہ وقت کے زیر قیادت اشاعت دینِ اسلام کے عالمی جہاد میں نہایت کامیابی سے سرگرم عمل ہے۔جماعت احمدیہ کا ایک ہاتھ پر یکجا ہونا اور ایک امام کی اطاعت کرنا ایسا وصف ہے جس کے غیر بھی معترف ہیں۔

چنانچہ ایک شیعہ اخبار جماعت احمدیہ کے متعلق کچھ یوں رقمطراز ہے:

”ان کا دینی سربراہ ایک ہے جس کی وجہ سے ان کی مرکزیت قائم ہے اور پورے طور پر منظم ہیں۔“

پھر مزید لکھا:

”آج کل اسلام اور ملک و وطن کی سب سے بڑی خدمت اتفاق و اتحاد، اپنے اختلافات مٹانے اور ایک اور صرف ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے میں مضمر ہے۔ آیئے آج ہم آپ کو احمدی فرقہ کے ان کارناموں سے روشناس کرائیں جو انہوں نے آٹے میں نمک ہونے کے باوجود...... سرانجام دیئے ہیں۔ سب سے پہلا اور نمایاں وصف ان میں اتحاد و تنظیم کا ہے“

(ہفت روزہ اخبار رضاکار (لاہور) 24 مئی 1973ء جلد 37 شمارہ 20)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ:

”اگر ایک امام اور خلیفہ کی موجودگی میں انسان یہ سمجھے کہ ہمارے لیے کسی آزاد تدبیر اور مظاہرہ کی ضرورت ہے تو پھر خلیفہ کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم جو مومن اٹھاتا ہے اس کے پیچھے اٹھاتا ہے اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے اپنی تدبیروں کو اس کی تدبیروں کے تابع کرتا ہے اپنے ارادوں کو اس کے ارادوں کے تابع کرتا ہے اپنی آرزوؤں کو اُس کی آرزوؤں کے تابع کرتا ہے اور اپنے سامانوں کو اس کے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔ اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں تو ان کے لیے کامیابی اور فتح یقینی ہے۔“

(الفضل 4 ستمبر 1937ء)

میرے بھائیو! امام کو ڈھال قرار دیا ہے دراصل یہی ڈھال زمانے کے گرم سرد موسم اور حالات سے اپنے متبعین کو محفوظ رکھتی ہے اور ہر دم ان کے فکر میں مشغول ہوتی ہے۔ جو لوگ ڈھال کے پیچھے ہیں اور جن کے پاس کوئی ڈھال نہیں ان میں کیا فرق ہے؟ اس فرق کو بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''تمہارے لیے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لیے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا۔ مگر ان کے لیے نہیں ہے۔ تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لیے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کے لیے ایسا کوئی نہیں ہے۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اس کو چین نہیں آتا۔ لیکن کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کرسکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بیمار ہوں۔''

(برکات خلافت، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 156)

سامعین! تاریخ اسلام کا وہ مشہور واقعہ آپ سب کے علم میں ہے جب مدینہ سے سینکڑوں میل دور لڑی جانے والی جنگ کا حال اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عین خطبہ جمعہ میں مدینہ میں دکھا دیا۔ پھر صرف اسی پر ہی اکتفاء نہیں بلکہ سپہ سالار کو جو ہدایت حضرت عمرؓ نے دی اسے بھی لشکر میں نشر کروادیا اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ یہی وہ ڈھال ہے جو امام کی صورت میں اسلام نے اپنے پیروؤں کو عطا کی۔

میرے بھائیو! پھر یہ ایک اہم سوال ہے کہ امام کی اطاعت کیسی ہونی چاہیے اور اطاعت کے کیا تقاضے ہیں ان کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

''تم سب امام کے اشارے پر چلو اور اس کی ہدایات سے ذرہ بھر بھی ادھر اُدھر نہ ہو۔ جب وہ حکم دے بڑھو اور جب وہ حکم دے بیٹھ جاؤ۔ اور جدھر بڑھنے کا وہ حکم دے اُدھر بڑھو اور جدھر سے ہٹنے کا وہ حکم دے ادھر سے ہٹ جاؤ۔''

(انوار العلوم جلد 14 صفحہ 515 تا 516)

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"تُبَوِّءُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ۔ تو بٹھاتا تھا مومنوں کو جگہ بہ جگہ جہاں انہیں کھڑے ہو کر لڑنا چاہئے۔ اس سے ایک سبق تمہارے لئے نکلتا ہے کہ دشمن کا مقابلہ، مناظرہ، مباحثہ بے شک کرو مگر اپنے امام کی منشاء کے ماتحت۔ کیونکہ یہ ترتیب جس کا انجام فتح و ظفر ہو اللہ کے بندے ہی جانتے ہیں۔"

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 526)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"اے دوستو! بیدار ہو اور اپنے مقام کو سمجھو اور اُس اطاعت کا نمونہ دکھاؤ جس کی مثال دنیا کے پردہ پر کسی اور جگہ پر نہ ملتی ہو اور کم سے کم آئندہ کے لئے کوشش کرو کہ سَو (100) میں سے سَو ہی کامل فرمانبرداری کا نمونہ دکھائیں اور اُس ڈھال سے باہر کسی کا جسم نہ ہو جسے خدا تعالیٰ نے تمہاری حفاظت کے لئے مقرر کیا ہے اور اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِهٖ پر ایسا عمل کرو کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی روح تم سے خوش ہو جائے۔"

(انوار العلوم جلد 14 صفحہ 525)

میرے بھائیو! وقت کی مناسبت سے صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ کس طرح جماعت احمدیہ اپنے امام کی اطاعت کرتی ہے اور ہمیشہ اس کے ہر حکم پر من و عن عمل کرتی ہے اور جب امن اور جنگ ہر حال میں مکمل اطاعت کے ساتھ جماعت امامِ وقت کی ڈھال کے پیچھے ہو گی تو ترقی کیوں نہ ہو گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

"الور یا بھرت پور کی ریاست میں ایک عورت تھی جس کے سارے بیٹے آریہ ہو گئے مگر وہ اسلام پر قائم رہی۔ مائی جمیا اس کا نام تھا.... جب فصل کٹنے کا وقت آیا تو چونکہ سب گاؤں جو بڑا بھاری تھا آریہ ہو چکا تھا اور اس کے اپنے بیٹے بھی اسلام چھوڑ چکے تھے اور وہ عورت اکیلی اسلام پر قائم تھی۔ اس لئے کوئی شخص اس کی کھیتی کاٹنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ انہوں نے اسے طعنہ دیا اور کہا مائی تیری کھیتی تو اب مولوی ہی کاٹیں گے۔ احمدیوں کو دیہات میں مولوی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ قرآن اور حدیث کی باتیں کرتے ہیں.... جب یہ

خط مجھے ملا تو میں نے کہا کہ اب اسلام کی عزت تقاضا کرتی ہے کہ مولوی ہی اس کی کھیتی کاٹیں چنانچہ جتنے گریجوایٹ اور بیرسٹر اور وکیل اور ڈاکٹر وہاں تھے میں نے ان سے کہا کہ وہ سب کے سب جمع ہوں اور اس عورت کی کھیتی اپنے ہاتھ سے جاکر کاٹیں چنانچہ درجن یا دو درجن کے قریب آدمی جمع ہوئے جن میں وکلاء بھی تھے، ڈاکٹر بھی تھے، گریجوایٹس بھی تھے، علماء بھی تھے اور انہوں نے کھیتی کاٹنی شروع کر دی۔ لوگ ان کو دیکھنے کے لئے اکٹھے ہو گئے اور تمام علاقہ میں ایک شور مچ گیا کہ یہ ڈاکٹر صاحب ہیں جو کھیتی کاٹ رہے ہیں، یہ جج صاحب ہیں جو کھیتی کاٹ رہے ہیں، یہ وکیل صاحب ہیں جو کھیتی کاٹ رہے ہیں۔ اُنہوں نے چونکہ یہ کام کبھی نہیں کیا تھا اس لئے ان کے ہاتھوں میں خون بہنے لگا مگر وہ اس وقت تک نہیں ہٹے جب تک اس کی تمام کھیتی انہوں نے کاٹ نہ لی۔ یوپی کے اضلاع میں یہ بات خوب پھیلی اور کئی رئیس مجھے متواتر دلی میں ملے اور انہوں نے کہا کہ ہم تو اس دن سے احمدیت کی قدر کرتے ہیں جب ہم نے یہ نظارہ دیکھا تھا کہ ایک مسلمان عورت کے لئے آپ کی جماعت نے یہ غیرت دکھائی کہ جب لوگوں نے اسے کہا کہ اب مولوی ہی آکر تیری کھیتی کاٹیں گے تو آپ نے کہا کہ اب دکھاوے کا مولوی نہیں سچ مچ کا مولوی جائے گا اور اس کی کھیتی کاٹے گا۔"

(انوار العلوم جلد 24 صفحہ 427-428)

سامعین! آخر پر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی نصیحت پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

"میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے ہی عقلمند اور مدبر ہو۔ اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں۔ اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو۔ ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا اور تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو۔ بیشک میں نبی نہیں ہوں لیکن میں نبوت کے قدموں پر کھڑا ہوں۔ ہر وہ شخص جو میری اطاعت سے باہر ہوتا ہے۔ وہ یقیناً نبی کی اطاعت سے باہر جاتا ہے۔ جو میرا جوا اپنی گردن سے اتارتا ہے، وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جوا اتارتا ہے اور جو ان کا جوا اتارتا ہے۔ وہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جوا اتارتا ہے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جوا اتارتا ہے، وہ خدا تعالیٰ کا جوا اتارتا ہے میں بے شک انسان ہوں، خدا نہیں ہوں۔ مگر میں یہ کہنے سے نہیں رہ سکتا کہ میری اطاعت اور فرمانبرداری میں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27/ اگست 1937ء مطبوعہ روزنامہ الفضل قادیان 4/ ستمبر 1937ء صفحہ 8)

نہ کیوں جان و دل سے ہوں اس پر فدا
اسی کے ہے دَم سے ہماری بقا

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولادوں کو ہمیشہ خلافت حقہ سے وابستہ رکھے اور ہمارا ہر قدم امام وقت کے اشارے سے اٹھے اور ٹھہرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آج جس ظلمت میں ہے غرقاب سب خلقِ خدا
سب مسائل کا یہ حل، سب کے لیے روشن نشاں
اس کے پیچھے چل کے ملتی ہے مرادِ زندگی
ہے ضمانت کامرانی کی وہ میرِ کارواں



﴿13﴾ ﴿مشاہدات۔375﴾

آیت استخلاف میں اطاعت کا سبق

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:56-57)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

رہیں گے خلافت سے وابستہ ہم
جماعت کا قائم ہے اس سے بھرم
نہ ہوگا کبھی اپنا اخلاص کم
بڑھے گا اسی سے ہمارا قدم

میرے دوستو! آج مجھے یومِ خلافت کی مناسبت سے آیتِ استخلاف میں بیان اطاعت کے سبق پر مجھے کچھ کہنا ہے۔

سامعین! خلافت ایک عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنی کسی کے پیچھے آنے یا کسی کو قائم مقام بنانے یا کسی کا نائب ہو کر اس کی نیابت کے فرائض سر انجام دینے کے ہیں۔ اصطلاحاً اس سے مراد نبی کا جانشین ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں، جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانے کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 383)

احادیث سے بھی ہمیں پتہ چلتا ہے کہ خلافت علی منہاج نبوت قائم ہو گی اور یہ دائمی خلافت ہے اور ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی بڑی کھول کر وضاحت فرمائی کہ میرے بعد خلافت ہو گی اور ہمیشہ رہے گی۔ لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں مسلمانوں کو یہ بھی واضح فرما دیا کہ خلافت کے وعدہ سے فیض اٹھانے کے لئے، اس کے انعام سے حصہ لینے کے لئے اپنی حالتوں کو بدلنا ہو گا۔ صرف مسلمان کہلانا، صرف ظاہری ایمان کا اظہار کرنا خلافت کے ایمان کا حقدار نہیں بنا دے گا۔ پس اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو یہ نصیحت فرماتا ہے کہ عبادت کا حق ادا کرنے کے لئے، شرک سے بچنے کے لئے نمازوں کو قائم کرنے والے۔ زکوۃ ادا کرنے والے اور رسول کی اطاعت کرنے والے ہوں تبھی تم اللہ تعالیٰ کے رحم کو حاصل کر سکتے ہو۔

سامعین! اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں خلافت کا ذکر جہاں فرمایا ہے یعنی آیتِ استخلاف یعنی سورۃ النور آیت 56-57 میں۔ اس کو اللہ تعالی نے دونوں جانب سے اطاعت کے غلافوں میں لپیٹ کر پیش کیا ہے اور اس آیت سے پہلے چار متواتر آیات میں یعنی سورۃ النور کی آیت 52 سے 55 میں بھی پانچ بار اطاعت کا مضمون بہت واضح رنگ میں بیان ہوا ہے اور آیتِ استخلاف کے بعد آیت 57 میں بھی اطاعت کا مضمون جاری رکھا اور گویا آیتِ استخلاف کو اطاعتِ الٰہی اور اطاعتِ رسول سے مضبوطی سے باندھ دیا ہے اور یہی خلافت کی برکت ہے کہ یہ اطاعت کے پانی سے زندہ رہتی ہے اور پھر افرادِ جماعت اور پوری جماعت کو زندگی بخشتی ہے جس کے تازہ بتازہ پھل ہم خلافتِ احمدیہ کی شکل میں وصول پاتے ہیں۔

اطاعتِ رسول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ وَمَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِیْ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصٰی اَمِیْرِیْ فَقَدْ عَصَانِیْ۔

(مسند ابی داؤد الطیالسی جلد دوم صفحہ 736 حدیث 2554)

اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

اطاعت کے معیار جانچنے کے لئے مَیں ایک واقعہ سناتا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور میں گلی میں چلتے ایک صحابی حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی 'بیٹھ جاؤ' کی آواز سنتے ہی بیٹھ گئے اور بیٹھے بیٹھے مشکل سے قدم قدم مسجد کی طرف بڑھنے لگے۔ کسی نے پوچھا کہ یہ آپ کو کیا ہوا ہے جو اس طرح گھسٹ رہے ہیں؟۔ آپ نے جواب دیا کہ اندر سے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز آئی تھی کہ بیٹھ جاؤ تو مَیں بیٹھ گیا ہوں۔ پوچھنے والے نے کہا کہ یہ حکم تو اندر والوں کے لئے تھا۔ آپؓ نے جواب دیا مجھے اس سے غرض نہیں کہ یہ اندر والوں کے لئے ہے یا باہر والوں کے لئے یا سب کے لئے۔ میرے کان میں اللہ کے رسول کی آواز پڑی اور میں نے اطاعت کی۔ (سنن ابی داؤد کتاب الجمعۃ باب الامام یکلم الرجل فی خطبتہ حدیث 1091)

سامعین! کامل اطاعت انسان کو صحابہ کے مقام تک پہنچا دیتی ہے اور آج مسمانوں میں اس کے نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان تنزل کا شکار ہیں۔ گو آج کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں، زکوٰۃ بھی دیتے ہیں اور حج بھی کرتے ہیں، مگر ان میں وہ ترقی نہیں جو صحابہ میں تھی، حالانکہ صحابہ بھی یہی نمازیں پڑھتے، زکوٰۃ دیتے اور حج کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ صحابہ میں ایک نظام کے تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حد کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہ اسی وقت اس پر عمل کے لئے کمربستہ ہو جاتے اور اطاعت کی یہ روح آج کے مسلمانوں میں نہیں ہے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ:

"اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا، پس جب خلافت ہو گی اطاعتِ رسول بھی ہو گی"

(تفسیر کبیر سورۃ نور)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔ مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے بدُوں اس کے اطاعت ہو ہی نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحّدِوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے۔ کوئی قوم قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملّت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کریں۔“

پھر فرماتے ہیں کہ

”اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اس میں یہی تو سرّ ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں کی جاسکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم صفحہ 246-247)

خلافت سے وابستگی اور اطاعت تبھی ممکن ہے کہ ہم خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہیں، ہر حکم کی بروقت تعمیل کریں، اس کے قدم پر قدم رکھ کر منازل طے کریں۔ اطاعت کا پہلا زینہ یہ ہے کہ خلیفہ کی آواز کو سنیں۔ ہر وقت جستجو میں رہیں کہ ان کے لبوں اور زبان سے کیا نکلتا ہے اور بروقت عمل کے لیے تیار رہیں قرآنی الفاظ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کے الفاظ ہر وقت ذہن میں رکھیں اور اطاعت میں سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔ تحریکات پر عمل کریں، مالی ہوں یا جسمانی یا روحانی ہوں اِن پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کو حرز جان بنالیں۔ تبھی کامیابی ہمارے قدم چومے گی اور جماعت ترقیات کے راستہ پر گامزن رہے گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔“

(ماہنامہ الفرقان، ربوہ، خلافت نمبر، مئی / جون 1967ء، صفحہ 28)

پھر فرمایا:

”میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو...چاہیے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسی میت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے تمہارے تمام ارادے اور خواہشات مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ تیرہ سو سال بعد یہ زمانہ ہمیں ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا بس اس نعمت کا شکر ادا کرو۔ کیوں کہ شکر کرنے پر ازدیاد نعمت ہوتا ہے۔“

(خطبات نور صفحہ 131)

سامعین! اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

”خلیفہ استاد ہے اور جماعت کا ہر فرد شاگرد ۔ جو لفظ بھی خلیفہ کے منہ سے نکلے وہ عمل کے بغیر نہیں چھوڑنا۔“

(روزنامہ الفضل قادیان 2مارچ1946ء)

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”جس طرح وہی شاخ پھل لاسکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو، وہ کٹی ہوئی شاخ پھل نہیں لاسکتی جو درخت سے جدا ہو۔ اس طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا۔ پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری نصیحت ہے اور میرا پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

”خلیفہ وقت ساری دنیا کا استاد ہے۔ اور اگر یہ سچ ہے اور یقیناً سچ ہے تو دنیا کے عالم اور دنیا کے فلاسفر شاگرد کی حیثیت سے ہی اس کے سامنے آئیں گے۔ استاد کی حیثیت سے اس کے سامنے نہیں آئیں گے۔“

(الفضل 21دسمبر 1966ء صفحہ 5)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا ایک ارشاد دیکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ

”یادرکھو!... ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔“

(الفضل 15 دسمبر 1994ء بحوالہ نظام خلافت کی برکات صفحہ 45)

اس سلسلے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد بیان کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا

”یادرکھیں اگر یہ دعوی کیا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ سے محبت ہے تو پھر نظام جماعت جو نظام خلافت کا حصہ ہے اس کی بھی پوری اطاعت کریں۔“

سامعین! یہاں خلافت سے مراد خلافت علی منہاج النبوۃ ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد قائم ہوئی جس کے ذریعہ سورۃ النور آیت 57 کے مطابق نمازوں کا قیام ہؤا۔ دین کی اشاعت اور حقوق العباد کی ادائیگی میں زکوٰۃ کے لئے بیت المال کا نظام جاری ہوا اور مالی قربانی کی طرف بھرپور توجہ کی گئی۔ یہ تین اُمور بھی احکامِ الٰہی کی اطاعت کے زُمرہ مَیں آتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں ہر وقت اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے ساتھ وابستہ انعامات کے حصول کے لئے جن باتوں اور جن کاموں کے کرنے کی نصیحت فرمائی ہے اس کے مطابق کیا ہم اپنی زندگیوں کو ڈھال رہے ہیں کہ نہیں؟۔ کیا ہماری عبادتیں اور ہماری نمازیں قرآن و احادیث کے عین مطابق ہیں؟ ہمارا ہر قول و فعل شرک سے پاک ہے؟ ہماری مالی قربانیاں اور ہماری اطاعت کے معیار اُسوہ رسولؐ و صحابہ کے مطابق ہیں؟ اور پھر اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس معیار پر اپنی جماعت کے لوگوں کو دیکھنا چاہتے ہیں کیا ہم اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو گزار رہے ہیں کہ نہیں؟

عبادتوں اور نمازوں کی اہمیت کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ہے۔ فرمایا:

”قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر یہ حساب ٹھیک رہا تو وہ کامیاب ہو گیا اور اس نے نجات پالی اور اگر یہ حساب خراب ہوا تو وہ ناکام ہو گیا اور گھاٹے میں رہا“ اور فرمایا کہ ”اگر اس کے فرضوں میں کچھ کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا دیکھو! میرے بندے کے کچھ نوافل

بھی ہیں۔ اگر نوافل ہوئے تو فرضوں کی کمی ان نوافل کے ذریعہ سے پوری کر دی جائے گی۔ اسی طرح اس کے باقی اعمال کا معائنہ ہو گا اور اس کا جائزہ لیا جائے گا۔"

(سنن الترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء ان اوّل ما یحاسب بہ العبد... حدیث 413)

پس یہ وہ نکتہ ہے جسے ہمیں خلافت کی اطاعت کے لئے ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ اپنی عبادات کی بہتری کے معیار سے اللہ تعالیٰ کے قرب کو پہچانیں۔ اگر ہماری نمازوں کے معیار بہتر ہوئے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ہم قریب ہو رہے ہیں۔ پھر خلافت کا انعام پانے والوں کے لئے آیت استخلاف سے تعلق میں زکوٰۃ اور مالی قربانی کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اُس نے اُسے راہ حق میں خرچ کر دیا۔ دوسرے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ، دانائی اور علم و حکمت دی جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو علم سکھاتا بھی ہے۔

(صحیح البخاری کتاب العلم باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ حدیث 73)

پھر اللہ تعالیٰ نے خلافت کا انعام پانے والوں کو یہ نصیحت فرمائی کہ وہ اطاعت کے معیاروں کو بھی بلند کریں۔ ایک حدیث حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت اس نکتہ پر کی کہ سنیں گے اور اطاعت کریں گے خواہ ہمیں پسند ہو یا ناپسند اور یہ کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں کسی امر کے حقدار سے جھگڑا نہیں کریں گے۔ حق پر قائم رہیں گے یا حق بات ہی کہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

(صحیح البخاری کتاب الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس حدیث 7199)

اگر ہم جماعتی ترقی کو ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم رکھنے کے خواہاں ہیں اور لازماً ہیں اور خلافت کے نظام کے دائمی رہنے کے لئے امید کرتے ہیں تو ہمیں جماعت کے اندر وہ نمونے بھی مستقل مزاجی سے قائم رکھنے پڑیں گے جو ہمارے اولین نے قائم کر کے صحابہ سے ملاجب مجھ کو پایا کی مبارک سند حاصل کی۔ پس یہی وہ معیار ہیں جو اللہ تعالیٰ کے انعام یعنی خلافت سے فیض پانے کے لئے ضروری ہیں۔ اوّل۔ ہمیں اپنی عبادتوں اور نمازوں کی حفاظت کرتے ہوئے اِن کے معیار بلند کرنے ہوں گے۔ دوم۔ اپنے اموال کو بھی خدا تعالیٰ

کی راہ میں خرچ کرنا ہوگا اور سوم خلافت سے وفا اور اطاعت کے معیاروں کی بھی ہر وقت حفاظت کرنی ہوگی تبھی ہم خلافت کے انعام اور اس کے ساتھ منسلک اللہ تعالیٰ کی برکات سے فیض اٹھانے والے ہوں گے۔

پس خلافت نبوت کی جانشینی ہے اور خلیفہ نبی کے شروع کئے ہوئے عظیم الشان مشن کو خدا تعالیٰ سے راہنمائی حاصل کرکے، نبی کی نشان کردہ راہوں پر چلتے ہوئے آگے سے آگے بڑھاتا ہے اور نہ صرف اس کے تشنہ تکمیل منصوبوں اور سکیموں کو تکمیل تک پہنچاتا ہے بلکہ اس کی بعثت کی غرض کو پورا کرنے کی خاطر وہ نئے پروگراموں اور منصوبوں کی بنا بھی ڈالتا ہے اور اسطرح سے تجدیدِ دین کرتا ہے اور وہ اپنے فرائض کو پوری شدت اور جوش وخروش اور تیزی کے ساتھ ادا کرتا ہے کیونکہ لفظ خلیفہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ یہ ہے خلافت حقہ کا تصوّر، جو خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم ہوتا ہے اور جو دنیا کے ہر نظام سے ہر پہلو میں کہیں بہتر اور زیادہ موئثر ہے۔ یہ اُمور بھی اطاعت میں آتے ہیں۔

سامعین! خلافت کی اطاعت کی اہمیت ایک ناگزیر ضرورت بن کر اس وقت سامنے آتی ہے جب ہم نبی اوراس کے مشن کو دیکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے نبوّت کے بعد خلافت کو قائم فرماتا ہے جو نبوت کا تتمہ اور حصہ بن کر وجود میں آتی ہے۔ اور خلیفۂ نبی کے بعد ایک اعلیٰ اور منفرد مقام پر فائز ہوتا ہے، اس کو خدا تعالیٰ قائم کرتا ہے اور وہی قائم رکھتا ہے اس کی ہر طرح سے تائید و نصرت کرتا ہے۔ اسے علمِ لدّنی عطا فرماتا ہے، اسے خود حکمت سکھاتا ہے۔ قرآن کریم کے معانی، مطالب، اسرار، رموز اور حقائق و دقائق سے مالا مال کرتا ہے جس کی بدولت وہ قرآن کریم کی تفسیر سب سے بہتر سمجھتا اور بیان کرتا ہے۔ خدا خود اس کی ہر مشکل مرحلہ پر رہنمائی کرتا ہے، ہر ابتلاء میں اسے پورا اترنے کی توفیق بخشتا ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ ہر قسم کے احکام کے اجراء اور مہمات کا انجام اس کے سپرد کیا جائے اور ہر شخص اپنے آپ کو اس کے سامنے لاشئ محض سمجھے۔ اس کے حضور اپنی زبان بند رکھے اور مکمل اطاعت کرے۔ اس اطاعت کے طفیل مومنوں کو مضبوط چٹانوں جیسا غیر متزلزل ایمان بخشا جاتا ہے۔ وہ کسی قسم کی لالچ میں نہیں آتے وہ کسی کے ورغلائے نہیں پھسلتے۔ خلیفۂ وقت زمین پر خدا تعالیٰ کا نمائندہ ہوتا ہے اور اسے

یہ برکت دی جاتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ اوراس کے بندوں کے درمیان رابطہ کا کام کرے اور جو خدا تعالیٰ تک پہنچنا چاہے اس کی راہنمائی کرے۔

سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

”انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول میں مدد ہوتے ہیں۔ جیسے کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی پر نہیں چڑھ سکتا تو سونٹے یا کھڈ سٹک (Stick) کا سہارا لیکر چڑھتا ہے۔ اسی طرح انبیاء اور خلفاء لوگوں کے لئے سہارے ہیں۔ وہ دیواریں نہیں جنہوں نے الٰہی قرب کے راستوں کو روک رکھا ہے بلکہ وہ سونٹے اور سہارے ہیں جنکی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ کا قرب حاصل کرلیتا ہے۔“

(الفضل 11 ستمبر 1937ء)

ہر انسان چاہتا ہے کہ اسے ہر میدان میں کامیابی ملے، اسے فتح نصیب ہو۔ ایسی خواہش رکھنے والے ہر انسان کے لئے خدا تعالیٰ کا یہ پیغام ہے کہ وہ اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے آپ کو خلافت کے ساتھ وابستہ کرلے۔ اس کے نتیجہ میں اس کی کامیابی اور فتح یقینی ہو گی۔ خلافت کے ساتھ یہ وابستگی کیسی ہونی چاہئے؟ اس بارے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے۔

”امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم پر جو مومن اٹھاتا ہے اسکے پیچھے اٹھاتا ہے اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے۔ اپنی تدبیرں کو اس کی تدبیروں کے تابع کرتا ہے۔ اپنے ارادوں کو اسکے ارادوں کے تابع کرتا ہے۔ اپنی آرزوؤں کو اس کی آرزوؤں کے تابع کرتا ہے اور اپنے سامانوں کو اسکے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔ اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں تو انکے لئے کامیابی اور فتح یقینی ہے۔“

(الفضل 4 ستمبر 1937ء)

پس کامیابی اسے ملتی ہے جو اپنے آپ کو پوری طرح خلافت کے ساتھ وابستہ رکھتا ہے، کامیابی اُسے ملتی ہے جو اپنا سب کچھ خلافت پر نثار کر دیتا ہے۔ کامیابی اُسے ملتی ہے جو خلیفۂ وقت کی دعائیں حاصل کرتا ہے کیونکہ ”اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اسکی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے۔ کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اسکے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔“ (منصب خلافت صفحہ 32)

سامعین! پس اس زمانے میں جب اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود کو بھیجا اور آپؑ کے بعد خلافت کے جاری نظام سے بھی نوازا۔ ہمیں اس انعام کی قدر کرنی چاہئے اور اس روح کو سمجھنا چاہئے جو خلافت کے نظام میں ہے۔ جماعت کی ترقی اسی صورت میں ہے جب ہم خلافت کے نظام سے جڑے رہیں گے۔ اسی میں شیطانی حملوں سے بچنے کے سامان بھی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام تمہاری ڈھال ہے۔

(الصحیح البخاری کتاب الجهاد والسیر باب یقاتل من وراء الامام ویتقیٰ بہٖ حدیث 2957)

پھر خلافت کا مقصد حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھرپور توجہ دینا ہے۔ ان حقوق کو منوانا اور قائم کرنا اور مشترکہ کوشش سے ان کی ادائیگی کی کوشش کرنا ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے لئے افراد جماعت میں یہ روح پیدا کرنا ہے۔ ان کو توجہ دلانا ہے کہ دین بہر حال دنیا سے مقدم رہنا چاہئے اور اسی میں تمہاری بقا ہے۔ اس میں تمہاری نسلوں کی بقا ہے۔ یہ ایک روح پھونکنا بھی خلافت کا کام ہے۔ توحید کے قیام کے لئے بھرپور کوشش یہ بھی خلافت کا کام ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو دنیا میں بسنے والے ہر احمدی کی تکلیف پر توجہ دیتی ہے۔ ان کے لئے خلیفۂ وقت دعا کرتے ہیں۔ جماعت میں لاکھوں افراد ہیں جن کا خوف خدا کے فضل سے خلیفہ وقت کی دعا سے دُور ہوتا ہے۔ ناممکن حالات ممکنات میں بدل جاتے ہیں۔ یہ سب کچھ محبتِ الٰہی اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر خلیفہ سے محبت واطاعت کی بدولت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”کون سا دنیاوی لیڈر ہے جو بیماروں کے لئے دعائیں بھی کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جو اپنی قوم کی بچیوں کے رشتوں کے لئے بے چین اور ان کے لئے دعا کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جس کو بچوں کی تعلیم کی فکر ہو۔ حکومت بیشک تعلیمی ادارے بھی کھولتی ہے۔ صحت کے ادارے بھی کھولتی ہے۔ تعلیم تو مہیا کرتی ہے لیکن بچوں کی تعلیم جو اس دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ان کی فکر صرف آج خلیفۂ وقت کو ہے۔ جماعت احمدیہ کے افراد ہی وہ خوش قسمت ہیں جن کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے کہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ ان کی صحت کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے۔ رشتے کے مسائل ہیں۔ غرض کہ کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی ایسا نہیں جس پر خلیفۂ وقت کی نظر نہ ہو اور اس کے حل کے لئے وہ عملی کوشش

کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو۔ اس سے دعائیں نہ مانگتا ہو۔ مَیں بھی اور میرے سے پہلے خلفاء بھی یہی کچھ کرتے رہے۔ مَیں نے ایک خاکہ کھینچا ہے بے شمار کاموں کا جو خلیفہ وقت کے سپرد خدا تعالیٰ نے کئے ہیں اور انہیں اس نے کرنا ہے۔ دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشم تصور میں مَیں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔ یہ مَیں باتیں اس لئے نہیں بتا رہا کہ کوئی احسان ہے۔ یہ میرا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس سے بڑھ کر مَیں فرض ادا کرنے والا بنوں۔"

(خطبہ جمعہ 6جون2014ء)

وہ جس پہ رات ستارے لیے اترتی ہے
وہ ایک شخص دعا ہی دعا ہمارے لیے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿14﴾ ﴿مشاہدات۔377﴾

اطاعتِ خلافت کی اہمیت اور اِس کی برکات

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۚ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ O وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ O (النور:56-57)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ جیسا کہ اس نے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کیلئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کریگا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دیگا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اسکے بعد بھی میری ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

محبت کے جذبے وفا کا قرینہ
اخوت کی نعمت ترقی کا زینہ
خلافت سے ہی برکتیں ہیں یہ ساری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری
الٰہی ہمیں تو فراست عطا کر
خلافت سے گہری محبت عطا کر

ہمیں دکھ نہ دے کوئی لغزش ہماری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ اطاعتِ خلافت کی اہمیت اور اِس کی برکات

مذہبی تاریخ کے مطابق خلافت کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (البقرہ:31) کہ مَیں (اللہ) زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں اور پھر یہ انعامِ خداوندی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں جلوہ گر ہو کر اپنے کمال اور معراج کو پہنچا اور آپؐ کی وفات کے بعد ماننے والوں میں اس کا تسلسل جاری کر کے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو پہلا خلیفہ مقرر فرمایا۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قدرتِ ثانیہ قرار دیا جو ہر نبی کی وفات کے بعد جاری ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ ”ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔“
(کنزالعمال، کتاب الفتن حدیث نمبر 31444)

اور یہ خلافت اپنے مطاع کے تمام تر خدّوخال اپنے اندر جذب کرتے ہوئے اپنے مطاع کی ظِل اور عکس ہوتی ہے اور اس کی تمام تر برکات و افضال اپنے مطاع جیسی ہوتی ہیں۔ چنانچہ خلافتِ احمدیہ کی برکات دراصل حضرت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات ہیں جو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے توسط سے خلفاء کے ذریعہ مل رہی ہیں کیونکہ الہامًا یہ بتایا گیا تھا کہ کُلُّ بَرَکَۃٍ مِنْ مُحَمَّدٍ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ کہ تمام برکتیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی وابستہ ہیں وہ بہت مبارک ہے جس نے علم حاصل کیا اور لوگوں تک پہنچایا۔

سامعین! ہر چیز کا ایک مرکزی نکتہ ہوتا ہے۔ خلافت کا مرکزی نکتہ اطاعت قرار پایا ہے گویا خلافت اوراطاعت لازم و ملزوم ہیں اگر خلافت نہیں تو اطاعت نہیں اور اگر اطاعت نہیں تو خلافت نہیں۔ آیتِ استخلاف (النور:56) کے سیاق و سباق میں اطاعت کا مضمون بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت

سے پہلے پانچ مرتبہ اطاعت کا مضمون بیان فرمایا ہے اور آیتِ استخلاف کے بعد آیت 57 میں بھی اطاعت کا مضمون جاری رکھا ہے۔ جس سے خلافت اور اطاعت کا تعلق ظاہر ہوتا ہے۔

عطائے خاص سے ہم کو ملی نعمت خلافت کی
سعادت ہے ہمیں حاصل خدا کی اس عنایت کی

سامعین! خدا تعالیٰ قرآنِ مجید میں مؤمنوں کو حکم دیتا ہے:

وَ اعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوۡا (آلِ عمران:104 (کہ اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑلو اور تفرقہ نہ کرو۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کو حبلُ اللہ یعنی اللہ کی رسّی قرار دیتے ہوئے مؤمنوں کو اُسے مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا ہے۔ حبلُ اللہ کو مضبوطی سے پکڑنے سے مراد خلافت کی مکمل اطاعت ہے۔

حدیثِ نبویؐ میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تنگ دستی اور خوشحالی اور خوشی اور ناخوشی، حق تلفی اور ترجیحی سلوک، غرض ہر حالت میں تیرے لیے (حاکم وقت کو) سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے۔“

(مسلم کتاب الامارۃ حدیث 4754)

اطاعت خلافت کے ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اِنۡ رَأَیۡتَ یَوۡمَئِذٍ خَلِیۡفَۃَ اللّٰہِ فِی الۡاَرۡضِ فَالۡزِمۡہُ وَاِنۡ نُہِکَ جِسۡمُکَ وَأُخِذَ مَالُکَ کہ اگر تُو اللہ کے خلیفہ کو زمین میں دیکھے گے تو اسے مضبوطی سے پکڑ لینا اگرچہ تیرا جسم نوچ دیا جائے اور تیرا مال چھین لیا جاوے۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر 22916)

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

عَلَیۡکُمۡ بِسُنَّتِیۡ وَسُنَّۃِ الۡخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیۡنَ الۡمُہۡتَدِیۡنَ

(جامع ترمذی کتاب العلم)

کہ اے مسلمانو! تم پر میری اور میرے خلفاء کی پیروی لازم ہے جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت دی جائے گی اور جس کی روشنی میں وہ مومنوں کی راہنمائی کریں گے۔

ایک روایت میں اَلْمُهْتَدِيْن کی جگہ اَلْمَهْدِيِّيْنَ کے الفاظ ملتے ہیں جس کے معنی ہیں ہدایت دینے والے اوراِن الفاظ سے مراد حضرت مہدی معہود علیہ السلام کے خلفاء بھی ہو سکتے ہیں جو راشدین خلفاء کا تسلسل ہی ہو گا۔

پس مذکورہ بالا آیتِ قرآنی اور احادیث کی رو سے خلافت اور خلیفہِ وقت کی مکمل اور کامل اطاعت کے بغیر اِن تمام نعمتوں کا حقدار انسان بن ہی نہیں سکتا اور حقیقی محبت، حقیقی اطاعت کو چاہتی ہے۔ جیسا کہ انسان جس سے عشق اور محبت رکھتا ہے تو پھر اس کی ہر بات پر بغیر کسی سوال کے یقین کر لیتا ہے جیسے حضرت ابو بکرؓ کو حضرت محمدؐ سے اور حضرت مولوی نور الدینؓ کو حضرت مرزا غلام احمدؑ سے نبوّت سے قبل محبت تھی تو ہر دو نبوّت کے اعلان کے ساتھ ہی بغیر کوئی دلیل پوچھے ایمان لے آئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت میں کامل اطاعت کا نہایت اعلیٰ و عمدہ اور بے مثال نمونہ تھے۔ جن کے بارہ میں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ

”نور دین تو میری اس طرح اطاعت کرتا ہے جس طرح نبض دل کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔“

پس اطاعتِ خلافت در حقیقت وہ کامل محبت ہے جس میں انسان امامِ وقت کی ایسی پیروی کرے جیسے نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے اور سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کی مجسم تصویر بن جائے۔

خدا کا ہے وعدہ خلافت رہے گی
یہ نعمت تمہیں تا قیامت ملے گی
مگر شرط اس کی اطاعت گزاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ

”جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچا وہ اللہ تعالیٰ سے (قیامت کے دن) اس حالت میں ملے گا کہ نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہوگی نہ عذر اور جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے امامِ وقت کی بیعت نہیں کی تھی وہ جاہلیت اور گمراہی کی موت مرا۔“

(صحیح مسسلم کتاب باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین)

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ لکھتے ہیں۔

”امامِ وقت سے سرکشی اور روگردانی گستاخی کا باعث ہے۔ امام کے ساتھ خودسری گویا کہ رسول کے ساتھ ہمسری ہے۔ خفیہ طور پر رب العزت پر اعتراض ہے کہ ایسے ناقص شخص کو کامل شخص کی نیابت کا منصب عطا ہوا۔ الغرض اس کے توسط کے بغیر قربِ الٰہی محض وہم وخیال ہے جو سراسر باطل اور محال ہے۔“

(منصبِ امامت صفحہ 111 از شاہ اسماعیل شہید)

سامعین! حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد منکرینِ خلافت نے جماعت میں فتنہ پھیلانے کی کوشش کی اور اپنے آپ کو خلافت سے بالا خیال کر کے الگ ہو گئے اور ہم اس بات کے چشم دید گواہ ہیں کہ اُن کا وجود دنیا میں ناپید ہو گیا جبکہ دوسری طرف ایک امام کی قیادت میں جماعت دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتی چلی گئی، کرتی چلی جارہی ہے اور اِن شاء اللہ تا قیامت کرتی چلی جائے گی۔ کیونکہ یہ بات ہمارے مشاہدہ میں ہے کہ خلافت اور نظام سے دوری انسان کو خدا سے بھی دور کر دیتی ہے۔ خدا کی مدد و نصرت اُن سے دور چلی جاتی ہے۔ برکتیں وہاں سے کوچ کر جاتیں اور نحوستیں وہاں ڈیرے جمالیتی ہیں۔ کیونکہ سورۃ النور کی آیات 56-57 میں اللہ تعالیٰ نے جہاں مؤمنوں سے خلافت کا وعدہ فرمایا ہے وہاں اِس نعمت کو دوام اور مضبوطی بخشنے کے لئے تین شرائط بھی رکھ دیں جو خلافت کی مضبوطی کے لئے اللہ کی اطاعت کے زُمرہ میں آتی ہیں یعنی نمازوں کا قیام، زکوٰۃ کی ادائیگی اور اُس کے رسول کی اطاعت کرنا۔ اِن کے نتیجہ میں اللہ تعالی ہم پر رحم کرے گا۔

سامعین! اب مَیں آپ حاضرین کے سامنے اطاعتِ خلافت کی اہمیت اور اُس کے معیار پر چند ارشادات پیش کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلیفہ کی اطاعت اور اس کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”خلیفہ در حقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے چونکہ کسی انسان کے لیے دائمی بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اعلیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا ہے تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔“ (شہادت القرآن 7، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

خلفاء بھی ہر دور میں اطاعتِ خلافت کا درس دیتے رہے ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

”مَیں یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبلُ اللہ کے ساتھ ہو...چاہیے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسی میت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے تمہارے تمام ارادے اور خواہشات مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ تیرہ سو سال بعد یہ زمانہ ہمیں ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آ سکتا بس اس نعمت کا شکر ادا کرو۔ کیوں کہ شکر کرنے پر ازدیاد نعمت ہوتا ہے۔“

(خطبات نور صفحہ 131)

پھر آپ نے فرمایا۔

”بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔“

(ماہنامہ الفرقان، ربوہ، خلافت نمبر، مئی / جون 1967ء، صفحہ 28)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”خلیفہ استاد ہے اور جماعت کا ہر فرد شاگرد جو لفظ بھی خلیفہ کے منہ سے نکلے وہ عمل کے بغیر نہیں چھوڑنا۔“

(روزنامہ الفضل قادیان 2 مارچ 1946ء)

پھر آپؓ فرماتے ہیں۔

"تم سب امام کے اشارے پر چلو اور اسکی ہدایت سے ذرہ بھر بھی اِدھر اُدھر نہ ہو۔ جب وہ حکم دے بڑھو اور جب وہ حکم دے ٹھہر جاؤ اور جدھر بڑھنے کا حکم دے اُدھر بڑھو اور جدھر سے ہٹنے کا حکم دے اُدھر سے ہٹ جاؤ۔"

(انوار العلوم جلد 14 صفحہ 515-516)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

"خلیفہ وقت ساری دنیا کا استاد ہے۔ اور اگر یہ سچ ہے اور یقیناً سچ ہے تو دنیا کے عالِم اور دنیا کے فلاسفر شاگرد کی حیثیت سے ہی اس کے سامنے آئیں گے۔ استاد کی حیثیت سے اس کے سامنے نہیں آئیں گے۔"

(الفضل 21 دسمبر 1966ء صفحہ 5)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یاد رکھو... ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔"

(الفضل 15 دسمبر 1994ء)

اور پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ہر ایک کے لیے اپنا اطاعت کا معیار ماپنے کا یہ معیار ہے کہ کیا دل میں نور پیدا ہو رہا ہے؟ اطاعت سے روح میں لذت، روشنی آ رہی ہے؟ اگر ہر ایک خود اس بات پر غور کرے تو وہ خود ہی اپنے معیار اطاعت کو پرکھ لے گا کہ کتنی ہے۔ کس قدر وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر رہا ہے؟"

(خطبہ جمعہ 5 دسمبر 2014ء)

پیارے بھائیو! مجھے آج اپنی تقریر میں اطاعتِ خلافت کے ساتھ اِس کی برکات کا بھی ذکر کرنا ہے اور برکات کے حصول کے لئے سب سے پہلا سبق شکرِ خداوندی ہے۔ ہمارے وجود کا ذرہ ذرہ بھی اگر سراپا شکر بن جائے تو ہم یہ حق ادا نہیں کر سکتے۔ پس ہمیں چاہیے کہ ہم اس نعمتِ عظمیٰ کی قدر کریں اور اطاعت کے میدان میں بڑھتے چلے جائیں۔ آیتِ استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے جو وعدہ فرمایا اُن میں

ایک وعدہ خوف کو امن میں بدلنے کا ہے مگر شرط یہ لگا دی کہ مؤمن اعمال صالحہ بجالانے والے یعنی اطاعت گزار اور نیک بندے ہوں ۔ یہ وعدہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلفاء مہدیین میں دیکھتے چلے آرہے ہیں۔ یہ خوف اجتماعی اور انفرادی رنگ میں دور ہوتا چلا آیا ہے اور قیامت تک ان شاء اللہ پورا ہوگا۔

جماعت میں لاکھوں افراد ہیں جن کا خوف خدا کے فضل سے خلیفہ وقت کی دعا سے اور آپ سے ملاقات کے بعد دور ہو جاتا ہے۔ ناممکن حالات ممکنات میں بدل جاتے ہیں۔ یہ سب کچھ محبتِ الٰہی اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر خلیفہ سے محبت و اطاعت کی بدولت ہے۔ خلافت ثانیہ کے دور میں جب احرار کی سازشوں نے زور پکڑا اور جماعت پر خطرناک ابتلاء اور خوف کے مقامات آئے اور انہوں نے قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کا اعلان کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان فرمایا۔

”میں احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکلتی دیکھ رہا ہوں“

ساتھ ہی الٰہی منشا کے ذریعہ سے تحریک جدید کا اعلان فرما دیا کہ قادیان کی آواز اب زمین کے کناروں تک پہنچے گی اور یوں نہ صرف احرار ناکام ہوئے بلکہ جماعت کا خوف امن میں تبدیل ہو گیا اور جماعت ترقیات کے راستوں پر گامزن رہی۔

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور میں 1974ء کے واقعات سے ہم سب واقف ہیں۔ جب بعض جاں نثاروں نے جانیں قربان کیں اور جائیدادیں لوٹی گئیں تو دربارِ خلافت سے

”ہمیشہ مسکراتے رہو“

کا جب نعرہ بلند ہوا تو خوف امن میں تبدیل ہوا اور عشاقِ خلافت کا یہ قافلہ تسبیح و تحمید کے ترانے الاپتا ہوا آگے سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر خلافت رابعہ کے دور میں برق رفتاری کے ساتھ ترقیات اور فتوحات کے سفر کا آغاز ہو۔ پاکستان میں حکومتی، نجی اور مختلف فرقوں و جمعیتوں کی طرف سے مشترکہ مخالفت کے باوجود ہم نے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی تائیدات اور نصرتوں کے نظارے دیکھے کہ خلیفہ المسیح کو اِن خطرناک حالات میں دشمنانِ احمدیت کی آنکھوں میں دھول جھونک کر ملک سے باہر لے آیا اور بھٹو اور لیکھرامِ ثانی جنرل ضیاء الحق کی ذلت آمیز ہلاکتوں کو دیکھ کر ہمارے خوف کو امن میں بدلتا چلا گیا اور تبلیغ و تربیت کے

لئے ایم ٹی اے جیسی نعمت سے نواز کر ایک ایسا روحانی گھر میسّر فرمایا جس کی ایک کھڑکی سے دنیا بھر میں پھیلے احمدی اپنے روحانی آقا کو دیکھ کر اپنی پیاس بجھاتے ہیں تو دوسری طرف خلیفۃ المسیح اپنی تصوراتی آنکھ سے اپنے تمام مریدوں کو دیکھ پاتے ہیں۔

خلافتِ خامسہ کے مبارک دور میں احمدیت کی ترقی اور فتوحات کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کے اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ایسے باب کھلے ہیں اور کھل رہے ہیں کہ ہر آنے والا دن جماعت کی فتوحات کے دن قریب دکھا رہا ہے... ان شاء اللہ کوئی نہیں جو اس دور میں احمدیت کی ترقی کو روک سکے اور نہ ہی آئندہ کبھی رکنے والی ہے خلفاء کا سلسلہ چلتا رہے گا اور احمدیت کا قدم آگے آگے بڑھتا رہے گا ان شاء اللہ۔"

(الفضل انٹر نیشنل 25 جولائی تا 7 اگست 2008 صفحہ 12)

ایک اور جگہ فرمایا

"افراد جماعت خلیفہ سے بہت محبت رکھتے ہیں اور خلیفہ ان سے محبت رکھتا ہے اور وہ سب خدا سے محبت رکھتے ہیں۔ ان شاء اللہ یہ باہمی محبت ہمیشہ رہے گی۔"

(الفضل انٹر نیشنل 11 تا 17 جولائی 2008ء صفحہ 10)

بس سامعین! اطاعت کا پہلا زینہ یہی ہے کہ ہم خلیفہ کی آواز کو سنیں اور ہر وقت اِس جستجو میں رہیں کہ خلیفۃ المسیح کے لبوں اور زبان سے نکلے ہوئے ہر لفظ کو حرزِ جان بناتے ہوئے عمل کے لیے تیار رہیں اور قرآنی الفاظ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کے الفاظ ہر وقت ذہن میں رکھیں اور اطاعت میں سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔ تحریکات پر عمل کریں، مالی ہوں یا جسمانی یا روحانی ہوں ہر عمل پر بھرپور کوشش کو حرز جان بنالیں۔ تبھی کامیابی ہمارے قدم چومے گی اور جماعت کو ترقیات نصیب ہوں گی۔ اس سلسلے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہمیشہ سامنے رہے۔ فرمایا:

"یاد رکھیں! اگر یہ دعویٰ کیا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ سے محبت ہے تو پھر نظام جماعت جو نظام خلافت کا حصہ ہے اس کی بھی پوری اطاعت کریں۔" (الفضل انٹر نیشنل 15 جولائی 2005ء)

سامعین کرام! اطاعتِ خلافت کی برکات کی بات چل رہی ہے۔ ایک خلیفہ کی مثالی اطاعت سے برکت کا واقعہ ہم اوپر سن آئے ہیں جس کے طفیل اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو خلافت جیسی عظیم نعمت سے نوازا۔

آئیں! اسی طرح کے ایک اور واقعہ سے محظوظ ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور میں جب بنگلہ دیش کے حالات بہت خراب تھے نے حالات کا جائزہ لینے کے لئے حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کو بنگلہ دیش جانے کا ارشاد فرمایا۔ آپ خلیفہ وقت کی اطاعت کی فوری تعمیل کے لئے یہ سوچ کر کہ ٹکٹ ائرپورٹ سے خرید لوں گا ائرپورٹ پہنچے۔ جہاں جہاز تو جانے کے لئے تیار تھا مگر سیٹ نہ تھی۔ اِس اعلان کے باوجود کہ جہاز فُل ہے کوئی گنجائش نہیں آپ اللہ پر توکّل کئے اور مسلسل دعاؤں میں مصروف وہیں کھڑے رہے۔ باقی مسافر واپس چلے جائیں۔ مگر آپ اِس انتظار میں تھے کہ یہ جہاز مجھے لے کر ہی جائے گا کیونکہ خلیفہ وقت نے جانے کا حکم دیا ہے، یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ میں جا نہ سکوں۔ ابھی آپ یہ سوچ ہی رہے تھے اور دعا میں مگن تھے کہ اعلان ہوا کہ صرف ایک مسافر کی جگہ ہے وہ آجائے۔ چنانچہ آپ فوراً جہاز کی طرف دوڑے اور خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے خلیفہ وقت کی اطاعت کی توفیق بخشی۔

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا بھی اطاعتِ خلافت کا ایک دلچسپ واقعہ تاریخ احمدیت نے محفوظ کر رکھا ہے۔ لکھا ہے کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی آخری بیماری کے دوران کسی نے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ کو پاکستان سے بلوا بھیجا۔ حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ سے ملاقات کے وقت حضورؒ نے آنے کی وجہ پوچھی۔ فرمایا آپ کی تیمارداری کے لیے آیا ہوں۔ فرمایا کہ واپس چلے جائیں۔ آپ کس کی اجازت سے آئے ہیں۔ آپ ایدہ اللہ اسی وقت خلیفہ وقت کے حکم کی تعمیل میں اگلی فلائٹ سے واپس چلے گئے۔ آپ کے جانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بلوانے والے شخص سے دریافت فرمایا کہ جب مَیں نے سب کو منع کر رکھا ہے تو پھر کیوں بلایا۔ نیز آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے ان کو ہمیشہ اپنی اطاعت میں کامل پایا ہے اور اب بھی وہ میری اطاعت میں فوراً واپس چلے گئے ہیں۔ میں بھی حیران تھا کہ وہ کبھی بھی میری خلاف ورزی نہیں کر سکتے وہ کیسے آگئے۔

روشن خدا نے کی تھی ازل سے جو شمع نور
مسرور میں بھی روشنی آئی یہی تو ہے

اسلام کے عروج کا رستہ یہی تو ہے
نور نبی نے راہ دکھائی یہی تو ہے

سامعین! حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل رضی اللہ عنہ خلافت کی اطاعت کے نتیجہ میں ملنے والے افضال وبرکات کا ذکر کیا ہی حسین انداز میں اپنے منظوم کلام میں یوں فرماتے ہیں۔

عادت و اخلاق دلکش ہو گئے
جامع حسن و فضائل ہو گئے
نُور عرفاں ہو گیا مجھ کو نصیب
کور دل تھا صاحبِ دل ہو گیا
طاعت و اخلاص و استغفار سے
قلبِ مظلم شمع محفل ہو گیا
لَذّتِ طاعات میں رہتا ہوں محو
یار بِن اِک لحظہ مشکل ہو گیا
اب دُعائیں بھی لگیں ہونے قبول
فضلِ رَبّیؐ جب سے شامل ہو گیا
حُبِّ قرآن عشق ختم المرسلینؐ
ہر رگ و ریشے میں داخل ہو گیا
دوستو! کیا کیا بتاؤں نعمتیں
اب تو گننا اُن کا مشکل ہو گیا
ہے ترقی ہر گھڑی انعام میں
خُلدِ دُنیا میں ہی حاصل ہو گیا

(بخار دل صفحہ 49-51)

سامعین! الغرض خلافت کی اطاعت ہی دنیا میں سب سے بڑا اور قیمتی سرمایہ ہے اور اس سے چمٹ جانا ہی زندگی اور بقا کی ضمانت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو اپنے درخت وجود کی سرسبز شاخیں قرار دے کر دراصل ہمیں یہ نصیحت فرمائی ہے کہ دیکھو! میرے اور میرے خلفاء کے ساتھ اگر تم نے پختہ تعلق رکھا اور اطاعت کا حق ادا کیا تو تب ہی تم سرسبز شاخیں کہلا سکو گے یعنی سرسبز وشاداب رہ سکو گے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو، وہ کٹی ہوئی شاخ پھل نہیں لا سکتی جو درخت سے جدا ہو۔ اس طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا۔ پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری نصیحت ہے اور میرا پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 23 تا 30 مئی 2003ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کی نعمتوں اور برکات سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کی توفیق دے اور ہمارے گھروں کو ان برکات سے بھر دے نیز ہم اور ہماری نسلیں قیامت تک اس فیض سے حصہ پاتی چلی جائیں۔ آمین یارب العالمین

انعامِ خلافت ہے خدا تعالیٰ کی رحمت
وابستہ رہوں اس سے یہ توفیق خدا دے



﴿15﴾ ﴿مشاہدات۔376﴾

نظامِ خلافت کی اہمیت، اطاعت و برکات

از ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:56)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

رہیں گے خلافت سے وابستہ ہم
جماعت کا قائم ہے اس سے بھرم
نہ ہو گا کبھی اپنا اخلاص کم
بڑھے گا اسی سے ہمارا قدم

معزز سامعین! آج مجھے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں نظامِ خلافت کی اہمیت، اطاعت اور برکات بیان کرنا ہے۔

خلافت ایک عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنی نیابت اور جانشینی کے ہیں اور اصطلاحاً اس سے مراد نبی کا جانشین ہوتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں، جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانے کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 383)

گویا خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں جو رسول یا نبی کا ظِلّ ہوتا ہے اور رسول یا نبی کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہے۔ جس سے رسالت کے کام، اتحاد و یگانگت اور وحدتِ ملّی کا قیام تسلسل میں رہتا ہے۔

یارب! تیرا احساں ہے دی ہم کو خلافت
یا رب! دلِ مومن کو خلافت سے وفا دے

سامعین! اِس مختصر سی تمہید کے بعد مَیں خلافت کی اہمیت، اطاعت اور برکات پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے کچھ اِرشادات آپ حاضرین کے سامنے پڑھتا ہوں آپ ایدہ اللہ خلافت کی برکات حاصل کرنے کے طریق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے دور کی خلافت کی اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر ایک مدت گزرنے کے بعد ختم ہونے کی اطلاع فرمائی تھی اور دوسرے دور کی خلافت کی اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر ہمیشہ جاری رہنے کی خوشخبری عطا فرمائی۔ لیکن کن لوگوں کو؟ یقیناً ان لوگوں کو جو خلافت کے ساتھ جڑے رہنے کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ تقویٰ پر چلنے والے ہیں۔ عمل صالح کرنے والے ہیں۔ عبادتوں پر بڑھنے والے ہیں۔“

(روزنامہ الفضل 9 جولائی 2013ء)

پھر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ کامل اطاعت کی ضرورت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے جوڑ کر پھر خلافت سے کامل اطاعت کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ یہی چیز ہے جو جماعت میں مضبوطی اور روحانیت میں ترقی کا باعث بنے گی۔ خلافت کی پہچان اور اُس کا صحیح علم اور ادراک اس طرح جماعت میں پیدا ہو جانا چاہئے کہ خلیفہ وقت کے ہر فیصلے کو

بخوشی قبول کرنے والے ہوں اور کسی قسم کی روک دل میں پیدا نہ ہو۔ کسی بات کو سن کر انقباض نہ ہو۔ خلافت کا صحیح فہم و ادراک پیدا کرنا بھی مربیان کے کاموں میں سے اہم کام ہے اور پھر عہدیدران کا کام ہے کہ وہ بھی اس طرف توجہ دیں۔"

(روزنامہ الفضل 18 مارچ 2014ء)

سامعین! جلسہ سالانہ یوکے 2013ء کے موقع پر مستورات سے خطاب کرتے ہوئے خلافت کے نظام کے جاری رہنے کے متعلق فرمایا:

"یہ تو اب اللہ تعالیٰ کا مسیح و مہدیؑ کے زمانے کے ساتھ وعدہ ہے کہ ان کی اصلاح ہوگی اور اس کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی کہ مسیح موعود کے بعد خلافت کا نظام جاری رہے گا اور جب خلافت کا نظام جاری رہے گا تو پھر قبلے بھی درست رہیں گے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایمان والوں، عمل صالح کرنے والوں، نمازوں کا قیام کرنے والوں اور زکوٰۃ دینے والوں اور رسول کی اطاعت کرنے والوں کے ساتھ وعدہ ہے کہ خلافت کا نظام جاری رہے گا۔"

(روزنامہ الفضل 2 ستمبر 2013ء صفحہ 5)

سامعین! خلافت سے چمٹے رہنے کے فوائد کے بارہ میں ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"واضح ہو کہ اب اللہ کی رسّی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود ہی ہے، آپؑ کی تعلیم پر عمل کرنا ہے اور پھر خلافت سے چمٹے رہنا بھی تمہیں مضبوط کرتا چلا جائے گا۔ خلافت تمہاری اکائی ہوگی اور خلافت تمہاری مضبوطی ہوگی۔ خلافت تمہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے جوڑنے والی ہوگی۔ پس اس رسّی کو بھی مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ ورنہ جو نہیں پکڑے گا وہ بکھر جائے گا۔ نہ صرف خود برباد ہوگا بلکہ اپنی نسلوں کی بربادی کے سامان بھی کر رہا ہوگا۔"

(خطبہ جمعہ 26 اگست 2005ء)

خلافت سے اخلاص ووفا

جلسہ سالانہ گوئٹے مالا 2013ء کے موقع پر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغام میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''مَیں یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ خلافت اور نظام خلافت کے ساتھ اخلاص ووفا کا تعلق پیدا کریں۔ آج اسلام کا غلبہ خلافتِ احمدیہ کے ساتھ وابستہ ہو چکا ہے۔ اس لئے اس مقدس و بابرکت نظام کے معین ومددگار بن جائیں اور آنے والی نسلوں کو بھی نظامِ خلافت کے ساتھ وابستہ کرنے کی ہر ممکن جدوجہد کریں۔''

(روزنامہ الفضل 14 مارچ 2014ء)

حضور انور فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسیح ومہدی بھی ہیں، نبی بھی ہیں اور خاتم الخلفاء بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چودہ سو سال کے بعد مومنین کے ساتھ اپنے وعدے کو پورا کرنے کے لئے پھر اس خلیفہ کو بھیجا جو اُمتی ہونے کی وجہ سے نبوت کا اعزاز پا کر پھر خلافت جاری کرنے کا ذریعہ بن گیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک دینِ اسلام تو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے لیکن خوف کو امن کی حالت میں بدلنے کے لئے کامل اطاعت کے ساتھ اور خلافت کے نظام کے ساتھ جُڑ کر ہی تم اس کا حقیقی فیض حاصل کر سکو گے اور یہ ضروری ہے۔ اور جو اس نظام سے جڑے رہیں گے اُن کے حق میں اس کے ذریعے سے ہر خوف کی حالت امن میں بدلتی چلی جائے گی اور اُن خلفاء کے ذریعے سے ہی غلبہ اسلام کے دن بھی قریب آتے چلے جائیں گے۔ لیکن یہاں یہ فرمادیا کہ خلیفۂ وقت اور خلافت سے منسلک ہونے والوں کا یہ کام ہے اور اُن کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف خالص ہو کر توجہ دینے والے بنیں۔ نمازوں کا قیام اور توحیدِ خالص کا قیام اور اس کے لئے کوشش اُن کو خلافت کے انعام سے فیضیاب کرتی رہے گی۔ اُن کی دعاؤں کو خدا تعالیٰ سنے گا۔ اُن کی پریشانیوں کو دور فرمائے گا۔ اپنے انعامات سے انہیں نوازے گا۔ لیکن جو یہ سب دیکھ کر پھر بھی خلافتِ حقہ کے ساتھ منسلک نہیں ہوں گے، فرمایا وہ نافرمان ہیں۔ اُن کی نافرمانی کی سزا ملے گی۔ وہ اُن انعامات سے محروم ہوں گے جو مومنین کے ساتھ وابستہ ہیں۔''

(27 مئی 2011ء)

ایک پرچم کے تلے سب پرچموں کی ہے اماں
ورنہ ماہ و حشمتیں سب ہوتی جائیں گی دھواں
در بدر ٹھوکر زدہ کا خلافت آشیاں
اب خلافت عالم کل کے لئے ہے سائباں

احمدیت کی خوبصورتی

پھر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”احمدیت کی خوبصورتی تو نظامِ جماعت اور نظامِ خلافت کی لڑی میں پرویا جانا ہے اور یہی ہماری اعتقادی طاقت بھی ہے اور عملی طاقت بھی ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 دسمبر 2013ء از روزنامہ الفضل 21 جنوری 2014ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

”خلافت خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوتی ہے۔“

(الفضل 30 مئی 2003ء از خلافت، اہمیت، فضیلت و برکات مرتبہ حنیف احمد محمود صفحہ 248)

خلافت کا فیض پانے کا طریقہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اسلام کی ترقی اب حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ وابستہ ہے... جو خلافت کے ساتھ منسلک ہے، جماعت کی لڑی میں پروئے ہوئے، جو حبل اللہ کو پکڑے ہوئے ہیں... افرادِ جماعت کو بھی یاد رکھنا چاہئے جیسا کہ میں نے کہا تقویٰ پر چلنا، نمازوں کا قیام اور مالی قربانیوں میں بڑھنا انہیں خلافت کے فیض سے فیضیاب کرتا چلا جائے گا۔“

(روزنامہ الفضل 9 جولائی 2013ء)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔“

(احباب جماعت کے نام محبت بھرا خصوصی پیغام، لندن 11 مئی 2003ء)

حصار عافیت ہے خیر و خوبی کا خزانہ ہے
خلافت سے جدا ہونا شعار فاسقانہ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”ہمیشہ یاد رکھیں کہ خلافت کے ساتھ عبادت کا بڑا تعلق ہے۔ اور عبادت کیا ہے؟ نماز ہی ہے۔ جہاں مومنوں سے دلوں کی تسکین اور خلافت کا وعدہ ہے وہاں ساتھ ہی اگلی آیت میں اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (النور:57) کا بھی حکم ہے۔ پس تمکنت حاصل کرنے اور نظام خلافت سے فیض پانے کے لئے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ نماز قائم کرو، کیونکہ عبادت اور نماز ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہوگی۔ ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس انعام کے بعد اگر تم میرے شکر گزار بنتے ہوئے میری عبادت کی طرف توجہ نہیں دوگے تو نافرمانوں میں سے ہوگے۔ پھر شکر گزاری نہیں ناشکر گزاری ہوگی اور نافرمانوں کے لئے خلافت کا وعدہ نہیں ہے بلکہ مومنوں کے لئے ہے۔ پس یہ انتباہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اپنی نمازوں کی طرف توجہ نہیں دیتا کہ نظام خلافت کے فیض تم تک نہیں پہنچیں گے۔ اگر نظام خلافت سے فیض پانا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کرو کہ یَعْبُدُوْنَنِیْ (النور:56) یعنی میری عبادت کرو۔ اس پر عمل کرنا ہوگا۔ پس ہر احمدی کو یہ بات اپنے ذہن میں اچھی طرح بٹھا لینی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا، جو خلافت کی صورت میں جاری ہے، فائدہ تب اٹھا سکیں گے جب اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔“

(خطبہ جمعہ 13 اپریل 2007ء)

کامل اطاعت سے برکات ملتی رہیں گی

جلسہ سالانہ قادیان 2009ء کے اختتامی خطاب میں آپ ایدہ اللہ تعالیٰ کامل اطاعت سے برکات ملتے رہنے کی بشارت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہی بستی تھی جس میں آپؑ کی وفات کے بعد تقویٰ پر چلتے ہوئے مومنین نے خلافت کے ساتھ جڑے رہنے کا عہد کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق جو اس نے مسیح موعودؑ سے کیا تھا جماعت کی وسعت کو اسی طرح جاری رکھا۔ جماعت کی مضبوطی اور استحکام کے نئے سے نئے باب کھلتے چلے گئے اور آج تک کھل رہے ہیں اور ان شاء اللہ کھلتے جائیں گے۔ لیکن شرط تقویٰ ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کا عہد ہے اور اس پر عمل ہے۔ جب تک یہ قائم رہے گا۔ جب تک آپ کے دل اس عہد کو پورا کرنے کے لئے اپنی تمام تر استعدادوں کو بروئے کار لاتے رہیں گے، جب تک کامل اطاعت کے نظارے نظر آتے رہیں گے۔ ان برکات سے فیض پاتے چلے جائیں گے۔ جن کو اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کی جماعت کے لئے مقدر کر دیا ہے۔''

(روزنامہ الفضل 5 مئی 2012ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''نظامِ خلافت کی برکات سے فائدہ اٹھانے کے لئے، اُس نظام سے فائدہ اٹھانے کے لئے جس کے دائمی رہنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی تقویٰ پر چلنا بھی شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت سے فیض پانے کے لئے ایمان اور اعمالِ صالحہ کی شرط کو رکھا ہے۔ ایمان کی مضبوطی تبھی ہوتی ہے جب خدا تعالیٰ کا خوف اور خشیت دل میں ہو۔ اعمالِ صالحہ کی بجا آوری کی طرف توجہ تبھی ہو گی جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت کا جوا اپنی گردن میں ڈالنے کی ہماری کوشش ہو گی۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16 اپریل 2010ء)

اطاعت بجالانے والے فلاح پانے کے مستحق

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''خلافت خامسہ کے قائم ہونے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی اس فعلی شہادت کا بھی اظہار فرما دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور حضرت مسیح موعودؑ کی یہ بات کہ خلافت اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے دور میں دائمی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے اور آئندہ بھی یہ نظام اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاری رہے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے خلافت سے فیض پانے والوں کی بعض نشانیاں بتائی ہیں۔ جو آیات (یعنی سورۃ النور 53 تا 57) میں نے تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے ان تمام باتوں کا نقشہ بھی کھینچ دیا ہے جو خلافت سے فیض پانے والوں کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب مومنوں کو فیصلوں کے لئے اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تو ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ فرمایا کہ یہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔ یہی ہیں جو کامیابیاں دیکھنے والے ہیں۔''

(روزنامہ الفضل 9 جولائی 2013ء)

احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوش قسمت ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''جب اعمالِ صالحہ بجالانے کی طرف توجہ ہو گی تو پھر ایسے لوگ خلافت کے انعام سے فیض پاتے رہیں گے یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ اُن لوگوں سے کیا ہے یا خلافت کے مقام سے وہ لوگ فائدہ اٹھائیں گے، وہ لوگ تمکنت حاصل کریں گے، اُن کے خوف کو امن میں خدا تعالیٰ بدلے گا جو ایمان لانے والے اور اعمال صالحہ بجالانے والے اور عبادت کرنے والے اور ہر طرح کے شرک سے پرہیز کرنے والے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے اس انعام کے شکر گزار ہوں گے جو خلافت کی صورت میں انہیں ملا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ احمدیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ نظام جاری فرمایا ہے اور اس کے علاوہ اور کہیں یہ نظام جاری نہیں ہو سکتا۔ احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوش قسمت ہیں جن کو حضرت مسیح موعود کو ماننے کی وجہ سے خلافت کی نعمت سے حصہ ملا ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ ہے غیر مشروط نہیں ہے بلکہ بعض

شرطوں کے ساتھ ہے اور جب یہ شرطیں پوری ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر تمکنت بھی حاصل ہو گی، خوف کی حالت بھی امن میں بدلتی چلے جائے گی۔"

(روزنامہ الفضل 9 جولائی 2013ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے احمدیوں پر کہ نہ صرف ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں شامل ہونے کی توفیق ملی بلکہ اس زمانے میں مسیح موعود اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بھی اس نے عطا فرمائی جس میں ایک نظام قائم ہے، ایک نظامِ خلافت قائم ہے، ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔"

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 257-256)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"خلیفۂ وقت کو جماعت سے براہِ راست اور جماعت کو خلیفۂ وقت سے بغیر کسی واسطے کے ملنے کی تڑپ بھی دونوں طرف سے ہے...... اللہ تعالیٰ نے احسان کرتے ہوئے اس کے لئے بھی نصف ملاقات کا ایک راستہ بھی ہمارے لئے کھول دیا ہے جو ایم ٹی اے کے ذریعے سے انتظام فرمایا ہے۔"

(خطباتِ مسرور جلد 8 صفحہ 663)

نظام خلافت کے تائید یافتہ ہونے کی دلیل

جلسہ سالانہ آسٹریلیا کے اختتامی خطاب فرمودہ 11/ اکتوبر 2013ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اگر جائزہ لیں تو واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آج روئے زمین پر جماعت احمدیہ کے علاوہ کوئی جماعت نہیں جو اللہ کے بتائے ہوئے اس رہنما اصول کے مطابق ایک نظام سے وابستہ ہو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات پر چلنے کی کوشش کرنے والے ہوں اور خلافت کے نظام سے کامل طور پر وابستگی ہو۔ جماعت احمدیہ کے سچا ہونے اور نظام خلافت کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ ہونے کے لئے یہی دلیل بڑی ہے کہ جماعت احمدیہ کی تعداد اس وقت باقی تمام فرقوں کی تعداد سے انتہائی کم ہونے کے باوجود

اسلام کی خوبصورت تعلیم کی تبلیغ جو ہے وہ جماعت احمدیہ کر رہی ہے اور پھر تبلیغ کے ذریعہ سے یہ تعداد روز بڑھتی چلی جارہی ہے۔"

(روزنامہ الفضل19نومبر2013ء)

خلافت کی برکات سے جوڑنے کا ذریعہ

خطبہ جمعہ 18/اکتوبر 2013ء بمقام سڈنی آسٹریلیا میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے آپ کو ایم ٹی اے سے جوڑیں۔ اب خطبات کے علاوہ اور بھی بہت سے لائیو پروگرام آرہے ہیں جو جہاں دینی اور روحانی ترقی کا باعث ہیں وہاں علمی ترقی کا بھی باعث ہیں۔ جماعت اس پر لاکھوں ڈالر ہر سال خرچ کرتی ہے۔ اس لئے کہ جماعت کے افراد کی تربیت ہو۔ اگر افرادِ جماعت اس سے بھرپور فائدہ نہیں اٹھائیں گے تو اپنے آپ کو محروم کریں گے۔ غیر تو اس سے اب بھرپور فائدہ اٹھا رہے ہیں اور جماعت کی سچائی اُن پر واضح ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسلام کی حقانیت کا اُنہیں پتہ چل رہا ہے اور صحیح ادراک ہو رہا ہے۔ پس یہاں کے رہنے والے احمدیوں کو بھی اور دنیا کے رہنے والے احمدیوں کو بھی ایم ٹی اے سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔ ایم ٹی اے کی ایک اور برکت بھی ہے کہ یہ جماعت کو خلافت کی برکات سے جوڑنے کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔ پس اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔"

(روزنامہ الفضل 3دسمبر2013ء)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"آپ میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ دُعاؤں پر بہت زور دے اور اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھے اور یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھے کہ اُس کی ساری ترقیات اور کامیابیوں کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی ہے۔ وہی شخص سلسلہ کا مفید وجود بن سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ دُنیا بھر کے علوم جانتا ہو اُس کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ جب تک آپ کی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت رہیں گی اور آپ اپنے امام کے پیچھے پیچھے اُس کے اشاروں پر چلتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت آپ کو حاصل رہے گی۔" (روزنامہ الفضل30مئی2003ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2010ء میں لجنہ اماء اللہ پاکستان کی مجلس شوریٰ کے نام اپنے پیغام میں تحریر فرمایا۔

''آج دُنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جس کو خلافت کا بابرکت نظام عطا ہوا ہے۔ پس اس کی برکات سے دائمی حصہ پانے کے لئے، اپنی آئندہ نسلوں کو محفوظ رکھنے کے لئے خلافت کے ساتھ چمٹے رہیں۔ یہی دین ہے۔ یہی توحید ہے۔ یہی مرکزیت ہے اور اس کے ساتھ وابستگی میں خدا تعالیٰ کی رضا ہے۔ اس لیے اس نعمت کی قدر کریں۔ خدا کا شکر بجالائیں اور خلیفۂ وقت کے ساتھ ادب، احترام، اطاعت اور وفا اور اخلاص کا تعلق مضبوط تر کرتی چلی جائیں''

(الفضل انٹرنیشنل 28 جنوری 2010ء)

خلافت ہی حفاظت ہے خلافت ہی نگہبانی
رہا گھاٹے میں وہ جس نے یہ نعمت ہی نہ پہچانی
خلافت دھوپ میں سایہ، خلافت غم میں غمخواری
یہ چشمہ ہے محبت کا جو سب دنیا میں ہے جاری



﴿16﴾ ﴿مشاہدات۔397﴾

نظام جماعت- اطاعت، اطاعت، اطاعت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

قُلۡ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ ۚ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَیۡہِ مَا حُمِّلَ وَ عَلَیۡکُمۡ مَّا حُمِّلۡتُمۡ ؕ وَ اِنۡ تُطِیۡعُوۡہُ تَہۡتَدُوۡا ؕ وَ مَا عَلَی الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ (النور:55)

کہہ دے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ پس اگر تم پھر جاؤ تو اس پر صرف اتنی ہی ذمہ داری ہے جو اس پر ڈالی گئی ہے اور تم پر بھی اتنی ہی ذمہ داری ہے جتنی تم پر ڈالی گئی ہے۔ اور اگر تم اس کی اطاعت کرو تو ہدایت پا جاؤ گے۔ اور رسول پر کھول کھول کر پیغام پہنچانے کے سوا کچھ ذمہ داری نہیں۔

شجر سے جو رہے وابستہ وہ پھلدار ہو جائے
جو کٹ کر گر گیا بے دست و پا بیکار ہو جائے
خلافت سے عقیدت کی جو رسم و راہ رکھتا ہے
نہیں ممکن وہ خالی ہاتھ یا نادار ہو جائے

سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے۔ ”نظام خلافت کی اطاعت اور فرمانبر داری“

اسلامی تعلیمات کے تمام مصادر اور منبعوں میں اطاعت اور فرمانبر داری پر بہت مواد موجود ہے۔ اِسی لئے مَیں اِس سے قبل ایک دو محفلوں میں اِس موضوع پر مختلف انداز میں روشنی ڈال چکا ہوں۔ اِس سلسلہ میں قرآن کریم میں اطاعت کے ذکر کے بعد حدیث کا درجہ آتا ہے یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپؐ کے اقوال۔ احادیث میں درج ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اِنۡ رَأَیۡتَ یَوۡمَئِذٍ خَلِیۡفَۃَ اللّٰہِ فِی الۡاَرۡضِ فَالۡزِمۡہُ وَاِنۡ نُہِکَ جِسۡمُکَ

وَأُخِذَ مَالُكَ۔ یعنی اگر تو اللہ کے خلیفہ کو زمین میں دیکھے تو اسے مضبوطی سے پکڑ لینا اگرچہ تیرا جسم نوچ دیا جائے اور تیرا مال چھین لیا جائے۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث حذیفۃ بن الیمان حدیث نمبر 22916)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے مؤحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔ یہ سچ بات ہے کہ کوئی قوم، قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرماں برداری کے اصول اختیار نہ کرے.... اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اس میں یہی تو سرّ ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ بڑے بڑے اہل الرائے تھے، خدا نے ان کی بناوٹ ایسی ہی رکھی تھی، وہ اصول سیاست سے بھی خوب واقف تھے کیونکہ آخر جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام خلیفہ ہوئے اور ان میں سلطنت آئی تو انہوں نے جس خوبی اور انتظام کے ساتھ سلطنت کے بار گراں کو سنبھالا اس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ ان میں اہل الرائے ہونے کی کیسی قابلیت تھی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ فرمایا اپنی تمام راؤں اور دانشوں کو اس کے سامنے حقیر سمجھا اور جو کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی کو واجب العمل قرار دیا..... ناسمجھ مخالفوں نے کہا ہے کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلایا گیا مگر میں یہ کہتا ہوں کہ یہ صحیح نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ دل کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہو کر بہ نکلی تھیں۔ یہ اس اطاعت اور اتحاد کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے دوسرے دلوں کو تسخیر کر لیا

..... تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی ہو، باہم محبت اور اخوت ہو تو ویسی ہو۔ غرض ہر رنگ میں، ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 2 صفحہ 246-248)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"آخر میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دوست العمل ہو، باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم جنگل میں اسی طرح نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہو گئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے اس لئے چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں، استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو، وحدت کو ہاتھ سے نہ دو، دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرنے پر ازدیاد نعمت ہوتا ہے۔ لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ لیکن جو شکر نہیں کرتا ہو یاد رکھے اِنَّ عَذَابِىۡ لَشَدِيۡدٌ (ابراہیم)۔"

(الحکم 24 جنوری 1903 جلد 7 نمبر 3 صفحہ 15)

سامعین! آئیں! حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اطاعت کے معانی اور اِس کی ضرورت پر بیان فرمودہ ارشادات سنیں۔ آپؓ فرماتے ہیں:

"یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیے کہ لفظ اَلطَّاعَةُ کے معنی محض فرمانبرداری نہیں بلکہ ایسی فرمانبرداری کے ہیں جو بشاشتِ قلب کے ساتھ کی جائے اور اس میں نفس کی مرضی اور پسندیدگی بھی پائی جاتی ہو.... طَوۡعٍ کے مقابل پر کَرۡہٌ کا لفظ بولا جاتا ہے۔ جس کے معنے ہیں: مَا اَكۡرَهۡتَ نَفۡسَكَ عَلَيۡهِ (اقرب) کہ انسان کوئی کام دل سے نہیں کرنا چاہتا بلکہ بیرونی دباؤ کی وجہ سے اسے سرانجام دینے پر مجبور ہو جاتا ہے اور یہ صاف ظاہر

ہے کہ ایسے کام میں بشاشت پیدا نہ ہو گی.... الغرض اَلطَّاعَۃُ کے معنی وضع لغت کے لحاظ سے خالی فرمانبرداری کے نہیں بلکہ اُس فرمانبرداری کے ہیں جو پسندیدگی اور خوشی سے ہو نہ کہ جبر اور اکراہ سے..... پس اطاعت کے اس مفہوم کے لحاظ سے لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ کے معنی یہ ہوں گے کہ اے منکرو! تمہارا اطاعت کا مفہوم اَور ہے اور میرا اَور ہے یعنی تم صرف ظاہری آداب بجالانے کو اطاعت سمجھ رہے ہو اور میں اطاعت صرف اسے کہتا ہوں کہ بشاشتِ قلب سے اللہ تعالیٰ کے احکام بجا لائے جائیں اور ان کو بجالاتے ہوئے انسان کو لذت اور سرور محسوس ہو۔"

(تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 441-442)

پھر آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اگر ایک امام اور خلیفہ کی موجودگی میں انسان یہ سمجھے کہ ہمارے لئے کسی آزاد تدبیر اور مظاہرہ کی ضرورت ہے تو پھر خلیفہ کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم جو مومن اٹھاتا ہے اس کے پیچھے اٹھاتا ہے، اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے، اپنی تدبیروں کو اس کی تدبیروں کے تابع کرتا ہے، اپنے ارادوں کو اس کے ارادوں کے تابع کرتا ہے، اپنی آرزوؤں کو اس کی آرزوؤں کے تابع کرتا ہے، اپنے سامانوں کو اس کے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔ اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں تو ان کے لئے کامیابی اور فتح یقینی ہے۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 27 اگست 1937ء مطبوعہ الفضل 4 ستمبر 1937)

پھر فرمایا۔

"یاد رکھو کہ ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے..... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لاتا ہوں، ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں، خدا کے حضور اس کے ان دعوؤں کی کوئی قیمت نہیں ہو گی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس

کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لحہ بسر نہیں کرتا اس قت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 25 اکتوبر 1946ء مطبوعہ الفضل 15 نومبر 1946ء)

ایک اور موقع پر احبابِ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے عقلمند اور مدبر ہو، اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جب تک تمہاری عقلیں اور تدابیریں خلافت کے ماتحت نہ ہو اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو، ہر گز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم اللہ تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو کہ اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا، تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو۔"

(الفضل 4 ستمبر 1937ء)

پھر آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدابیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 24 جنوری 1936ء مطبوعہ الفضل 31 جنوری 1936ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"پس تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا، وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہوگا لیکن اگر تم اس کی حقیقت کو سمجھے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی اور تمہارے مقابل میں بالکل ناکام و نامراد رہے گی جیسا کہ مشہور ہے اسفندیار ایسا تھا کہ اس پر تیر اثر نہ کرتا تھا۔ تمہارے لئے ایسی حالت خلافت کی وجہ سے پیدا ہو سکتی ہے۔ جب تک تم اس کو پکڑے رکھو گے تو

کبھی دنیا کی مخالفت تم پر اثر نہ کر سکے گی بے شک افراد مریں گے، مشکلات آئیں گی، تکالیف پہنچیں گی مگر جماعت کبھی تباہ نہ ہو گی بلکہ دن بہ دن بڑھے گی اور اس وقت تم میں سے کسی کا دشمنوں کے ہاتھوں مرنا ایسا ہو گا جیسا کہ مشہور ہے کہ اگر ایک دیو کٹتا ہے تو ہزاروں پیدا ہو جاتے ہیں تم میں سے اگر ایک مارا جائے گا تو اس کی بجائے ہزاروں اس کے خون کے قطروں سے پیدا ہو جائیں گے۔"

(حقائق القرآن مجموعہ القرآن سورۃ النور زیر آیت استخلاف صفحہ 73)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (سورۃ التغابن:17) یعنی جتنا ہو سکے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو اور اپنے مال اس کی راہ میں خرچ کرتے رہو۔ تمہاری جانوں کے لئے بہتر ہے اور جو لوگ اپنے دل کے بخل سے بچائے جاتے ہیں وہی کامیاب ہونے والے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے اپنی طاقت، قوت اور استعداد کے مطابق تقویٰ یہ ہے کہ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا (بخاری کتاب الجهاد والسیر باب السمع والطاعة) کہ اللہ تعالیٰ کی آواز سنو اور لبیک کہتے ہوئے اس کی اطاعت کرو اگر تم تقویٰ کی راہوں پر چل کر سَمْعًا وَّ طَاعَةً کا نمونہ پیش کرو گے تو تمہیں اللہ تعالیٰ اس بات کی بھی توفیق دے گا کہ تم اپنی جانوں، مالوں اور عزتوں سب کو اس کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ اس طرح تمہیں دل کے بخل سے محفوظ کر لیا جائے گا یہی کامیابی کا راز ہے۔"

(خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 244-245)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اسی طرح آپ نے خلافت کی حفاظت کا جو وعدہ کیا ہوا ہے اس میں بھی یہ بات داخل ہے کہ خلافت کے مزاج کو نہ بگڑنے دیں۔ خلافت کے مزاج کو بگاڑنے کی ہرگز کوشش نہ کریں ہمیشہ اس کے تابع رہیں، ہر حالت میں امام کے پیچھے چلیں۔ امام آپ کی رہنمائی کے لئے بنایا گیا ہے اس لئے کسی وقت بھی اس سے آگے نہ بڑھیں۔"

(الفضل 11 فروری 1994ء)

حضرت خلیفۃ الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے یومِ خلافت کے حوالے سے جماعت احمدیہ راولپنڈی کے نام پیغام میں فرمایا:

”آپ میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ دعاؤں پر بہت زور دے اور اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھے اور یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھے کہ اس کی ساری ترقیات اور کامیابیوں کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی ہے۔ وہی شخص سلسلہ کا مفید وجود بن سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو اس کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ جب تک آپ کی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت رہیں گی اور آپ اپنے امام کے پیچھے پیچھے اس کے اشاروں پر چلتے رہیں گے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت آپ کو حاصل رہے گی۔“ (روزنامہ الفضل 30 مئی 2003ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 11 مئی 2003ء کو احباب جماعت کے نام ایک خصوصی پیغام میں فرمایا:

”پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں:

جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کر سکتی جو درخت سے جدا ہو اس طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہوں وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا۔ پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 23-30 مئی 2003ء صفحہ 1)

پھر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے ماہنامہ خالد کے "سیدنا طاہر نمبر" کے لئے اپنے پیغام میں فرمایا:

"یہ خلافت کی ہی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے اس لئے اگر زندگی چاہتے ہیں تو خلافت احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں، پوری طرح اس سے وابستہ ہو جائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔ ایسے بن جائیں کہ خلیفۂ وقت کی رضا آپ کی رضا ہو جائے۔ خلیفۂ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم ہو اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمع نظر ہو جائے۔"

(ماہنامہ خالد سیدنا طاہر نمبر مارچ اپریل 2004ء صفحہ 4)

اب عافیت و امن کا منبع ہے خلافت
دنیا کے مفاسد سے اماں ہے تو یہاں ہے
اس ڈھال کے پیچھے ہی ہر اک فتح و ظفر ہے
اب دین کی واللہ خلافت میں ہی جاں ہے

(کمپوزڈ بائی: منہاس محمود۔ جرمنی)



﴾17﴿ ﴾مشاہدات۔78﴿

برکاتِ خلافت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:56)

خلافت اہل ایماں کی مقدر ہے خلافت سے
خلافت ہی بچاتی ہے انہیں قعرِ مذلّت سے

میرے بھائیو! آج مجھے "برکاتِ خلافت" کے موضوع پر اظہار خیال کرنا ہے۔

خلافت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم نعمت، برکت اور فضل ہے جو وہ اپنے اُن بندوں کو عطا فرماتا ہے جو خلافت پر ایمان لاتے ہیں اور اُس کے حکموں کو بجالاتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ خلافت مذہب کی روح اور ملت کی جان ہے۔ خلافت نورِ وحدت اور مظہرِ شانِ نبوت ہے۔ ہدایت کی تکمیل اور شریعت کی تعمیل خلافت سے ہی وابستہ ہے۔ خلافت نعمتِ ارض و سماء اور یہی وابستہ نجات دو جہاں ہے۔

سامعین! خلافت کی برکات دورِ اول میں دیکھنے کے لئے ذرا اس نظارہ کو نگاہوں کے سامنے لائیے جب سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اِس دارِ فانی سے کوچ فرماگئے اور آپ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی بہت سے بادیہ نشین مرتد ہوگئے اور ہر طرف سے لشکر مدینہ پر حملے کرنے کے لئے پَر تولنے لگے۔ منکرین زکوٰۃ نے اپنا فتنہ برپا کر دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت ابو بکرؓ کو کھڑا کر کے اسلام کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو بچا لیا۔ تمام فتنے دب گئے۔ حملہ آور مغلوب ہوگئے۔ اسلام عرب سے نکل کر ارد گرد کے علاقوں میں پھیلنے لگا اور محض تیس

سال میں سب معلوم دنیا کو اپنا گرویدہ کر لیا۔ عرب و عجم میں اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔ یہ سب خلافت کی برکات تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بد قسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔“

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304-305)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلافت کی ضرورت کے متعلق فرماتے ہیں:

”جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دُنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے۔ اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اُس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سرِ نو اُس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔“

(الحکم 14 / اپریل 1908ء صفحہ 2 کالم 2)

نیز فرمایا:

”چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے تاقیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے“

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

نبوت کے ہاتھوں جو پودا لگا ہے
خلافت کے سائے میں پھولا پھلا ہے
یہ کرتی ہے اس باغ کی آبیاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

میرے بھائیو! جب مسلمان خلافت کی نعمت سے محروم ہوئے تو امت کا شیرازہ بکھر گیا۔ فرقہ بندی نے انہیں اپنا شکار کرلیا۔ وحدت پارہ پارہ ہوگئی۔ دجالی قوتیں حملہ آور ہوئیں۔ کوئی راہِ نجات نظر نہ آتی تھی کیونکہ مسجدیں مرثیہ خواں ہوگئی تھیں کہ نمازی نہیں رہے۔ اذانوں سے روح بلالی جاتی رہی اور وضع قطع میں نصاریٰ کا رنگ تھا تو تمدّن میں ہندو بنے ہوئے تھے۔ ان کی حرکات وسکنات سے یہود شرما رہے تھے۔ عالم اسلام پر رحم کرتے ہوئے چودھویں صدی کے آغاز میں ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النَّبُوَّةِ کی عظیم الشان پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے نبوت کے بعد خلافت کا قیام فرمایا۔ جس کی برکت سے امت کی شیرازہ بندی ہونے لگی۔ وحدت کی شمعیں روشن ہوئیں، نور نبوت پھیلنے لگا، خدا تعالیٰ کی توحید دنیا پر چھانے لگی۔ آسمانی برکتیں نازل ہونے لگیں۔ کالے، گورے، عربی عجمی اسلام کی آغوش میں آنے لگے۔ وہ یورپ جہاں کے عیسائی مَنّاد مشرق پر حملہ آور ہو کر تمام دنیا کو مسیحی بنانا چاہتے تھے۔ اب منہ چھپاتے پھر رہے ہیں۔ اِس کے مقابل پر ہماری آواز مشرق سے مغرب کی طرف تیزی سے پھیل رہی ہے۔ ملکوں ملکوں نئی نئی مساجد تعمیر ہو رہی ہیں۔ مشن ہاؤسز بن رہے ہیں۔ قرآن کریم کے تراجم کی

اشاعت ہو رہی ہے اور خلافت کی برکات سے آج دنیا کا کوئی کنارہ نہیں جہاں نداء لا الہ الا اللہ نہ گونج رہی ہو۔

خلافت سے اسلام کی شان ظاہر
خلافت کو غلبہ ہے ہر این و آں پر
خلافت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے
حقیقت کھلے گی یہ سارے جہاں پر

سامعین! یہ بھی خلافت کی ہی برکت ہے کہ اس پر حملہ آور ہونے والا خواہ وہ حکومت ہو یا ملّا۔ عام آدمی ہو یا سرکاری ہرکارے منہ کی کھاتا ہے اور ناکامی و نامرادی اس کا مقدر بنتی ہے۔ دنیائے احمدیت 1934ء، 1953، 1974ء اور ضیاء الحق کے تاریک زمانہ میں دیکھ چکی ہے کہ خلافت پر حملہ آور ہونے والے کس طرح اللہ تعالیٰ کی قہری تجلی کا شکار ہوئے اور نشانِ عبرت بن گئے۔ اللہ تعالیٰ کی پیش خبری اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ پوری شان سے پوری ہوتی بار بار ہم دیکھ چکے۔

خدا رسوا کرے گا تم کو میں اعزاز پاؤں گا
سنو اے منکرو! اب یہ کرامت آنے والی ہے

دوسری طرف خلافت کے فرمانبردار خلافت کے اطاعت گزار، خلافت کے جانثار دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتے ہوئے شش جہات میں پھیل رہے ہیں۔ خلافت کی برکت سے آج امریکہ بھی احمدی ہو رہا ہے اور افریقہ بھی، آسٹریلیا بھی اور ایشیاء بھی اور وہ دن دور نہیں جب خلافت کی برکت سے تمام دنیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے جھنڈے تلے جمع ہو کر خدا کی حمد کے ترانے گاتی نظر آئے گی۔

جہاں میں نور سے معمور ہیں اہل خلافت ہی
مئے عرفاں سے مخمور ہیں اہل خلافت ہی
نگاہِ یار میں منظور ہیں اہل خلافت ہی
مظفر و غالب و منصور ہیں اہل خلافت ہی

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں، استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو، وحدت کو ہاتھ سے نہ دو، دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملاہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرنے پر ازدیاد نعمت ہوتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ۔ (ابراہیم:8)“

(الحکم 24 جنوری 1903ء جلد 7 نمبر 3 صفحہ 15)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا جب تک خلافت نہ ہو۔ ہمیشہ اسلام نے خلفاء کے ذریعہ ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اسی ذریعہ سے ترقی کرے گا۔“

(درس القرآن فرمودہ یکم مارچ 1921 صفحہ 72 مطبوعہ نومبر 1921ء)

ایک اور موقع پر حضورؓ خلافت کی برکات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا، وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہو گا لیکن اگر تم اس کی حقیقت کو سمجھے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی اور تمہارے مقابل میں بالکل ناکام و نامراد رہے گی جیسا کہ مشہور ہے اسفندیار ایسا تھا کہ اس پر تیر اثر نہ کرتا تھا۔ تمہارے لئے ایسی حالت خلافت کی وجہ سے پیدا ہو سکتی ہے۔ جب تک تم اس کو پکڑے رکھو گے تو کبھی دنیا کی مخالفت تم پر اثر نہ کر سکے گی بیشک افراد مریں گے، مشکلات آئیں گی، تکالیف پہنچیں گی مگر جماعت کبھی تباہ نہ ہو گی بلکہ دن بہ دن بڑھے گی اور اس وقت تم میں سے کسی کا دشمنوں کے ہاتھوں مرنا ایسا ہو گا جیسا کہ مشہور ہے

کہ اگر ایک دیو کٹتا ہے تو ہزاروں پیدا ہو جاتے ہیں۔ تم میں سے اگر ایک مارا جائے گا تو اس کی بجائے ہزاروں اس کے خون کے قطروں سے پیدا ہو جائیں گے۔"

(حقائق القران مجموعۃ القرآن۔ سورۃ النور زیر آیت استخلاف صفحہ 73)

خلافت راہ ظلمت کے لیے روشن چراغاں ہے
اسی سے غلبۂ دیں کے لیے قدرت نمائی ہے
خلافت شعلۂ نورِ نبوت، مظہرِ قدرت
خلافت نے ہمیں وحدانیت کی مَے پلائی ہے

سامعین! خلافت احمدیہ کی برکت سے گزشتہ سال تک احمدیت کو جو ترقیات نصیب ہوئیں۔ ان کی ایک جھلک مَیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ جس کا تذکرہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء کے دوسرے دن کے خطاب میں فرمایا۔

"خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال دنیا بھر میں پاکستان کے علاوہ 355 نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ 855 نئے مقامات پر پہلی بار احمدیت کا پودا لگا۔ گزشتہ سال کی نسبت 51 ہزار 615 کے اضافہ کے ساتھ امسال اب تک 109 ممالک کی 160 سے زائد اقوام کی ایک لاکھ 76 ہزار 836 سعید روحوں کی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت ہوئی۔ 147 نئی مساجد تعمیر ہوئیں اور 62 بنی بنائی مساجد عطا ہوئیں۔ 123 مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا، 505 مختلف کتب، پمفلٹ اور فولڈرز وغیرہ 46 زبانوں میں 67 لاکھ 19 ہزار 372 کی تعداد میں طبع ہوئے اور افریقہ کے 12 ممالک میں 37 ہسپتال و کلینک کام کر رہے ہیں۔ 48 مرکزی اور 34 مقامی ڈاکٹرز خدمات سر انجام دے رہے ہیں نیز ایک ڈینٹل کلینک کا لائبیریا میں اجراء ہوا ہے۔ 11 ممالک میں 615 پرائمری و مڈل سکول جبکہ 10 ممالک میں 80 سیکنڈری سکول کام کر رہے ہیں۔ نائیجیریا میں پہلے احمدیہ کلینک کا اجراء ہوا ہے۔"

(روزنامہ الفضل آن لائن 11 اگست 2022ء)

خدا کا یہ احسان ہے ہم پہ بھاری
کہ جس نے ہے اپنی یہ نعمت اتاری

ہمارے پیارے امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ غلبہ اسلام کی خوشخبری دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی جو ترقی ہو رہی ہے اور جماعت جس طرح پھیل رہی ہے ہر ملک میں اور ہر ملک کے کئی شہروں میں جماعت کی تعداد بڑھ رہی ہے اور جماعت کا تعارف ہو گیا ہے اور دنیا کے بڑے بڑے ایوانوں میں بھی جماعت کا تعارف ہو گیا ہے تو ہمیں امید ہے جلد ان شاء اللہ آئندہ بیس پچیس سال جماعت کی ترقی کے بہت اہم سال ہیں اور آپ دیکھیں گے کہ اکثریت ان شاء اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے جھنڈے تلے آجائے گی یا کم از کم مسلمانوں میں سے اکثریت ایسی ہو گی کہ جو یہ تسلیم کرنے والی ہو گی کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔“

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 جون 2023ء صفحہ 6)

خدا خود جبر و استبداد کو برباد کر دے گا
وہ ہر سُو احمدی ہی احمدی آباد کر دے گا
صداقت میرے آقا کی زمانے پر عیاں ہو گی
جہاں میں احمدیت کامیاب و کامراں ہو گی

میرے بھائیو! حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ایک اقتباس پر میں آج کی گزارشات ختم کرتا ہوں۔ آپؒ فرماتے ہیں:

”اے خلافتِ محمدیہ کے جانثارو، جو شمع خلافتِ محمدیہ کے گرد آج اس میدان میں پروانوں کی طرح جمع ہوئے ہو۔ اس روحانی اجتماع میں شرکت کرنے والی سعید روحو! تمہی تو بُستانِ احمد کے گُل بوٹے ہو جن کی سربلندی اور شادابی کی خوشخبریاں مسیح موعودؑ نے دنیا کو دیں۔ وہ تم ہو جن پر نسیمِ رحمت پھر سے چلی ہے اور

وقت خزاں میں جن پر عجب طرح کی بہار آگئی۔ سو سنو! اور خوب اچھی طرح اسے اپنی عقل و فراست کی گانٹھوں میں باندھ کر محفوظ کر لو کہ تمہاری شادابی اور تمہاری یہ بہارِ نو، تمہاری کلیوں کا چٹکنا اور شگوفوں کا پھوٹنا یہ سب سر تا پا خلافتِ محمدیہ کے دم قدم کی برکت سے ہے۔ یہ نعمت تمہیں ہجر کی تیرہ، طویل، دردناک اور صدیوں کی گریہ وزاری کے بعد نصیب ہوئی ہے۔ اب اس نعمت کو سر آنکھوں پر بٹھانا، سینہ سے لگانا اور اپنے بچوں اور اپنی بیویوں اور اپنے باپوں اور اپنے ہر دوسرے پیارے سے ہزار بار بڑھ کر عزیز رکھنا۔ تمہارے اِحیاء اور تمہاری بقا کی تمام کنجیاں خلافت میں رکھ دی گئی ہیں۔ سب تدبیریں قیامت تک کے لیے خلافت سے وابستہ ہو چکی ہیں۔ اُمتِ مسلمہ کی تقدیر اس نظام سے وابستہ ہے اور تمہاری غیر متناہی عظیم شاہراہ اس در سے ہو کر گزرتی ہے جسے خلافتِ راشدہ محمدیہ کہا جاتا ہے۔ جان دے کر بھی اس نعمت کی حفاظت کرو، اور ایک کے بعد دوسرے آنے والے خلیفۂ راشد سے انصار کی زبان میں یہ منّت عرض کرو کہ اے خلیفۃ الرسول! ہم تمہارے آگے بھی لڑیں گے، ہم تمہارے پیچھے بھی لڑیں گے، ہم تمہارے دائیں بھی لڑیں گے اور تمہارے بائیں بھی لڑیں گے۔ اور خدا کی قسم! خدا کی قسم! اب قیامت تک کسی دشمن کی مجال نہ ہوگی کہ محمدِ عربی ﷺ کی خلافت کو بُری نظر سے دیکھ سکے۔"

(تقریر جلسہ سالانہ 1973ء۔ تقاریر قبل از خلافت صفحہ 234-233)

اللہ تعالیٰ خلافت کے سائبان کو ہم پر قائم و دائم رکھے تا ہم اور ہماری نسلیں اِس کی برکات سے مستفیض ہوتی چلی جائیں۔ آمین

(تیار کردہ۔ عبدالقدیر قمر)



﴿18﴾ ﴿مشاہدات۔203﴾

ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ O وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ O (النور:56-57)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

اور نماز کو قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

وہ رشکِ ملائک یہی تاج ہے
یہی آدمیت کا معراج ہے
یہ نورِ خدا کی ہے جلوہ گری
یہ تکوین کا نقطہ محوری
نظام خلافت ہے پائندہ تر
اسی سے یہ خاکی ہے تابندہ تر

معزز سامعین! آج مجھے جس اہم موضوع پر گفتگو کرنی ہے وہ ہے۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔

میرے بھائیو! آج کی تقریر کا عنوان خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے جماعت کے نام اپنے دوسرے پیغام سے لیا ہے۔ جو آپ نے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد مؤرخہ 11 مئی 2003ء کو احبابِ جماعت کے نام دیا تھا۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرتِ ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "جس طرح وہی شاخ پھل لاسکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کر سکتی جو درخت سے جدا ہو۔ اس طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا"

پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔ اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو خلافت احمدیہ سے کامل وفا اور وابستگی کی توفیق عطا فرمائے۔"

سامعین! اِس پیغام میں سے بالخصوص یہ الفاظ بہت ہی اہم، قابل فکر اور اپنے پلّے باندھنے کے لائق ہیں۔
آپ ایدہ اللہ فرماتے ہیں۔
"امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں.... آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے"
میرے بھائیو! خلافت کے ساتھ وابستہ برکات اور ترقیات کے ذکر سے قبل خلافت اور خلیفہ کے معانی جاننے ضروری ہیں۔ پانچ حروف پر مشتمل لفظِ خلافت، خلف سے مُشتق ہے جس کے معانی جانشینی، نیابت اور قائمقامی کے ہیں اور پانچ ہی حروف پر مشتمل لفظِ خلیفہ کے معانی جانشین کے ہیں اور اسلامی اصطلاح میں نبی کی وفات کے بعد اُس کے مشن کو آگے بڑھانے اور اِسے جاری رکھنے کے لئے اُس کا جانشین خلیفہ کہلاتا ہے جیسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ منتخب ہوئے۔ یہ اسلام میں خلافتِ راشدہ کہلائی اور اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت حکیم مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ پہلے خلیفۃ المسیح مقرر ہوئے اور آج پانچویں مظہر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ مسندِ خلافت پر براجمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ صحت و سلامتی عطا فرماتا چلا جائے۔ یہ خلافت، خلافت علی منہاج النبوۃ کہلاتی ہے۔
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
"خلیفہ کے معانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جانشین کے ہیں جو تجدید دین کے لئے عین وقت پر آئے اور ان میں سے بدعات کو دور کرے اور امت محمدیہ کے لئے ایسے سامان پیدا کرے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کی وارث بن سکے۔"
سامعین! خاکسار نے تقریر کے آغاز پر جس دو آیات کی تلاوت کی اُن میں اللہ تعالیٰ نے دو امور بیان فرمائے ہیں۔
نمبر 1۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے خلافت کی تین برکتوں یعنی تین ترقیات کا ذکر فرمایا ہے۔

نمبر2۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت کی اِن ترقیات کو تین امور سے باندھ دیا ہے کہ اگر مؤمنین نمازوں کا قیام کریں گے، زکٰوۃ دیتے رہیں گے اور رسول کی اطاعت کریں گے تو اللہ رحم کرتا رہے گا اور آپ خلافت کی بدولت ترقیات کے سفر پر گامزن رہیں گے۔

سامعین کے سامنے اِن ہر دو امور کو زیرِ بحث عنوان کی مناسبت سے قدرے اختصار سے بیان کرنا مقصود ہے۔ پہلے نمبر 1 میں بیان تین ترقیات کو بیان کرتے ہیں جو یہ ہیں۔

1۔ تمکنتِ دین

2۔ خوف کا امن میں تبدیل ہوتے رہنا

3۔ وحدانیت کا قیام

جہاں تک تمکنتِ دین کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ (النور:56) میں اِس کا ذکر فرمایا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ اُن کے لئے اُن کے دین کو جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کے دستور کے مطابق انبیاء کا لگایا ہوا پوداُن کے جانشینوں کے ذریعہ پھلتا، پھیلتا، پھولتا اور ترقی کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس مضمون کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

”جس راستبازی کو وہ دُنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 304)

یہ یاد رہے کہ نبیوں والی جماعتوں کی ترقی خلافت سے وابستہ ہوتی ہے۔ اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا:

”سوائے امام کے ترقی نہیں ہو سکتی۔“ (خطبات نور صفحہ 622)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ارشاد ہے۔

"اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا جب تک خلافت نہ ہو ہمیشہ خلفاء کے ذریعہ اسلام نے ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اسی کے ذریعہ ترقی کرے گا۔"

(درس القرآن، صفحہ 72 مطبوعہ 1921ء)

حضرت مصلح موعودؓ خلافت کے ذریعہ ترقی کا راز بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"خلفاء نبی کی قوتِ قدسیہ کو جو اُس کی جماعت میں ظاہر ہو رہی ہوتی ہے ضائع ہونے سے بچا کر ایک خاص پروگرام کے ماتحت استعمال کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں جماعت کی طاقتیں پراگندہ نہیں ہوتیں اور تھوڑی سی طاقت سے بہت سے کام نکل آتے ہیں کیونکہ طاقت کا کوئی حصہ ضائع نہیں ہوتا۔ اگر خلافت نہ ہوتی تو بعض کاموں پر تو زیادہ طاقت خرچ ہو جاتی اور بعض کام توجہ کے بغیر رہ جاتے۔"

(تفسیر کبیر، جلد ششم صفحہ 320)

حضرت مصلح موعودؓ خلافت کی بیشمار برکات اور ثمرات کا ذکر کرتے ہوئے ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ

"دیکھو! ہم ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں مگر تم نے کبھی غور کیا کہ یہ تبلیغ کس طرح ہو رہی ہے؟ ایک مرکز ہے جس کے ماتحت وہ تمام لوگ جن کے دلوں میں اسلام کا درد ہے، اکٹھے ہو گئے ہیں اور اجتماعی طور پر اسلام کے غلبہ اور اس کے احیاء کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ وہ بظاہر چند افراد نظر آتے ہیں مگر ان میں ایسی قوت پیدا ہو گئی ہے کہ وہ بڑے بڑے اہم کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ جس طرح آسمان سے پانی قطروں کی صورت میں گرتا ہے پھر وہی قطرے دھاریں بن جاتی ہیں اور وہی دھاریں ایک بہنے والے دریا کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ اس طرح ہمیں زیادہ قوت اور شوکت حاصل ہوتی چلی جا رہی ہے... اس کی وجہ محض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں خلافت کی نعمت عطا کی ہے۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ 25/مارچ 1951ء)

سامعین! کیونکہ خلیفۂ وقت ایک مرکزی، بااختیار اور مطاع وجود ہوتا ہے جو ملک ملک پھیلی ہوئی جماعتوں کی ایک مرکزی پروگرام کے مطابق رہنمائی کرتا ہے جس۔ سے تمام جماعت ایک ہی سَمت میں رواں رہتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جب خلافت علیٰ منہاج النبوت کا دوبارہ قیام ہوا تو

دُنیا نے تمکنتِ دین کے نظارے دیکھے۔ خلافتِ اُولیٰ میں واعظین کی تقرری اور ملک سے باہر انگلستان میں پہلے مشن کے قیام سے ترقی اور پھیلاؤ کے جس سفر کا آغاز ہوا وہ ہر گزرتے دن کے ساتھ آگے ہی آگے بڑھتا گیا اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ دین کو وہ حیرت انگیز تمکنت نصیب ہوئی جو اپنی مثال آپ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریکِ جدید کے چھٹے دفتر کے افتتاح کے اعلان کے موقع پر مؤرخہ 3 نومبر 2023ء کو خطبہ جمعہ میں جماعت کی ترقیات و فتوحات یوں بیان فرمائیں۔ فرمایا:

"اب میں گذشتہ سال کے اعداد و شمار بھی پیش کر دیتا ہوں۔ تحریک جدید کے پھل کا پہلے میں بتا دوں جو ہمیں نظر آئے پہلے کیا ابتدا میں تو ہم قادیان سے باہر نہیں نکل رہے تھے یا ہندوستان تک تھوڑے سے پھیلے ہوئے تھے لیکن اب دنیا کے 220 ممالک میں مساجد کی کل تعداد 9 ہزار 3 سو سے اوپر ہے۔ مشن ہاؤسز کی تعداد 3 ہزار 4 سو سے اوپر ہے اور ابھی درجنوں مساجد اب بن رہی ہیں۔ مشن ہاؤس بھی بن رہے ہیں، زیر تعمیر ہیں۔ مبلغین کی تعداد اور معلمین کی تعداد دنیا میں 5 ہزار کے قریب ہے۔ یہ ابھی بڑھ رہی ہے۔ اللہ کے فضل سے قرآن کریم کے تراجم بھی ہو رہے ہیں 77 زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔ لٹریچر چھپ رہا ہے مختلف زبانوں میں لٹریچر کا ترجمہ ہو رہا ہے اور بیشمار کام اس کے ذریعہ سے ہو رہا ہے۔"

ترقیات کے ذکر میں اگر مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) کا ذکر نہ کیا جائے تو ترقیات کا مضمون نامکمل رہے گا۔ جماعتوں اور قوموں کی تاریخ میں چند دہائیاں یعنی صرف اور صرف 33 سال آنکھ جھپکنے کے برابر بھی نہیں ہوتا۔ اِس مختصر اور بہت ہی قلیل عرصہ میں ایم ٹی اے کی ترقی کوئی معجزہ سے کم نہیں جو اَب چوبیس گھنٹے پورے گلوب پر مختلف زبانوں میں اسلام کا پیغام پہنچانے میں مصروف ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص سچے جوش اور پورے صدق اور اخلاص سے اللہ تعالیٰ کی طرف آتا ہے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ ایسے عبادت کرنے والے کبھی ضائع نہیں ہوں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ان کی نسلیں بھی شیطان کے شر سے بچی رہیں گی اور خلیفۂ وقت کی دعائیں ان کے حق میں اور ان کی دعائیں خلافت کے حق میں پوری ہوتی رہیں گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو ایسے لوگ عطا فرمائے ہوئے ہیں جو

اس کی عبادت کرنے والے ہیں تبھی تو خلافت کے انعام سے بھی ہم فیضیاب ہو رہے ہیں اور ان شاء اللہ، یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ عبادت گزاروں کے لیے تمکنتِ دین کے سامان خلافت کے ذریعہ پیدا فرماتا چلا جائے گا۔ لیکن میں پھر اس بات کو دہراؤں گا کہ ہر ایک کو اپنے آپ کو اس گروہ میں شامل کرنے اور شامل رکھنے کے لئے خود بھی کوشش کرنی ہوگی۔"

(الفضل انٹرنیشنل 18/جولائی 2008ء)

رُعب

اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ دوسروں پر رُعب عطا فرماتا ہے۔ یہ رُعب جماعت کو بھی حاصل ہے اور کئی ملکوں میں اس کے اجتماعات میں وہاں کے اعلیٰ حُکام خوشی سے شرکت کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب ان ملکوں کے دَورہ پر جاتے ہیں تو اُنہیں شایانِ شان پروٹوکول دیا جاتا ہے۔ دُنیا کے بڑے بڑے ایوانوں، US کانگریس، برٹش پارلیمنٹ اور یورپی یونین کی پارلیمنٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب اس رُعب کا ایک اور درخشاں رُخ ہیں۔

غرضیکہ جماعت ہر جہت میں برق رفتاری سے اپنے کامل غلبہ کی الٰہی تقدیر کی طرف گامزن ہے اور وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ دُنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔

2۔ حالتِ خوف کا امن میں تبدیل ہوتے رہنا

سامعین! خلافت کی دوسری بڑی طاقت، قوت، برکت اور ترقی آیت استخلاف میں ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ (النور:56) جس کا ترجمہ یہ ہے اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔

الٰہی جماعتوں پر خوف کی حالت دُشمنوں کی ناکام کوششوں سے آتی رہتی ہے۔ اِس کے علاوہ نبی یا خلیفہ کی وفات پر بھی ایک خوف کی حالت جماعتوں پر طاری ہوتی ہے اور اُس وقت دُشمن زور سے حملہ آور ہوتا ہے اور مومن، جماعت کے مستقبل کے حوالے سے خوف کا شکار ہو جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اس کیفیت کو یوں بیان فرمایا ہے۔

"نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دُشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔"

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304)

یہی کیفیت خلفاء کی وفات کے بعد بھی روحانی جماعتوں میں پیدا ہوتی ہے جب بیرونی طور پر دشمن پوری طاقت سے حملہ آور ہوتا ہے اور جماعت کے اندر سے بھی بعض منافق ایسے مواقع پیدا کرتے رہتے ہیں جو جماعت کے لئے خوف کا باعث ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں خلافت کی یہ برکت بیان فرماتا ہے کہ ایسے سب خوف امن میں بدل جاتے ہیں۔

اسی بارے میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دُنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے...... مگر خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اُس کو مٹاتا ہے۔"

(ملفوظات، جلد پنجم صفحہ 524)

جماعت کی تاریخ میں اندرونی طور پر انکارِ خلافت اور منافقین کے فتنوں نے بھی کئی۔ بار سر اُٹھایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دَور میں خلافت یا انجمن کا سوال اُٹھایا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ابتدائی دَورِ خلافت میں تو منکرینِ خلافت نے ایک علیحدہ گروہ بنا کر محاذ کھول دیا۔ پھر مصری، مستری، وہاب ومنان مختلف ناموں تلے منافق، جماعت کے اتّحاد کے دَرپے ہوئے لیکن اللہ کی مدد اور نصرت سے خلفاء نے ان تمام شرارتوں کی پوری کامیابی سے سر کُوبی کی اور ہر ابتلاء سے جماعت کو بحفاظت باہر نکال لائے۔

بیرونی طور پر بھی دُشمن بار بار حملہ آور ہوا۔ 1933ء، 1953ء، 1974ء اور 1984ء میں دُشمن نے حکومت کی طاقت کے ساتھ انتہائی خوفناک حملے کئے۔ یہ پوری جماعت پر مشکل وقت تھے اور بظاہر اُن سے بچاؤ کی کوئی صورت نہ آتی تھی لیکن خدا کی بات پوری ہوئی اور خلفائے حق نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ جماعت کی بہترین رہنمائی فرمائی اور ہر بار خوف امن سے بدلتا رہا اور یوں جماعت ترقی کرتی چلی

گئی اور آج زمینی کیڑے مکوڑوں کی آسمانوں پر سفر کرنے والی جماعت تک رسائی مشکل کیا ناممکن ہوتی دکھائی دے رہی ہے۔

تیسری برکت اور ترقی توحید کا قیام ہے

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جُدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

سامعین! خلیفہ کا کام بھی نبی کی افراد کو پاک کرنے اور ان کو جلا بخشنے اور بندوں کو خدا سے قریب کرنا ہے۔ ان کی غرض عام لوگوں کو اچھا انسان اور اچھے انسانوں کو خدا شناس، خدا ترس اور بالآخر خدا نما وجود بنانا ہوتا ہے۔ مومنوں کی تربیت، تزکیہ اور خدا سے اُن کے تعلق کو مضبوط کرنا خلفاء کا مقصود رہا ہے اور وہ جماعت کی روحانی ترقی اور تربیت کے سب ظاہری سامان کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی اپنی شبانہ دُعاؤں سے مدد بھی بہم پہنچاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس برکت کو بیان فرماتے ہیں کہ

”چاہیے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

حضرت مصلح موعودؓ نے اس بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول میں لوگوں کے ممد ہوتے ہیں۔ جیسے کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی .... سہارا لے کر چڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح انبیاء اور خلفاء لوگوں کے لئے .... وہ سونٹے اور سہارے ہیں جن کی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔

(الفضل 11 ستمبر 1937ء۔ بحوالہ خطبات محمود جلد 18 صفحہ 403)

یہ چڑھائی در حقیقت خدا کی طرف ہے اور یہی وحدانیت کا قیام ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''انسان کے اس دنیا میں آنے کا یہی مقصد قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی بعثت کا بہت بڑا مقصد یہی بتایا ہے کہ بندے اور خدا میں ایک زندہ تعلق قائم کیا جائے۔ پس ہر احمدی باقاعدہ نمازیں پڑھنے والا ہو اور ہونا چاہئے اور اس کی نمازیں ایسی نہ ہوں جو سر سے بوجھ اتارنے والی ہوں بلکہ ایک فرض سمجھ کر ادا کی جائیں جس کے بغیر زندگی بے کار ہے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہم جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ پوری دنیا کو احمدیت کی آغوش میں لے آئیں گے تو ہمیں پتہ ہونا چاہیے کہ احمدیت کیا ہے۔ احمدیت اصل میں قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق خدا تعالیٰ جو واحد و یگانہ ہے اس کی حکومت لوگوں کے دلوں پر قائم کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حکومت دلوں میں اس وقت قائم ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہر زمینی و آسمانی چیز سے بالا سمجھا جائے اور اس کی ہستی کو سب چیزوں سے بالا سمجھتے ہوئے حقیقی رنگ میں اس کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق عبادت کی جائے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 9/ مئی 2008ء صفحہ 5)

سنو کہ اب وقتِ توحید اتم ہے
ستم اب مائلِ ملکِ عدم ہے

قیامِ شریعت

سامعین! اب مَیں اِن تین برکتوں کے علاوہ کچھ اور ترقیات یعنی خلافت کی برکتوں کا ذکر کرتا ہوں۔ اُن میں سے ایک قیامِ شریعت ہے۔ خلافت کی برکت سے ایک طاقت جو جماعت کو حاصل ہوتی ہے وہ شریعت کی تعلیم، ترویج اور تنفیذ کا نفاذ ہے۔ نئے لوگ شامل ہوتے ہیں اور جماعت بڑھتی جاتی ہے۔ پُرانوں کی بھی تربیت ہوتی رہتی ہے۔ خلفاء ان سب ضرورتوں کو پیش نظر رکھ کر اپنے رُوح پرور خطبات، خطابات اور تحریرات کے ذریعہ مومنوں کی انفرادی زندگی اور جماعت کے اجتماعی ماحول میں نفاذِ شریعت کے لئے کوشاں رہتے ہیں اور بار بار جماعت کو ان اہم شرعی احکامات کی طرف متوجہ فرماتے رہتے ہیں جن پر عمل

وقت کی ضرورت اور تقاضا ہوتا ہے۔ قرآنی تعلیمات کی اشاعت کے لئے جماعت میں تعلیم القرآن کا اہتمام اور نئے مومنین کے لئے اُن کی زبان میں قرآن کریم کے تراجم کی فراہمی اسی عمل کا حصہ ہیں۔ غرضیکہ علم دین کی ترویج اور رُشد اور ہدایت کی تعلیم خلافت کی ایک اہم برکت ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس برکت کا یوں ذکر فرمایا ہے۔

" خلفاء دین کی تشریح اور وضاحت کرتے ہیں اور مغلق اُمور کو کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں۔"

(الفضل 4 ستمبر 1937ء۔ بحوالہ خطبات محمود جلد 18 صفحہ 367)

اتّحاد و اتفاق

سامعین! تقریر کے آغاز پر حضور ایدہ اللہ کے پیغام میں سے کچھ حصہ میں نے پڑھا تھا اُس میں حضور نے خلافت کی ایک برکت کا ذکر احبابِ جماعت کو ایک لڑی میں پرو کر رکھنا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اِس کو تسبیح کی مثال دے کر سمجھایا ہے کہ جس طرح موتیوں کے بعد ایک بڑا موتی ہوتا ہے جو اپنے ساتھ ملے موتیوں کو جوڑ کر رکھتا ہے اور بکھرنے نہیں دیتا اور پھر ایک سب سے بڑا موتی آتا ہے، جس کے اندر کے سوراخ سے رسی نکال کر گانٹھ دی جاتی ہے وہ بڑا موتی، امام کہلاتا ہے اور چھوٹے موتیوں سے ذرا بڑے موتی عہدیداران ہیں۔ خلیفہ وقت نے عہدیداران کے ذریعہ جماعت کے تمام افراد کو اکٹھا کر رکھا ہے۔ لہٰذا خلیفہ، خلافت کے ذریعہ تمام افراد کو ایک وجود کے گرد جمع رکھتا ہے اور تمام ہدایات اور رہنمائی اُس سے پاتے ہیں۔ یہ مرکزیت پوری جماعت کو ایک محور کے گرد رکھ کر اُسے متحد اور یکجان رکھتی ہے۔ خلیفہ وقت اُنہیں ایک لڑی میں پروئے رکھتا ہے اور اُن کا نگران ہوتا ہے۔ یہ وحدت قومی خلافت کے ذریعہ ہی پیدا ہو سکتی ہے اور اس کے بغیر کوئی ترقی نہیں ہو سکتی۔ یہ حبل اللہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا اس بارے میں ارشاد ہے۔

"تم اس حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو یہ بھی خدا ہی کی رسّی ہے جس نے تمہارے متفرق اجزا کو اکٹھا کر دیا ہے پس اسے مضبوط پکڑے رہو۔"

(بدر قادیان، یکم فروری 1912ء)

خلافت کے ذریعہ باہم اتّحاد و اتفاق اس لئے بھی پیدا ہوتا ہے کہ تمام افراد جماعت خلیفہ وقت سے محبت کے تار میں بندھے ہوئے ہوتے ہیں اور خلیفہ وقت پوری جماعت کا محبوب ہوتا ہے اور محبت کا یہ رشتہ پوری جماعت کو متحد اور یکجان رکھتا ہے۔ جب تک اس میں اتحاد نہ ہو تو کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ اس اتّحاد واتفاق کی جان خلافت ہے۔ دَور اول میں خلافت راشدہ میں جب خلافت کی برکت سے وحدت پیدا ہوئی تو مسلمانوں نے تیزی سے ترقی کی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ چار دانگِ عالم میں پھیل گئے۔ لیکن جب خلافت نہ رہی تو اتفاق بھی جاتا رہا اور ایسا انتشار پیدا ہوا کہ دوبارہ ایک ہاتھ پر جمع نہ ہو سکے۔ اس عدمِ اتفاق نے آج دُنیائے اسلام کی جو عبرت ناک حالت کی ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ پس اتحاد واتفاق خلافت کی ایک بہت عظیم برکت ہے۔ جس سے جماعت مستحکم ہوتی رہتی ہے۔

سامعین! پس یوں کہا جا سکتا ہے کہ حلقۂ خلافت میں نہ آنے والے ایک غول، ایک بِھیڑ، ایک منتشر انبوہ کی مانند ہوتے ہیں۔ جن کا کوئی امام اور راہنما نہیں ہوتا۔ جبکہ اس کے برعکس خلافت کے ماننے والے ایک امام کے تابع فرمان ہو کر زندگی گزارتے ہیں۔ خلیفۂ وقت اُن کی علمی وروحانی ترقی کے لیے اور اُن کے تعلق باللہ میں اضافہ کے لیے آئے روز نئی سے نئی تحریکات جاری کرتا اور پروگرام بناتا ہے۔ اُن میں ایک وقار اور سنجیدگی کی روح پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ ایک نظم وضبط کے تحت زندگی گزارنے کے عادی ہو جاتے ہیں اور وہ ترقی کی ایسی شاہراہ پر گامزن ہوتے ہیں جس سے دنیا اور اہل دنیا کو بے شمار فوائد ملنے شروع ہو جاتے ہیں۔

سایہ محبت

سامعین! خلیفہ وقت بھی افراد جماعت سے محبت کرتے ہیں اور یوں تعلق رکھتے ہیں جیسے ایک باپ کا اپنے بچوں کے ساتھ۔ اس محبت کا بڑا ہی خوبصورت اظہار حضرت مصلح موعودؓ نے یوں فرمایا ہے

”تمہارے لئے ایک شخص تمہارا دَرد رکھنے والا تمہاری محبت رکھنے والا تمہارے دُکھ کو اپنا دُکھ سمجھنے والا تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا تمہارے لئے خدا کے حضور دُعائیں کرنے والا ہے۔ تمہارا اُسے فکر ہے، دَرد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے۔“

(برکات خلافت، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 56)

غرضیکہ خلیفہ کا وجود جماعت کے سر پر ایک گھنے، ٹھنڈے اور آرام دہ سایہ کی طرح ہوتا ہے جس کے تلے تمام افراد سُکھ، چین اور سکون سے زندگی گزارتے ہیں یہ سایہ محبت خلافت کی ایک بڑی برکت ہے۔

قبولیتِ دُعا

سامعین! خلفاء گریہ وزاری کے ساتھ اپنے معتقدین کے لئے شبانہ روز دُعائیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن دُعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشتا ہے جو اُن نتائج کے لئے مطلوب ہوتے ہیں جو خلیفہ وقت کی دُعاؤں میں مطلوب ہوتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ارشاد ہے۔

"اللہ تعالیٰ جس کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اُس کی دُعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اُس کی دُعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اُس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔"

(منصب خلافت، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 47)

قبولیتِ دُعا کی نعمت مزید برکات کا باعث بنتی ہے۔ جماعتی ترقی کی تمام تحریکیں بڑھ چڑھ کر کامیاب ہوتی ہیں اور جماعت کا قدم ترقی کی شاہراہ پر گامزن رہتا ہے۔ مخالفین کی فتنہ انگیزیاں ناکام ونامراد رہتی ہیں اور جماعت مجموعی طور پر محفوظ ومامون رہتی ہے۔ افراد جماعت جب اپنی ذاتی ضرورتوں اور مسائل کے حل کے لئے خلیفہ وقت سے درخواست گزار ہوتے ہیں اور خلفاء اُن کے حق میں دُعا کرتے ہیں تو یہ ساری ضرورتیں پوری ہوتی جاتی ہیں اور سب مسئلے حل ہو جاتے ہیں اور سب افراد شاد گام رہتے ہیں۔

تمام برکتیں خلافت سے ہیں

حضرت مصلح موعودؓ کا یہ فرمان اس بات کو خوب سمیٹتا ہے۔

"اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اُس کی تاثیر کو دُنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافتِ حقّہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دُنیا کو متمتع کرو تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اِس دُنیا میں اُونچا کرے اور اُس جہاں میں بھی اُونچا کرے۔"

(الفضل 30 مئی 1959ء)

خلافت قرب الٰہی اور روحانی ترقیات کا ذریعہ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء علیہم السلام کی متابعت میں خلفائے عظام میں بھی یہ برکت منتقل کر دی جاتی ہے کہ وہ قرب الٰہی کے حصول میں مدو معاون ثابت ہوں۔ ان کے ساتھ مل کر اور ان کی اطاعت میں رہتے ہوئے نیکی اور بھلائی کے کاموں میں قدم آگے بڑھایا جاسکتا ہے۔ ان کی فیض رساں صحبت سے روحانی ترقیات کا حصول ممکن ہے۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ جس کسی نے بھی اخلاص ووفا کے ساتھ خلافت کے دامن کو تھام کر اپنے نفس کو قربان کر دیا، وہ اور اس کی نسلیں خدا تعالیٰ کی محبت اور قرب کو پانے والی بنادی گئیں۔

خلیفہ کی صحبت سے انسان کو روحانی ترقی حاصل ہوتی ہے

کسی نے سچ کہا ہے

صحبتِ صالِح تُرا صالِح کُنَد
صحبتِ طالِح تُرا طالِح کُنَد

یعنی نیک صحبت میں رہنا نیک کر دیتا ہے اور بری صحبت میں بیٹھنا برا بنا دیتا ہے۔ لہٰذا ہماری تمام کامیابیوں، کامرانیوں اور دنیوی و دینی ترقیات کا راز خلیفۂ وقت کے ساتھ غیر مشروط تعلق میں پنہاں ہے کیونکہ خلیفہ وقت ہی وہ بابرکت وجود ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہنمائی اور اُس کے اذن سے جماعت مومنین کی راہنمائی کرتا ہے اور انہیں ہدایت کی راہوں پر گامزن کرنے کے لیے دن رات کوشاں رہتا ہے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یہ فضل اور برکت صحبت میں رہنے سے ملتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہؓ بیٹھے۔ آخر نتیجہ یہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَللّٰہُ اَللّٰہُ فِیْ اَصْحَابِیْ۔ گویا صحابہؓ خدا کا رُوپ ہو گئے۔ یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ اُن کو ملتا اگر دُور ہی بیٹھے رہتے۔ یہ بہت ضروری مسئلہ ہے۔ خدا کا قرب، بندگانِ خدا کا قرب ہے اور خدا تعالیٰ کا ارشاد کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (التوبہ:119) اس پر شاہد ہے۔ یہ ایک سِرّ ہے جس کو تھوڑے ہیں جو سمجھتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 351۔ ایڈیشن 2003ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جو شخص خلافت کے لئے منتخب ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر دوسرا اس منصب کے سزاوار اس وقت ہرگز نہیں ہوتا۔ کیسی آسان بات تھی کہ خدا تعالیٰ جس کو چاہے مصلح مقرر کردے۔ پھر جن لوگوں نے خدا کے ان مامور کردہ منتخب بندوں سے تعلق پیدا کیا انہوں نے دیکھ لیا کہ ان کی پاک صحبت میں ایک پاک تبدیلی اندر ہی اندر شروع ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم کرنے کی آرزو پیدا ہونے لگتی ہے۔“

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ 226)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جس کو خدا اپنی مرضی بتاتا ہے، جس پر خدا اپنے الہام نازل فرماتا ہے، جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنادیا ہے اس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کر کے تم کام کر سکتے ہو۔ اس سے جتنا زیادہ تعلق رکھو گے اُسی قدر تمہارے کاموں میں برکت پیدا ہو گی اور اُس سے جس قدر دُور رہو گے، اُسی قدر تمہارے کاموں میں بے برکتی پیدا ہو گی۔ جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کر سکتی جو درخت سے جدا ہو۔ اسی طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو، وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ یکم نومبر 1946ء۔ خطبات محمود جلد 27 صفحہ 575)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”خلافت کا مقصد حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھرپور توجہ دینا ہے۔ ان حقوق کو منوانا اور قائم کرنا اور مشترکہ کوشش سے ان کی ادائیگی کی کوشش کرنا ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے لیے افراد جماعت میں یہ روح پیدا کرنا ہے۔ ان کو توجہ دلانا ہے کہ دین بہر حال دنیا سے مقدم رہنا چاہیے اور اسی میں تمہاری بقاء ہے اور اس میں تمہاری نسلوں کی بقاء ہے۔ یہ ایک روح پھونکنا بھی خلافت کا کام ہے۔ توحید کے قیام کے لیے بھرپور کوشش کرنا بھی خلافت کا کام ہے۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ 6/ جون 2014ء)

نہ کیوں جان و دل ہو اسی پہ فدا
اسی کے ہے دم سے ہماری بقا

سامعین! خدا تعالیٰ کی یہ عظیم نعمت جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہے۔ آج ہماری تمام ترقیات کی یہ بنیاد ہے۔ یہی وہ راز ہے جس کو ہم نے پایا اور پانا ہے کہ ہمارا ہر ایک میدان میں ترقی کرنا خلافت سے وابستہ ہونے میں ہے۔ جو لوگ خلافت سے دور ہوئے ان کا آج دنیا میں شیرازہ بکھر چکا ہے۔ ان کی ترقی معدوم ہو چکی ہے۔ ان کے نام لیوا دنیا سے ناپید ہو چکے ہیں لیکن اس کے مقابلہ میں خلافت سے چمٹنے والے وجود فلاح پا گئے اور ترقیات کی منزلیں طے کر گئے آج ہم بھی خوش قسمت لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے ان منازل میں حصہ لیا اور لیتے چلے جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں ترقیات کی نئی سے نئی منزلیں طے کرتے چلے جاتے ہیں۔

جب تک کہ خلافت کا یہ فیضان رہے گا
ہر دور میں ممتاز مسلمان رہے گا

عبادت کے بغیر خلافت ترقی نہیں کر سکتی

سامعین! میری تقریر کا دوسرا حصہ اُن شرائط کو بیان کرنا ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آیتِ استخلاف کے معاً بعد اِن الفاظ میں بیان فرمائی ہیں ۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:57) اِس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر ہی اکتفاء کرتے ہیں۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”قرآن کریم میں جہاں مومنوں سے خلافت کے وعدے کا ذکر ہے اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:57) اور تم سب نمازوں کو قائم کرو، زکوٰۃ دو اور اس رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ پس یہ بات ثابت کرتی ہے کہ خلافت کے انعام سے فائدہ اٹھانے کے لئے قیامِ نماز سب سے پہلی شرط ہے۔ پس مَیں جو یہ اس قدر زور دے رہا

ہوں کہ ہر احمدی، مرد، جوان، بچہ، عورت اپنی نمازوں کی طرف توجہ دے تو اس لئے کہ انعام جو آپ کو ملا ہے اس سے زیادہ سے زیادہ آپ فائدہ اٹھا سکیں۔
اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ وعدہ کیا ہے اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق خلافت کا یہ سلسلہ تو ہمیشہ جاری رہنے والا ہے لیکن اس سے فائدہ وہی حاصل کریں گے جو خدا تعالیٰ سے اپنی عبادتوں کی وجہ سے زندہ تعلق جوڑیں گے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 09 / مئی 2008ء صفحہ 6)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کے ساتھ وابستہ رکھے اور وابستگی میں ہی ہماری ساری ترقیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ ترقیات و برکات عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

ممکن نہیں الفاظ میں خوبی سے بیاں ہو
وہ فیض جو دربارِ خلافت سے ملا ہے
شامل ہے مرے خون میں اس در کی محبت
سرمایہ یہ ماں باپ سے ورثے میں ملا ہے



﴿19﴾ ﴿مشاہدات۔176﴾

خلافت احمدیہ سے وابستگی اور استحکام میں مجلس انصاراللہ کا کردار
(عہد انصار اللہ کی روشنی میں)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ؕ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (الاحقاف:16)

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو تاکیدی نصیحت کی کہ اپنے والدین سے احسان کرے۔ اسے اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اٹھائے رکھا اور تکلیف ہی کے ساتھ اُسے جنم دیا۔ اور اُس کے حمل اور دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی کی عمر کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے کہا اے میرے ربّ! مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کر سکوں جو تُو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جن سے تُو راضی ہو اور میرے لئے میری ذرّیّت کی بھی اصلاح کر دے۔ یقیناً میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

سنو! اب وقتِ توحیدِ اتم ہے
ستم اب مائلِ ملکِ عدم ہے
خدا نے روک ظلمت کی اٹھادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

میرے ساتھیو! میری تقریر کا عنوان ہے۔ خلافت احمدیہ سے وابستگی اور استحکام میں مجلس انصاراللہ کا کردار

مجلس انصار اللہ، جماعت احمدیہ کے افراد کی وہ تنظیم ہے جس کا ممبر 40 سال کی عمر سے بنتا ہے۔ پھر تا وفات اس کا ممبر رہتا ہے۔ دیگر ذیلی تنظیموں کی طرح مجلس انصارُ اللہ کا بھی ایک عہد ہے جو ہر اجلاس سے قبل دہرایا جاتا ہے اِس موقع پر ہر ناصر خلافتِ احمدیہ کے ساتھ یہ عہد کرتا ہے کہ

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میں اقرار کرتا ہوں کہ...... نظامِ خلافت کی حفاظت کے لئے ان شاء اللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا نیز میں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ان شاء اللہ تعالیٰ

ذرا دیکھو تو آکے جانشینِ حضرتِ مہدی
خلوصِ دل سے دربارِ خلافت کو چلے آؤ

سامعین! مجلس انصارُ اللہ کے عہد میں خلافت کے حوالے یہ تین باتیں شامل ہیں۔

نمبر 1:۔ مَیں خلافتِ احمدیہ کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہوں گا

نمبر 2:۔ اِس کے استحکام کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار رہوں گا

نمبر 3:۔ اپنی اولاد کو بھی خلافت سے وابستہ رکھوں گا

انصار بھائیو! اگر ہم انصار اللہ کے عہد میں درج اِن الفاظ کا موازنہ دیگر ذیلی تنظیموں کے عہدوں سے کریں تو نمبر تین "اپنی اولاد کو بھی خلافت سے وابستہ رکھوں گا" کا اِس میں اضافہ ہے۔ جس سے انصار اللہ کی اُن ذمہ داریوں کا اندازہ ہوتا ہے جو بانی تنظیم حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ذہن میں تھیں جب آپؓ عہد انصار اللہ تشکیل دے رہے تھے کہ خلافت کی حفاظت، اُس سے وابستگی اور اُس کے استحکام کے لئے نہ ایک ناصر نے خود کوشش کرنی ہے اور اِس کے لئے قربانی دینی ہے بلکہ اپنے اہلِ خانہ، اپنی اولاد اور نسل میں بھی خلافت سے محبت اور عقیدت اور وفا کے قرینے مسلسل پیدا کرتے رہنا ہے اور اِس کی نگرانی بھی کرنی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقع پر جماعت کے بچوں کی تربیتی ذمہ داری بھی انصار اللہ پر

ڈالتے ہوئے انہیں انصار کی اولاد قرار دیا ہے۔اِس ناطے جماعت کے تمام بچوں کی تعلیم و تربیت اور خلافت سے وابستگی انصار کی اوّلین ذمہ داری ہے۔

نہ ہو گا کبھی اپنا اخلاص کم
بڑھے گا اسی سے ہمارا قدم
خلافت کے زیر نگیں ہو جہاں
خلافت سے ملت ہمیشہ جواں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”جماعتی ترقی اور تعلیم و تربیت اور اگلی نسل کو سنبھالنے میں عورت اور مرد خاص طور پر وہ جو چالیس سال سے اوپر کی عمر کے ہیں بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر اپنی اس ذمہ داری کو ہماری عورتیں اور مرد حقیقی رنگ میں محسوس کر لیں اور جو ذمہ داریاں مرد اور عورت پر ہیں ان پر بھرپور طور پر توجہ دیں اور ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی کوشش کریں تو اگلی نسل کے جماعت سے جڑے رہنے اور ان کے اخلاص و وفا میں بڑھتے چلے جانے کی ضمانت مل سکتی ہے......اگر ہم تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اپنی اور اپنے بچوں کی اصلاح کی طرف نظر رکھیں گے، اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو اس نظام کا حصہ بنائے رکھیں گے جو اللہ تعالیٰ نے قائم فرمایا تو ہم بھی اس رحمت اور فضل کے حاصل کرنے والے بن جائیں گے جو خدا تعالیٰ نے جماعت کے لئے مقدر کئے ہوئے ہیں۔ اور ہم بھی اور ہماری نسلیں بھی انشاء اللہ تعالیٰ فتوحات دیکھیں گی۔ اگر ہم میں سے کوئی عمر کے اس حصے میں پہنچا ہوا ہے جہاں بظاہر زندگی کا کچھ حصہ نظر آ رہا ہے، بڑی عمر ہے، ویسے تو کسی کا نہیں پتہ کہ کب قضا آ جائے، لیکن بہر حال بڑی عمر کے لوگوں کو زیادہ فکر ہوتی ہے۔ جو اس میں بھی پہنچا ہوا ہے تو جس طرح بچوں کی دنیاوی بہتری کے لئے بڑی عمر کے لوگوں کو فکر ہوتی ہے، بڑا تردّد ہوتا ہے، اسی طرح اسے دینی حالت کی بہتری اور جماعت سے اپنی نسلوں کو جوڑے رکھنے کے لئے بھی فکر ہونی چاہیے.....انصار اللہ کی عمر چالیس سال سے شروع ہوتی ہے۔ گویا انصاراللہ کی عمر میں انسان اپنی پختگی کی عمر کو پہنچ جاتا ہے اور سوچ میں گہرائی پیدا ہو جاتی

ہے۔ اور جب یہ صورت ہو تو اس عمر میں پھر آخرت کی فکر بھی ہونی چاہئے اور یہی ایک ایسے شخص کا، ایک ایسے مومن کا رویہ ہونا چاہئے جس کو اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو، یقین ہو اور تقویٰ میں ترقی کرنے کے لئے اس کی کوشش ہو تو پھر اس کی یہ سوچ ہونی چاہئے کیونکہ ایک احمدی نے اپنے عہد میں، عہدِ بیعت میں اس بات کا اقرار کیا ہوا ہے کہ اس نے تقویٰ میں ترقی کرنی ہے، تمام اعلیٰ اخلاق اپنانے ہیں، اس لئے اس کو تو عمومی طور پر اور اس پختہ عمر میں خاص طور پر یہ سوچ اپنے اندر بہت زیادہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ انصار اللہ ہیں۔ ایک ایسی عمر ہے جو نَحۡنُ اَنۡصَارُاللّٰہ کا اعلان کرتے ہیں۔ ان کو تو ہر وقت یہ بات اپنے پیشِ نظر رکھنی چاہئے۔"

(خطبہ جمعہ یکم اکتوبر 2010ء)

سامعین! ہم اپنے ماحول میں روزانہ ہی عمارتیں تعمیر ہوتی دیکھتے ہیں۔ اِس کے لئے میٹریل کے استعمال کے لئے مضبوط سے مضبوط اور اچھے سے اچھا میٹریل پر غور کیا جاتا ہے۔ انجنیئرز اور ٹھیکیداروں سے اِس حوالے سے مشورے کئے جاتے ہیں زلزلوں اور سیلاب سے مقابلہ کرنے اور ان کو برداشت کرنے کی سکت پر منصوبہ بندی ہوتی ہے۔ پھر بھی یہ تسلی نہیں دی جا سکتی کہ یہ عمارت ہر قسم کے خطرات اور آفات سے محفوظ ہو گئی ہے۔ لیکن روحانی دنیا میں ایک عمارت ایسی ہے جو اللہ تعالیٰ نے دین کی مضبوطی کے لئے بنائی ہے اور وہ خلافت کی عمارت ہے جو اِس دور میں صرف جماعت احمدیہ کو ملی ہے۔ اِس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اب یہ خلافت تا قیامت تمہارے اندر رہے گی۔ ہاں اس کی حفاظت کرنا، اس کے لئے قربانیاں دینا اب تمہارا کام ہے۔ اِس عمارت کو مضبوط سے مضبوط کرنے کے لئے جس میٹریل کی ضرورت ہے اُس کا ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ نے آیتِ استخلاف کے بعد اگلی آیت میں یوں بیان فرمایا ہے۔

وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ (النور:57)

ترجمہ: اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

درویش! یہ چمن یوں ہی رہے مہکتا
ہم ہوں اس کی خوشبو بسانے کے قابل

سامعین! اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہاں جس روحانی میٹریل کا ذکر فرمایا ہے اُن میں نماز کے قیام کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی اور اطاعتِ رسول کا ذکر ہے۔ اِن میں زکوٰۃ بہت وسیع مفہوم اپنے اندر لئے ہوئے ہے اِس میں ایک مومن جو استعدادیں اور وقت اللہ اور دین کی خاطر خرچ کرتا ہے وہ سب شامل ہیں اور اطاعتِ رسول میں ہر وہ عمل شامل ہے جو ایک مومن اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے نمائندوں کی اقتداء میں کرتا ہے۔ لہٰذا خلافت کی حفاظت اور اِس کے استحکام کے لئے دعائیں کرنا، صدقات دینا، چندوں کی بروقت ادائیگی، نوافل پڑھنا، نمازیں بروقت ادا کرنا، قرآن کریم کی تلاوت روزانہ باقاعدگی سے کرنا اور تسبیح و تحمید اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھنا روز کا معمول بنا کر خلافت کی عمارت کو مضبوط سے مضبوط تر کیا جا سکتا ہے۔ بالخصوص انصار کو اپنا خون پسینہ اِس میں سب سے پہلے شامل کر کے دوسروں کے لئے نمونہ بننا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر ایسا کرو گے اور خلافت کی مضبوطی کے لیے نمازیں پڑھو گے، زکوۃ دو گے تو اللہ تم پر رحم فرمادے گا۔ گویا خلافت کا روحانی انعام اور استحکام اس صورت میں ممکن ہے کہ مجلس انصاراللہ کا ہر ممبر قیام نماز کے لئے سربستہ ہو جائے۔ جس سے روحانی ترقی ہو گی۔ کیونکہ روحانی ترقی کا عظیم الشان انعام خلافت ہی ہے۔ جس کے لئے مجلس ہمیشہ سرگرم۔ عمل۔ ہے۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے انصار اللہ یوکے 2023ء کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

”اس حقیقت کو ہر ناصر کو سمجھنا چاہیے کہ اس نے اپنی عبادت کے معیار کو بڑھانا ہے۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی ہے۔ باجماعت نماز کی طرف توجہ دینی ہے۔ گھروں میں اپنی اولاد کے سامنے اپنی عبادت کے معیار کے نمونے قائم کرنے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال دی ہے کہ قرآن کریم نے حضرت ابراہیم کی یہی خوبی بیان کی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو نماز کی تلقین کرتے رہتے تھے، اور یہی اصل خدمت اور فرض انصار اللہ کا ہے..... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار اپنی جماعت کو اس طرف توجہ دلائی ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: نماز کو باقاعدہ التزام سے

پڑھو۔ بعض لوگ صرف ایک ہی وقت کی نماز پڑھ لیتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ نمازیں معاف نہیں ہوتیں، یہاں تک کہ پیغمبروں تک کو معاف نہیں ہوئیں۔

پس وہ لوگ جو نمازوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں انہیں بہت فکر کی ضرورت ہے۔ اگر نمازوں کی ادائیگی کے ذریعے اپنے نمونے قائم نہیں کریں گے تو اولادیں کس طرح دین پر قائم ہوں گی۔ پھر اگر اولاد بگڑ جاتی ہے تو شکوہ نہیں ہونا چاہیے۔"

(خطاب بر موقع سالانہ اجتماع انصار اللہ یوکے مورخہ 8 اکتوبر 2023ء)

انصار بھائیو! آج بھی خلافتِ احمدیہ ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہم اپنی عبادتوں کو زندہ کریں۔ دعائیں کریں۔ روزے رکھیں اور حضرت خلیفۃ المسیح کی آواز پر لبیک کہیں۔ اطاعت کے نمونے دکھائیں کہ جس کی مثالیں ہماری اولادوں کے لئے قابل تقلید ہوں۔

جب مجلس انصار اللہ نے اپنی 75 سالہ جوبلی منائی تو خلیفہ وقت نے اس موقع پر بھی انصار کو اپنے معیارِ عبادت اور اپنے معیارِ قربانی بڑھانے کی طرف توجہ دلائی۔ اگر ہم اپنی عبادتوں کو قائم کرتے ہیں۔ اس مقصد کو حاصل کررہے ہیں جو مقصدِ پیدائش ہے تو پھر ہم خلافت کے دست وبازو بنیں گے۔ اگر اس مقصد سے دور ہورہے ہیں تو پھر کھوکھلے نعرے ہیں جس کی کوئی قیمت نہیں۔

جو مانگو گے ملے گا سایہ تخت خلافت میں
دعاؤں کی فلک سے استجابت کو چلے آؤ

انصار بھائیو! حضرت سر چوہدری محمد ظفر اللہ خانؓ سے کسی نوجوان نے پوچھا کہ یورپ میں رہ کر فجر کی نماز پڑھنا بڑا مشکل ہے۔ چوہدری صاحب فرماتے ہیں۔ مجھے اپنی مثال دیتے ہوئے شرم آتی ہے لیکن مَیں کہتا ہوں کہ میرا زیادہ حصہ زندگی کا یورپ میں گزرا ہے۔ فجر کی نماز تو درکنار میری تہجد بھی کبھی قضا نہیں ہوئی۔ یہ ہے مجلس انصاراللہ کے ایک ممبر کا نمونہ جو اپنی زندگی میں تہجد بھی نہیں چھوڑتا۔ کاش! ہم سب بھی ایسے نمونے زندہ کرتے رہیں۔ پس خلافت کے استحکام میں مجلس انصاراللہ کا یہ بہت بڑا کام ہے کہ اپنے

ہر ممبر کو پانچوں نمازوں کا عادی بنائے۔ پھر ہم اپنی اولاد کو بھی خلافت کے ساتھ وابستہ رکھیں۔ اس کے لئے دعائیں اور عملی نمونہ بہت ضروری ہے۔

انصار بھائیو! ابھی مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی کے نماز اور تہجد کی ادائیگی کا واقعہ سنایا جنہوں نے خلافت کی حفاظت اور استحکام کے لئے ایک مضبوط میٹریل مہیا کیا۔ آیئے! ایک اور بزرگ کا واقعہ سنیں اور خلافت کی دیوار کو مضبوط کرنے کا عزم کریں۔ حضرت مرزا عبدالحق مرحوم کا واقعہ آتا ہے کہ جب شملہ میں ان کی ملاقات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ہوئی تو حضور نے ان کو نصیحت فرمائی کہ وکالت پیشہ کے دوران سچائی سے کام لینا ہے۔ کبھی سچائی کو نہیں چھوڑنا۔ کیونکہ وکالت پیشہ کے دوران جھوٹ پر سہارا لیا جاتا ہے مرزا صاحب نے ایک مجلس میں بیان فرمایا کہ حضور کی یہ نصیحت مَیں نے اپنے پلے باندھی رکھی اور ساری عمر اس پر عمل کیا۔ اس سے مجھے ترقی ہی ترقی ملی۔ پھر آپ نے اپنا ظاہری لباس اور چہرہ بھی حضور کی تلقید میں کئے رکھا۔ ہمیشہ شلوار قمیص، اچکن اور سر پر عمامہ یعنی پگڑی پہنتے اور چہرے پر داڑھی رکھی۔ یہ سب کچھ اصل میں مجلس انصاراللہ کے ممبر کی خلافت کے ساتھ وابستگی اور عہد کو نبھانے کا نتیجہ تھا۔

انصار بھائیو! ہم اِس بات کے گواہ ہیں کہ انصار اللہ نے اپنے اِس عہد پر اپنی پوری بساط سے قدم مارے اور جماعت پر ذرا بھر قدغن نہیں آنے دی۔ 1934ء کا زمانہ ہو جس میں احرار نے قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کا دعویٰ کیا یا 1953ء کا زمانہ ہو جس میں حکومت پاکستان کے مولویوں نے جماعت کو تکالیف پہنچانے کے سامان پیدا کیے۔ پھر 1974ء کا وقت جس میں حکومت وقت کے قانون سازی کے ذریعہ اپنے زعم میں ایک مسئلہ حل کیا۔ یا 1984ء کا زمانہ ہو جس میں سربراہ حکومت نے براہ راست خلافت سے ٹکر لی۔ ان تمام مشکل اور کٹھن ادوار میں انصار نے اپنی جانیں، اموال اور وقت کو خدا کے لئے قربان کر دیا۔ ہر دور میں مجلس انصاراللہ نے نہ صرف خود بلکہ اپنی اولادوں کو بھی خلافت سے وابستہ رکھا۔

الٰہی ہمیں تو فراست عطا کر
خلافت سے گہری محبت عطا کر
ہمیں دکھ نہ دے کوئی لغزش ہماری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

خلافت احمدیہ آج دنیا میں ایک ایسا چمکتا ہوا ہیرا ہے۔ جس کی قیمت کا اندازہ شاید اس کو ماننے والے بھی نہ لگا سکتے ہوں۔ یہ وعدہ آج دنیا میں صرف خدا تعالیٰ نے احمدیت کے ساتھ کیا ہے کہ ان میں تا قیامت خلافت رہے گی۔ اس وعدہ کی تکمیل کے لئے اور خلافت کے استحکام کے لئے سب سے اہم کام مجلس انصاراللہ کے ذمہ اپنی اولاد کو بھی خلافت کے ساتھ وابستہ رکھنا ہے۔ ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم اپنی اولاد کو بھی خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کریں گے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم خلافت کی اطاعت و فرمانبرداری کے اعلیٰ نمونے دکھائیں۔ تا ہمارے نمونے دیکھ کر ہماری اولادیں خلافت کے ساتھ وابستہ رہیں۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ جو حکم رسول سنتے ہی بیٹھ گئے اور یہ نہیں سوچا کہ یہ حکم میرے لئے نہیں ہے۔ بلکہ تعمیل ارشاد پر فوراً لبیک کہا۔ یہ ہے انصاراللہ کا نمونہ کہ خلافت کی آواز پر فوراً تعمیل کرنی ہے۔ پھر اِس دور میں حضرت مسیح پاکؑ کے دیوانے ناصر میاں کریم بخش صاحب نے حکم سنا بیٹھ جاؤ۔ فوراً راستے میں ہی بیٹھ گئے۔ یہ نہ سوچا کہ یہ حکم تو صرف مسجد مبارک قادیان کے اندر والوں کے لئے ہے۔ اطاعت فوری اپنا فرض سمجھا۔

پیارے انصار بھائیو! پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے سالانہ اجتماع انصار اللہ یوکے 2023ء کے موقع پر انصار اللہ سے اپنے خطاب میں فرمایا۔

”انصار کو چاہیے کہ دنیا کو نہیں بلکہ دین کو ترجیح بنا دیں۔ گذشتہ ہفتہ میں نے خدام سے عہد لیا تھا۔ خدام الاحمدیہ کے ذمہ اوّل تو خدمت خلق کا کام دیا گیا تھا لیکن بعد میں ان سے تبلیغ اسلام کی خدمت بھی لی گئی لیکن اصل میں تو یہ کام انصار اللہ کا بھی ہے اس لیے یہ عہد اب مَیں دوبارہ لوں گا۔ ہر موقع پر یہ عہد دہرایا جائے۔

اَشۡهَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ

ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لیے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضے کی تکمیل کے لیے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اُس کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔ ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لیے آخر دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے۔ اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے آخر دم تک مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ اے خدا! تُو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ ہمیں یہ عہد بھی پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین"۔

(خطاب بر موقع سالانہ اجتماع انصار اللہ یوکے مورخہ 8 اکتوبر 2023ء)

رہیں گے خلافت سے وابستہ ہم
جماعت کا قائم ہے اس سے بھرم
نہ ہو گا کبھی اپنا اخلاص کم
بڑھے گا اسی سے ہمارا قدم



﴿20﴾ ﴿مشاہدات۔ 371﴾

(رخصت ہوتے رمضان کا ایک سبق)
خلافت سے وابستگی۔ اصلاحِ نفس کا ذریعہ ہے

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:57-56)

حدیث: عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ

(جامع ترمذی کتاب العلم)

ترجمہ: تم پر میری اور میرے خلفاء کی پیروی لازم ہے جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت دی جائے گی اور جس کی روشنی میں وہ مومنوں کی راہنمائی کریں گے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

میرے آج کے درس کا عنوان ہے "(رخصت ہوتے رمضان کا ایک سبق) خلافت سے وابستگی۔ اصلاحِ نفس کا ذریعہ ہے"

رہیں گے خلافت سے وابستہ ہم
جماعت کا قائم ہے اس سے بھرم

نہ ہو گا کبھی اپنا اخلاص کم
بڑھے گا اسی سے ہمارا قدم

ابھی ہم رمضان کے بابرکت مہینہ سے گزر کر آخری حصہ میں الوداع کرنے کو کھڑے ہیں۔ جس کے دو بڑے سبق تھے یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی اور یہی دو بڑے سبق ہمیں سورۃ النور کی مندرجہ بالا آیات 56-57 میں نظر آتے ہیں۔ ان میں سے پہلی آیت استخلاف کہلاتی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے

”تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔“

اِس آیت استخلاف کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہی امور کا ذکر فرمایا جو رمضان کے مقاصد کا لُبِّ لباب ہے یعنی نماز کا قیام (حقوق اللہ)، زکوٰۃ کی ادائیگی (حقوق العباد) اور رسول کی اطاعت جو دونوں حقوق پر مشتمل ہے اور اِن تینوں امور کا تعلق جہاں خلافت سے جوڑا گیا ہے وہاں اصلاحِ نفس کے ساتھ بھی اس کا گہرا تعلق بنتا ہے۔ کہتے ہیں کہ رمضان کے مہینے میں ایک کمزور اور نحیف بزرگ کہیں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ قریب سے دو منچلے شرارتی نوجوان گزرے اور بزرگ پر ٹانٹ کی کہ بزرگو! روزہ نہیں رکھا؟ بزرگ نے بہت مستقل مزاجی سے جواب دیا کہ بچو! میرا روزہ ہے۔ نوجوانوں نے کہا کہ بزرگو! ایک طرف اپنی عمر دیکھیں۔ دوسری طرف روزہ بھی نہیں رکھا اور جھوٹ بھی بولتے ہیں۔ بزرگ نے نہایت پیار سے اُن کو جواب دیا کہ بچو! مَیں نے صبح سے کسی غیر اخلاقی سوچ کو اپنے قریب بھی نہیں آنے دیا۔ جھوٹ مَیں نے نہیں بولا، بد نظری مَیں نے نہیں کی، غیبت اور چغلی مَیں نے نہ کی اور کسی سے سُنی، کسی بُرائی کو اپنے قریب نہیں آنے دیا۔ اِس لیے میری زبان بھی روزے سے ہے، میرے کان بھی، میری آنکھیں بھی الغرض میرے تمام اعضاء روزے سے ہیں اور بدیوں سے رُکے ہوئے ہیں۔ اِس لیے مَیں نے آپ کے

سوال کے جواب میں کہا کہ مَیں روزے سے ہوں۔ میرا معدہ کمزوری کی وجہ سے بھوک برداشت نہیں کر سکتا اِس لیے مَیں تھوڑا سا کھانا کھالیتا ہوں۔ تو رمضان جو ہمیں یہ اخلاقیات کا سبق دیتا ہوا ہم سے وقتی طور پر رخصت ہو رہا ہے اور یہ کہہ کر رخصت ہو رہا ہے کہ اے مومنو! مَیں دوبارہ کچھ عرصہ کے بعد تمہارا جائزہ لینے کے لیے واپس آرہا ہوں اِس لیے رمضان میں اپنائی گئی نیکیوں کو اپنے سینوں سے لگا کر رکھنا۔ یہ اصلاح نفس کا ذریعہ ہے اور دوسری طرف ہم خلافت سے وابستگی، اُس کے ساتھ دِلی لگاؤ اور اُس سے مضبوط تعلق کی بات بھی کر رہے ہیں۔ جہاں سے ہمیں ہر جمعہ کو خلیفۃ المسیح کے خطبہ جمعہ کے ذریعہ نصائح کا ایک پیکیج اصلاح نفس کے لیے ملتا ہے اور یہ جمعہ ہمیں یہ پیغام دے کر ہم سے رخصت ہوتا ہے کے اے مومنو! مَیں ایک ہفتہ کے بعد تمہارا محاسبہ نفس کرنے واپس آرہا ہوں اس لیے خلافت کے پلیٹ فارم سے جو باتیں آپ نے اپنے اصلاح نفس کے لیے سُنی ہیں انہیں حرزِ جان بناؤ، اپنے سینے سے لگاؤ اور اِن پر عمل کرنے کی نہ صرف خود کوشش کرو بلکہ اپنے عزیز و اقارب، عزیز دوستوں اور حلقہ احباب و خواتین کو بھی بتاؤ۔ یہ وہی روحانی تجارت ہے جس کا ذکر اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے سورہ الجمعہ میں فرمایا ہے۔

اصلاح نفس کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ اگر آپ اللہ تبارک و تعالیٰ کی کسی نعمت سے فیض یاب ہوئے ہیں یا ہو رہے ہیں تو آپ اپنے ماحول میں بسنے والے اپنے دوست احباب کو اِس سے محروم نہ رکھیں بلکہ انہیں بھی اِس میٹھے لذیذ پانی سے فیض یاب کریں۔ اگر آپ روحانی پانی سے غسل کر چکے ہیں تو اپنے ساتھیوں کو اسی پانی سے غسل کروائیں تا معاشرہ میں بسنے والا ہر احمدی خلافت کے پلیٹ فارم سے جاری ہونے والی باتیں سُن کر اپنی اصلاح کر سکے۔ جناب عبید اللہ علیم نے اپنے ایک شعر میں اِس مضمون کو یوں ادا فرمایا ہے۔

لطف یہ ہے کہ آدمی عام کرے بہار کو
موج ہوائے رنگ میں آپ نہا لیا تو کیا؟

جناب شاعر نے خلافت کو بہار سے تشبیہ دے کر کیا ہی پیارا مضمون اُجاگر کیا ہے کیونکہ ہم مادی موسمِ بہار جو چند ہفتوں کی ہوتا ہے میں دیکھتے ہیں کہ ہر طرف رنگا رنگ خوشبو دار پھول نظر آتے ہیں جو ہواؤں کو چھُو کر اُسے معطر کر رہے ہوتے ہیں۔ بہار ختم ہونے پر موسم میں وہی تیزی، خنکی اور ہیجان دِکھنے کو ملتا

ہے۔ اِس کے مقابل پر جس بہار کسے خاکسار آپ کو وابستہ ہو کر اصلاحِ احوال کی طرف توجہ دلانے جا رہا ہے وہ خلافت کی ایسی دلربا دائمی بہار ہے جس پر کبھی خزاں نہیں آتی۔ اس میں ہر طرف قسما قسم کے لا تعداد رنگ برنگے روحانی پھول کھلے نظروں کو گھیرا کر رہے ہوتے ہیں۔ اِن میں ایک پھول جو اصلاح نفس کے کام آتا ہے وہ نماز کی بروقت ادائیگی ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ (العنکبوت:46) یقیناً نماز بے حیائی اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے۔ پھر اِس باغ میں ایک پھول تلاوتِ قرآن کا ہے۔ اگر ہم خلیفۃ المسیح کی اقتداء میں نماز ادا کریں تو کس قدر سوز و گداز اور درد کے ساتھ تلاوت سننے کو ملتی ہے جو ہمارے اندرونے کو دھو کر پاک وصاف کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ذریعہ اصلاحِ نفس کے مضمون کو متعدد مقامات پر بیان فرمایا ہے۔ اوّل تو اِس کی تلاوت سے قبل تعوّذ پڑھنا اپنی ذات میں دھتکارے ہوئے شیطان سے پناہ مانگ کر اپنی اصلاحِ احوال کرنے کا موقع ملتا ہے۔ سورت بنی اسرائیل آیت 79 میں قرآن کی تلاوت ایک قاری کے متعلق گواہی دے گی کہ یہ نہایا اور دھُلا ہوا انسان ہے۔ یہ وہی مضمون ہے جو حال ہی میں گزرنے والے دن ہیں جن میں ہم نے یہ قولِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سنا کہ روزے اور قرآن گواہی دیں گے۔ قرآن کہے گا یہ شخص رات کو میری تلاوت کرتا رہا اور جاگتا رہا۔ اے اللہ! مَیں اِس کی سفارش کرتا ہوں کہ اِس مومن کو بخش دے۔ ایک آیت کریمہ میں تلاوتِ قرآن کریم کے ذریعہ حقیقی مسلمان بننے کا بھی ذکر ہے۔

(دیکھیں النمل:93-92)

خلیفۃ المسیح کی مبارک محفل میں موجودگی خلافت سے وابستگی کو بڑھاتی ہے کہ اُن کی صحبت ملتی ہے۔ اُن کی محبت بھری ایک نگاہ بسا اوقات انسان کے اندر کے دریچوں کو وا کر جاتی ہے اور بسا اوقات ایک مومن کی خلیفۃ المسیح پر ایک نظر مومن کی کایا پلٹ دیتی ہے کیونکہ اللہ کے روحانی بندوں سے بعض ایسی شعائیں نکل رہی ہوتی ہیں جو بعض اوقات نظر تو نہیں آتیں لیکن وہ متبعین کے دلوں میں کھُب کر اصلاح نفس کا کام کر جاتی ہیں۔ صحبتِ صالحین کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح سے وابستہ رہ کر جہاں تک اصلاح نفس کا تعلق ہے اُس میں آج کل دور دراز کے علاقوں میں بیٹھے احمدی احباب و خواتین اور نوجوان و بچے ایم ٹی اے کے ذریعہ صحبتِ خلیفہ حاصل کر سکتے ہیں۔ بالخصوص جمعہ کے روز خلیفۃ المسیح کا متعدد بار حاضرین کو السلام علیکم و

رحمۃ اللہ کہہ کر سلامتی اور رحمتِ الٰہی کی دُعا دینا اپنی ذات میں ہی اصلاح نفس کا ذریعہ ہے۔ آج کے دور میں اللہ کے نمائندے کا مومنین پر سلامتی کی دُعا بھیجنا اصلاح احوال سے کم نہیں۔

جہاں تک خلیفۃ المسیح کے ساتھ اپنے جسمانی وروحانی تعلق کو جوڑنے کا تعلق ہے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ (جامع ترمذی کتاب العلم)

کہ تم پر میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنا ضروری ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال حکمت سے ایک ہی چھوٹے سے جملہ میں اصلاح نفس کے لیے تین شخصیات کا ذکر فرمایا۔ نمبر 1 پر اپنی سنت کی پیروی۔ دوسرے نمبر پر خلفائے راشدین کی سنت اور تیسرے نمبر پر مہدیین کے الفاظ کے استعمال سے حضرت مہدی علیہ السلام کے ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت کو پکڑنے کی تلقین فرمائی اور ساتھ ہی ارشاد فرمادیا کہ یہ خلافت، خلافتِ راشدہ کا ہی حصہ ہو گی۔ اس لیے ہم پر لازم ہے کہ ہمیں اپنی اصلاح کے لیے خلافت کی پیروی اور اس کے احکامات کی پابندی ضروری ہے۔ اس مضمون کو یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ خلافت سے مضبوط تعلق ووابستگی اور اصلاحِ نفس لازم وملزوم ہے کیونکہ خلافت سے تعلق ہو گا تو اُس کی پیروی سے اصلاح نفس ہو گی اور جوں جوں اصلاح نفس ہوتا جائے گا توں توں خلافت سے تعلق، لگاؤ اور وابستگی بھی گہری ہوتی جائے گی۔ بصورت دیگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً (مسلم کتاب الامّارہ) اُس پر پورا اتریں گے کہ وہ جہالت کی موت مرا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”صحبت میں بڑی تاثیر ہے۔ جو شخص نیک صحبت میں جاتا ہے خواہ وہ مخالفت کے ہی رنگ میں ہو لیکن وہ صحبت اپنا اثر کئے بغیر نہ رہے گی۔ اور ایک نہ ایک دن وہ اس مخالفت سے باز آجائے گا۔“

(ملفوظات جلد ششم صفحہ 247)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”صحبت میں بڑا اشرف ہے۔ اس کی تاثیر کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچا ہی دیتی ہے۔ کسی کے پاس اگر خوشبو ہو تو پاس والے کو بھی پہنچ ہی جاتی ہے۔ اسی طرح پر صادقوں کی صحبت ایک روح صدق کی نفخ کر دیتی ہے۔ میں سچ

کہتا ہوں کہ گہری صحبت نبی اور صاحب نبی کو ایک کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو قرآن شریف میں کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (التوبۃ: 119) فرمایا ہے۔ اور اسلام کی خوبیوں میں سے یہ ایک بے نظیر خوبی ہے کہ ہر زمانے میں ایسے صادق موجود رہتے ہیں۔"

(الحکم جلد 10 نمبر 3 مورخہ 24 جنوری 1906ء صفحہ 5)

آج ہم جماعت احمدیہ کا جائزہ، اسلام کے دیگر فرقوں اور مسلمانوں سے لیں تو وہ اپنے اندر خلافت نہ ہونے کی وجہ سے انتشار و افتراق کا شکار ہیں۔ نہ وہ جماعت کہلانے کے قابل ہیں۔ آئے روز قتل و غارت، فساد اور خون کی ہولی کھیل رہے ہیں۔ اپنے خدا کے مقابل پر آکر کبھی خدا کے گھروں کو مسمار کرنے نکل دوڑتے ہیں اور کبھی قبریں جن کی حُرمت مسلّمہ ہے کو نقصان پہنچاتے نظر آتے ہیں۔ جبکہ دوسری جانب ہم احمدی خلافت کی ڈھال کے پیچھے اپنے آپ کو محفوظ پاتے ہیں۔ ہم ایک مضبوط قلعہ میں محفوظ ہیں۔ ہمارے اندر کوئی فساد نہیں، کوئی جھگڑا نہیں، کوئی لڑائی نہیں، کوئی کسی کو گالی نہیں، گالیاں سُن کر دُعا دینے والے وجود خلافت سے اپنے تعلق کی وجہ سے اپنے نفوس کی اصلاح کر چکے ہیں اور جماعت مِن حَیْثُ الجماعت ساری دنیا میں ترقی کر رہی ہے اور فتوحات سمیٹتی نظر آتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَماعَة (ترمذی کتاب الفتن) کے تحت تائیداتِ الٰہیہ کو گلے لگا کر ایک جماعت بنے بیٹھے ہیں۔ اِن الفاظ کے تحت مخالفین اور دشمنانِ احمدیت کی طرف سے مخالفت کو مول لے رہے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنْ رَأَیْتَ یَوْمَئِذٍ خَلِیْفَةَ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ فَالْزِمْہُ وَاِنْ نُھِكَ جِسْمُكَ وَاُخِذَ مَالُكَ یعنی اگر تو اللہ کے خلیفہ کو زمین میں دیکھ لے تو اسے مضبوطی سے پکڑ لینا اگرچہ تیرا جسم نوچ دیا جائے اور تیرا مال چھین لیا جاوے۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث 22916)

یعنی اِس وابستگی سے ایسی اصلاحِ نفس ہو جائے گی کہ مخالفت برداشت کر کے صحابہؓ رسولؐ سے جاملیں گے۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

وہی مَے ان کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اس اہم اور دلچسپ مضمون کو ہم اپنی نوجوان نسل کے لیے یوں بھی بیان کر سکتے ہیں کہ ہمارے نوجوان بھائیوں کو اکثر پہاڑوں پر سیر پر جانے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ آپ نے کبھی کسی نوجوان کو کھونٹی یا سونٹی کے بغیر پہاڑوں اور ٹیلوں کو عبور کرتے نہیں دیکھا بلکہ پہاڑوں کی چوٹیوں کو سر کرنے کے لیے بڑے مضبوط رسّے اور میخ استعمال کیے جاتے ہیں تا کہ وہ خود محفوظ رہیں۔ اِسی طرح روحانی بلندیوں اور رفعتوں تک پہنچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے خلافت کی رسّی اور سونٹی عطا کر رکھی ہے جس کے سہارے، جس کو مضبوطی سے پکڑنے سے ہم اللہ تعالیٰ تک کا سفر اختیار کر سکتے ہیں اور کر بھی رہے ہیں۔ جو مضمون خاکسار اوپر بیان کر آیا ہے اُس کی تائید میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ حوالہ غور طلب ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یاد رکھو! اصلاح کا لفظ وہاں آتا ہے جہاں فساد کا بالکل نام و نشان نہ رہے۔ انسان کبھی صالح نہیں کہلا سکتا جب تک وہ عقائد ردّیہ اور فاسدہ سے خالی نہ ہو اور پھر اعمال بھی فساد سے خالی ہوں“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 119 ایڈیشن 1988ء)

گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ صحتمند جسم کے لیے صالح خون اور اعضاء کا صالح ہونا بھی ضروری ہے اور اگر جسم صالح نہ ہو تو بیماری میں مٹھاس بھی کڑوی لگتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”اسی طرح جب تک انسان صالح نہیں بنتا اور ہر قسم کی بدیوں سے نہیں بچتا اور خراب مادے نہیں نکلتے اس وقت تک عبادت کڑوی معلوم ہوتی ہے۔ نماز پڑھتا ہے لیکن اسے کوئی لذّت اور سَرُور نہیں آتا ......عبادت میں مزا اُسی وقت آتا ہے جب گندے مواد اندر سے نکل جاتے ہیں۔ پھر اُنس اور ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے۔ اصلاحِ انسانی اس درجہ سے شروع ہوتی ہے۔“ (الحکم جلد 9 نمبر 17۔ 17 مئی 1905ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ایک بہت بڑی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت سے وفا اور اخلاص کا تعلق رکھتی ہے۔ لیکن یاد رکھیں یہ ریزولیوشنز، یہ خط، یہ وفاؤں کے دعوے تب سچے سمجھے جائیں گے.... جب آپ ان دعووں کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں۔ نہ کہ وقتی جوش کے تحت نعرہ لگالیا اور جب مستقل قربانیوں کا وقت آئے... جب نفس کی قربانی دینی پڑے تو سامنے سو سو مسائل کے پہاڑ کھڑے ہو جائیں۔ پس اگر یہ دعویٰ کیا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی خاطر خلافت سے محبت ہے تو پھر نظام جماعت جو نظام خلافت کا حصہ ہے اس کی بھی پوری اطاعت کریں۔ خلیفہء وقت کی طرف سے تقویٰ پر قائم رہنے کی جو تلقین کی جاتی ہے اور یقیناً یہ خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ہی ہے، اس پر عمل کریں..... پھر تمہاری کامیابیاں ہیں۔ ورنہ پھر کھوکھلے دعوے ہیں کہ ہم یہ کر دیں گے اور ہم وہ کر دیں گے۔ ہم آگے بھی لڑیں گے، ہم پیچھے بھی لڑیں گے۔"

(خطبہ جمعہ یکم جولائی 2005ء)

(کمپوزڈ بائی: عائشہ منصور چوہدری۔ جرمنی)



﴿21﴾ ﴿مشاہدات۔300﴾

میں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۖ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ (الاحقاف:16)

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو تاکیدی نصیحت کی کہ اپنے والدین سے احسان کرے۔ اسے اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اٹھائے رکھا اور تکلیف ہی کے ساتھ اُسے جنم دیا اور اُس کے حمل اور دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی کی عمر کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے کہا اے میرے ربّ! مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری اُس نعمت کا شکریہ ادا کر سکوں جو تُو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جن سے تُو راضی ہو اور میرے لئے میری ذرّیّت کی بھی اصلاح کر دے۔ یقیناً میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

نہ ہو گا کبھی اپنا اخلاص کم
بڑھے گا اسی سے ہمارا قدم
خلافت کے زیر نگیں ہو جہاں
خلافت سے ملت ہمیشہ جواں

میرے ساتھیو! مجھے آج اپنی گزارشات میں انصار اللہ کے عہد کے ایک حصے پر روشنی ڈالنی ہے اور وہ الفاظ یہ ہیں کہ میں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔

مجلس انصار اللہ، جماعت احمدیہ کے افراد کی وہ تنظیم ہے جس کا ممبر 40 سال کی عمر سے بنتا ہے۔ پھر اپنی وفات تک اس کا ممبر رہتا ہے۔ دیگر ذیلی تنظیموں کی طرح مجلس انصارُ اللہ کا بھی ایک عہد ہے جو ہر اجلاس سے قبل دہرایا جاتا ہے جو یہ ہے کہ

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

”میں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے ان شاء اللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز میں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔“ ان شاء اللہ تعالیٰ

سامعین! مجلس انصارُ اللہ کے اِس عہد میں خلافت کے حوالے یہ تین باتیں شامل ہیں۔

نمبر 1:۔ مَیں خلافتِ احمدیہ کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہوں گا

نمبر 2:۔ اِس کے استحکام کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار رہوں گا

نمبر 3:۔ اپنی اولاد کو بھی خلافت سے وابستہ رکھوں گا

انصار بھائیو! اِس وقت مجھے اِن امور میں سے تیسرے حصہ یعنی مَیں اپنی اولاد کو بھی خلافت سے وابستہ رکھوں گا پر اپنے انصار بھائیوں کے سامنے کچھ عرض کرنی ہے۔ اگر ہم انصار اللہ کے عہد کا دیگر ذیلی تنظیموں کے عہدوں سے موازنہ کریں تو اِس نمبر تین ”اپنی اولاد کو بھی خلافت سے وابستہ رکھوں گا“ کا انصار اللہ کے عہد میں اضافہ ہے۔ اولاد کو خلافت سے وابستہ کرنے کا کسی اور ذیلی تنظیم کے عہد میں ذکر نہیں ملتا۔ جس سے انصار اللہ کی اُن ذمہ داریوں کا اندازہ ہوتا ہے جو بانی تنظیم حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ذہن میں تھیں جب آپؓ عہد انصار اللہ تشکیل دے رہے تھے کہ خلافت کی حفاظت، اُس سے وابستگی اور اُس کے استحکام کے لئے نہ ایک ناصر نے خود کوشش کرنی ہے اور اِس کے لئے قربانی دینی ہے بلکہ اپنے اہلِ خانہ، اپنی اولاد، نسل اور جماعت کے بچوں میں بھی خلافت سے محبت اور عقیدت اور وفا کے قرینے مسلسل پیدا کرنا، انہیں سکھلانا اور اِس کی نگرانی بھی کرنی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقع

پر جماعت کے بچوں کی تربیتی ذمہ داری بھی انصار اللہ پر ڈالتے ہوئے انہیں انصار کی اولاد قرار دیا ہے۔ اِس ناطے جماعت کے تمام بچوں کی تعلیم وتربیت اور خلافت سے وابستگی انصار کی اوّلین ذمہ داری ہے۔

انصار بھائیو! اپنی گزارشات میں آگے بڑھنے سے قبل مَیں عہد انصار اللہ اور تقریر کے آغاز پر تلاوت کی گئی آیتِ کریمہ کی مناسبت سے یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اِس آیت میں انسان کے چالیس سال کی عمر میں پہنچنے پر اِس کی ذمہ داریوں کا ذکر ہے جن میں ایک یہ ہے کہ وہ دعا کرے وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ کہ مَیں ایسے نیک اعمال بجالاؤں جن سے تُو راضی ہو اور میرے لئے میری ذرّیّت کی بھی اصلاح کر دے۔ اور اس کے مقابل پر جب ہم عہد انصار کو دیکھتے ہیں جو چالیس سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد لیا جاتا ہے اُس کے الفاظ یہ ہیں کہ مَیں اپنی اولاد کو بھی خلافت سے وابستہ رکھوں گا۔ ہر دو جگہ اولاد کے حق میں اُن کی تعلیم وتربیت کرنے کے ذکر کے ساتھ خود بھی اور اولاد کو بھی خلافت سے وابستہ رکھنا اور اِس کے لئے دعائیں کرنا چالیس سال سے اوپر انصار بھائیوں کا فریضہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جماعتی ترقی اور تعلیم وتربیت اور اگلی نسل کو سنبھالنے میں عورت اور مرد خاص طور پر وہ جو چالیس سال سے اوپر کی عمر کے ہیں بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر اپنی اس ذمہ داری کو ہماری عورتیں اور مرد حقیقی رنگ میں محسوس کر لیں اور جو ذمہ داریاں مرد اور عورت پر ہیں ان پر بھرپور طور پر توجہ دیں اور ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی کوشش کریں تو اگلی نسل کے جماعت سے جڑے رہنے اور ان کے اخلاص ووفا میں بڑھتے چلے جانے کی ضمانت مل سکتی ہے...... اگر ہم تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اپنی اور اپنے بچوں کی اصلاح کی طرف نظر رکھیں گے، اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو اس نظام کا حصہ بنائے رکھیں گے جو اللہ تعالیٰ نے قائم فرمایا تو ہم بھی اس رحمت اور فضل کے حاصل کرنے والے بن جائیں گے جو خدا تعالیٰ نے جماعت کے لئے مقدر کئے ہوئے ہیں اور ہم بھی اور ہماری نسلیں بھی انشاء اللہ تعالیٰ فتوحات دیکھیں گی۔ اگر ہم میں سے کوئی عمر کے اس حصے میں پہنچا ہوا ہے جہاں بظاہر زندگی کا کچھ حصہ نظر آرہا ہے، بڑی عمر ہے، ویسے تو کسی کا نہیں پتہ کہ کب قضا آجائے، لیکن بہر حال بڑی عمر کے لوگوں کو زیادہ فکر ہوتی ہے۔ جو اس میں بھی پہنچا ہوا ہے تو جس طرح بچوں کی دنیاوی بہتری کے لئے بڑی

عمر کے لوگوں کو فکر ہوتی ہے، بڑا تردّد ہوتا ہے، اسی طرح اسے دینی حالت کی بہتری اور جماعت سے اپنی نسلوں کو جوڑے رکھنے کے لئے بھی فکر ہونی چاہیے ..... انصار اللہ کی عمر چالیس سال سے شروع ہوتی ہے۔ گویا انصار اللہ کی عمر میں انسان اپنی پختگی کی عمر کو پہنچ جاتا ہے اور سوچ میں گہرائی پیدا ہو جاتی ہے اور جب یہ صورت ہو تو اس عمر میں پھر آخرت کی فکر بھی ہونی چاہئے اور یہی ایک ایسے شخص کا، ایک ایسے مومن کا رویہ ہونا چاہئے جس کو اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو، یقین ہو اور تقویٰ میں ترقی کرنے کے لئے اس کی کوشش ہو تو پھر اس کی یہ سوچ ہونی چاہئے کیونکہ ایک احمدی نے اپنے عہد میں، عہدِ بیعت میں اس بات کا اقرار کیا ہوا ہے کہ اس نے تقویٰ میں ترقی کرنی ہے، تمام اعلیٰ اخلاق اپنانے ہیں، اس لئے اس کو تو عمومی طور پر اور اس پختہ عمر میں خاص طور پر یہ سوچ اپنے اندر بہت زیادہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ انصار اللہ ہیں۔ ایک ایسی عمر ہے جو نَحۡنُ اَنۡصَارُاللّٰہِ کا اعلان کرتے ہیں۔ ان کو تو ہر وقت یہ بات اپنے پیشِ نظر رکھنی چاہئے۔“

(خطبہ جمعہ یکم اکتوبر 2010ء)

سامعین! ہم اپنے ماحول میں روزانہ ہی عمارتیں تعمیر ہوتی دیکھتے ہیں۔ اِس کے لئے میٹریل کے استعمال کے لئے مضبوط سے مضبوط اور اچھے سے اچھا میٹریل پر غور کیا جاتا ہے۔ انجنیئرز اور ٹھیکیداروں سے اِس حوالے سے مشورے کئے جاتے ہیں زلزلوں اور سیلاب سے مقابلہ کرنے اور ان کو برداشت کرنے کی سکت پر منصوبہ بندی ہوتی ہے۔ پھر بھی یہ تسلی نہیں دی جاسکتی کہ یہ عمارت ہر قسم کے خطرات اور آفات سے محفوظ ہوگئی ہے۔ لیکن روحانی دنیا میں ایک عمارت ایسی ہے جو اللہ تعالیٰ نے دین کی مضبوطی کے لئے بنائی ہے اور وہ خلافت کی عمارت ہے جو اِس دور میں صرف جماعت احمدیہ کو ملی ہے۔ اِس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اب یہ خلافت تا قیامت تمہارے اندر رہے گی۔ ہاں اس کی حفاظت کرنا، اس کے لئے قربانیاں دینا اب تمہارا کام ہے۔ اِس عمارت کو مضبوط سے مضبوط کرنے کے لئے جس میٹریل کی ضرورت ہے اُس کا ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ نے آیتِ استخلاف کے بعد اگلی آیت میں یوں بیان فرمایا ہے۔

وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ (النور:57)

ترجمہ: اور نماز کو قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

درویش! یہ چمن یوں ہی رہے مہکتا
ہم ہوں اس کی خوشبو بسانے کے قابل

سامعین! اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہاں جس روحانی میٹریل کا ذکر فرمایا ہے اُن میں نماز کے قیام کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی اور اطاعتِ رسول کا ذکر ہے۔ اِن میں زکوٰۃ بہت وسیع مفہوم اپنے اندر لئے ہوئے ہے اِس میں ایک مومن جو استعدادیں اور وقت اللہ اور دین کی خاطر خرچ کرتا ہے وہ سب شامل ہیں اور اطاعتِ رسول میں ہر وہ عمل شامل ہے جو ایک مومن اپنے آقا و مولی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے نمائندوں کی اقتداء میں کرتا ہے۔ لہذا خلافت کی حفاظت اور اِس کے استحکام کے لئے دعائیں کرنا، صدقات دینا، چندوں کی بروقت ادائیگی، نوافل پڑھنا، نمازیں بروقت ادا کرنا، قرآن کریم کی تلاوت روزانہ باقاعدگی سے کرنا اور تسبیح و تحمید اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھنا روز کا معمول بنا کر خلافت کی عمارت کو مضبوط سے مضبوط تر کیا جا سکتا ہے۔ بالخصوص انصار کو اپنا خون پسینہ اِس میں سب سے پہلے شامل کر کے دوسروں کے لئے نمونہ بننا ہے اور اپنی اولاد اور جماعت کے بچوں کو اِن اوصاف سے آراستہ کرنا بہت ضروری ہے، یہی انصار کی ذمہ داری ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر ایسا کرو گے اور خلافت کی مضبوطی کے لیے نمازیں پڑھو گے، زکوۃ دو گے تو اللہ تم پر رحم فرمادے گا۔ گویا خلافت کا روحانی انعام اور استحکام اس صورت میں ممکن ہے کہ مجلس انصاراللہ کا ہر ممبر قیام نماز کے لئے نہ صرف سربستہ ہو جائے بلکہ اپنی اولاد کو بھی اِس کا عادی بنائے۔ جس سے روحانی ترقی ہو گی۔ کیونکہ روحانی ترقی کا عظیم الشان انعام خلافت ہی ہے۔ جس کے لئے مجلس ہمیشہ سرگرم عمل ہے۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے انصار اللہ یوکے 2023ء کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

”اس حقیقت کو ہر ناصر کو سمجھنا چاہیے کہ اس نے اپنی عبادت کے معیار کو بڑھانا ہے۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی ہے۔ باجماعت نماز کی طرف توجہ دینی ہے۔ گھروں میں اپنی اولاد کے سامنے اپنی عبادت کے

معیار کے نمونے قائم کرنے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال دی ہے کہ قرآن کریم نے حضرت ابراہیم کی یہی خوبی بیان کی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو نماز کی تلقین کرتے رہتے تھے اور یہی اصل خدمت اور فرض انصار اللہ کا ہے.... پس وہ لوگ جو نمازوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں انہیں بہت فکر کی ضرورت ہے۔ اگر نمازوں کی ادائیگی کے ذریعے اپنے نمونے قائم نہیں کریں گے تو اولادیں کس طرح دین پر قائم ہوں گی۔ پھر اگر اولاد بگڑ جاتی ہے تو شکوہ نہیں ہونا چاہیے۔"

(خطاب بر موقع سالانہ اجتماع انصار اللہ یوکے مورخہ 8 اکتوبر 2023ء)

انصار بھائیو! آج بھی خلافتِ احمدیہ ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہم اپنی عبادتوں کو زندہ کریں۔ دعائیں کریں۔ روزے رکھیں اور حضرت خلیفۃ المسیح کی آواز پر لبیک کہیں۔ اطاعت کے نمونے دکھائیں کہ جس کی مثالیں ہماری اولادوں کے لئے قابل تقلید ہوں۔

جب مجلس انصار اللہ نے اپنی 75 سالہ جوبلی منائی تو خلیفہ وقت نے اس موقع پر بھی انصار کو اپنے معیارِ عبادت اور اپنے معیارِ قربانی بڑھانے کی طرف توجہ دلائی۔ اگر ہم اپنی عبادتوں کو قائم کرتے ہیں۔ اس مقصد کو حاصل کر رہے ہیں جو مقصدِ پیدائش ہے تو پھر ہم خلافت کے دست و بازو بنیں گے۔ اگر اس مقصد سے دور ہو رہے ہیں تو پھر کھوکھلے نعرے ہیں جس کی کوئی قیمت نہیں۔

جو مانگو گے ملے گا سایہ تختِ خلافت میں
دعاؤں کی فلک سے استجابت کو چلے آؤ

انصار بھائیو! ہم اِس بات کے گواہ ہیں کہ انصار اللہ نے اپنے اِس عہد پر اپنی پوری بساط سے قدم مارے اور جماعت پر ذرا بھر قدغن نہیں آنے دی۔ 1934ء کا زمانہ ہو جس میں احرار نے قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کا دعویٰ کیا یا 1953ء کا زمانہ ہو جس میں حکومت پاکستان کے مولویوں نے جماعت کو تکالیف پہنچانے کے سامان پیدا کیے۔ پھر 1974ء کا وقت جس میں حکومت وقت کے قانون سازی کے ذریعہ اپنے زعم میں ایک مسئلہ حل کیا۔ یا 1984ء کا زمانہ ہو جس میں سربراہ حکومت نے براہ راست خلافت سے ٹکر

لی۔ان تمام مشکل اور کٹھن ادوار میں انصار نے اپنی جانیں، اموال اور وقت کو خدا کے لئے قربان کر دیا۔ ہر دور میں مجلس انصاراللہ نے نہ صرف خود بلکہ اپنی اولادوں کو بھی خلافت سے وابستہ رکھا۔

الٰہی ہمیں تو فراست عطا کر
خلافت سے گہری محبت عطا کر
ہمیں دکھ نہ دے کوئی لغزش ہماری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

خلافت احمدیہ آج دنیا میں ایک ایسا چمکتا ہوا ہیرا ہے۔ جس کی قیمت کا اندازہ شاید اس کو ماننے والے بھی نہ لگا سکتے ہوں۔ یہ وعدہ آج دنیا میں صرف خدا تعالیٰ نے احمدیت کے ساتھ کیا ہے کہ ان میں تاقیامت خلافت رہے گی۔اس وعدہ کی تکمیل کے لئے اور خلافت کے استحکام کے لئے سب سے اہم کام مجلس انصاراللہ کے ذمہ اپنی اولاد کو بھی خلافت کے ساتھ وابستہ رکھنا ہے۔ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم اپنی اولاد کو بھی خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کریں گے۔اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم خلافت کی اطاعت وفرمانبرداری کے اعلیٰ نمونے دکھائیں۔ تا ہمارے نمونے دیکھ کر ہماری اولادیں خلافت کے ساتھ وابستہ رہیں۔

رہیں گے خلافت سے وابستہ ہم
جماعت کا قائم ہے اس سے بھرم
نہ ہو گا کبھی اپنا اخلاص کم
بڑھے گا اسی سے ہمارا قدم



﴿22﴾ ﴿مشاہدات۔206﴾

وہی شاخ پھل لاسکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ۔ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا (ابراہیم:26-25)

ترجمہ: اس کی جڑ مضبوطی سے پیوستہ ہے اور اس کی چوٹی آسمان میں ہے۔ وہ ہر گھڑی اپنے ربّ کے حکم سے اپنا پھل دیتا ہے۔

صد رنگ ہیں پھول اس میں چشمے ہیں گھنا سایہ
جنت کے مشابہ ہے گلزار خلافت کا

سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ وہی شاخ پھل لاسکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو

الف کی زیر کے ساتھ 5 حرفی لفظ ''اِطاعت'' کے لغوی معنی فرمانبرداری اور اصطلاحی معنی روحانی دنیا میں امام کی بشاشت قلب کے ساتھ ہر پسند اور ناپسند حکم پر پوری کوشش کے ساتھ فرمانبرداری کرنے کے ہیں اور اس کا سبق تمام مذاہب میں ملتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اطاعت کے مضمون کو تسبیح سے مشابہت دی ہے اور فرمایا ہے کہ تسبیح کے موتیوں کو ایک تاگے میں پرو کر دو، سروں (Two Ends) کو ایک لمبے موتی سے ملایا ہوتا ہے وہ دراصل امام ہے۔ جس کی ہر موتی اطاعت کرتا ہے اور کچھ موتیوں کے بعد قدرے ایک بڑا موتی ہوتا ہے جس کے ذریعہ امام کے ساتھ موتیوں کا تعلق مضبوط ہوتا ہے وہ قدرے بڑے موتی عہدیداراہیں اور جس طرح تسبیح کے موتیوں کے لئے ایک امام کی ضرورت ہے اسی طرح مذہبی دنیا میں ہمیں ایک امام کی اطاعت کرنی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''(خلافت) وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 23 مئی 2003ء)

اطاعت کا حکم قرآن میں بیان ہوا ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کی اعلیٰ اطاعت و پیروی کر کے ہمارے لئے نمونہ قائم فرمایا اور پھر آپ کے صحابہؓ اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور پیروی کے اعلیٰ مقام کو پا کر امت کے لئے مشعل راہ بنے۔ شراب کا حکم سنتے ہی شراب کے مٹکے توڑ ڈالے اور شراب مدینہ کی گلیوں میں بہنے لگی۔ رسولؐ کے سامنے دھیمی آواز رکھنے کا حکم نازل ہوا تو حضرت عمرؓ نے آواز دھیمی کر لی اور حضرت ثابتؓ تو گھر ہی بیٹھ گئے مبادا میری آواز اونچی نہ ہو۔ مسجد نبوی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطاب کے دوران جب فرمایا۔ بیٹھ جاؤ تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مسجد کی طرف بڑھ رہے تھے کہ کانوں میں حکم پڑتے ہی وہیں بیٹھ گئے اور کسی کے پوچھنے پر کہنے لگے کہ اگر ابھی میری جان نکل جائے تو کیا خدا کے سامنے اس حالت میں پیش ہوں گا کہ میرے کانوں میں آقا و مطاع محمدؐ کی آواز پڑی اور میں نے اطاعت نہ کی۔

سامعین! اللہ اللہ! اطاعت کا کیا اعلیٰ نمونہ تھا جو صحابہؓ میں دیکھنے میں ملا۔ آج یہی نظارہ اور اطاعت کا اعلیٰ مقام جماعت احمدیہ میں نظر آتا ہے۔ خلافت خامسہ کے انتخاب پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا بیٹھ جانے کا ارشاد مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کی زبانی جب نشر ہوا تو گریسن ہال روڈ پر دوست ایک دوسرے کے اوپر گرتے پڑتے زمین پر بیٹھتے MTA کے ذریعہ دیکھے گئے کہ امام کا ارشاد ہے بیٹھ جائیں۔ یہ اس لئے تھا اور ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ جب تک جماعت ہے آئندہ تا قیامت یہ رہے گا کہ افراد جماعت کی گھٹی میں یہ بات شامل کر دی گئی ہے کہ امام اور امیر کی اطاعت خداوند کریم کی اطاعت ہے۔

امام کی اطاعت کی مثال اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں شہد کی مکھی سے دی ہے جو ملکہ کی اطاعت میں ایک مقوی اور صحت مند اور پُر لطف ذائقہ سے بھرپور غذا شہد کی صورت میں مہیا کرتی ہے جو شِفَاءٌ لِلنَّاسِ ہے۔ اسی طرح امام کی اطاعت میں روحانی غذا فتوحات اور ترقیات کی صورت میں ملتی ہے۔ جس میں متبعین کے لئے روحانی شفاء ہے۔ بس اِطاعت، اِطاعت اور اِطاعت ہمارا پہلا سبق اور طرہ امتیاز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء آیت 60 میں جہاں اللہ، رسول اور (دینی و دنیاوی) حکمرانوں کی اطاعت کا حکم دیا ہے وہاں یہ بھی فرمایا ہے فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ کہ اگر تم حکام سے کسی امر میں

اختلاف کرو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو یعنی اللہ اور رسول کے فرمودات و ارشادات کی روشنی میں نیک نیتی سے فیصلہ چاہو۔

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا اَلسَّمْعَ وَالطَّاعَۃُ اور اِسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا کے الفاظ میں امت کو اطاعت کی تلقین فرمائی۔ بلکہ بخاری کی ایک روات ہے کہ مسلمان پر اپنے افسروں کی ہر بات سننا اور ماننا فرض ہے خواہ اسے اس کا حکم اچھا لگے یا بُرا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"اطاعت صرف اپنے ذوق کے مطابق احکام پر عمل کرنے کا نام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہر حکم پر عمل کرنے کا نام ہے خواہ وہ کسی کی عادت یا مزاج کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔"

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 15)

جناب ابوالکلام آزاد نے اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے۔

"قرآن و سنت کے مطابق اس کے جو کچھ احکام ہوں ان کی بلاچون چرا تعمیل و اطاعت کریں۔ سب کی زبانیں گونگی ہوں صرف اس کی زبان گویا ہو سب کے دماغ بے کار ہو جائیں صرف اس کا دماغ کار فرما ہو۔ لوگوں کے پاس نہ زبان ہو نہ دماغ ہو صرف دل ہو جو قبول کرے صرف ہاتھ پاؤں ہوں جو عمل کریں۔"

"اگر ایسا نہیں تو ایک بھیڑ ہے ایک انبوہ ہے جانوروں کا، ایک جنگل ہے، کنکر پتھر کا ایک ڈھیر ہے، مگر نہ تو جماعت ہے، نہ امت، نہ قوم، نہ اجتماع، اینٹیں ہیں مگر دیوار نہیں، کنکر ہیں مگر پہاڑ نہیں۔ قطرے ہیں مگر دریا نہیں۔ کڑیاں ہیں جو ٹکڑے ٹکڑے کر دی جا سکتی ہیں مگر زنجیر نہیں جو بڑے بڑے جہازوں کو گرفتار کر سکتی ہے۔"

(مسئلہ خلافت صفحہ 213 از مولانا ابوالکلام آزاد مطبوعہ خیابان عرفان کچہری روڈ لاہور)

ویسے تو اطاعت کا سبق ہر روز بلکہ ہر لحہ ذہن نشین رہتا ہے مگر ماہ مئی کے مہینہ میں یہ سبق پہلے سے بڑھ کر ہم سب کو اپنی طرف بلاتا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد 27 مئی 1908ء کو پیشگوئیوں کے مطابق جماعت احمدیہ میں خلافت کا مبارک نظام جاری ہوا اور ہر سال اس روز ہم دنیا بھر میں جلسے، اجتماعات اور دیگر پروگرامز جماعتی سطح پر بھی اور ذیلی تنظیموں کی سطح پر بھی منعقد کر کے خلافت کے حصار میں رہنے، اسے پہلے سے زیادہ مضبوط کرنے اور خلافت سے وابستہ رہنے کا عہد و پیمان باندھتے

ہیں۔ ہجری شمسی اعتبار سے یہ مہینہ ہجرت کا مہینہ ہے۔ اس ماہ فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ کی روشنی میں ہم سب خلافت کے پاک سایہ تلے خلفاء کے بیان فرمودہ ارشادات وافاضات کو حرزِ جان بناتے ہوئے اپنے خالق کی طرف روحانی، اخلاقی اور دینی سفر کو جاری رکھنے کا عزم کرتے ہیں۔

اس ماہ جو ہمیں بڑے سبق ملتے ہیں ان میں ایک اہم سبق تو خلافت کے ساتھ کامل وفا اور اطاعت کا سبق ہے جس کا کسی حد تک ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ ایک اور اہم سبق تنظیم یعنی اپنے آپ کو منظّم رکھنے کا ہے۔ جس کا ذکر اوپر بیان شدہ تسبیح کی مثال میں ہو چکا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد بار صحابہؓ کو جماعت کے ساتھ رہنے کی تلقین فرمائی اور مختلف انداز میں مثالیں دے دے کر اس مضمون کو سمجھایا ہے۔ جیسے ریوڑ کی مثال دی کہ ریوڑ سے الگ ہونے والی بھیڑ کو بھیڑیا اچک کر لے جاتا ہے۔ اسی طرح آدمی کا بھیڑیا شیطان ہے جو اُسے بہکا لے جائے گا جب وہ جماعت سے الگ ہوا۔ جسم کی مثال دے کر بھی سمجھایا اور ایک دفعہ مضبوط عمارت سے مثال دی کہ ایک مومن دوسرے مومن کے لئے مضبوط عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے میں پیوست ہو کر تقویت دیتا ہے۔ آپؐ نے اس مفہوم کو واضح کرنے کے لئے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسا کر دکھایا۔"

(بخاری کتاب الصلاۃ باب تشبیك الاصابع فی المسجد)

سامعین! دنیا میں جاری مادی اور روحانی نظام میں قدر مشترک امر "تنظیم" ہی ہے۔ سورۃ یٰسین کی آیت 41 میں دنیا میں جاری نظام کے متعلق بیان ہوا ہے کہ تمام اجرام فلکی چاند، سورج، زمین اپنے اپنے مدار میں تنظیم کے ساتھ گھوم رہے ہیں اور ان میں اگر کوئی ذرہ بھر بھی اپنے مدار سے دُور ہو تو زمین تہ وبالا ہو جاتی ہے۔ زلزلے آتے ہیں اور سونامی جیسی تباہی دیکھنے کو ملتی ہے۔ اسی طرح روحانی دنیا میں تنظیم کو قائم رکھنے کے متعلق واضح احکام قرآن کریم میں موجود ہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جو تشریحات و توضیحات فرمائی ہیں۔ ہم ان کو جماعت، نظامِ جماعت، خلافت اور اطاعت عہدیداران کا نام دے سکتے ہیں۔ ان سب کی آپس میں کڑیاں ملتی ہیں اور ان کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

تمام کرہ ارض پر صرف ایک فرقہ ایسا ہے جو جماعت کہلانے کا مستحق ہے وہ جماعت احمدیہ ہے۔ جس کا ایک واجب الاطاعت امام موجود ہے۔ اس کے مبارک منہ سے نکلے ہوئے الفاظ پر دُنیا بھر میں پھیلے ہوئے احمدی احباب لبیک یا سیدی کہتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ حقیقی تنظیم، اتحاد و یگانگت اور جماعت کا نقشہ صرف جماعت احمدیہ میں ملتا ہے۔ جس میں ساری دنیا میں موجود احمدی احباب وخواتین ایک مبارک وجود کی آواز پر کھڑے ہوتے ہیں اور اسی کی آواز پر بیٹھتے ہیں۔ تنظیم چند سو یا چند لاکھ افراد کے اجتماع یا اژدہام کا نام نہیں بلکہ فکر و عمل اور سوچ وخیال و عقائد میں اشتراک اور موافقت کا نام تنظیم ہے اور یہ نعمت صرف جماعت احمدیہ کو حاصل ہے۔ جس میں الٰہی نظام موجود ہیں۔ جیسے قضاء کا نظام ہے۔ بیت المال موجود ہے۔ غرباء، بیوگان، مستحق، یتامیٰ کی دیکھ بھال۔ مریضوں کی امداد اور طلبہ میں وظائف کا مستقل مضبوط نظام موجود ہے اور مَاأَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ کے مصداق مخلص دوست تمام دنیا میں پھیلے مالی، قالی، حالی اور جانی خدمات کررہے ہیں۔ جبکہ اس کے مقابل پر غیروں میں محض حسرت، افسوس، ناامیدی کا اظہار اور خلافت کی ضرورت پر زور ہے۔

نہ کیوں جان و دل سے ہوں اِس پر فدا
اِسی کے ہے دم سے ہماری بقا
خلافت کا حامی ہے پروردگار
خلافت سے اپنی ہے سب آبرو

سامعین! اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خلافت کے نظام کو شہد کی مکھی سے تشبیہ دی ہے کہ جس طرح شہد کی مکھیاں یکجا ہو کر ایک ملکہ کی اطاعت کرتی ہیں اور پھر کھانے کے لئے لذت سے بھرپور شہد تیار ہوتا ہے۔ جو شِفَاءٌ لِلنَّاسِ ہے۔ اِسی طرح روحانی نظام میں مومن ایک نظام میں رہتے ہوئے ایک خلیفہ کی اطاعت کرتے ہیں تو ترقیات، فتوحات کی صورت میں ایک غذا مومنین کو مہیا ہوتی ہے جو ان کے لئے تقویت کا باعث بنتی ہے۔ ہم بچپن میں ایک کہانی پڑھا کرتے تھے کہ ایک بوڑھے والد نے اپنے بچوں کے سامنے لکڑی کا گٹھا رکھ کر کہا کہ اسے ہر کوئی الگ الگ سے توڑے مگر وہ تمام بھائی مل کر بھی اسے توڑ نہ سکے

پھر اُسی بوڑھے نے لکڑیوں کو الگ الگ کر کے بچوں کو توڑنے کو کہا تو ان میں سے ہر ایک نے باری باری ان لکڑیوں کو توڑ ڈالا۔ پھر والد نے بچوں کو یہ نصیحت کی کہ اگر اکٹھے رہو تو تمہیں کوئی شخص توڑ نہ سکے گا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ لیکن اگر بکھر گئے تو پھر ہر شخص تمہیں نقصان پہنچا سکے گا۔ یہی کیفیت روحانی جماعتوں میں ہوا کرتی ہے۔ ایک مومن کی ذاتی اور اجتماعی تقویت خلافت سے ہی وابستہ ہے۔ ایک شاعر نے اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے۔

فردِ قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

پس آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم میں سے ہر فردِ جماعت اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے اور روحانی خاندان میں ایسا ضم ہو کہ اس کی وجہ سے جماعتی خاندان کو تقویت ملے اور جماعت کی وجہ سے اس فرد کو طاقت ملے۔ اس تقویت اور اتحاد کے اظہار کی جگہ مساجد بھی ہیں اور گزشتہ کچھ عرصہ سے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مساجد کو آباد کرنے کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلا رہے ہیں۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”تقویٰ کا یہ بھی تقاضا ہے کہ ہر فردِ جماعت اپنے عہدیدار کے ساتھ مکمل تعاون اور اطاعت کا جذبہ رکھنے والا ہو اور ہر عہدیدار اپنے سے بالا عہدے دار کا احترام، تعاون اور اطاعت کے معیاروں کو حاصل کرنے والا ہو۔ ذیلی تنظیمیں اپنے دائرے میں بے شک آزاد ہیں اور خلیفۂ وقت کے ماتحت ہیں۔ لیکن جماعتی نظام کے تحت ذیلی تنظیموں کو ہر عہدیدار بھی فردِ جماعت کی حیثیت سے جماعتی نظام کا پابند ہے اور اس کے لئے اطاعت لازمی ہے..... اطاعت میں فرق نہیں آنا چاہئے۔“

(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 187)

پھر حضور فرماتے ہیں کہ

”نظام جماعت کی اطاعت کی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ پس

نظام جماعت کو معمولی نہ سمجھیں۔ خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں اطاعت کے مضمون سے گزر کر جاتی ہیں۔اس لئے نظامِ جماعت کی اطاعت کو اپنا شعار بنائیں۔ ہر صورت میں آپ نے اطاعت کرنی ہے اور نظامِ جماعت کا احترام کرنا ہے۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جاوے تو دل میں ایک نور پیدا ہوتا ہے اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اتنی ضرورت نہیں جتنی کہ اطاعت کی، اطاعت سے عظیم انقلاب برپا ہو سکتے ہیں۔“

(پیغام جلسہ سالانہ جرمنی 2006ء از ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی 2006ء)

پھر آپ فرماتے ہیں:

”اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبلُ اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔“ (الفضل انٹرنیشنل 23 تا 30 مئی 2003ء صفحہ 1)

سامعین! آخر پر مثالی اطاعت کی ایک مثال دے کر مَیں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو باہر سے آنے والے کچھ لوگ مسجد میں پہنچ رہے تھے۔ کچھ لوگ مسجد نبوی میں پیچھے کھڑے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیٹھ جائیں۔ چنانچہ باہر سے آتے ہوئے ایک شخص کے کان میں یہ آواز پڑی تو وہ بیٹھ گیا اور پرندوں کی طرح پُھدک پُھدک کر مسجد کی طرف چلنے لگا۔ ایک اور آدمی پاس سے گزر رہا تھا اس نے جب یہ حیرت انگیز منظر دیکھا اس کو ہنسی بھی آئی ہو گی، اس نے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ یہ کیا حرکتیں کر رہے ہو۔ اس نے جواب دیا میرے کان میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پڑی ہے کہ بیٹھ جاؤ تو میں بیٹھ گیا ہوں۔ اس نے کہا آپؐ نے تو مسجد والوں کو فرمایا ہو گا یہ تو نہیں فرمایا کہ جو راستوں میں چل رہے ہیں وہ بھی بیٹھ جائیں۔ اس نے جواب دیا میں نے یہ نہیں سنا کہ کس کو کہا تھا۔ میرے کان نے تو ”بیٹھ جاؤ“ کی آواز سنی ہے اور میں بیٹھ گیا ہوں۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب الامام یکلم الرجل فی خطبۃ)“

(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 4)

ہم شاخیں درخت وجود کی ہیں، سر پر ہے خلافت کا سایہ
افسوس ہے اُن کی حالت پر جو تپتی دھوپ میں جلتے ہیں
ہم بندھ گئے ایسے رشتے میں جو سب رشتوں سے پیارا ہے
دنیا میں جہاں بھی احمدی ہیں سب اپنے لگتے ہیں



﴿23﴾ ﴿مشاہدات۔165﴾

خطبات امام، ہمارے لئے ایک چراغ ہیں

جب بھی وہ عہد کا حسیں بولے
عرش بولے، کبھی زمیں بولے
جب وہ بولے تو ساتھ اس کے
ذرّہ ذرّہ بصد یقیں بولے

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں مومنوں پر رسول کے نزول کا ذکر بطور احسان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ (آل عمران:165)

یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب اس نے ان کے اندر انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔

اور پھر اللہ تعالیٰ، قرآن کریم میں اپنے اور رسول کے احکامات کی بابت نصیحت کرتا ہوا فرماتا ہے کہ

یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ (الانفال:25)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہا کرو جب وہ تمہیں بلائے تا کہ وہ تمہیں زندہ کرے۔

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

آج میری تقریر کا عنوان ہے:"خطبات امام، ہمارے لئے ایک چراغ ہیں"

سامعین! اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی کو بچانے اور اِس کے نشو و نما کے لئے دو قسم کے پانی آسمان سے اُتارے ہیں اُن میں سے ایک مادی پانی ہے جو بادلوں سے بارش کے طور پر نازل ہوتا اور زمینی پانی کے ساتھ مل کر نسلِ انسانی کی بقا کا کام دیتا ہے اور یوں آبِ حیات کہلاتا ہے۔ انسان کی دینی اور روحانی زندگیوں کی بقا کے لئے ایک آبِ حیات انبیاء اور رسل کے طور پر آسمانوں سے اترتا ہے اور اِسی احسانِ عظیم کا ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورت آلِ عمران کی اُس آیت کریمہ میں کیا ہے جس کی تلاوت ابھی مَیں نے اپنی تقریر کے آغاز پر کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کے رسول ان مومنوں پر اللہ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔

اِس زمانے کے روحانی مُخبر حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ جو روحانی پانی اللہ تعالیٰ نے اُتارا ہے اُس کے متعلق آپؑ فرماتے ہیں:

”میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے۔ جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اُس روشنی سے حصّہ لے گا۔ مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانہ کا حِصنِ حصین مَیں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزّاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے اور اُس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔“

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34)

سامعین! پھر ایک مقام پر آپؑ اس پانی کی روحانی تاثیر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا وہ ہرگز نہیں مرے گا۔“

(ازالہ اوہام حصہ اول، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 104)

اِن روحانی کلمات اور حکمت کی باتوں کے فیضان کو امت میں لمبے عرصہ تک ممتد کرنے کے لئے ان ایمان داروں اور عمل صالح کرنے والے لوگوں میں خلافت کا سلسلہ جاری فرماتا ہے۔ ہمارے اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کے احیاء اور شریعت اسلامیہ کے قیام کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کی وفات کے بعد جماعت میں اپنی قدرت ثانیہ کا ظہور فرماتے ہوئے سلسلہ خلافت کو قائم فرمایا۔ جس کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خلیفہ در حقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔"

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

روحانی پانی سے فیض یاب ہو کر مومنوں کو جو ترقیات نصیب ہوتی ہیں اُن کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"ملائکہ سے فیوض حاصل کرنے کا ایک یہ بھی طریق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ خلفاء سے مخلصانہ تعلق قائم رکھا جائے اور ان کی اطاعت کی جائے...... تمہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نئے دل ملیں گے جن میں سکینت کا نزول ہوگا اور خدا تعالیٰ کے ملائکہ ان دلوں کو اٹھائے ہوئے ہوں گے...... تعلق پیدا کرنے کے نتیجہ میں تم میں ایک تغیر عظیم واقع ہو جائے گا، تمہاری ہمتیں بلند ہو جائیں گی، تمہارے ایمان اور یقین میں اضافہ ہو جائے گا ملائکہ تمہاری تائید کے لئے کھڑے ہو جائیں گے اور تمہارے دلوں میں استقامت اور قربانی کی روح پھونکتے رہیں گے۔ پس سچے خلفاء سے تعلق رکھنا ملائکہ سے تعلق پیدا کر دیتا ہے اور انسان کو انوارِ الٰہیہ کا مَہبط بنا دیتا ہے۔"

(خلافت علی منہاج النبوۃ جلد 3 صفحہ 392)

سامعین! یہ حکمت کے موتی ہمارے آباؤ اجداد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے درس و تدریس، خطبات و تقاریر اور محافلِ عرفان کے ذریعہ براہِ راست سنتے رہے۔ پھر جب طباعت کے ذریعہ یہ کلمات و ملفوظات کاغذوں کی زینت بننے لگے تو ہم اِنہیں پڑھ کر اپنی روحانی آسودگی کے سامان کرتے رہے ۔ پیشگوئیوں کے مطابق جب زمانے نے اور ترقی کی اور نت نئی ایجادات نے زمانے کی سائنسی لگام سنبھالی تو پہلے یہ خلفاء کے خطبات اور ملفوظات فونوگرام پھر آڈیو کیسٹس پھر ویڈیو کیسٹس اور اب سیٹ لائٹس کے

ذریعہ یہ روحانی دودھ ڈِش نما برتن میں آسمان سے اُترتا اور ہم اپنی صحت کی بقا کے لئے اِسے استعمال کرتے ہیں اِسی پر بس نہیں بلکہ برق رفتار دنیا میں اب تو موبائل فونز اور دیگر Gadget's کے ذریعہ آناً فاناً دنیا کے کونے کونے تک پہنچ کر ہماری روحانی آسودگی کے سامان پیدا کرنے لگا ہے اور یوں پرانے وقتوں کی بیان شدہ اِس زمانے کے متعلق علامات نہ صرف پوری ہوئیں بلکہ مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ مبارک خواہش اور آرزو دو اور دو چار کی طرح پوری ہوتے دیکھ کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن بکثرت پڑھتے اور اللہ ربُّ العالمین کا شکر ادا کرتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

”میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میں میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ ورابطہ رہے“

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت مولوی عبد الکریم سیالکوٹیؓ صفحہ 24)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے جب صدر خدام الاحمدیہ تھے، خلیفۂ وقت کے خطبات کے بارے میں فرمایا:

”تاریکی کی گھڑیوں میں ان خطبات نے میری ڈھارس باندھی تھی۔ اگر آپ کے دل میں کبھی مایوسی کے خیالات پیدا ہوں۔ تاریک بادل آپ کو آگھیریں یا کبھی آپ کے دل میں اگر یہ خیال پیدا ہو کہ اتنا عظیم الشان کام ہم کیسے سرانجام دے سکتے ہیں۔ اتنا بڑا بوجھ ہمارے کمزور کندھے کس طرح سہاریں گے تو آپ ان خطبات کی طرف رجوع کریں... آپ نئی ہمت اور پختہ عزم لے کر اپنے کام کے لیے کھڑے ہوں گے اور یہ یقین ہر وقت آپ کے ساتھ رہے گا کہ دور کا راستہ پُرخار ضرور ہے مگر راہبر اپنے فن کا ماہر ہے اور بے شک چاروں طرف سے شیطان تیروں کی بوچھاڑ کر رہا ہے مگر اَلْاِمَامُ جُنَّۃٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَآءِہٖ“

(مشعل راہ جلد اول صفحہ ب۔ج)

سامعین! ڈِش کے ذریعہ دودھ پینے کی تشبیہ کا ذکر تو مَیں اوپر کر آیا ہوں۔ اب ٹی وی کی شکل وصورت کو دیکھ کر ذرا حضورؑ کی اِس آرزو کو ذہنوں میں لائیں تو کیا حضورؑ کے گھر کی کھڑکی بصورت ٹی وی (جو بظاہر ٹی وی شکل کی ہوتی ہے) ہر احمدی کے گھر میں نہیں کھلتی جس میں خلیفۃ المسیح ہر جمعہ کو نمودار ہو کر آسمانی کلمات ہمیں سُناتے ہیں جو ہمارے لئے روح افزا ہوتے ہیں۔

لہٰذا اپنی اور اپنی اولاد کی روحانی ترقی کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی خواہش کے مطابق جب تک خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ مبارک وجود سے ایک ذاتی واسطہ اور رابطہ پیدا کرنا اور اِس چراغ سے ہر جمعہ روشنی لینا ضروری ہے اور اِس زندگی بخش جام کو پینا اور سلامتی کے پیغام کو سننا لازم ہے۔ کیا ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو آغازِ خطبہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے منبر پر نمودار ہو کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے الفاظ میں سلامتی کی دعا لیتے اور خلیفۃ المسیح کو سلامتی کی دعا دیتے ہیں۔ خلفائے احمدیت نے اس بات پر بار بار زور دیا کہ خلیفۂ وقت کی آواز کو براہ راست سنیں۔ روحانی ترقی کے لئے خلافت کی آواز کو ہر ایک کا براہ راست سننا ضروری ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

”میرا تجربہ ہے کہ خلیفۂ وقت کی طرف سے جو بات کوئی دوسرا پہنچاتا ہے اس کا اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا براہ راست خلیفۂ وقت سے کوئی بات سنی جائے۔ میرا اپنا زندگی کا لمبا عرصہ دوسرے خلفاء کے تابع ان کی ہدایت کے مطابق چلنے کی کوشش میں صرف ہوا ہے اور میں جانتا ہوں کہ کوئی پیغام پہنچائے فلاں خطبہ میں خلیفہ نے یہ بات کی تھی اور خطبہ میں خود حاضر ہو کر وہ بات سننا ان دونوں باتوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔“

(خطبہ جمعہ 8 جنوری 1993ء خطبات طاہر جلد 12 صفحہ 20)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”اس طرف بہت توجہ کریں، اپنے گھروں کو اس انعام سے فائدہ اٹھانے والا بنائیں جو اللہ تعالیٰ نے ہماری تربیت کے لئے ہمارے علمی اور روحانی اضافے کے لئے ہمیں دیا ہے تاکہ ہماری نسلیں احمدیت پر قائم رہنے والی ہوں۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے آپ کو ایم ٹی اے سے جوڑیں۔ اب خطبات کے علاوہ اور بھی بہت سے لائیو پروگرام آرہے ہیں جو جہاں دینی اور روحانی ترقی کا باعث ہیں وہاں علمی ترقی کا بھی باعث ہیں۔ جماعت اس پر لاکھوں ڈالر ہر سال خرچ کرتی ہے اس لئے کہ جماعت کے افراد کی تربیت ہو۔ اگر افراد جماعت اس سے بھرپور فائدہ نہیں اٹھائیں گے تو اپنے آپ کو محروم کریں گے.....

ایم ٹی اے کی ایک اور برکت بھی ہے کہ یہ جماعت کو خلافت کی برکات سے جوڑنے کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔ پس اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔"

(خطبہ جمعہ 18 اکتوبر 2013ء)

سامعین! ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اِس مضمون کو کیا ہی دلکش انداز میں ایک واقعہ سناتے ہوئے فرمایا ہے

"ایک دفعہ ایک بادشاہ محمود غزنوی کا ایک خاص جرنیل ایاز جو انتہائی وفادار تھا۔ ایک دفعہ ایک معرکے سے واپسی پر جب بادشاہ اپنے لشکر کے ساتھ جا رہا تھا تو اس نے ایک جگہ پڑاؤ کے بعد دیکھا کہ ایاز اپنے دستے کے ساتھ غائب ہے۔ تو اس نے باقی جرنیلوں سے پوچھا کہ وہ کہاں گیا ہے تو اردگرد کے جو دوسرے لوگ خوشامد پسند تھے اور ہر وقت اس کوشش میں رہتے تھے کہ کسی طرح اس کو بادشاہ کی نظروں سے گرایا جائے اور ایاز کے عیب تلاش کرتے رہتے تھے تو انہوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا کہ بادشاہ کو اس سے بدظن کریں۔ کچھ دیر بعد وہ کمانڈر اپنے دستے کے ساتھ واپس آرہا ہے اور اس کے ساتھ ایک قیدی بھی ہے۔ تو بادشاہ نے پوچھا کہ تم کہاں گئے تھے۔ اس نے بتایا کہ بادشاہ سلامت! مَیں نے دیکھا کہ آپ کی نظر بار بار سامنے والے پہاڑ کی طرف اُٹھ رہی تھی تو مجھے خیال آیا ضرور کوئی بات ہو گی مجھے چیک کر لینا چاہئے، جائزہ لینا چاہئے، تو جب مَیں گیا تو مَیں نے دیکھا کہ یہ شخص جس کو مَیں قیدی بنا کر لایا ہوں ایک پتھر کی اوٹ میں چھپا بیٹھا تھا اور اس کے ہاتھ میں تیر کمان تھی تا کہ جب بادشاہ کا وہاں سے گزر ہو تو وہ تیر کا وار آپ پر چلائے۔

تو اس واقعہ سے ایک سبق بدظنی کے علاوہ بھی ملتا ہے کہ ایاز ہر وقت بادشاہ پر نظر رکھتا تھا۔ ہر اشارے کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ پس یہ بھی ضروری ہے کہ جس سے بیعت اور محبت کا دعویٰ ہے اس کے ہر حکم کی تعمیل کی جائے اور اس کے ہر اشارے اور حکم پر عمل کرنے کے لئے ہر احمدی کو ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر حکم کو ماننے کے لئے بلکہ ہر اشارے کو سمجھنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26 مئی 2006ء)

پھر ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اِس مضمون کو جماعت کے سامنے یوں بیان فرمایا:

”ہر خطبہ کا مخاطب ہر احمدی ہوتا ہے چاہے وہ دنیا کے کسی بھی حصہ میں رہتا ہو... مختلف ممالک سے احمدیوں کے، جو وہاں کے مقامی احمدی ہیں، خطوط بڑی کثرت سے آنے لگ گئے ہیں کہ خطبات نے ہم پر مثبت اثر کرنا شروع کر دیا ہے اور بعض اوقات تربیتی خطبات پر یوں لگتا ہے کہ جیسے خاص طور پر ہمارے حالات دیکھ کر ہمارے لئے دیئے جا رہے ہیں۔ بلکہ شادی بیاہ کی رسوم پر جب میں نے خطبہ دیا تھا تو اس وقت بھی خط آئے کہ ان رسوم نے ہمیں بھی جکڑا ہوا ہے اور خطبہ نے ہمارے لئے بہت سا تربیتی سامان مہیا فرمایا ہے۔ تو جو احمدی اس جستجو میں ہوتے ہیں کہ ہم نے خلیفہ وقت کی آواز کو سننا ہے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی ہے، اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی ہے وہ نہ صرف شوق سے خطبات سنتے ہیں بلکہ اپنے آپ کو ہی ان کا مخاطب سمجھتے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23 اپریل 2010ء)

سامعین! خلیفہ وقت کا خطبہ جمعہ دنیا بھر میں بسنے والے احمدیوں کو امت واحدہ بنانے کا سامان کرتا اور احباب کو روحانی وجود بننے میں مدد کرتا ہے۔ اس حقیقت کو منکشف کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”آپ اپنی نسلوں کو خطبات باقاعدہ سنوایا کریں یا پڑھایا کریں یا سمجھایا کریں کیونکہ خلیفہ وقت کے یہ خطبات جو اس دور میں دیئے جا رہے ہیں یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والی نئی ایجادات کے سہارے بیک وقت ساری دنیا میں پھیل رہے ہیں اور ساری دنیا کی جماعتیں ان کو براہ راست سنتی اور فائدہ اٹھاتی اور ایک قوم بن رہی ہیں .... اگر خلیفہ وقت کی نصیحتوں کو براہ راست سنیں گے تو سب کی تربیت ایک رنگ میں ہوگی .... وہ ایسے روحانی وجود بنیں گے جو خدا کی نگاہ میں مقبول ٹھہریں گے کیونکہ وہ قرآن کریم کی روشنی میں تربیت پا رہے ہوں گے اور قرآن کے نور سے حصہ لے رہے ہونگے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31 مئی 1991ء)

خلفاء کو اللہ تعالیٰ خود علوم اور ان کی تفسیر سمجھاتا ہے اور خلفاء کی نظر اپنے وقت کی تمام عالمی ضروریات پر ہوتی ہے۔ وہ خدائی نور کی فراست سے دنیا کی رہ نمائی اپنے خطبات کے ذریعہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:

”خدا تعالیٰ کا خلافت سے ایک تعلق ہے اور علوم کی روح سے اللہ تعالیٰ خلفاء کو آگاہ کرتا ہے اور جماعت کی زمانے کے لحاظ سے ضروریات سے خلفاء کو متنبہ کرتا ہے۔ خلفاء کی نظر ساری عالمی ضروریات پر ہوتی ہے اور جن علوم کی تفسیر کی ضرورت پڑے جیسی روشنی خدا تعالیٰ خود اپنے خلفاء کو عطا فرماتا ہے ویسی ایک علم میں خواہ کسی مقام کا رکھنے والا عالم ہو اس کو اپنے کسبی طور پہ نصیب نہیں ہو سکتی۔ یہ وھبت ہے، اللہ تعالیٰ کی عطا ہے ... اللہ کو اپنے دین کی ضرورتوں کا بہترین علم ہے اور جن کے سپرد وہ کام کرتا ہے ان پر وہ ضرورتیں روشن فرماتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26/ فروری 1988ء مطبوعہ خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 109-110)

معزز بھائیو! اللہ تعالیٰ اپنے خلفاء کو خود سمجھاتا ہے کہ کس خوبی کو کس طرح پھر سے زندہ کرنا ہے۔ خلفاء اپنے خطبات میں وہی انداز اختیار فرماتے ہیں جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:

”وقت کے لحاظ سے سچائی ہر قسم کے نئے ابتلاؤں میں سے گزرتی ہے۔ زمانے کے اثرات ہوتے ہیں اُسی خوبی پر جو پہلے کئی ابتلاؤں سے گزر کے، بچ کے یہاں تک پہنچی ہوتی ہے یا قریب المرگ ہو جاتی ہے اُس وقت۔ اُس وقت خدا جن لوگوں کے سپرد کام کرتا ہے پھر اُن کو سمجھاتا ہے کہ اس خوبی کو زندہ کرنے کے لیے زیادہ ذہن نشین کرنے کے لیے نئے زمانے کی ضرورتوں کے پیش نظر، یہ یہ رنگ اختیار کیے جائیں، اس طرح یہ بات پیش کی جائے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26/ فروری 1988ء مطبوعہ خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 114)

خلیفہ وقت اپنے خطبات جمعہ میں اللہ تعالیٰ کے احکامات پہنچاتا ہے۔ ان کی نصیحت کسی بھی دوسرے واعظ سے ہزارہا گنا زیادہ مؤثر ہوتی ہے۔

اس حقیقت کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح واضح فرمایا ہے:

"خلیفہ وقت کو جو باتیں خدا تعالیٰ دینی کاموں سے متعلق سمجھاتا ہے ان کو کہنے کے انداز بھی عطا کرتا ہے اوران باتوں میں جیسی گہری سچائی ہوتی ہے ویسی دوسرے کی باتوں میں جگہ جگہ کہیں کہیں تو ہو سکتی ہے مگر بالعموم ساری باتوں میں ویسی سچائی نہیں آسکتی اور ویسا اثر نہیں پیدا ہو سکتا...پس ہر خلیفہ کے وقت میں جو اس زمانے کے حالات ہیں ان کے متعلق جو خلیفہ وقت کی نصیحت ہے، وہ لازماً دوسری نصیحتوں سے زیادہ موئثر ہوگی۔ اس تعلق کی بناء پر بھی اور اس وجہ سے بھی کہ خدا تعالیٰ نے جو ذمہ داری اس کے سپرد کی ہوتی ہے خود اس کے نتیجہ میں اس کو روشنی عطا کرتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5/ نومبر 1991ء مطبوعہ خطبات طاہر جلد10 صفحہ 893-894)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے معرفت سے پُر الفاظ دلوں پر براہِ راست اثر کرتے ہیں حضور ایک موقع یوں بتاتے ہیں:

"ایم ٹی اے پر سننے والوں کی میں نے بات کی ہے تو اُن کی طرف سے بھی مجھے اظہار جذبات کے خطوط مل رہے ہیں بلکہ بعض بچوں کے والدین کے تاثرات بھی مل رہے ہیں کہ ہمارے بچوں نے، اطفال نے آپ کا خطاب سنا تو ان دس گیارہ سال کے بچوں کے چہروں پر شرمندگی کے آثار تھے۔ بلکہ ایک بچے کی ماں نے مجھے بتایا کہ میرا بچہ جب خطاب سن رہا تھا تو اس نے منہ کے آگے (کُشن) Cushion رکھ لیا کہ میں بعض وہ باتیں کرتا ہوں جن کے بارے میں کہا جا رہا ہے۔ میرے متعلق کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ ٹی وی پر مجھے دیکھ دیکھ کر یہ باتیں کر رہے ہیں، خطاب کر رہے ہیں تو میں نے منہ چھپا لیا کہ نظر نہ آؤں۔

پس یہ سعید فطرت ہے، یہ وہ روح ہے جو اللہ تعالیٰ نے آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے بچوں میں بھی پیدا کی ہوئی ہے کہ نصیحتوں پر اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گرتے بلکہ شرمندہ ہو کر اپنی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔ بعضوں نے اپنے موبائل فون بند کر دیئے ہیں۔ سکول میں بیٹھ کر بجائے پڑھائی پر توجہ دینے کے بعض بچے اس سوچ میں رہتے تھے کہ ابھی بریک ہوئی یا ابھی چھٹی ہو گی تو پھر اپنے موبائل پر کوئی گیم کھیلیں گے یا اور اس قسم کی فضولیات میں پڑ جائیں گے جو فونوں پر آجکل مہیا ہوتی ہیں۔ اب میری باتیں سنی ہیں تو انہوں نے کہا یہ سب فضولیات ہیں، ہم اب اس کو استعمال نہیں

کریں گے، ان کھیلوں کو نہیں کھیلیں گے۔ یہ کھیلیں ایسی ہیں جو صحت نہیں بناتیں، جو دماغی ورزش بھی نہیں ہے بلکہ ایک نشہ چڑھا کر مستقل انہی چیزوں میں مصروف رکھتی ہیں، ایک پاگل پن (یا انگلش میں جسے craze کہتے ہیں) وہ ہو جاتا ہے۔ لیکن ہم صرف اس بات پر خوش نہیں ہو سکتے۔ جو ہوشمند اور بڑے ہیں ان کو تو خود اپنی حالتوں کے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور مستقل مزاجی سے ان جائزوں کی ضرورت ہے۔ ان جائزوں کو لیتے چلے جانا ہے اور اسی طرح والدین کو مستقل اپنے بچوں کو یاددہانی کروانے کی ضرورت ہے کہ جب ایک اچھی بات عادت تم نے اپنے اندر پیدا کرلی ہے تو پھر اسے مستقل اپنی زندگی کا حصہ بناؤ۔ ماحول سے متاثر نہ ہو جاؤ۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23 ستمبر 2011ء)

خلیفہ وقت کے زندگی بخش کلمات اپنے تو اپنے غیروں پر کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں اس کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:

”پھر اب اسی دورے میں آخن (Aachen) کی اس مسجد کے افتتاح کے موقع پر اور ہناؤ (Hanau) کی مسجد کے افتتاح کے موقع پر مقامی لوگوں نے جو مختلف طبقات کے تھے، سیاستدان بھی تھے، کاروباری بھی تھے، ٹیچر بھی تھے اور دوسرے پڑھے ہوئے لوگ بھی تھے۔ مرد بھی تھے اور عورتیں بھی تھیں۔ ان میں سے بہت سوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور ایک نے کہا کہ میری بہت سے احمدیوں سے واقفیت ہے اور احمدیت کے بارے میں مَیں سمجھتی تھی کہ بہت سمجھتی ہوں اور مجھے اس واقفیت کی وجہ سے بہت کچھ پتا ہے لیکن کہنے والے کو انہوں نے کہا کہ جو تمہارے خلیفہ کی باتیں سن کر مجھ پر اثر ہؤا ہے وہ پہلے نہیں ہوا۔ مجھے اسلام کے متعلق حقیقت اب صحیح طور پر پتا چلی ہے جو دل میں اتری ہے۔ تو یہ فضل ہیں اللہ تعالیٰ کے جو خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ مَیں تو ایک عاجز انسان ہوں۔ اپنی حالت کا مجھے علم ہے میری کوئی خوبی نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے خلافت سے تائید کا وعدہ فرمایا ہے، نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اور خدا تعالیٰ یقیناً سچّے وعدوں والا ہے وہ ہمیشہ خلافت کی تائید و نصرت فرماتا رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی فرماتا رہے گا۔“

(خطبہ جمعہ 29 مئی 2015)

سامعین! ایک اور جگہ پر اس طرح نصیحت فرمائی ہے فرمایا:

”سب سے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ لوگ ہر جمعہ کو نشر ہونے والا خطبہ جمعہ باقاعدگی سے سنیں اور دیگر ایسے پروگرامز بھی دیکھیں جن میں میری شمولیت ہوتی ہے۔ ان پروگراموں کو دیکھنا ان شاء اللہ آپ لوگوں کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگا“

(خطاب حضور انور مجلس شوریٰ یوکے 2013ء)

پھر ایک موقع پر فرمایا:

”خلافت سے تعلق پیدا کرنے اور روحانی ترقیات کے لئے سب سے پہلا زینہ ہر احمدی کے لئے خلیفہ وقت کی آواز کو براہِ راست سننا ہے۔ اس کے لبوں اور زبان سے کب کیا نکلتا ہے۔ اس کی جستجو میں ہمیشہ رہے۔ قرآن کریم میں مومنین کی جماعت کا شعار سمعنا و اطعنا کے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ وہ ہمیشہ نیکی کی باتوں کو توجہ سے سنتے، سمجھتے اور یاد رکھتے ہیں اور پھر ان باتوں پر دل وجان سے عمل بھی کرتے ہیں۔ جو شخص سنے گا نہیں وہ عمل کیا کرے گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ۔

(ترمذی، کتاب الایمان، کتاب الاخذ بالسنة)

یعنی مَیں تمہیں اللہ کا تقوی اختیار کرنے نیز سننے اور اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حصول تقویٰ کے دو ہی بڑے زینے ہیں کان کھول کر ہدایات کو سننا اور ان پر عمل کرنا۔“

اس کے برخلاف خلیفہ وقت کے ارشادات کو نہ سننا اور توجہ نہ دینا اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو خدا کے فضلوں اور روحانی ترقی سے محروم کرنے کا سبب بنتا ہے۔ اس کے بارے میں ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اگر خلیفہ وقت کی باتوں پر کان نہیں دھریں گے تو آہستہ آہستہ نہ صرف اپنے آپکو خدا تعالیٰ کے فضلوں سے دور کر رہے ہوں گے بلکہ اپنی نسلوں کو بھی دین سے دور کرتے چلے جائیں گے۔“

(خطبات مسرور جلد ہشتم صفحہ 191-192)

5 ستمبر 2023ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے جرمنی میں مسجد ناصر کی افتتاحی تقریب سے خطاب فرمایا۔ اس سے متاثر ہو کر ایک مہمان اُووے (Uwe) نے کہا کہ خلیفہ ہر ہفتے خطبات کے ذریعہ سے نصائح فرماتے ہیں۔ آپ لوگوں کی خوش قسمتی ہے کہ آپ کا ایک امام ہے جو آپ کو بھٹکنے سے محفوظ رکھتا ہے اور آپ کی ہر ہفتے رہنمائی فرماتا ہے۔ ہم امام نہ ہونے کی وجہ سے منتشر ہیں۔

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 4 اکتوبر 2023ء صفحہ 8)

سامعین! درحقیقت ایک حقیقی احمدی کی بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ خلیفہ وقت کے ہر فرمودہ کو توجہ سے سنے کیونکہ یہ مقدس آواز ایک سچے مومن کی کایاپلٹ دیتی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور اس کی برکات مضمر ہوتی ہیں۔ چنانچہ خلیفہ وقت اللہ تعالیٰ کے خاص اذن سے بولتا ہے۔ معارف اس کی مقدس زبان پر جاری کئے جاتے ہیں جن سے کہ یہ دنیا محروم ہوتی ہے اور ڈھونڈنے سے نہیں مل سکتے۔ وہ عین ضرورت اور منشاء الٰہی کے مطابق مومنوں کو دعوت عمل دیتا ہے اور اس طرح وہ سانچہ ایک خلیفہ ہی بناسکتا ہے جس میں پھر صلاحیت کے عمل ڈھل سکتے ہیں۔ ہمہ وجوہ روحانی ترقیات کی راہیں خلیفہ وقت کی ہدایات کی بدولت ہی صحیح طور پر طے کی جا سکتی ہیں۔ لہٰذا خلیفہ وقت کے پُر معارف خطبات، خطابات، کلاسز اور پیغامات کو باقاعدگی اور توجہ سے خود سننا، بچوں کو سنانا، اہل۔ وعیال کو سنانا اور دیگر دوستوں، رشتہ داروں اور حلقہ احباب کو تحریک کرنا ہر ایک احمدی مرد و عورت کا فرض ہے۔ اس طرح کرنے سے ہی معلوم ہو سکتا ہے کہ خلیفہ وقت کیا فرما رہے ہیں، وہ ہم سے کیا چاہتے ہیں، ہم سے کیا توقعات رکھتے ہیں وغیرہ؟ جو احمدی بھی ان ارشادات اور ہدایات کو اہتمام کے ساتھ نہیں سنتا وہ کامل طور پر اطاعت کی سعادت سے محروم ہے جو دونوں جہان میں ناقابل تلافی خُسران مبین پر منتج ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے اِس مضمون کو ایک پیغام میں یوں بیان فرمایا:

”یاد رکھیں اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور حضرت مسیح موعودؑ کے واضح ارشادات کی روشنی میں خلافت سے تعلق کے نتیجہ میں ہی ایمانی اور عملی ترقی ہو گی۔ چاہے کوئی کتنا ہی بڑا عالم یا مدبر یا بظاہر کسی روحانی مقام پر پہنچا ہوا ہو، اگر خلیفہ وقت سے تعلق کا وہ معیار نہیں جو ہونا چاہیے تو جماعتی ترقی یا کسی کی

روحانی ترقی میں اس کے اس مقام کا رتّی برابر اثر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس بات کو اس کی گہرائی میں جاکر سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔“

(حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا ممبران شوریٰ (پاکستان) 2014ء کے نام پیغام)

اس چشمہ کی طرف دوڑو

پس اے خلیفہ وقت سے محبت کرنے والو! تمہیں دنیاوی و جسمانی، زمینی و سماوی برکتوں اور فضلوں سے بہرہ مند کرنے کے لیے ہر جمعہ کو اقلیم خلافت کے تاجدار بنفسِ نفیس جلوہ گر ہو کر تمہاری سیرابی کے سامان مہیا فرماتے ہیں۔ اس چشمہ کی طرف دوڑو، اپنی تشنگی بھی بجھاؤ اور دوسروں کو بھی سرسبز ہونے کے گر سکھاؤ۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلیفہ وقت کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے روحانی ترقیات کے یہ زینے طے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اگر خطبے نہ آتے تو یہ دن ہم کاٹتے کیسے
جو کیفیت ہے آقا کی اُسے ہم جانتے کیسے
جماعت اور آقا جیسے ہیں یک جان و دو قالب
خدا کا خاص ہے یہ فضل و احساں مانتے کیسے



﴿24﴾ ﴿مشاہدات۔38﴾

خطبات امام کی اہمیت و برکات اور انصار کی ذمہ داریاں

مجھے آج انصار بھائیوں کے سامنے خطبات امام کی اہمیت و برکات اور انصار کی ذمہ داریاں بیان کرنا ہے۔

پیارے بھائیو! قرآن کریم میں جب یہ آیت نازل ہوئی کہ آنحضرت ﷺ آخرین میں بھی مبعوث ہوں گے تو صحابہؓ نے آپؐ سے پوچھا کہ یہ آخرین کون ہوں گے ؟۔ آنحضرت ﷺ نے اس سوال کے جواب میں حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا کہ جب ایمان ثریا پر چلا جائے گا تو ایک رجلِ فارس یا ایک دوسری روایت کے مطابق کچھ رجال فارس ایمان کو ثریا سے واپس لے آئیں گے۔ یعنی ایمان کے حصول کا ذریعہ ایک فارسی النسل یا کچھ فارسی النسل لوگ ہوں گے۔

آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں اُس کا ایک نمایاں ترین پہلو ایمان کا دلوں سے اُٹھ جانا ہے۔ مادی دولتوں کے انبار تو موجود ہیں مگر ایمان کی دولت سے بحیثیت مجموعی دنیا محروم ہو چکی ہے۔ افراد سے لے کر اقوام تک انسانیت جن مصائب کا شکار ہے وہ در حقیقت بے ایمانی ہی کے شاخسانے ہیں۔

انصار بھائیو! وہ چند لوگ جنہیں ایمان کی دولت کی قدر و قیمت کا اندازہ ہے وہ یہ جانتے ہیں کہ وہ رجال فارس کون ہیں جو آج اس دولت کے خزانے تقسیم کر رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق وہ رجل فارس حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے۔ اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے۔“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403)

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد اسلام کا کُل ادیانِ عالم پر غلبہ تھا اور یہ مقصد ہر گز پورا نہیں ہو سکتا تھا جب تک انسانوں کے دلوں کو نورِ ایمان سے منور نہ کیا جائے۔ خدا تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق آپ کے ذریعے سے ان آفاقی مقاصد کی تکمیل تین صدیوں میں ہونا تھی۔

انصار بھائیو! اس عالمی غلبہ کے لئے اُن اسباب اور سامانوں کا ہونا بھی مقدر تھا جن کے ذریعے یہ الٰہی نوشتے پورے ہوں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے بعد قدرت ثانیہ کا قیام اس کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ قدرت ثانیہ کی برکات میں سے ایک بہت بڑی برکت ایم ٹی اے ہے جو بنی نوع انسان کو ایک ہاتھ پر اکھٹا کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ ان سب اسباب کا مہیا ہونا اسی لئے ہے کہ ایمان کو ثریا سے لا کر پھر سے دلوں میں قائم کیا جائے۔ پس یاد رکھنا چاہئے کہ ایم ٹی اے محض ایک ٹی وی چینل نہیں ہے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کی اُس عظیم الشان تقدیر کا ایک حصہ ہے جس کی خبریں خدا تعالیٰ اور اُس کے فرستادوں نے دے رکھی تھیں اور اس سے امام وقت کی شش جہات میں پھیلنے والی صدائے حق محض کسی فرد کسی عالم کی آواز نہیں ہے۔ یہ تو وہ صدائے حق ہے جس کو سننے کی حسرت لیے کروڑوں لوگ دنیا میں آئے اور گزر گئے مگر انہیں ایمان اور روحانیت کی یہ بہار دیکھنا نصیب نہ ہوئی۔ آج جو لوگ اس زمین پر بستے ہیں ان میں سے بھاری اکثریت اُس آسمانی آواز کی سچائی اور عظمت کو شناخت نہیں کر سکی۔ وہ دیکھتے ہیں کہ خدا تعالی اور آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہونے والے حقیقی ایمان کی دولت سے محرومی کے باعث ذلت اور نکبت کی اتھاہ گہرائیوں میں گرتے ہی چلے جا رہے ہیں مگر اس روحانی مائدہ کی طرف توجہ نہیں کرتے جو چودہ سو سال پہلے رحمۃ للعالمین ﷺ کی دی ہوئی خبروں کے عین مطابق آسمان سے اُترا ہے۔ کون ہے جو آج اس پُر فتن اور پُر مصائب دنیا میں اپنے ایمان کی حفاظت نہیں کرنا چاہتا۔ کون ہے جو ایسے نظام اور اس حصن حصین سے دور ہونے کا متحمل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اگر دلوں میں خدا نہیں ہے تو پھر یہ دل ضرور شیطان کی آماجگاہ بنتے چلے جائیں گے۔ اگر انسان خدا پرستی کی جنت میں نہیں تو پھر مادہ پرستی کی جہنم میں ہو گا۔

اسی لیے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا:

”میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے۔ جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی میں سے حصہ لے گا۔ مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانے کا حصن حصین میں

ہوں۔ جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں، قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے۔ ہر طرف سے اس کو موت در پیش ہے۔"

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

پیارے انصار بھائیو! سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عہد بیعت کی ایک شرط یہ ہے کہ ہم آپ سے ایک ایسا تعلق رکھیں گے جس کی مثال دنیوی تعلقات میں نہ پائی جاتی ہو۔ ہمارا عہد بیعت ہم سے اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم اِس وجود سے یہ تعلق استوار کرنے کی کوشش کریں جسے خدا تعالیٰ نے جسمانی اور روحانی دونوں اعتبار سے آپ کے وجود کا تسلسل بنایا ہے۔ ہم اور ہماری نسلیں روحانی تربیت کے لیے اس آسمانی نظام سے استفادے کی محتاج ہیں۔ حقیقی روحانیت کی دولت دراصل اُسی خدائی نظام سے مل سکتی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

"خلافت کی برکات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض دفعہ نصیحت عمل نہیں کر رہی ہوتی لیکن جب خلیفہ وقت کی زبان سے وہی نصیحت نکلتی ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ غیر معمولی اثر پیدا کر دیتا ہے۔"

(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 2)

ایسے عظیم الشان آسمانی نظام سے ہم اگر کسی بھی رنگ میں دوری اختیار کریں گے تو ہم روشنی سے اندھیرے کی طرف حرکت کرنے والے ہوں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اگر خلیفہ وقت کی باتوں پر کان نہیں دھریں گے تو آہستہ آہستہ نہ صرف اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے فضلوں سے دور کر رہے ہوں گے بلکہ اپنی نسلوں کو بھی دین سے دور کرتے چلے جائیں گے۔"

(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 191)

انصار بھائیو! ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ خطبات جمعہ قومی وحدت اور یکجہتی پیدا کرتے ہیں کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

”نمازوں کے قیام کی ایک بڑی اعلیٰ تشریح اور وضاحت حضرت مصلح موعود نے اس طرح فرمائی ہے کہ صلوٰۃ کا بہترین حصہ جمعہ ہے جس میں امام خطبہ پڑھتا ہے اور نصائح کرتا ہے اور خلیفہ وقت دنیا کے حالات دیکھتے ہوئے دنیا کی مختلف قوموں کی وقتاً فوقتاً اُٹھتی ہوئی اور پیدا ہوتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر نصائح کرتا ہے جس سے قومی وحدت اور یکجہتی پیدا ہوتی ہے۔ سب کا قبلہ ایک طرف رکھتا ہے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی اصل تصویر ہمارے سامنے ہے اور جماعت احمدیہ میں یہ تصویر ہمیں نظر آتی ہے۔ جبکہ خلیفہ وقت کا خطبہ بیک وقت دنیا کے تمام کونوں میں سنا جارہا ہوتا ہے اور مختلف مزاج اور ضروریات کے مطابق بات ہوتی ہے۔ میں جب خطبہ دیتا ہوں، جب نوٹس لیتا ہوں تو اس وقت صرف آپ جو میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں، وہی مد نظر نہیں ہوتے۔ بلکہ کوشش یہ ہوتی ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک کی جو مجھے رپورٹس آتی ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے کبھی زیادہ زور یورپ کے حالات کے مطابق خطبہ میں ہو۔ کبھی ایشیا کے کسی ملک کے حالات کے مطابق ہو یا عمومی طور پر ان کے حالات کے مطابق ہو۔ کبھی افریقہ کے مطابق ہو۔ کبھی جزائر کے مطابق ہو۔ لیکن اسلام چونکہ ایک بین الاقوامی مذہب ہے اس لئے ہر بات جو بیان ہو رہی ہوتی ہے وہ ہر ملک اور ہر طبقے کے احمدیوں کے لئے نصیحت کا رنگ رکھتی ہے۔ چاہے کسی کو بھی مد نظر رکھ کر بات کی جارہی ہو کچھ نہ کچھ پہلو ان کے اپنے بھی اس میں موجود ہوتے ہیں۔ مجھے خطبے کے بعد دنیا کے مختلف ممالک سے خط بھی آتے ہیں، روس کی ریاستوں کے مقامی باشندوں کی طرف سے بھی آتے ہیں، افریقہ کے مقامی باشندوں کی طرف سے بھی آتے ہیں اور دوسرے ممالک کے مقامی باشندوں کی طرف سے بھی آتے ہیں اور یہ اظہار ہوتا ہے کہ یوں لگتا ہے یہ خطبہ جیسے ہمارے لئے ہے۔ بہرحال اقامت صلوٰۃ کی ایک تشریح یہ بھی ہے جو خلافت کے ذریعہ سے آج دنیائے احمدیت میں جاری ہے۔“

(خطبات مسرور جلد 9 صفحہ 265-266)

پھر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ خطبات کے مخاطب تمام دنیا کے احمدی ہیں کے حوالے سے فرماتے ہیں:

”میں جب خطبے یا تقریر میں کوئی بات کرتا ہوں تو بعض احمدی سمجھتے ہیں کہ یہ ہدایت صرف اس جگہ کے لئے ہے جہاں خطاب ہو رہا ہے۔ ایک احمدی کا یہ رویّہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ کسی بھی احمدی کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ مَیں جس ملک میں خطبہ یا تقریر میں کوئی بات کروں جو خدا تعالیٰ کی تعلیم کے حوالے سے ہے تو وہ صرف اسی ملک کے لئے ہے۔ بلکہ جہاں جہاں بھی احمدی موجود ہیں وہ سب اس کے مخاطب ہوتے ہیں۔ جب ہم یہ سمجھیں گے تو تبھی ہم میں یک رنگی پیدا ہو گی اور تبھی ہم ایک رب العالمین کے ماننے والے کہلا سکیں گے.... پہلے وقتوں میں تو شاید بعض خاص جگہوں کے لئے بعض باتیں کہی جاتی ہوں لیکن اب تو دنیا ہر جگہ قریبی رابطے ہونے کی وجہ سے ایک ہو گئی ہے اس لئے برائیاں بھی تقریباً مشترک ہو چکی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہمیں MTA کی نعمت سے نوازا ہے تاکہ اس رب جو رب العالمین ہے کی تعلیم سے ہٹنے والوں کو فوری طور پر توجہ دلائی جا سکے۔ اگر ایک جگہ برائی پھیل رہی ہے تو نیکی بھی فوری طور پر اس جگہ پہنچ جانی چاہئے۔ پس ہر احمدی جہاں کہیں بھی ہو، اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ وہ وَاُمِرتُ اَن اُسلِمَ لِرَبِّ العٰلَمِین یعنی مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمام جہانوں کے ربّ کا کامل فرمانبردار ہو جاؤں، کا مخاطب ہے تو پھر وہ باتیں جو ہمارے ربّ نے ہمیں بتائی ہیں، جو میں نے اپنے خطبے اور تقریر میں بیان کی ہیں اور جو مختلف وقتوں میں بیان کرتا ہوں وہ دنیا میں ہر جگہ کے احمدی کے لئے ہیں۔ اس لئے عمل نہ کرنے کے بہانے تلاش نہیں کرنے چاہئیں بلکہ ہر ایک کو اس کا مخاطب سمجھنا چاہئے۔ جب کامل اطاعت اور فرمانبرداری اور اللہ کے حکموں پر عمل کرنے اور اس کی عبادت کی طرف توجہ رہے گی تو تبھی ہم اپنے ربّ کو مخاطب کر کے نیکوں کے ساتھ وفات کے وقت شامل ہونے کی دعا کر رہے ہوں گے، یہ دعا کر رہے ہوں گے کہ اے اللہ! ہمیں اپنے تمام احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما تاکہ ہمارا شمار بھی ان لوگوں میں ہو جو کامل فرمانبردار ہوں اور صرف تیری عبادت کرنے والے ہوں اور جو فَادخُلِی فِی عِبَادِی وَادخُلِی جَنَّتِی (الفجر:31-30) کے انعام کے حاصل کرنے والے ہوں۔“

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 597-598)

پھر حضور انور نے 27 ستمبر 2013ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

"یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس زمانہ میں فاصلوں کی دوری کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کے ذریعہ سے جماعت اور خلافت کے تعلق کو جوڑ دیا ہے۔ اس لئے میرے خطبات اور مختلف پروگراموں کو ضرور سنا کریں۔ میں نے جائزہ لیا ہے بعض عہدیدار بھی خطبات کو باقاعدگی سے نہیں سنتے۔ یہ خطبات وقت کی ضرورت کے مطابق دینے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس لئے اپنے آپ کو ان سے ضرور جوڑیں۔"

لگاؤ سیڑھی اُتارو دلوں کے آنگن میں
نثار جاؤ، نظر وار کر دیکھو
جو اُس کے ساتھ، اُسی کی دعا سے اترا ہے
یہ مائدہ ہے، ڈشوں میں اتار کر دیکھو

اسی طرح اپنے خطبہ فرمودہ 18 اکتوبر 2013ء میں فرمایا:

"پھر یاد دہانی کروا رہا ہوں، اس طرف بہت توجہ کریں اپنے گھروں کو اس انعام سے فائدہ اُٹھانے والا بنائیں جو اللہ تعالیٰ نے ہماری تربیت کے لئے ہمارے علمی اور روحانی اضافے کے لئے ہمیں دیا ہے تا کہ ہماری نسلیں احمدیت پر قائم رہنے والی ہوں۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنے آپ کو ایم ٹی اے سے جوڑیں۔"

پھر حضور نے بارہا اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ احباب جماعت کی تربیت کے لئے یہ نہایت ضروری امر ہے کہ احباب جماعت اپنے آپ کو ایم ٹی اے سے منسلک کریں۔ مجلس مشاورت پاکستان 2015ء کے لئے اپنے پیغام میں فرمایا:

"شوریٰ کے ممبران بھی اور عہدیداران بھی یہ ذمہ داری ادا کرنے کا عہد کریں کہ وہ اپنے آپ کو بھی اور افراد جماعت کو بھی زیادہ سے زیادہ ایم ٹی اے کے ساتھ منسلک کرنے کی کوشش کریں گے۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے پر علاوہ میرے خطبات اور تقریروں کے ہر قسم کے دیگر پروگرام بھی

آتے ہیں جن سے اکثر علمی اور تربیتی پہلوؤں کا احاطہ ہو جاتا ہے اور جن کے سننے سے بچوں سے لے کر بڑوں تک ہر ایک کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے اس طرف بہت توجہ کریں۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ 2 اپریل 2015ء)

پس آپ انصار عمر کے ایسے حصہ میں ہیں کہ آپ نہ صرف خود مکلّف ہیں بلکہ اپنی اولادوں کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری آپ کے کندھوں پر ہے اس لئے ہم پر سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا کے قرآنی حکم پر عمل کرتے ہوئے لازم ہے کہ ہم سب سے پہلے پورے اہتمام سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات وارشادات کو پوری توجہ سے سنیں اور پھر ان پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کریں اور ہمیشہ یادرکھیں کہ دنیا کی اصلاح کے لیے اور انسانوں کو مادیت کے اندھیروں سے نکالنے کے لیے کوئی اور آسمانی نظام قائم نہیں ہو گا۔ ہم خدا کی آخری جماعت ہیں پس اللہ تعالیٰ ہمیں اس امام سے وابستہ ہونے اور چمٹ جانے کی توفیق عطاء فرمائے خواہ ہمیں اسکی کوئی بھی قیمت ادا کرنی پڑے۔ اللہ۔ تعالیٰ ہمیں خلیفۃ المسیح کی ان خواہشات پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین



﴿25﴾　﴿مشاہدات۔187﴾

ایک مقدس عہد

(حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمدؓ کا ایفائے عہد)

یاد آئے گا تیرا حُسن ہمیں تیرا احسان یاد آئے گا
ہر قوم پر تری محبت کا عہد و پیمان یاد آئے گا

معزز سامعین! جماعتِ احمدیہ کی روشن تاریخ کے جماعتی و ذیلی تنظیموں کے عہد کے باب اور تاریخ وسوانح حضرت مصلح موعودؓ کے باب کا جب بھی ہم مطالعہ کرتے ہیں یا آئندہ کرتے رہیں گے تو ہمیں وہ تاریخ ساز عہد یاد آتا رہے گا جو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ نے اپنے والدِ محترم حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر آپ کی میّت کے سرہانے بڑے عزم کے ساتھ یوں کیا تھا کہ

” اے خدا! مَیں تجھ کو حاضر ناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے تو نے نازل فرمایا ہے مَیں اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا۔“

اک جوانِ منحنی اٹھا بعزمِ استوار
اشکبار آنکھیں لبوں پر عہدِ راسخ دل نشیں
شوکتِ الفاظ بھرائی ہوئی آواز میں
کرب وغم میں بھی نمایاں عزم و ایمان و یقیں
میں کروں گا عمر بھر تکمیل تیرے کام کی
میں تری تبلیغ پھیلا دوں گا بر روئے زمیں

زندگی میری کٹے گی خدمتِ اسلام میں
وقف کردوں گا خدا کے نام پر جانِ حزیں

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خلافت سے قبل اپنی معرکہ آرا کتاب سوانح فضل عمرؓ جلد اول کے صفحہ 177 تا 179 میں اِس عہد کی تفصیل اور سیاق وسباق یوں تحریر فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تدفین کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب (مرزا بشیر الدین محمود احمد) صبر وعزم کا پیکر بنے ہوئے نہایت وقار کے ساتھ اپنے خالی گھر واپس تشریف لائے۔ وہ گھر جو اپنے پیارے باپ اور مقدس امام کے وجود سے خالی ہو چکا تھا۔ جس میں نہ تو امامت ورثہ کے طور پر پیچھے چھوڑی گئی تھی نہ ہی دنیا کے مال واسباب اور نعمتوں کے سامان۔ لیکن جیسا کہ آپ کی بزرگ والدہ (حضرت اماں جانؓ) نے اپنے سب بچوں کو جمع کر کے وصیت فرمائی۔ حقیقت میں یہ گھر خالی نہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔

”بچو! گھر خالی دیکھ کر یہ نہ سمجھنا کہ تمہارے ابا تمہارے لئے کچھ نہیں چھوڑ گئے۔ انہوں نے آسمان پر تمہارے لئے دعاؤں کا بڑا بھاری خزانہ چھوڑا ہے۔ جو تمہیں وقت پر ملتا رہے گا۔“

(الفضل 19 جنوری 1962ء)

پس اس دن کے بعد کی تاریخ اسی بھاری خزانے کی تقسیم کی تاریخ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی صورت میں اس نوجوان پر خصوصیت کے ساتھ اور باقی بہن بھائیوں پر بالعموم حسب مراتب اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدرِ معلوم کے مطابق نازل ہوتا رہا۔

صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے اور اِس سفر کا آغاز ہوتا ہے جو اپنے مرحوم آقا سے جدائی کے بعد اس کی دعاؤں کے سائے تلے آپ کو تن تنہا طے کرنا تھا۔ یہ سفر ایک مخصوص منزل کی جانب اور ایک معین قبلہ کی طرف تھا۔ جس کی تعیین خود حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنے مرحوم باپ کی نعشِ مبارک کے سرہانے کھڑے ہو کر کی تھی۔ یہ ایک مقدس عہد تھا۔ جو آپ نے

اپنے رب سے کیا اور پھر تا زندگی پوری وفا اور عزم اور ہمت کے ساتھ اس پر قائم رہے۔ اپنی زندگی کے ان عہد آفریں لمحات کا ذکر کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں۔

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے آخری لمحے تھے اورآپ کے ارد گرد مرد ہی مرد تھے۔ مستورات وہاں سے ہٹ گئی تھیں۔ چارپائی کے تینوں طرف مرد کھڑے تھے مَیں وہاں جگہ بنا کر آپ کے سرہانے کی طرف چلا گیا یا شاید وہاں نسبتاً کم آدمی ہوں۔

مَیں وہاں کھڑا ہوا اور مَیں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی آنکھ کھولتے اِدھر اُدھر پھیرتے اور پھر بند کر لیتے اِن کی پُتلیاں اِدھر اُدھر مڑتیں اور پھر تھک کر اپنی آنکھوں کو بند کر لیتے۔ کئی دفعہ آپؑ نے اسی طرح کیا۔ آخر آپؑ نے زور لگا کر کیونکہ آخری وقت طاقت نہیں رہتی اپنی آنکھ کو کھولا اور نگاہ کو چکر دیتے ہوئے سرہانے کی طرف دیکھا۔ نظر گھومتے گھومتے جب آپ کی نظر میرے چہرے پر پڑی تو مجھے اس وقت ایسا محسوس ہوا جیسے آپؑ میری ہی تلاش میں تھے اور مجھے دیکھ کر آپؑ کو اطمینان ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے آنکھیں بند کر لیں۔ آخری سانس لیا اور وفات پا گئے۔ اس وقت مَیں نے سمجھا کہ آپؑ کی نظر مجھ ہی کو تلاش کر رہی تھی اور مَیں نے اپنے ذہن میں سمجھا کہ مَیں جو دعائیں کر رہا تھا۔ اس کا یہ نتیجہ ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرما دی کہ مَیں آخری وقت میں آپ کی آنکھوں کو دیکھ سکوں۔

آپ کی وفات کے معاً بعد کچھ لوگ گھبرائے کہ اب کیا ہو گا۔ انسان، انسانوں پر نگاہ کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ دیکھو! یہ کام کرنے والا وجود تھا یہ تو اب فوت ہو گیا اب سلسلہ کا کیا بنے گا؟ جب......اس طرح بعض اور لوگ مجھے پریشان حال دکھائی دیئے اور مَیں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اب جماعت کا کیا حال ہو گا؟ تو مجھے یاد ہے گو مَیں اُس وقت 19 سال کا تھا مگر مَیں نے اُسی جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سرہانے کھڑے ہو کر کہا کہ اے خدا! مَیں تجھ کو حاضر ناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے تو نے نازل فرمایا ہے مَیں اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا۔ انسانی زندگی میں کئی گھڑیاں آتی ہیں سستی کی بھی، چستی کی بھی، علم کی بھی، جہالت کی بھی، اطاعت کی بھی، غفلت کی بھی۔ مگر

آج تک مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ میری گھڑی ایسی چستی کی گھڑی تھی۔ ایسی علم کی گھڑی تھی۔ ایسی عرفان کی گھڑی تھی کہ میرے جسم کا ہر ذرہ اس عہد میں شریک تھا اور اُس وقت مَیں یقین کرتا تھا کہ دنیا اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کے ساتھ مل کر بھی میرے اس عہد اور اس ارادہ کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ شاید اگر دنیا میری باتوں کو سنتی تو وہ ان کو پاگل کی بڑ قرار دیتی بلکہ شاید کیا یقیناً وہ اسے جنون اور پاگل پن سمجھتی مگر مَیں اپنے نفس میں اس عہد کو سب سے بڑی ذمہ داری اور سب سے بڑا فرض سمجھتا تھا اور اس عہد کے کرتے وقت میرا دل یہ یقین رکھتا تھا کہ مَیں اس عہد کے کرنے میں اپنی طاقت سے بڑھ کر کوئی وعدہ نہیں کر رہا۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے جو طاقتیں مجھے دی ہیں۔ انہیں کے مطابق اور مناسب حال یہ وعدہ ہے۔"

(الفضل 21 جون 1944ء)

معزز سامعین! خاندان میں بزرگ بالخصوص والدین میں سے کسی کی وفات ایک ایسا اندوہناک وقت ہوتا ہے کہ دُکھ، درد اور تکلیف کی اِس گھڑی میں والد یا والدہ کی بہت سی یادیں سر اٹھا رہی ہوتی ہیں۔ مرحوم والدین کی نیکیاں بار بار یاد آکر عہد وپیمان کے بندھن میں انسان کو باندھ رہی ہوتی ہیں۔ انسان اُس وقت فلاح و بہبود اور ترقیات کے کئی منصوبے بناتا ہے اور اپنے مرحوم والدین کے نام پر ویلفیر ٹرسٹ جاری کرتا ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) نے بھی مورخہ 26 مئی 1908ء کو اپنے والدِ محترم حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر آپؑ کی میّت کے سرہانے ایک عہد اپنے اللہ تعالیٰ سے اُس وقت کیا تھا جب بعض لوگوں کے چہروں پر ناامیدی کے آثار نظر آرہے تھے اور اُن میں سے بعض برملا یہ کہہ رہے تھے کہ اب کیا ہوگا؟ جماعت کا کاروبارِ زندگی کیسے چلے گا۔ تو اُس وقت مسیح ومہدی دوراں کے اِس اولوالعزم بیٹے نے اُس عالی شان مشن کو آگے بڑھانے کا عزم باندھا جس مشن کو حضرت مسیح موعودؑ لے کر آئے تھے۔ اِس اولوالعزم بیٹے نے نہ صرف پختہ عہد باندھا بلکہ اپنی باقی ماندہ زندگی کے 57 سال اِس پختہ عزم کے ساتھ اپنے اس عہد پر قائم رہے کہ دنیا دھنگ رہ گئی۔ آپؓ کے منصوبوں اور تحریکات سے جماعت کو ایسی ترقی ملی جس نے آئندہ زمانے میں ملنے

والی فتوحات و ترقیات کے لئے کھاد کا کام کیا۔ آپؓ کے خلافت پر متمکن ہونے سے قبل کے پانچ سال اور پھر مسندِ خلافت پر بیٹھنے کے بعد کے 52 سالوں میں آپؓ کے منصوبوں کی بدولت جماعت کو جو برق رفتار ترقیات نصیب ہوئیں اُن کا وقت کی مناسبت سے خلاصہ آپ معزز سامعین کے سامنے رکھتا ہوں۔

سامعین! خلافت سے قبل اور ابا حضورؑ کی وفات کے بعد کے پانچ سالوں کی بات کریں تو آپؓ کے اندر جوانی کا خون دوڑ رہا تھا۔ آپؓ نئے نئے عزائم کے ساتھ جوانی کے اِس عالَم میں آگے بڑھ رہے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی بھی پوری آشیر آباد آپؓ کو حاصل تھی۔ آپؓ نے اس عرصہ میں اخبار الفضل اور رسالہ تشحیذ جاری کیا جس نے جماعت کی جڑوں میں پانی کا کام کیا اور آج تشحیذ تو نام نہاد مُلّاں کے زیرِ اثر پاکستانی حکومت کی طرف بندش کا شکار ہے۔ لیکن جتنا عرصہ یہ جاری رہا وہ اپنی خوشبو ہر سُو بکھیرتا رہا اور حضرت مصلح موعودؓ کی یاد دلاتا ہوا یہ رسالہ نونہالانِ جماعت کی تعلیم۔و تربیت کا فریضہ بڑی کامیابی کے ساتھ کرتا رہا۔

اِسی طرح الفضل کو لیں۔ مشکلات کا سفر طے کرتا ہوا اب یہ اخبار روزنامہ کے طور پر علمی و روحانی خوشبو بکھیر رہا ہے۔ اِس کے قارئین کی تعداد سینکڑوں سے نکل کر لاکھوں میں داخل ہو چکی ہے۔ اِس علمی نہر کو بھی پاکستان میں جبری بندش کا سامنا ہے۔ جسے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر الفضل آن لائن کی صورت میں جاری کیا گیا جو لاکھوں کی تعداد میں احمدی افراد کی روحانی پیاس بجھاتا ہوا الفضل انٹرنیشنل میں ضم ہوا۔ یوں اِس کے ذریعہ اسلام احمدیت کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچ رہا ہے اور حضرت مصلح موعودؓ کی یادیں تازہ ہوتی ہیں اور آپؓ نے اپنے والد محترم کی میت کے سرہانے اسلام کے نشاۃ ثانیہ کا جو عہد کیا تھا۔ وہ عہد اس اخبار کے ذریعہ بڑی شان سے پورا ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

سامعین کرام! اِسی پر بس نہیں بلکہ اِس اولوالعزم نے جس مستعدی کے ساتھ اپنے اس عہد کو نبھایا اِس پر تمام جماعت گواہ ہے۔ خلافت اولیٰ کا دور ایک نہات کٹھن دور تھا جس میں خلافت راشدہ کے طریق پر اس دور میں بھی خلافت جیسے نظام کے قیام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے انتخاب سے لے کر تمام اندرونی فِتَن کے مقابلوں تک یہ اولوالعزم اپنے عہد پر پوری طرح سے قائم رہا اور ہمیشہ اس کے استحکام کی پاسداری کی۔ حضرت خلیفہ اولؓ کا کامل مطیع اور باوفا، سلطان نصیر بنا رہا اور حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام کو

جو حقیقی معنوں میں خدا اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی پیغام ہے دنیا میں پھیلانے کے لئے کوشاں رہا۔ گویا کوئی دقیقہ فروگزاشت کئے بغیر آپؓ دین کی اشاعت اور جماعت کی تعلیم وتربیت میں ہمہ تن مصروف رہے۔ ہر ممکن کوشش کی کہ سلسلہ کی تبلیغ کا کام کبھی نہ رکے اور اس کے لئے کسی بھی قسم کی قربانی سے کبھی دریغ نہ کیا اور پھر ساتھ ساتھ ذہنی، علمی اور روحانی صلاحیتوں میں بھی جلد جلد بڑھتے رہے، تحریر و تقریر کا ملکہ بھی ترقی پکڑتا گیا۔ کیا اپنے، کیا بیگانے سب متاثر ہوئے بغیر نہ رہے۔ ماہنامہ تشحیذ الاذہان کے مضامین اور خلافت اولیٰ میں تربیتی اور دینی مسائل پر تقاریر اس بات کا منہ بولتا ثبوت تھیں کہ اس میں خدا کی روح ہے۔ دنیا آج بھی ان علوم کے انوار کو پڑھتی ہے تو یاد کرتی ہے۔

اے بشیر الدین، اے محمود، اے فضل عمر!
تُو ہے اسمِ بامسمّٰی اے ہمارے راہبر!

مکرم ملک حبیب الرحمن صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی انسپکٹر آف اسکولز تحریر کرتے ہیں۔

”شجاع آباد میں کئی دفعہ مشہور احراری لیڈر قاضی احسان احمد صاحب جو اُس وقت نو عمر تھے میرے پاس آیا کرتے تھے۔ دو تین دفعہ انہوں نے کہا کہ آپ کے خلیفہ صاحب اس قدر ذہین ہیں اور ان کا دماغ اتنا اعلیٰ ہے کہ ہماری سکیمیں فیل کر دیتے ہیں۔“

(سیدنا حضرت مصلح موعودؓ از ادارہ الفضل آن لائن لندن صفحہ 158)

سامعین! مَیں اب آپ کے سامنے آپؓ کی خدمات کا ایک اجمالی خاکہ رکھتا ہوں۔

جس سے باآسانی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپؓ نے اپنے اللہ سے کئے گئے عہدِ مقدس کو کس سُرعت کے پایہ تکمیل کی طرف لے گئے۔ یہ اجمالی خاکہ یوں ہے۔

- 100 کے قریب علمی، تربیتی اور روحانی تحریکات
- 311 خانہ ہائے خدا کی بیرونی ممالک میں تعمیر
- 46 ممالک میں احمدیہ مشن ہاؤسز کا قیام
- 164 واقفین زندگی کو بیرون ممالک دعوت الی اللہ کے لئے بھجوانا

- 16 زبانوں میں تراجم قرآن کی اشاعت
- 24 ممالک میں 74 تعلیمی مراکز کا قیام
- 28 دینی مدرسوں اور 17 ہسپتالوں کا قیام
- 225 کتب ورسائل کی تصنیف
- 10 ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی قرآنی تفسیر وتشریح

وہ سخت ذہین اور فہیم اور ذکی تھا
پُر علم تھا وہ ظاہر و باطن میں تقی تھا
اے فضلِ عمر زندہ ہے ہر لمحہ ترا نام
تاریخ کے سینے پہ چمکتا ہے ترا کام

حضورؓ کا اپنا بیان اور غیروں کا اعتراف

آپؓ فرماتے ہیں:

''وہ کون سا اسلامی مسئلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ نہیں کھولا۔ مسئلہ نبوت، مسئلہ کفر، مسئلہ خلافت، مسئلہ تقدیر، قرآنی ضروری امور کا انکشاف، اسلامی اقتصادیات، اسلامی سیاسیات اور اسلامی معاشرت وغیرہ پر تیرہ سو سال سے کوئی وسیع مضمون موجود نہیں تھا۔ مجھے خدا تعالیٰ نے اس خدمتِ دین کی توفیق دی۔''

پھر فرمایا:

''مجھے کوئی لاکھ گالیاں دے، مجھے لاکھ بُرا بھلا کہے جو شخص اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے لگے گا اُسے میرا خوشہ چین ہونا پڑے گا اور وہ میرے احسان سے کبھی باہر نہیں جا سکے گا۔''

(خلافت راشدہ صفحہ 254-256)

اب آپؓ کے بارہ میں ایک متعصب، مخالف اور سخت دشمن مولوی ظفر علی خان کا بیان سنئے۔ تاریخی الفاظ میں یوں اعتراف کرتا ہے:

"احراریو! کان کھول کر سن لو۔ تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن اور قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا دھرا ہے...... مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں۔ مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں اُس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔"

(ایک خوفناک سازش صفحہ 196)

آپؓ کے 52 سالہ دور خلافت کا ایک ایک ورق اس بات کی شہادت کے لئے حاضر ہے کہ کس طرح اپنوں نے جانچا۔ غیروں نے پرکھا اور بار بار پرکھا۔ وہ آزمایا گیا اور وہ ستایا گیا مگر وہ تو تھا ہی کوہِ وقار، عزم کی چٹان اور ہمتوں کا شہزادہ۔ احرار نے ٹکر لی، حکومت نے طاقت آزمائی کی، سیاست دانوں نے چالیں چلیں، شعراء نے سحر کاری کی مگر سوائے شرمندگی اور نامرادی کے کسی کے ہاتھ میں کچھ بھی تو نہ آیا۔ اس کا تو ایک ہی ماٹو اور ایک ہی نصب العین تھا۔

سامعین! 1934ء میں جب احرار نے فتنہ کھڑا کیا انہوں نے احمدیت کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہا۔ انہوں نے قوم کے لیڈروں اور حکومت کی آشیرباد سے دنیائے احمدیت پر ہلہ بول دیا اور قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کا اعلان کر دیا تو اس وقت خدائے تعالیٰ کا یہ بلند ہمت اور پُرعزم شیر دھاڑا اور فرمایا۔

"دنیا کی تمام طاقتیں جمع ہیں۔ احراری بھی ہیں، پیرزادے بھی ہیں، دیوبندی بھی ہیں..... شاعر اور فلاسفر بھی ان کے ساتھ ہیں...... گویا دنیا اپنی تمام طاقتیں احمدیت کو کچلنے پر صرف کرنے کے لئے آمادہ ہو رہی ہیں ..... اپنی ساری طاقتیں جمع کر کے احمدیت کو مٹانے کے لئے تل جاؤ پھر بھی یاد رکھو کہ سب کے سب ذلیل و رسوا ہو جاؤ گے"

(الفضل 30 مئی 1935ء)

آپؓ کو مخالفین کے لئے نرمی اختیار کرنے کا مشورہ دیا گیا تو آپؓ نے ایک یقینِ کامل کے ساتھ واضح کر دیا کہ جس قدر فتنہ بڑھتا ہے اسی قدر ہمیں یقین ہوتا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کی تائید میں کوئی نشان

دکھانا چاہتا ہے اور آپ کسی قسم کی مداہنت اور نرمی کر کے خدا تعالیٰ کے نشان کو دُھندلا نہیں کرنا چاہتے تھے ۔ چنانچہ ایسے نازک وقت میں جبکہ قادیان مخالفت کے خوفناک طوفانوں کی لپیٹ میں تھا آپؓ نے فرمایا۔

”خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دے گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے جس راستہ پر مجھے کھڑا کیا ہے وہ فتح کا راستہ ہے جو تعلیم مجھے دی ہے وہ کامیابی تک پہنچانے والی ہے اور جن ذرائع کے اختیار کرنے کی اس نے مجھے توفیق دی ہے وہ کامیاب و بامراد کرنے والے ہیں اس کے مقابلہ میں زمین ہمارے دشمنوں کے پاؤں سے نکل رہی ہے اور میں ان کی شکست کو ان کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں وہ جتنے زیادہ منصوبے کرتے اور اپنی کامیابی کے نعرے لگاتے ہیں اتنی ہی نمایاں مجھے ان کی موت دکھائی دیتی ہے۔“

(الفضل 30 مئی 1935ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان بدر کے موقع پر پھینکی جانے والی کنکریوں کی مٹھی ثابت ہوا جس نے آن واحد میں مخالفوں کی آنکھوں کو اندھا کر دیا اور وہ خائب و خاسر رہے بلکہ اس طوفان کی کوکھ سے تحریک جدید کا وہ شگوفہ پھوٹا جس کے خوشنما پھولوں سے آج ایک عالم معطر ہو رہا ہے۔

آپؓ کبھی بڑی سے بڑی مخالفت سے بھی نہ گھبرائے اور ہمیشہ اپنے خدا پر یقین رکھا۔ 1953ء کے طوفان بے تمیزی کے موقع پر جبکہ دشمن جماعت کو کھا جانے کے لئے تیار تھا ملک میں لاقانونیت تھی امن و امان قائم کرنے والی طاقتیں بے بس دکھائی دے رہی تھیں ۔ روزنامہ الفضل کی بندش کر کے امامِ جماعت اور افرادِ جماعت کے درمیان رابطے کے اہم ذریعے کو منقطع کر دیا گیا تو اس وقت آپؓ نے جماعت کو ایک پُرعزم راہنما کے طور پر تسلی دیتے ہوئے لاہور سے جاری کردہ "فاروق" اخبار کے پہلے ہی پرچہ میں پیغام دیا۔

”الفضل کو ایک سال کے لئے بند کر دیا گیا ہے احمدیت کے باغ کو جو ایک ہی نہر لگتی تھی اس کا پانی روک دیا گیا ہے پس دعائیں کرو اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو ان شاء اللہ فتح ہماری ہے۔ کیا آپ نے گزشتہ 40 سال میں کبھی دیکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے چھوڑ دیا؟ تو کیا اب وہ مجھے چھوڑ دے گا؟ ساری دنیا مجھے چھوڑ دے مگر

وہ ان شاء اللہ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا سمجھ لو کہ وہ میری مدد کو دوڑا چلا آرہا ہے وہ میرے پاس ہے وہ مجھ میں ہے خطرات ہیں اور بہت ہیں مگر اس کی مدد سے سب دور ہو جائیں گے۔"

(سوانح فضل عمر جلد 4 صفحہ 352)

آپؓ نہ صرف خود اشاعتِ اسلام اور اِس عہد مقدس پر کاربند رہے بلکہ آپؓ نے یہ روح اپنے متبعین کے اندر پیدا کر دی۔ چنانچہ خدام الاحمدیہ کو اِن جلالی الفاظ میں مخاطب ہوئے۔

"ہر خادم یہ سمجھے کہ احمدیت کا ستون مَیں ہوں۔ اگر مَیں ذرا ہلا اور میرے قدم ڈگمگائے تو میں سمجھوں گا یہ احمدیت پر زد آگئی ہے۔"

(سیرت مصلح موعود از ادارہ الفضل آن لائن صفحہ 56)

پھر ایک اور موقع پر خدام کو توجہ دلائی کہ تمہارے چہرہ کے پیچھے اسلام کا چہرہ ہے۔ اگر آپ کا چہرہ ذرا ہلا تو دشمنوں کے تیر اسلام کے چہرہ کو لگ کر گزند پہنچائے گا۔

حضرت مصلح موعودؓ کا عزم اِس قدر بلند تھا کہ ایک دفعہ فرمایا کہ اِس وقت دنیا میں 1300 زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اِن تمام زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ ہونا ضروری ہے۔

(سیدنا حضرت مصلح موعودؓ از ادارہ الفضل آن لائن صفحہ 116)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت کو مخالفین کی طرف سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اُس وقت حضرت مصلح موعودؓ نے احباب جماعت کو راتوں کو اُٹھنے اور اُٹھ کر نمازیں پڑھنے اور فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلائی اور مسلسل توجہ دلاتے رہے کہ خلافت محفوظ چلی جائے۔ پیغامیوں نے حضورؓ پر طعنے لگائے کہ مرزا محمود پریشان ہے اور دعاؤں کا کہتا پھر رہا ہے۔ اس پر آپؓ نے فرمایا کہ کیا دعا کرنا منع ہے۔ خلافت کی حفاظت اور استحکام کے لئے دعاؤں، نوافل اور نمازوں کی تحریک اُسی مقدس عہد کا ہی حصّہ تھا جو آپؓ نے اپنے والدِ محترم کی میت کے سرہانے کھڑے ہو کر کیا تھا۔

حضرت شیخ محمد اسماعیل سرساویؓ نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ میاں محمود میں اِس قدر دینی جوش پایا جاتا ہے کہ مَیں بعض اوقات اِن کے لئے خاص طور پر دعا کرتا ہوں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 فروری 2022ء)

سامعین! آپؓ نے اپنے اِس مقدس عہد کو نبھانے کے لئے بیسیوں تحریکات فرمائیں۔ اُن میں سے تحریک جدید اور وقف جدید کی تحریکات بھی ہیں جنہوں نے جماعت کی ترقیات اور فتوحات میں نمایاں کردار ادا کیا اور جماعت قادیان سے نکل کر 220 سے زائد ممالک میں اپنے جھنڈے گاڑ چکی ہے۔ جہاں کلمہ طیبہ کا جھنڈا بلند ہوا۔ جہاں قرآن کریم کی پیاری و حسین تعلیم پھیلائی جارہی ہے اور جہاں اسلامی تعلیمات کو عام کیا جارہا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے والے کثرت سے موجود ہیں۔ پھر آپؓ کی طرف سے قائم ہونے والی ذیلی تنظیمیں جہاں آپؓ کے اِس مقدس عہد کی تکمیل میں آبیاری کا کام کررہی ہیں وہاں اِن تنظیموں کا قیام جماعت احمدیہ پر ایک احسانِ عظیم ہے جس سے وہ راہیں اُستوار ہوتی گئیں اور ہوتی جارہی ہیں جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی تکمیل آسان ہورہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غیر بھی اب جماعت کی ترقی اور استحکام کے معترف ہیں۔ جیسے جناب شوکت تھانوی نے لکھا کہ

"احمدی حضرات کے اسلامی جوش، اِن کے اسلامی اصولوں پر سختی سے کاربند ہونے اور تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں اِن کی دیوانہ وار سرگرمیوں کو ہم بے شک نہایت قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔"

(مابدولت (آپ بیتی) صفحہ 182۔ از الفضل 21 اکتوبر 2023ء)

آپؓ کے عزم کو دیکھ کر ہی معاند احمدیت مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے لکھا کہ

"میں سمجھتا تھا کہ یہ سلسلہ احمدیہ صرف مرزا صاحب (حضرت مسیح موعودؑ) کی زندگی تک ہی ہے لیکن اِن کے فرزند ارجمند کے اس مضمون کو پڑھ کر مَیں یقین کرتا ہوں کہ آپ یہ سلسلہ چلالیں گے۔"

(سیدنا مصلح موعود از الفضل آن لائن صفحہ 143)

اللہ تعالیٰ حضرت مصلح موعودؓ کے درجات بلند کرتا رہے اور ہم سب کو چھوٹا مصلح موعود بن کر اِس عہدِ مقدس کی مکمل تکمیل کے لئے سعی کرنے کی توفیق دیتا رہے۔

اے فضل عمر! تیرے اوصاف کریمانہ
بتلا ہی نہیں سکتا میرا فکرِ سخندانہ

ہر روز تو تجھ جیسے انسان نہیں لاتی
یہ گردشِ روزانہ یہ گردش دورانہ



﴿26﴾ ﴿مشاہدات۔415﴾

خلافت احمدیہ کی دوسری صدی کا عظیم عہد اور ہماری ذمہ داریاں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ O (النور:56)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

خلافت سے اسلام کی شان ظاہر
خلافت کو غلبہ ہے ہر ایں و آں پر
خلافت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے
حقیقت کھلے گی یہ سارے جہاں پر

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔’’ خلافت احمدیہ کی دوسری صدی کا عظیم عہد اور ہماری ذمہ داریاں‘‘

ایک انسان اپنی زندگی میں بہت سے عہد و پیمان باندھتا ہے یہ سلسلہ صبح سے شام تک جاری رہتا ہے۔ جب کسی کو کوئی مادی نقصان پہنچتا ہے یا تکلیف پہنچتی ہے تو فوراً اپنے خالق حقیقی اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے۔

معافی مانگتا ہے اور نئے عزم باندھتا ہے۔ ایک طالب علم جب نئی کلاس میں داخل ہوتا ہے تو نئے عزم اور نئے جذبہ کے ساتھ جاتا ہے۔ رمضان میں یا نئے سال کے آغاز پر اپنے اندر بہتری لانے کے لئے ایک مومن عہد و پیمان باندھتا ہے۔ نکاح یا شادی کا موقع ہو یا کسی خاندان میں کسی بزرگ کی وفات ہو۔ ہم ایسے مواقع پر افراد کو عہد باندھتے دیکھتے ہیں۔ ایک احمدی جہاں ان عہدوں سے تدریجاً گزرتا ہے وہاں روحانی میدان میں بھی اس کو مختلف عہد و پیمان کا ہر وقت سامنا رہتا ہے۔ جماعتی سطح پر جلسہ سالانہ یو کے کے موقع پر عالمی بیعت میں شمولیت کر کے تجدید عہد کا موقع میسر آتا ہے۔ ذیلی تنظیموں کے عہد ہیں جن کو ہر اجلاس سے پہلے دُہرایا جاتا ہے اور ان عہدوں میں بالخصوص خلافت کے قیام، بقا اور استحکام کے لئے جہاں عہد کر رہا ہوتا ہے وہاں نظام خلافت کی حفاظت اور خلیفۃ المسیح کی اطاعت کا نہ صرف خود عہد کرتا ہے بلکہ اپنی اولاد اور نسل کو بھی خلافت سے وابستہ رہنے اور رکھنے کا عہد باندھتا ہے۔ پھر ان عہدوں پر اپنے آپ کو کاربند رکھنے کے لئے خود دُعا بھی کرتا ہے اور اپنے عزم و حوصلہ کو بھی بلند رکھتا اور اپنا جائزہ لیتا اور محاسبہ کرتا رہتا ہے۔ اگر یہ تمام عہد ہر وقت ہمارے سامنے رہیں اور ہم اپنا محاسبہ کرتے رہیں تو اپنی، اہل خانہ کی اور معاشرہ و ماحول میں بسنے والے عزیز و اقارب اور دوست احباب کی اصلاح احوال میں بہتری آسکتی ہے۔ تعلیم القرآن، اصلاح وارشاد اور تعلیم و تربیت کے کام سہل ہوسکتے ہیں اور معمولی سی یاددہانی بہتر نتائج مترتب کر سکتی ہے۔

مورخہ 27 مئی 2008ء منگل کا دن کیا ہی مبارک دن تھا اور اس دن وہ ساعتیں کس قدر بابرکت تھیں جب مامور زمانہ حضرت مسیح موعودؑ اور قدرت ثانیہ کے پانچویں مظہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے کُل عالم میں بسنے والے کروڑوں احمدیوں سے خلافت احمدیہ کی پہلی صدی اور دوسری صدی کے سنگم پر ایک تاریخ ساز عہد لیا اور دنیا بھر میں پھیلے کروڑوں احمدیوں نے اپنے امام کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے نہایت عاجزی و انکساری سے احمدیت کی اشاعت اور خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے سعی کرنے کا عہد باندھا۔ یہ ایک ایسا پُر ولولہ نظارہ تھا کہ جب سے دنیا بنی ہے یہ روح پرور نظارہ نہ کسی نے دیکھا اور نہ کسی نے سنا کہ ایک ہی وقت میں دنیا بھر میں بسنے والے احمدی احباب مرد و زن چھوٹے بڑے یک زبان ہو کر عہد کر رہے ہوں۔ خلافت احمدیہ کی

بدولت MTA جیسی مبارک نعمت جب سے ہمیں میسر آئی ہے تب سے ہم عالمی خطبہ جمعہ، عالمی نکاح، عالمی بیعت، عالمی بزم مشاعرہ، عالمی درس القرآن، عالمی دعائیں، عالمی مجالس عرفان، عالمی دعائے مغفرت، عالمی سجدہ شکر، عالمی نعرے، عالمی جلسہ سالانہ تو سن چکے تھے مگر عالمی عہد نے جہاں عالمگیر جماعت کے احمدیوں کے ایمانوں کو جلا بخشی وہاں روح کے لئے تسکین کا باعث بنا اور ہر احمدی کے اندر ایک نمایاں تبدیلی پیدا کر گیا۔

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "ستائیں کو ایک واقعہ" کے الفاظ میں ایک الہام دسمبر 1907ء کو ہوا تھا۔ وہ کئی لحاظ سے مختلف اوقات میں جماعت کے مختلف واقعات پر اطلاق پاتا رہا۔ سو سال کے بعد 27 مئی کو دنیا بھر میں پھیلے کروڑوں احمدیوں کا ایک ہی وقت میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اور نیک جذبات اور پُرنم آنکھوں کے ساتھ ایسا تاریخی عہد دُہرانا اپنی ذات میں ایک منفرد اور لازوال واقعہ ہے جو اس سے قبل دنیا نے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا اور نہ اپنے کانوں سے سنا۔ لاریب حضرت مسیح موعودؑ کا الہام "ستائیں کو ایک واقعہ" اس روز پر بھی پورا اُترتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشہد کے بعد ان الفاظ میں عہد لیا۔

"آج خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم اسلام احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضہ کی تکمیل کے لئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔

اے خدا! تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین“

سامعین! یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ دینی نقطہ نگاہ سے عہد و پیمان کی اہمیت اور اس کی برکات کا ذکر کر دیا جائے تاہم اس تاریخی مبارک عہد کو نبھانے اور اس کے تقاضوں پر پورا اُترنے کے ہمہ تن اور ہمہ وقت مستعد رہیں۔ اپنے قول و قرار کی پاسداری اور اپنے عہد کی پابندی کی قرآن و احادیث میں بہت اہمیت بیان ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں مومنوں کو ایفائے عہد کی بہت تلقین فرمائی ہے اور مومنوں کی علامتوں میں سے ایک علامت زبان کا پکا ہونا قرار دیا ہے وہاں مومنوں کو اپنے متعلق لَایُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (آل عمران:9) کہہ کر یہ موٴکد تلقین فرمائی کہ دیکھو! میں وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ مومنوں کی علامت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مومن لوگ کامیاب ہو گئے جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی نگرانی کرتے ہیں۔(المومنون:9) اور دو جگہ پر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جہاں اپنے عہد پورا کرنے کی تلقین فرمائی وہاں یہ بھی فرمایا کہ عہد کے بارہ میں تم پوچھے جاؤ گے۔(بنی اسرائیل 35 اور احزاب 15) اور جہاں کئی اور مقامات پر عہدوں پر پورا اُترنے کی ہدایت یا حکم قرآن کریم میں ملتا ہے وہاں سورۃ النحل 91 میں اللہ تعالیٰ نے بہت واضح طور پر فرما دیا کہ ”تم اللہ کے عہد کو پورا کرو جب تم عہد کرو اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد نہ توڑو جبکہ تم اللہ کو اپنے اوپر کفیل بنا چکے ہو۔“ اب اس حکم میں عہد کی پاسداری کرنے کے ساتھ قسموں کو ان کی پختگی کے بعد نہ توڑنے کا حکم ہے اور عہد بھی ایک قسم کی قسم ہے اور جب یہ قسم خدا کو حاضر و ناظر جان کو اُٹھالی جائے تو پھر اسے نہ توڑا جائے۔

سامعین! ان قرآنی احکام کے سب سے پہلے مخاطب تو ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آتا ہے کہ آپؐ زبان کے بہت پکے تھے۔ جو بات کہتے یا وعدہ کرتے اس پر پورا اترا کرتے۔ کبھی وعدہ خلافی نہ کی۔ آپؐ کی وفائے عہد کی صفت کا مخالفین کو بھی اعتراف تھا۔ آپؐ نے قیصرِ روم کو تبلیغ کی غرض سے خط تحریر فرمایا تو اس نے درباریوں سے کہا کہ میرے پاس کوئی ایسا عرب لاؤ جو اس مدعی نبوت کو اچھی طرح جانتا ہو۔ اتفاق سے ابوسفیان (جو اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے) تجارت کی غرض سے روم گئے ہوئے تھے ان کو جب دربار میں لایا گیا اور یہ

پوچھا گیا کہ کیا مدعی نبوت نے کبھی وعدہ خلافی بھی کی ہے۔ ابو سفیان نے تمام تر دشمنی کے باوجود یہ اعتراف کیا کہ ”نہیں! آپؐ نے کبھی بد عہدی نہیں کی“

(بخاری کتاب کیف کان بدء الوحی)

آپؐ عرب میں صدوق و امین کے لقب سے مشہور تھے۔ ابو جہل بھی یہ کہہ اُٹھا تھا کہ اے محمد! میں تمہیں جھوٹا نبی کہتا لیکن کیا کروں کہ تمہاری تعلیم پر دل نہیں ٹھہرتا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جوانی میں معاہدہ حلف الفضول میں شرکت کی تھی جس کے سب شرکاء نے وعدہ کیا کہ ہم ہمیشہ ظلم روکیں گے اور مظلوم کی مدد کریں گے۔ اس عہد کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بھی سب سے بڑھ کر پاسداری کی اور حقیقت میں ایفائے عہد کے شاندار نظارے بعثت کے بعد دکھلائے جب شدید دشمنوں اور ظالموں کے مقابل پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان اور عزت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے معاہدہ حلف الفضول کے تحت مظلوموں کا حق دلوانے کی بھرپور سعی کی۔ چنانچہ اراش قبیلہ کا ایک فرد ایک دفعہ مکہ میں اونٹ بیچنے کے لئے آیا۔ ابو جہل نے اس سے ایک اونٹ خریدا اور رقم ادا کرنے کے لئے ٹال مٹول کرنے لگا۔ وہ شخص دہائی دیتا ہوا قریش کے سرداروں کی مجلس بھی پہنچ گیا اور بلند آواز سے کہنے لگا۔ اے سردار! مجھ غریب مسافر کا حق ابوالحکم نے مار لیا ہے۔ مجھے اونٹ کی قیمت دلا دو۔ اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام کے ایک گوشے میں تشریف فرما تھے اور وہ سب سردار جانتے تھے کہ ابوجہل، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت دشمنی رکھتا ہے۔ انہوں نے اس شخص سے استہزاء کرتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کیا اور کہا یہ شخص تجھے حق دلا سکتا ہے۔ وہ شخص آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور اپنی داستان سنائی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بات سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ابوجہل کی طرف جانے لگے۔ قریشی سرداروں نے ایک شخص سے کہا کہ تو ان کے پیچھے جا اور دیکھ ہوتا کیا ہے؟

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے ساتھ ابوجہل کے دروازہ پر پہنچے۔ دستک دی۔ اس نے پوچھا کون ہے؟ فرمایا۔ میں محمد ہوں تم باہر آؤ۔ ابوجہل باہر آیا تو آپؐ نے فرمایا اس شخص کی کیا تم نے رقم ادا کرنی ہے۔ اس پر وہ کہنے لگا آپ یہیں ٹھہریں میں ابھی اس کی رقم لے کر آتا ہوں۔ چنانچہ وہ گھر گیا اور رقم لے

آیا۔ وہ شخص واپس جاتے ہوئے اہل قریش کی اسی مجلس کے پاس ٹھہرا اور کہا۔ اللہ محمد کو جزا دے مجھے میرا حق مل گیا۔ اتنی دیر میں وہ شخص جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب میں بھیجا گیا تھا واپس آ گیا اور ابو جہل کے متعلق سارا واقعہ بیان کیا تو سب سردار سخت حیران ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد ابو جہل بھی آن پہنچا تو سب نے اسے لعن طعن کی۔ اس نے کہا جب میں محمد کے بلانے پر باہر آیا تھا تو میں نے دیکھا کہ محمد کے پیچھے قوی الجثہ خوفناک جبڑوں والا اونٹ ہے اور اگر میں انکار کرتا تو وہ مجھے نگل جاتا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام امرالا راشی)

سامعین! ایک اور واقعہ سنیں۔ ایک دفعہ ایک بڑھیا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپؐ نے اس کی خیریت دریافت فرمائی اور بہت توجہ سے اس کے حالات سنے وہ چلی گئیں تو حضرت عائشہؓ نے عرض کی کہ یہ کون عورت تھی؟ آپ نے بہت شفقت سے اس سے خیریت اور حالات دریافت فرمائے۔ فرمایا! یہ خدیجہ کے زمانہ میں ہمارے یہاں آیا کرتی تھی۔ عائشہ! حسن عہد، ایمان کا ایک حصہ ہے۔

(فتح الباری)

عہد کی پابندی کا جو احساس آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں تھا اس کا ایک عجیب نظارہ غزوہ بدر میں نظر آتا ہے۔ حضرت حذیفہ بن یمانؓ کہتے ہیں کہ میں غزوہ بدر میں شامل نہ ہو سکا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ میں اور میرا ایک ساتھی ابو حسیل سفر میں تھے کہ کفار مکہ نے ہمیں پکڑ لیا کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جا رہے ہو (تاکہ آپ کے لشکر میں شامل ہو جاؤ) ہم نے کہا ہم تو مدینہ جا رہے ہیں۔ اس پر انہوں نے ہم سے یہ عہد لے کر چھوڑا کہ ہم مدینہ چلے جائیں اور کفار کے خلاف لڑائی میں شامل نہ ہوں گے۔ یہ عہد گو جارحانہ حملہ آوروں نے جبراً لیا تھا اور کسی معروف ضابطہ اخلاق میں اس کا ایفاء لازمی نہیں تھا مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عہد کا اتنا پاس تھا کہ ایسے نازک وقت میں جبکہ ایک ایک سپاہی کی ضرورت تھی آپؐ نے فرمایا پھر تم جاؤ اور اپنے عہد کو پورا کرو۔ ہم اللہ سے ہی مدد چاہتے ہیں اور اسی کی نصرت پر ہمارا بھروسہ ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الجهاد باب الوفاء بالعهد)

معزز سامعین! صلح حدیبیہ میں ایک شرط یہ تھی کہ مکہ سے جو مسلمان ہو کر مدینہ چلا جائے گا وہ اہل مکہ کے مطالبہ پر واپس کر دیا جائے گا۔ عین اس وقت جب معاہدہ کی شرطیں زیر تحریر تھیں اور آخری دستخط نہ ہوئے تھے حضرت ابو جندلؓ پابہ زنجیر اہل مکہ کی قید سے بھاگ آئے اور رسول اللہؐ سے فریادی ہوئے۔ تمام مسلمان اس دردانگیز منظر کو دیکھ کر تڑپ اٹھے۔ صلح کا معاہدہ لکھنے والا نمائندہ مکہ سہیل اسی حضرت ابو جندلؓ کا والد تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا کہ اسے رہنے دو مگر وہ نہ مانا۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے اطمینان کے ساتھ ان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ ”اے ابو جندل! صبر کرو ہم بدعہدی نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ عنقریب تمہارے لئے کوئی راستہ نکالے گا۔“

(ابن ھشام جلد 3 جز ثالث صفحہ 782)

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن ابی الحمساءؓ بیان کرتے ہیں کہ بعثت سے پہلے میں نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی کاروباری معاملہ کیا اور میرے ذمہ آپ کا کچھ حساب باقی رہ گیا جس پر میں نے آپؐ سے کہا آپؐ یہیں ٹھہریں میں ابھی آتا ہوں۔ مگر مجھے بھول گیا اور تین دن کے بعد یاد آیا۔ اس وقت جب میں اس طرف گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہیں کھڑے تھے مگر آپؐ نے سوائے اس کے مجھے کچھ نہیں کہا کہ

”تم نے مجھے تکلیف میں ڈالا ہے۔ میں یہاں تین دن سے تمہارے انتظار میں ہوں۔“

(ابوداؤد کتاب الادب باب فی العدۃ)

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف خود قرآنی حکم ”ایفائے عہد“ پر عملی طور پر کاربند رہے اور دوسروں کیلئے نمونہ بنے بلکہ اپنے متبعین کو گاہے بگاہے عہد کی پاسداری کی اہمیت بتلا کر ایفائے عہد کی تلقین فرماتے رہے۔ ایک موقع پر منافق کی تین نشانیاں جو بیان کیں ان میں سے دوسرے نمبر پر وعدہ خلافی ہے کہ جب وعدہ کرے وعدہ خلافی کرے۔

(بخاری)

پھر آپؐ نے فرمایا۔ کہ جس کا عہد نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔ اصل روایت یوں ہے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر تقریروں میں فرمایا کرتے تھے جسے عہد کا پاس نہیں اس میں دین

نہیں اور عہد بندوں سے بھی ہوتا ہے اور خدا سے بھی۔ وفادار انسان وہی ہے جو قول و قرار کا پکا ہو۔ عہد کو نبھاتا ہو خواہ بندوں سے ہو یا خدا سے ہو جو عہد کا پکا نہیں پیمان کا خیال نہیں کرتا فرمایا اس کا دین داری کا دعویٰ بھی عبث ہے۔

(مسند احمد بن حنبل)

مزید فرمایا وعدہ بھی ایک طرح کا قرض ہے۔ (جس کی ادائیگی فرض ہے۔)

سامعین! بیعت بھی ایک عہد ہے جس کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”بیعت کے معنے ہیں بیچ دینا۔ جیسے ایک چیز دی جاتی ہے تو اس سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ خریدار کا اختیار ہے جو چاہے سو کرے۔ تم لوگ جب اپنا بیل دوسرے کے پاس بیچ دیتے ہو تو کیا اسے کہہ سکتے ہو کہ اسے اس طرح استعمال کرنا؟ ہرگز نہیں اس کا اختیار ہے جس طرح چاہے استعمال کرے۔ اسی طرح جس سے تم بیعت کرتے ہو۔ اگر اس کے احکام پر ٹھیک ٹھیک نہ چلو تو پھر کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 207)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے سورۃ البقرہ 41 کی تلقین کی تشریح میں فرمایا کہ

”میرے وعدوں کے پابند ہو جاؤ جو میں نے ان پر ثمرات عطا کرنے کا وعدہ فرمایا وہ میں دے دوں گا۔“

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 142)

حضرت مصلح موعودؓ نے ایفائے عہد کی اہمیت کو مختلف انداز میں مختلف پیراؤں میں مختلف اوقات میں بیان فرمایا ہے۔ خدام کو عہد کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ تمہارا ٹوٹا ہوا عہد روڑی سے بھی بدتر ہے روڑی تو پھر کسی کام آجاتی ہے جبکہ ٹوٹا ہوا عہد کسی کام کا نہیں۔

ایک اور موقع پر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایفائے عہد کی مثال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ایک یہی واقعہ لے لو کہ ایک دفعہ ایک شخص سے کوئی ایسا جرم ہوا جو اسے سزائے قتل کا حقدار بناتا تھا۔ جب وہ خلیفۂ وقت کے سامنے پیش ہوا۔ تو اس نے سزا کے سننے کے بعد عرض کی کہ میرے پاس کچھ امانتیں اور ذمہ داریاں اپنے یتیم بھتیجوں کی ہیں۔ ان کو میرے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ مجھے کل اس وقت تک آپ مہلت دیں۔ وہ کام کر کے پھر حاضر ہو جاؤں گا۔ خلیفہ نے کہا کوئی ضامن پیش کرو۔ اس نے

خلیفہ کی مجلس میں ایک صحابی (ابوذر) کی طرف اشارہ کیا کہ یہ میرے ضامن ہیں۔ حالانکہ وہ صحابی اس کو بالکل نہیں جانتے تھے۔ مگر صرف مسلمان ہونے کی وجہ سے اور اس لئے کہ اس نے آپ سے ایک بڑی ذمہ داری کی امید کی تھی۔ اپنی شرافت اور وقار کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی ضمانت دے دی لیکن مقرر وقت قریب آگیا اور وہ نہ پہنچا۔ لوگوں نے حضرت ابوذرؓ سے پوچھا کہ وہ کون تھا۔ ایک مسلمان جان کر میں نے اس کی ضمانت دے دی۔ جب اس نے مجھ پر اعتبار کیا تو میں اس پر کیوں اعتبار نہ کرتا۔ آخر وقت ختم ہونے کو ہوا تو لوگوں کو حضرت ابوذرؓ کی جان کا خطرہ پیدا ہوا۔ لیکن عین وقت پر ایک شخص دور سے بے تحاشا گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور بے جان ہو کر آگرا اور حضرت ابوذرؓ سے معذرت کی کہ کام کی زیادتی کی وجہ سے وہ بمشکل عین وقت پر پہنچ سکا ہے اور ان کی تشویش کا موجب ہوا ہے۔ ایک طرف ابوذرؓ کے ایثار کی اور دوسری طرف اس شخص کے ایفائے عہد کی مثال دوسری قوموں میں کہاں ملتی ہے۔ اس واقعہ کو انگریزوں نے اپنی کہانیوں اور نظموں میں بھی درج کیا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 440)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے عہد و پیمان کی اہمیت یوں بیان فرمائی:

"تم نے خدا تعالیٰ کے دین کی مدد کے لئے ایک ایسا عزم کیا۔ ایک ایسا عہد کر لیا۔ ایک ایسی نیت کر لی اور ایک ایسا ارادہ کر لیا جو تمہاری ساری زندگی کے ارادوں پر محیط ہو گیا ہے۔ تمہارا کوئی ارادہ اس سے باہر نہیں رہا۔ تم نے یہ پختہ عزم کر لیا کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے باہر نہیں جائیں گے ہم خدا تعالیٰ کی راہ میں آگے بڑھیں گے، پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ جو تکالیف سامنے آئیں گی ہم ان سے بچنے کی کوشش نہیں کریں گے جو روکیں پیدا ہوں گی ہم ان کو پھلانگیں گے یا ان کو پرے ہٹا دیں گے۔ اس لئے تم میں سے کسی کا یہ کہنا کہ جی روک پیدا ہو گی ہے۔ راہ میں کانٹے بچھ گئے ہیں، پاؤں زخمی ہوتے ہیں، دل دکھتے ہیں، سینہ چھلنی ہوتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ چھلنی ہونے دو کیونکہ تم نے یہ عہد کر رکھا ہے کہ خواہ کچھ ہو جائے تم خدا کی راہ میں قربانیوں سے منہ نہیں پھیرو گے اور پیٹھ نہیں دکھاؤ گے۔"

(خطبات ناصر جلد 4 صفحہ 137)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"صرف نظریات میں بسنے والے جذبات نہیں ہونے چاہیے بلکہ تمام عہدیدران کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ہر احمدی کے قربانی کے معیار کو بلند کیا جائے اور جب اس کا دل تقاضے سے گھبرائے تو اس کو کچو کا دیا کریں۔ ان کو جگایا کریں اس سے پوچھا کریں کہ تم یہ جو باتیں کرتے ہو کہ ہم یہ کریں گے وہ کریں گے اور ہر دفعہ دہراتے ہوئے کہتے ہو کہ میں جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہوں گا تو کیا یہ دم وہ دم نہیں ہے جس دم کے تم نے وعدے کئے تھے۔ کیا یہ عزت وعزت نہیں ہے۔ کیا یہ مال وہ مال نہیں ہے جسے قربان کرنے کے لئے تم نے عہد کیا تھا۔"

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 221)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جو عہد بیعت ہم نے باندھا ہے اس کو پورا کرنے والے ہیں۔ پس جب ہم یہ معیار حاصل کرلیں گے یا حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو تب ہی حضرت مسیح موعودؑ کے پیاروں میں شامل سمجھیں جائیں گے۔ اگر نہیں تو پھر ہم حضرت مسیح موعودؑ کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں نہیں سمجھے جاسکتے بلکہ ایک سوکھی ٹہنی کی طرح جس کو کوئی بھی باغبان برداشت نہیں کرتا، کاٹ کر پھینک دیئے جائیں گے کیونکہ ہم اس مقام کی پیروی نہیں کر رہے۔ اس مقام پر کھڑے نہیں ہو رہے جس مقام پر کھڑے ہونے کا اسلام میں حکم دیا گیا ہے۔ پس..... ہمیں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی۔ اپنے دلوں میں ابراہیمی صفات پیدا کرنی ہوں گی۔ اپنے عملوں کو بھی، اپنی عبادتوں کو بھی اس تعلیم کے مطابق ڈھالنا ہو گا جس کا ہمیں خدا نے حکم دیا ہے۔"

(مشعل راہ جلد 5 حصہ 3 صفحہ 38)

پھر فرمایا:

"اس زمانے میں احمدی ہو کر ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر یہ عہد کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو اپنا دستور العمل بناؤں گا۔ ایک فکر کے ساتھ اگر ان اقوال پر عمل کرنے کی کوشش

کریں تو اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے والے بن جائیں گے۔ معاشرے کو حسین بنانے والے بن جائیں گے"

(مشعل راہ جلد 5 حصہ 3 صفحہ 81)

پھر ایک اور موقع پر فرمایا:

"پس ہم جو احمدی مسلمان ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے کہ ہم اللہ اور رسول کے حکموں پر چلیں گے اور سب برائیوں کو چھوڑیں گے اور تمام نیکیوں کو اختیار کریں گے۔ ہمیں ہر بُرائی کو چھوڑنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ اگر انسان کا ارادہ پکا ہو اور اللہ تعالیٰ سے فضل مانگ رہے ہوں تو یہ ہو نہیں سکتا کہ برائیاں نہ چھوٹیں اور آپ اس قابل نہ ہو سکیں کہ دوسروں کو نیکیوں کی تلقین کرنے والے بنیں۔ سچ کو مان کر پھر انسان جھوٹ کس طرح بول سکتا ہے اور امانت کی ادائیگی کا عہد کر کے پھر کس طرح خیانت ہو سکتی ہے۔ پس ہر احمدی جو بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوتا ہے اس کا بیعت کا عہد بھی ایک امانت ہے اور کبھی کسی احمدی کو احمدیت کی تعلیم پر عمل نہ کر کے، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل نہ کر کے خیانت کا مرتکب نہیں ہونا چاہئے۔ پس ہر احمدی اس پر سختی سے عمل کرے کہ نہ تو ذاتی طور پر اور نہ جماعتی طور پر خیانت کا مرتکب ہو گا۔ اگر کسی کے سپرد کوئی جماعتی خدمت ہے تو وہ اسے نہایت ایمانداری سے ادا کرے گا۔ اگر کسی کو جماعتی اموال کا نگران بنایا گیا ہے تو وہ اس کی نہایت ایمانداری سے حفاظت کرے گا اور کبھی کسی خیانت کا مرتکب نہیں ہو گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ تم اپنی امانت کی ادائیگی کے معیاروں کو اس قدر بلند کرو کہ اگر دنیاوی معاملات میں بھی کوئی شخص تمہارے ساتھ خیانت سے پیش آچکا ہے تو پھر بھی تم اس سے خیانت نہ کرو۔ اگر اس کی کوئی امانت تمہارے پاس ہے تو اس کو لوٹا دو۔ تو پھر دین کے معاملے میں اس کا کس قدر احساس ہمیں رکھنا چاہئے"

(مشعل راہ جلد 5 حصہ 3 صفحہ 9-10)

سامعین! ایفائے عہد کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین حق سے پہلے سابقہ امتوں کو بھی ایفائے عہد کی تلقین فرمائی جیسے بنی اسرائیل کو کہا کہ "میرا وعدہ پورا کرو میں تمہارا وعدہ پورا کروں گا۔" (البقرۃ:41) اور عہد کی پاسداری کی اہمیت قرآن کریم میں بھی بہت بیان ہوئی ہے اور اس کی

برکات کا بھی ذکر فرمایا ہے جیسے سورۃ التوبہ 12 میں فرمایا کہ جس نے اپنا وعدہ متقی رہتے ہوئے نبھایا اللہ اُسے پسند فرماتا ہے اور جو لوگ ایفائے عہد نہیں کرتے ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی بڑی سخت ناراضگی کا اظہار ہوا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ان الفاظ کے ساتھ بدعہد انسان کے لیے وعید آئی ہے۔

”وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور اپنی قسمیں تھوڑی قیمت کے عوض بیچ ڈالتے ہیں۔ ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ ان سے آخری روز کلام کرے گا اور نہ رحمت کی نگاہ سے دیکھے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا اور ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔“

(آل عمران:78)

ایک اور جگہ پر فرمایا:

”ایسے لوگوں کو وعدے توڑنے کی پاداش میں اللہ تعالیٰ رحمت سے دور رکھے گا اوران کے دل سخت کردے گا۔“

(المائدہ:14)

پس خلافت کی دوسری صدی کے آغاز پر ایک تاریخی عہد جو دنیا بھر کے احمدیوں نے دہرایا اسے اپنے سینوں میں محفوظ کرنے کی ضرورت ہے۔ 1959ء میں جب اسی طرح کا عہد 50 سالہ خلافت جوبلی پر حضرت مصلح موعودؓ نے لیا تھا تو فرمایا تھا کہ آئندہ آنے والی صدیوں میں سے اسے اپنی نسلوں تک منتقل کرتے چلے جائیں۔ خود بھی اور اپنی نسلوں کو بھی احمدیت کی اشاعت اور خلافت کے استحکام اور اس کی بقاء وحفاظت کے لئے کئے گئے عہد کو زندہ رکھنا ہے۔ اسے ہر وقت دہراتے رہنا ہے۔

پہلے جب فوٹو کاپی نہ ہوتی تھی تو ہاتھوں سے خوشخط لکھ کر عہدیدار یہ عہد احباب کو دیا کرتے تھے جنہیں لوگ جیبوں میں محفوظ رکھتے۔ اپنے سرہانوں کے نیچے رکھ دیتے اور گاہے بگاہے اسے دہراتے۔ اپنا محاسبہ کرتے۔ آج بھی اگر اس عہد کو ہم دیواروں پر نصب کریں۔ فوٹو کاپی کروا کر جیبوں میں، بٹوؤں میں محفوظ کریں اور انہیں گاہے بگائے دہراتے رہیں۔ اپنے بچوں کو یاد کروائیں اور خلافت کے استحکام اور حفاظت کی خاطر اُٹھائے گئے اقدام کا محاسبہ کریں تو خلافت سے تعلق کی مضبوطی کا باعث ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و حدیث اور خلیفۃ المسیح کے ارشادات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق سے نواز تا چلا جائے اور اس تاریخی عہد کی برکت سے ہم خلافت کی برکات سے اپنے آپ کو اپنے ماحول کو اپنے معاشرے کو بقعہ نور بناتے چلے جائیں۔ آمین

الٰہی ہمیں تُو فراست عطا کر
خلافت سے گہری محبت عطا کر
ہمیں دکھ نہ دے کوئی لغزش ہماری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

(کمپوزڈ بائی: منہاس محمود۔ جرمنی)



﴿27﴾ ﴿مشاہدات۔82﴾

خلیفۃ المسیح کو خطوط لکھنے کی اہمیت، افادیت اور برکات

’اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا قرض جلد اُتر جائے تو خلیفۃُ المسیح کی دعاؤں کو بھی شامل کرلے‘

میرے آقا کی محبت ہو مری روح کی راحت
اُس کی شفقت بھری نظروں کی عطا ہو دولت

میرے پیارے بھائیو! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔’’ خلیفۃُ المسیح کو خطوط لکھنے کی اہمیت، افادیت اور برکات‘‘

صُحبتِ صالحین قرآنی حکموں میں سے ایک اہم بنیادی حُکم ہے۔ صحابہِ رسولؐ، اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسولُ اللہ کی مجالس میں حاضر ہو کر جہاں علم و نور اور فیض حاصل کرتے تھے وہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دعائیں بھی لیتے اور اپنی زندگیوں کو سنوارتے تھے۔ بلکہ اپنی مشکلات، آزمائشوں اور تکالیف کا ذکر کر کے دعا کی بھی درخواست کرتے تھے۔ گویا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک بہترین ساتھی اور دوست تھے۔ ایک صحابی نے جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر قیامت کے آنے کے متعلق سوال کیا تو آپؐ نے پوچھا۔ تم نے قیامت کے لیے تیاری کیا کی ہے؟ تو صحابی نے جواب دیا کہ اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہوں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کہ آدمی اُس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر آپ کو کسی کے اخلاق واطوار کو جاننا ہے تو اُس کے دوستوں کو جانچو اور پہچانو۔

آج کے دَور میں جماعتِ احمدیہ کو صحبتِ صالحین کے جو ذرائع میسّر ہیں اُن میں سب سے بہتر اور کامیاب ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی صحبت سے فیض پانا ہے یہ صحبت ایم۔ٹی اے کے ذریعہ خطبہ جمعہ، سوال وجواب کی محافل، ورچوئل ملاقاتوں اور دیگر Live پروگراموں میں شامل ہو کر حاصل کی جاسکتی

ہے۔ ہاں ہاں! اِن میں سے ایک اہم ذریعہ ذاتی ملاقات اگر میسّر آ جائے یا خطوط، فیکسز اور ای میلز کے ذریعہ رابطہ کر کے حضور کی خدمت میں دعاؤں کی درخواست کرنا اور اپنی و اپنی اولاد کی زندگیوں کو سنوارنا اور درست سمت میں ڈالنا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی قلبی کیفیت کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں:

”تمہارے لیے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لیے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا۔ مگر اُن کے لیے نہیں ہے۔ تمہارا اُسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لیے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن اُن کے لیے ایسا کوئی نہیں ہے۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اس کو چین نہیں آتا۔ لیکن کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بیمار ہوں۔“

(برکات خلافت، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 156)

بھائیو! حضرت مولوی غلام رسول راجیکیؓ نے 1919ء میں قادیان میں مکان بنانے کا ارادہ کیا لیکن حالات بہت کمزور تھے چنانچہ آپؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے مکان کے حوالہ سے دعا کی درخواست کی تو حضورؓ کی دعاؤں سے مکان بنانے کے غیر معمولی انتظامات ہو گئے۔ کچھ ہدیۃ اللہ تعالیٰ نے بندوبست کیا کچھ قرض حسنہ میسر آ گیا حالانکہ آپؓ کے پاس ایک دیوار کھڑی کرنے کی گنجائش نہ تھی چنانچہ اِس مکان کی تیاری میں جو قرض حسنہ لیا تھا اُس کو اُتارنے کی فکر آپؓ کو دامن گیر رہتی۔ چنانچہ رمضان المبارک آ گیا اور آپؓ نے تہیہ کیا کہ قرض کو اُتارنے کے لئے اِن ایام میں خاص دعائیں کروں گا لیکن اِس بار اِس پریشانی کا آپؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ذکر نہ کر سکے چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں ”اِس رمضان میں بھی جب مَیں نے خاص توجہ سے گراں بار قرض کے اُترنے کے لئے دعا کی اور دعا کرتے ہوئے آٹھواں دن ہوا تو اللہ تعالیٰ کی قدوس ذات میرے ساتھ ہمکلام ہوئی اور اس پیارے اور محبوب مولی نے مجھ سے ان الفاظ میں کلام فرمایا ”اگر تُو چاہتا ہے کہ تیرا قرض جلد اُتر جائے تو خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کو بھی شامل کر لے“

(حیات قدسی صفحہ 267-268)

حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ خود جماعتِ احمدیہ میں مستجابُ الدّعوات وجود تھے۔ آپؓ کھڑے کھڑے دعا کر کے نتیجے سے بھی دعا کروانے والے کو مطلع کر دیا کرتے تھے لیکن اِس کے باوجود کہ آپ خدا کے بہت پیارے وجود تھے پھر بھی اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو خلیفۃ المسیح کی دعا کو بھی شامل کرنے کی ہدایت دے رہا ہے اور اِس میں ہم سب احمدیوں کے لئے اللہ۔ تعالیٰ کا یہ پیغام ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری دعائیں جلد اور زیادہ قبول ہوں تو خلیفۃ المسیح کو دعا کے لئے ضرور لکھا کرو۔

اِس اہم نکتہ کو ہمارے ایک مربّی مکرم عدنان اشرف ورک نے اپنی ایک تحریر میں بطور ایک مثال کے یوں بیان کیا ہے کہ اِس پوری دنیا میں خدا تعالیٰ کا سب سے پیارا وجود حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ ہیں جس کی دعائیں سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت کا درجہ پاتی ہیں۔ اِس بات کو اگر مثال سے سمجھایا جائے تو یوں سمجھ لیں کہ ہماری دعا سادہ پانی کی طرح ہے اور خلیفۃ المسیح کی دعا میٹھے شربت کی طرح۔ اگر ہم اپنے سادے پانی میں میٹھا شربت ملا لیں تو ہمارا سادہ پانی بھی میٹھا شربت بن جائے گا اور یہ وہ نقطہ ہے جو خود خدا تعالیٰ کی ذات نے ہمیں بتایا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کو جب بھی کوئی بذریعہ خط یا زبانی دعا کے لئے لکھتا یا کہتا تو آپؑ اُسے یہی نصیحت کرتے کہ دعا کے لئے بار بار یاد دلاتے رہیں چنانچہ حضرت بھائی عبد الرحمان قادیانیؓ فرماتے ہیں

”ہم لوگ اکثر لکھتے اور عرض کرتے رہا کرتے تھے اور بعض اصحاب ضرورت وحاجت اکثر روزانہ اور متواتر ہفتوں بھی حضرت کے حضور دعاؤں کی درخواستیں بھیجا کرتے تھے۔ حضور کی مجلس کے دوران بھی کبھی کبھی احباب التجاء دعا کیا کرتے جس کے جواب میں عموماً حضورؑ فرمایا کرتے تھے۔ ان شاءاللہ دعا کروں گا یاد دلاتے رہیں“

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 366)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”مرید و مرشد کے تعلقات ایسے ہوتے ہیں کہ ماں باپ اولاد کو اتنا عزیز نہیں سمجھتے جتنا مرشد مرید کو جانتا ہے“

نیز فرمایا:

"پس میں نے اپنے دوستوں کے لئے یہ اصول کر رکھا ہے کہ خواہ وہ یاد دلائیں یا نہ دلائیں کوئی امر خطر پیش کریں یا نہ کریں ان کی دینی اور دنیوی بھلائی کے لئے دعا کی جاتی ہے"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 89)

اس لئے پیارے آقا کو کثرت سے دعا کے لئے خط لکھنے چاہئیں کہ پیارے آقا کی یادداشت میں ہمارا نام محفوظ ہو جائے۔ ورچوئل ملاقاتوں میں ہم نے اکثر دیکھا کہ جب حضور کو کثرت سے خطوط لکھنے والے کسی خادِم، طفل یا ناصرہ نے اپنا تعارف حضور سے کروایا تو حضور نے فرمایا آپ وہی ہیں جو کثرت سے خطوط لکھتے ہیں یا آپ نے اپنا فلاں مسئلہ لکھا تھا اُس کا کیا بنا؟ اور حضور نے ایک موقع پر اپنے نام خطوط کو "یہ میرے دل ہیں" قرار دیا۔

چاہت کا جب مزا ہے کہ وہ بھی ہوں بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

سامعین! جماعتِ احمدیہ میں خلیفۂ وقت کا وجود ایک ایسا درد مند اور دعا گو مبارک وجود ہے جو ہر ہمّ و غم میں ہم سب کا سہارا اور ہر خوشی میں ہمارے ساتھ برابر شریک ہوتا ہے۔ یہ کیفیت دنیاوی راہنماؤں میں کہاں نظر آتی ہے لیکن ہمارے پاس ہر وقت ایک شفیق باپ موجود ہے۔ یہ ایسی نعمت ہے جو آج سوائے جماعت احمدیہ کے دنیا کے کسی اور نظام میں لوگوں کو میسّر نہیں۔

میرے بھائیو! اِس کا عملی ثبوت یا نمونہ کہہ لیں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے زمانے کا پیش کرتا ہوں۔ چودھری حاکم دین صاحب کی بیوی، پہلے بچے کی ولادت کے وقت بہت تکلیف میں تھی۔ اس کربناک حالت میں رات کے بارہ بجے وہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر حاضر ہو کر دروازہ پر دستک دی اور بیوی کی زچگی کی تکلیف کا ذکر کر کے دعا کی درخواست کی۔ حضورؓ فوراً نے اندر گھر سے ایک کھجور لے کر اُس پر دعا کر کے انہیں دی اور فرمایا:

"یہ اپنی بیوی کو کھلا دیں اور جب بچہ پیدا ہو جائے تو مجھے بھی اطلاع دیں۔"

چودھری حاکم دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں واپس آیا کھجور بیوی کو کھلا دی اور تھوڑی ہی دیر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچی کی ولادت ہوئی۔ رات چونکہ بہت دیر ہو چکی تھی میں نے خیال کیا کہ اتنی رات گئے دوبارہ حضور کو اِس اطلاع کے لیے جگانا مناسب نہیں۔ نماز فجر میں حاضر ہو کر میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کھجور کھلانے کے بعد بچی پیدا ہو گئی۔ تھی۔

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میاں حاکم دین! تم نے اپنی بیوی کو کھجور کھلا دی اور تمہاری بچی پیدا ہو گئی اور پھر تم اور تمہاری بیوی آرام سے سو گئے۔ مجھے بھی اطلاع کر دیتے تو مَیں بھی آرام سے سو رہتا۔ مَیں تو ساری رات جاگتا رہا اور تمہاری بیوی کے لئے دعا کرتا رہا!“

چودھری حاکم دین صاحب نے یہ سُن کر بے اختیار رو پڑے اور کہنے لگے: ”کہاں چپڑاسی حاکم دین اور کہاں نورالدین اعظم۔“

(اصحاب احمد جلد 8 صفحہ 71-72)

سامعین! خلفائے کرام کے اپنے چاہنے والوں سے محبت و اکرام کے ایسے ارشادات تاریخ احمدیت نے محفوظ کر رکھے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک ارشاد پیش کرتا / کرتی ہوں جس میں آپ نے اپنی قلبی کیفیات اور دعاؤں کا تذکرہ ایک دلگداز رنگ میں یوں کیا ہے۔ فرمایا:

”مَیں آپ میں سے آپ کی طرح کا ہی ایک انسان ہوں اور آپ میں سے ہر ایک کے لئے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اتنا پیار پیدا کیا ہے کہ آپ لوگ اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ بعض دفعہ سجدہ میں مَیں جماعت کے لئے اور جماعت کے افراد کے لئے یوں دعا کرتا ہوں کہ اے خدا! جن لوگوں نے مجھے خطوط لکھے، اُنہیں اُن کی مرادیں پوری کر دے۔ اے خدا! جو مجھے خط لکھنا چاہتے تھے لیکن کسی سستی کی وجہ سے نہیں لکھ سکے اُن کی مرادیں بھی پوری کر دے اور اے خدا! جنہوں نے مجھے خط نہیں لکھا اور نہ انہیں خیال آیا ہے کہ دعا کے لئے خط لکھیں اگر اُنہیں کوئی تکلیف ہے یا اُن کی کوئی حاجت اور ضرورت ہے تو اُن کی تکالیف کو بھی دور کر دے اور حاجتیں بھی پوری کر دے۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ 21/دسمبر 1966ء)

آپ ہی کے دَور میں 1975ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر جب مہمانوں کے ٹھہرانے کے لیے حکومت نے تعلیمی ادارے دینے سے انکار کر دیا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”اگر مہمان باہر کھلے آسمان کے نیچے سوئیں گے تو مَیں بھی کھلے آسمان کے نیچے سوؤں گا۔“

سامعین! مکرم مولانا عطاء المجیب راشد امام مسجد لندن، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اپنے مریدوں سے لازوال محبت کے ذکر میں کینیڈا کے ایک پروفیسر ڈاکٹر Gultieri کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پروفیسر صاحب، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ملاقات سے پہلے مجھ بھی ملنے آئے اور مَیں نے بطورِ تعارف حضورؒ کی ذات کے حوالے سے چند باتیں اپنے انداز میں کیں۔ بعد ازاں وہ حضور رحمہ اللہ سے ملاقات کرنے چلے گئے۔ واپس آئے تو انہوں نے اظہار کیا کہ ملاقات کے لیے جاتے وقت مَیں آپ کی باتوں سے یہ تاثر لے کر گیا تھا کہ احباب جماعت اپنے خلیفہ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ وہاں جو باتیں ہوئیں ان کے بعد میں یہ کہوں گا کہ احباب جماعت کی اپنے خلیفہ سے محبت اپنی جگہ، لیکن میں اِس یقین سے واپس لوٹا ہوں کہ جماعت کا خلیفہ اپنی جماعت کے افراد سے اِن سے بھی زیادہ محبت رکھتا ہے۔ کیا سچی اور برحق بات اس پروفیسر نے کہی۔ ماں سے زیادہ محبت کرنے والا اور دن رات ان کو دعاؤں پر دعائیں دینے والا، ان کے غم میں گھلنے والا اور ان کی خوشیوں میں پوری طرح شامل وجود کسی نے دیکھنا ہو تو خلیفۂ وقت کے وجود میں نظر آتا ہے! عالَم احمدیت سے باہر یہ نعمت آج کسی اور کو نصیب نہیں۔

جل رہا ہے سارا عالَم دھوپ میں بے سائباں
شکرِ مولیٰ کہ ہمیں یہ سایہ رحمت ملا

امام وقت کے حواریو! آج ہم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی عاطفت کے سائبان تلے اُسی کے حِصار میں اپنے اللہ کی نعمتوں اور افضال سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دل میں احمدیوں کے لیے جو محبت والفت کی کیفیت اور ان کے لیے دن رات ایک خاص تڑپ سے دعائیں کرنے کی جو کیفیت موجزن رہتی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"کون سا ڈکٹیٹر ہے جو اپنے ملک کی رعایا سے ذاتی تعلق بھی رکھتا ہو۔ خلیفۂ وقت کا تو دنیا میں پھیلے ہوئے ہر قوم اور ہر نسل کے احمدی سے ذاتی تعلق ہے۔ ان کے ذاتی خطوط آتے ہیں جن میں ان کے ذاتی معاملات کا ذکر ہوتا ہے۔ ان روزانہ کے خطوط کو ہی اگر دیکھیں تو دنیا والوں کے لئے ایک یہ نا قابل یقین بات ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو دنیا میں بسنے والے ہر احمدی کی تکلیف پر توجہ دیتی ہے۔ ان کے لئے خلیفۂ وقت دعا کرتا ہے۔

کون سا دنیاوی لیڈر ہے جو بیماروں کے لئے دعائیں بھی کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جو اپنی قوم کی بچیوں کے رشتوں کے لئے بے چین اور ان کے لئے دعا کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جس کو بچوں کی تعلیم کی فکر ہو۔ حکومت بیشک تعلیمی ادارے بھی کھولتی ہے۔ صحت کے ادارے بھی کھولتی ہے۔ تعلیم تو مہیا کرتی ہے لیکن بچوں کی تعلیم جو اس دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ان کی فکر صرف آج خلیفۂ وقت کو ہے۔ جماعت احمدیہ کے افراد ہی وہ خوش قسمت ہیں جن کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے کہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ ان کی صحت کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے۔ رشتے کے مسائل ہیں۔ غرض کہ کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی ایسا نہیں جس پر خلیفۂ وقت کی نظر نہ ہو اور اس کے حل کے لئے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو۔ اس سے دعائیں نہ مانگتا ہو۔

مَیں نے ایک خاکہ کھینچا ہے بے شمار کاموں کا جو خلیفہ وقت کے سپرد خدا تعالیٰ نے کئے ہیں اور انہیں اس نے کرنا ہے۔ دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشمِ تصور میں مَیں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔ یہ مَیں باتیں اس لئے نہیں بتا رہا کہ کوئی احسان ہے۔ یہ میرا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس سے بڑھ کر مَیں فرض ادا کرنے والا بنوں۔ کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ خلافت اور دنیاوی لیڈروں کا موازنہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ویسے ہی غلط ہے۔ بعض دفعہ دنیاوی لیڈروں سے باتوں میں جب مَیں صرف ان کو روزانہ کی ڈاک کا ہی ذکر کرتا ہوں کہ اتنے خطوط مَیں دیکھتا

ہوں لوگوں کے ذاتی بھی اور دفتری بھی تو حیران ہوتے ہیں کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ پس کسی موازنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6/جون 2014ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:

"پس اگر چاہو اور خدا تعالیٰ کا فضل تمہارے حال ہو تو یوں سمجھ سکتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے تمہیں ایسا شخص دیا جو تمہارے لئے ایک دردمند دل رکھتا ہے اور تڑپ تڑپ کر دعائیں کرتا ہے"

(خطابات نور)

وہ جو دیتا ہے تمہیں ہر دم دعا
رات دن تم بھی دعا دیتے رہو

میرے معزز بھائیو! لوگ اکثر سوال کرتے ہیں کہ حضور کو خط کیسے لکھیں، مخاطب کیسے کریں اِس سلسلہ میں بھی خلفاء نے رہنمائی کر رکھی ہے۔ حقیقت میں انسان اپنے جذبات کو خط میں قلمبند کر رہا ہوتا ہے اِس لئے اِس میں کسی تصنّع کی ضرورت نہیں سادہ سے الفاظ میں اپنے دل کو کھول کر خلیفۃ المسیح کے سامنے رکھ دیں۔ صدقہ دیں اور اللہ کے حضور خود بھی قبولیت کے لئے دعا کریں۔ کیونکہ یہ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ صدقِ نیّت سے لکھا ہو خط بارگاہِ الٰہی میں اُسی وقت درجہِ قبولیت پا جاتا ہے جب ابھی لکھا تھا اور پوسٹ بھی نہیں ہوا تھا۔

خلیفۃ المسیح کو خط لکھتے ہوئے بعض باتوں کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ اس کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اپنے خطوط میں "دعا فرمائیں" کا محاورہ استعمال نہ کیا کریں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رسول کریمؐ سے اتنا عشق تھا کہ اُس کی مثال نظر نہیں آتی مگر کسی ایک جگہ بھی آپ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ آپ نے دعا فرمائی اور آپ لوگ مجھے دعا کے لئے لکھتے ہیں تو غلطی سے دعا فرمائیں کا محاورہ لکھ دیتے ہیں جس سے مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ میں کون ہوں جو خدا کے حضور کوئی دعا

فرما سکوں میرا تو محض عرض کرنا کام ہے۔ پھر بعض لوگ یوں بھی لکھ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور آپ کی دعاؤں سے مسئلہ حل ہو گیا۔ یہ بھی شرکیہ کلمات ہیں۔ اللہ کے فضل کے ساتھ میری دعاؤں کو ملانا ہرگز مناسب نہیں۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کی دعاؤں سے اللہ کا فضل نازل ہوا۔ یا اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو قبول فرمایا اور اپنا فضل نازل فرمایا۔ ایک صحابی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا۔ مَاشَاءَ اللّٰہ وَمَا شِئْتَ کہ یا رسول اللہ! فلاں بات ایسے ہی ہو گئی جیسے اللہ نے چاہا اور آپ نے چاہا۔ اِس پر آپؐ نے فرمایا اَجَعَلْتَنِیْ لِلّٰہِ نِدًّا کہ کیا تم نے خدا تعالیٰ کے مقابل پر مجھے شریک بنالیا ہے؟"

خط لکھنے سے خلیفۃ المسیح سے تعلق قائم ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ خط سے نصف ملاقات ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ اہم سوال ہے کہ ہمیں خط کس طرح لکھنا چاہیے؟ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک ملاقات میں فرمایا:

"ٹھیک ہے ایک دو صفحے کے خط لکھو مہینہ میں یا ایک یا دو خط لکھو تعلق قائم ہو جائے گا کہانیاں لمبی لکھنے کی بجائے کام کی بات لکھنی چاہیئے۔ مختصر خط لکھنا چاہئے مَیں تو ہمیشہ جماعتی طور پر بھی، ذاتی طور پر بھی جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو یا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو خط لکھا کرتا تھا تو پہلے سوچتا تھا کہ کیا مضمون ہے اور پھر سوچتا تھا کہ چار پانچ لائینوں سے زیادہ خط نہیں ہونا چاہئے تاکہ اس کی نظروں کے سامنے آجائیں اور سارے پوائنٹس سامنے آجائیں۔ تین صفحے کے خط لکھو گے تو میری ڈاک کی ٹیم کو چلا جائے گا وہ خلاصہ ایک لائین کا بنا کے مجھے دے دیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ اسکا جو خلاصہ وہ بنائیں اُس میں وہ پوائنٹ نہ نکال سکیں جس کو تم High Light کرنا چاہتے ہو اس لئے مختصر بات کرنی چاہئے اور جامعہ کے طلباء کو تو ضرور لکھنا چاہئے اور مربیان کو بھی۔"

اسی طرح ناصرات الاحمدیہ جرمنی کی ورچوئل ملاقات میں ایک بچی کے سوال کے جواب میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ

"مختصر خط ہو اگر پوائنٹس وائز لکھ دیں نمبر 1۔ نمبر 2 تو پڑھنے میں آسانی ہوتی ہے۔"

ایک ملاقات میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا:

”مجھے یہ تعارف ہونا چاہیے کہ آپ کون ہیں؟ آپ کو مجھے باقاعدگی سے لکھنا چاہیے اور کسی وقت کوئی اچھا لطیفہ بھی بھجوادیا کریں یا اچھی تحریر بھی۔ یوں مجھے یاد رہے گا کہ آپ وہ ہو جس نے مجھے یہ لکھا تھا۔ اگر آپ کو پسند ہو تو اپنے خط پر اپنی تصویر بھی بھجوادیا کرو۔“ (ملاقات۔2نومبر 2021ء)

خلفاء کی محبت جماعت سے ایسی ہے جس کو ماپنے کا کوئی آلہ نہیں۔ یہ ایک وسیع سمندر بے کنار ہے۔ جب جماعت کے خطوط ہمارے پیارے امام کے پاس پہنچتے ہیں تو حضور کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ اس کو بیان کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”جب بھی مجھے کوئی دعائیہ خط موصول ہوتا ہے تو مَیں اُسی وقت اُس کے لیے دعا کرتا ہوں جب مَیں وہ خط پڑھ رہا ہوتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ جب بھی آپ کو ایسے دعائیہ خطوط ملتے تھے تو آپ ایک ایک کر کے خط پڑھتے جاتے اور ساتھ ساتھ دعا کرتے جاتے تھے۔

پھر جب مَیں سجدہ کرتا ہوں تو مَیں لوگوں کے لیے دعا کرتا ہوں اور کئی ایسی باتوں کے بارے میں سوچتا ہوں جن کے لیے بہت بڑی تعداد میں لوگوں نے اپنے خطوط میں مجھے دعا کے لیے کہا ہوتا ہے۔ کچھ لوگ بیمار ہوتے ہیں، کچھ کے مالی مسائل ہوتے ہیں، پھر میاں بیوی کے مسائل ہوتے ہیں اور دیگر مسائل جن کا لوگوں کو سامنا ہے اور مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُن سب مسائل کو حل کرے اور اُن لوگوں کی مشکلات دور کرے۔ مَیں اُن لوگوں کے لیے بھی دعا کرتا ہوں جو مجھے خط نہیں لکھتے اور پوری جماعت کے لیے بھی دعا کرتا ہوں۔ اپنے سجدوں، نوافل اور تہجد میں مَیں سب لوگوں کے لیے دعا کرتا ہوں۔ رات کو سونے سے پہلے جب میں قُل یا آیت الکرسی پڑھتا ہوں اور پھونکتا ہوں تو مَیں اللہ سے دنیا بھر کے احمدیوں کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ اُن پر فضل فرمائے اور اُن پر رحم کرے۔ بالکل ویسے ہی جس طرح والدین سونے سے پہلے اپنے بچوں پر دعائیں پڑھ کر پھونکتے ہیں۔ جب مَیں سونے سے پہلے یہ دعائیں پڑھتا ہوں تو ساری جماعت پر پھونکتا ہوں جو میرے بچوں کی طرح ہیں۔“

(الفضل انٹرنیشنل 21/مئی 2021ء صفحہ 23)

اک دکھ کا سمندر نظر آتی ہے یہ دنیا
اک شخص مگر اس میں جزیرے کی طرح ہے

جماعت کے مشہور اخبار نویس و شاعر ثاقب زیری صاحب کا واقعہ ہے کہ ان کی والدہ بیمار ہوئیں اور سخت تشویش کی صورت پیدا ہوئی انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ لیکن پھر پھاڑ دیا کہ حضور انگلستان میں پریشان ہوں گے۔ اگلے دن پھر یہی صورت ہوئی پھر عریضہ لکھ کر پھاڑ دیا۔ مگر جماعت سے محبت کرنے والے مہربان آقا کو اللہ تعالیٰ نے صورت حال سے آگاہ کر دیا اور حضور کا خط والدہ کی طبیعت کے استفسار پر زیروی صاحب کو موصول ہوا۔ انہوں نے حضور کو والدہ کی بہتر صحت کی اطلاع کے ساتھ لکھا کہ حضور! یہ تو سنا تھا کہ خط لکھا، پوسٹ کیا اور ملنے سے قبل مسئلہ حل ہو گیا لیکن یہاں تو خط پوسٹ بھی نہیں ہوا اور حضور نے دعا بھی کر دی۔

یہ واقعہ بھی خلفاء کی جماعت سے بے انتہا محبت کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن اِس محبت کے حصول کے لئے خلفاء سے تعلق از حد ضروری ہے۔ پس مندرج بالا سلیقوں اور طریقوں کو مد نظر رکھ کر خلیفۃ المسیح کو خطوط لکھنے چاہیں تاکہ ہم ان برکات کو حاصل کر سکیں جو خلافت سے وابستہ ہیں۔ اللہ ہمیں اِس کی توفیق دے۔ آمین

وہ جس پہ رات ستارے لئے اُترتی ہے
وہ ایک شخص دعا ہی دعا ہمارے لئے
دیئے جلائے ہوئے ساتھ رہتی ہے
تمہاری یاد تمہاری دعا ہمارے لئے



﴿28﴾ ﴿مشاہدات۔51﴾

ہمارے خلفائے احمدیت، حقوق نسواں کے حقیقی علمبردار

میری بہنو! میری آج کی گزارشات ہمارے خلفائے احمدیت، حقوق نسواں کے حقیقی علمبردار پر مبنی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 417، ایڈیشن 1984ء)

حضرت اقدسؑ کی تعلیم و تربیت سے خلفائے کرام نے بھی خواتین کے حقوق کا نہ صرف خود خیال رکھا بلکہ احبابِ جماعت کو عورتوں کے حقوق ادا کرنے کی مسلسل توجہ دلائی۔

حاضرات! حضرت مصلح موعودؓ نے حقوقِ نسواں کے حوالے سے فرمایا:

”انسانی حقوق کا جہاں تک سوال ہے عورتوں کو بھی ویسا ہی حق حاصل ہے جیسے مردوں کو۔ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں اللہ تعالیٰ نے جس طرح مردوں اور عورتوں کو یکساں احکام دیئے ہیں اسی طرح انعامات میں بھی اُنہیں یکساں شریک قرار دیا ہے اور جن نعماء کے مرد مستحق ہوں گے اسلامی تعلیم کے ماتحت قیامت کے دن وہی انعامات عورتوں کو بھی ملیں گے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے نہ اس دُنیا میں اُن کی کوئی حق تلفی کی ہے اور نہ اگلے جہان میں اُنہیں کسی انعام سے محروم رکھا ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 512)

سامعات! خلفائے کرام نے عورتوں کے ہر حق کی حفاظت فرمائی ہے اور سچائی کے ساتھ عورت کو مردوں کے روایتی ظلم و استحصال اور بالجبر محکوم رکھنے کی قباحتوں کو دور کرنے کے لیے لفظ قوام کی درست تفسیر بیان فرمائی جس سے ہر قسم کے استحصال کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اسلام پر لگائے ہوئے الزامات کی نفی ہوتی ہے۔ اور بجائے محکوم رکھنے کے جواز کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ ہوتی ہے۔

میری بہنو! یہ مضمون بہت وسیع ہے اور اپنے دامن میں بہت سی شاخیں سمیٹے ہوئے ہے۔ آج اس مختصر سے وقت میں مَیں دو تین شاخوں پر ہی روشنی ڈال سکوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی

النِّسَآءِ(النساء: 35) کے الفاظ میں مَردوں کو عورتوں پر قوّام قرار دیا ہے اس میں لفظ قوام کا مفہوم عورتوں کو نقصان سے محفوظ رکھنا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ مرد عورتوں پر نگران ہے کی تشریح میں فرماتے ہیں:

''یہ آیت بیاہے ہوئے مردوں کو اچھی لگتی ہے۔ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ مردوں کو چاہئے اپنی بیویوں کے محافظ اور ان کی درستی اور ٹھیک رکھنے کا موجب بنیں ...کیونکہ مردوں کو خدا نے اس قسم کی لیاقتیں اور موقعے بخشے ہیں۔ عورتیں بھی مردوں کی محافظ ہیں۔''

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 20)

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں:

''حقوق کے لحاظ سے تو مرد و عورت میں کوئی فرق نہیں لیکن انتظامی لحاظ سے مردوں کو عورتوں پر ایک حقِ فوقیت حاصل ہے۔ اُس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے ایک مجسٹریٹ انسان ہونے کے لحاظ سے تو عام انسانوں جیسے حقوق رکھتا ہے اور جس طرح ایک ادنیٰ سے ادنیٰ انسان کو بھی ظلم اور تعدّی کی اجازت نہیں اُسی طرح مجسٹریٹ کو بھی نہیں۔ مگر پھر بھی وہ بحیثیت مجسٹریٹ اپنے ماتحتوں پر فوقیت رکھتا ہے اور اُسے قانون کے مطابق دوسروں کو سزا دینے کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ اسی طرح تمدنی اور مذہبی معاملات میں مرد و عورت کے حقوق برابر ہیں لیکن مردوں کو اللہ تعالیٰ نے قوّام ہونے کی وجہ سے فضیلت عطا فرمائی ہے۔ لیکن دوسری طرف اُس نے عورتوں کو استمالتِ قلب کی ایسی طاقت دے دی ہے جس کی وجہ سے وہ بسا اوقات مردوں پر غالب آجاتی ہیں... خدا تعالیٰ نے مردوں کے قوام ہونے کے متعلق جو کچھ فیصلہ کیا ہے وہ بالکل درست ہے۔ شریعت کا اس سے یہ منشا نہیں کہ عورتوں پر ظلم ہو یا اُن کی کوئی حق تلفی ہو بلکہ شریعت کا اس امتیاز سے یہ منشا ہے کہ جن باتوں میں عورتوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے اُن میں عورتوں کو نقصان سے محفوظ رکھا جائے۔ اسی وجہ سے جن باتوں میں عورتوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اُن میں اُن کا حق خدا تعالیٰ نے خود ہی انہیں دے دیا ہے۔ پس قرآن کریم نے جو کچھ کہا ہے وہ اپنے اندر بہت بڑی حکمتیں اور مصالح رکھتا ہے۔ اگر دنیا ان کے خلاف عمل کر رہی ہے تو وہ کئی قسم کے نقصانات بھی برداشت کر رہی ہے جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ اسلام کے خلاف عمل پیرا ہونا کبھی نیک نتائج کا حامل نہیں ہو سکتا۔

آخر میں وَاللّٰہُ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ فرما کر اس طرف توجہ دلائی کہ یاد رکھو عورتوں پر جو فوقیت ہم نے تمہیں دی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم اس سے ناجائز فائدہ اٹھاؤ۔ اور ان کے حقوق کو پامال کرنا شروع کر دو۔ دیکھو! تم پر بھی ایک حاکم ہے جو عزیز ہے۔ یعنی اصل حکومت خدا تعالیٰ کی ہے۔ اس لیے چاہیے کہ مرد اس حکومت سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائے اور حکیم کہہ کر اس طرف توجہ دلائی کہ ضبط و نظم کے معاملات میں جو اختیار ہم نے مردوں کو دیا ہے یہ سراسر حکمت پر مبنی ہے ورنہ گھروں کا امن برباد ہو جاتا۔ چونکہ میاں بیوی نے مل کر رہنا ہوتا ہے اور نظام اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتا جب تک کہ ایک کو فوقیت نہ دی جائے اس لیے یہ فوقیت مرد کو دی گئی ہے اور اس کی ایک اور وجہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ یہ بیان فرمائی ہے کہ چونکہ مرد اپنا روپیہ عورتوں پر خرچ کرتے ہیں اس لیے انتظامی امور میں انہیں عورتوں پر فوقیت حاصل ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد2 صفحہ 513 تا514)

معزز خواتین! حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے قوّام کے متعلق فرمایا:

"ویسے تو قرآن کریم کی آیات کے بے شمار معانی ہوتے ہیں لیکن اس آیہ کریمہ میں لفظ قوام کے یہ معنے نہیں ہیں جیسا کہ بعض بیوقوف لوگ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہمیں اختیار دے دیا گیا ہے کہ جس طرح مرضی بیویوں سے سلوک کریں۔ یہ غلط ہے دراصل اس رشتہ کو قائم رکھنے کی ذمہ واری خاوند پر ڈالی ہے یعنی بیوی کا قیام جسمانی لحاظ سے، اس کا قیام ذہنی لحاظ سے، اس کا قیام اخلاقی لحاظ سے، اس کا قیام روحانی لحاظ سے خاوند کے ذمہ ہے بالفاظ دیگر ایک کنوارہ آدمی غلطی کرتا ہے تو اس اکیلے پر ذمہ واری ہے۔ ایک کنواری بچی سے غلطی ہو جائے تو اس لڑکی پر ذمہ واری ہے کسی مرد پر ذمہ واری نہیں ہے۔ لیکن اگر ایک بیاہی ہوئی بچی سے کوئی غلطی ہو جائے تو دو پر اس کی ذمہ واری عائد ہوتی ہے۔ ایک لڑکی پر اور دوسرے اس کے خاوند پر۔ اس کا کام تھا کہ دونوں اس طرح یک جان ہو جائیں کہ وہ اس قسم کی غلطی نہ کر سکے۔"

(انوار القرآن جلد 1 تفسیر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ صفحہ 555)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اس آیت کی وضاحت فرماتے ہیں:

”سب سے پہلے تو لفظ قوّام کو دیکھتے ہیں۔ قوّام کہتے ہیں ایسی ذات کو جو اصلاح احوال کرنے والی ہو، جو درست کرنے والی ہو، جو ٹیڑھے پن اور کجی کو صاف سیدھا کرنے والی ہو۔ چنانچہ قوّام اصلاح معاشرہ کے لئے ذمہ دار شخص کو کہا جائے گا۔ پس قوّامون کا حقیقی معنی یہ ہے کہ عورتوں کی اصلاحِ معاشرہ کی اول ذمہ داری مرد پر ہوتی ہے۔ اگر عورتوں کا معاشرہ بگڑنا شروع ہو جائے، ان میں کج روی پیدا ہو جائے، ان میں ایسی آزادیوں کی روچل پڑے جو ان کے عائلی نظام کو تباہ کرنے والی ہو۔ یعنی گھریلو نظام کو تباہ کرنے والی ہو، میاں بیوی کے تعلقات کو خراب کرنے والی ہو، تو عورت پر دوش دینے سے پہلے مرد اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کو نگران مقرر فرمایا تھا۔ معلوم ہوتا ہے انہوں نے اپنی بعض ذمہ داریاں اس سلسلہ میں ادا نہیں کیں۔“

(عائلی مسائل اور ان کا حل صفحہ 52)

سامعات! اور ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (النساء:35) کہہ کر مردوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ تمہیں جو اللہ تعالیٰ نے معاشرے کی بھلائی کا کام سپرد کیا ہے تم نے اس فرض کو صحیح طور پر ادا نہیں کیا۔ اس لئے اگر عورتوں میں بعض برائیاں پیدا ہوئی ہیں تو تمہاری نااہلی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ پھر عورتیں بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہیں، اب بھی، اس مغربی معاشرے میں بھی، اس بات کو تسلیم کیا جاتا ہے یہاں تک کہ عورتوں میں بھی، کہ عورت کو صنف نازک کہا جاتا ہے۔ تو خود تو کہہ دیتے ہیں کہ عورتیں نازک ہیں۔ عورتیں خود بھی تسلیم کرتی ہیں کہ بعض اعضاء جو ہیں، بعض قویٰ جو ہیں مردوں سے کمزور ہوتے ہیں، مرد کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ اس معاشرے میں بھی کھیلوں میں عورتوں مردوں کی علیحدہ علیحدہ ٹیمیں بنائی جاتی ہیں۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا کہ میں تخلیق کرنے والا ہوں اور مجھے پتہ ہے کہ میں نے کیا بناوٹ بنائی ہوئی ہے مرد اور عورت کی اور اس فرق کی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ مرد کو عورت پر فضیلت ہے تو تمہیں اعتراض ہو جاتا ہے کہ دیکھو جی! اسلام نے مرد کو عورت پر فضیلت دے دی۔ عورتوں کو تو خوش ہونا چاہئے کہ یہ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے مرد پر زیادہ ذمہ داری ڈال دی ہے اس لحاظ سے بھی کہ اگر گھریلو چھوٹے چھوٹے

معاملات میں عورت اور مرد کی چھوٹی چپقلشیں ہو جاتی ہے، ناچاقیاں ہو جاتی ہیں تو مرد کو کہا کہ کیونکہ تمہارے قویٰ مضبوط ہیں، تم قوّام ہو، تمہارے اعصاب مضبوط ہیں اس لئے تم زیادہ حوصلہ دکھاؤ اور معاملے کو حوصلے سے اس طرح حل کرو کہ یہ ناچاقی بڑھتے بڑھتے کسی بڑی لڑائی تک نہ پہنچ جائے اور پھر طلاقوں اور عدالتوں تک نوبت نہ آجائے۔ پھر گھر کے اخراجات کی ذمہ داری بھی مرد پر ڈالی گئی ہے۔''

(عائلی مسائل اور ان کا حل صفحہ 83)

حاضرات! حقوق نسواں ادا کرنے میں دوسرا پہلو خلفائے کرام کا ذاتی نمونہ ہے۔

جس کے لیے آنحضور ﷺ نے اپنا نمونہ پیش فرمایا۔'' خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَ ھْلِہٖ وَ اَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِی'' (مشکوٰۃ) تم میں سے بہتر وہ ہے جس کا اپنے اہل وعیال سے سلوک اچھا ہے اور مَیں تم میں سے اپنے اہل سے اچھا سلوک کرنے کے اعتبار سے بہتر ہوں۔

قول اور فعل میں ہم آہنگی کی یہ مثال دلوں پر بہت گہرا اثر کرتی ہے۔ حقوق نسواں کی علمبرداری پر بات کرتے ہوئے آنحضورؐ کے روحانی فرزند کے خلفاء کی عائلی زندگی دیکھیں تو اس معیار پر بخوبی پورا اُترتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ بیوی کی رازداری کا خیال رکھتے تھے فرمایا:''میں نے اپنی بیوی کی چیزیں کبھی نہیں دیکھیں نہ ہمیں اب تک معلوم ہے کہ ان کے پاس کتنے ٹرنک، برتن، کپڑے، چیزیں ہیں۔ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ عورتوں کی باتوں میں دخل دیں۔ فرمایا: بلکہ میں اپنی بیوی کی کوٹھڑی کی جانب بھی کم ہی جاتا ہوں۔''

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 80)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے گھر میں بیویوں کے حقوق ادا کر کے جنتِ ارضی کی تعمیر کی اور ایک روشن مثال قائم فرمائی۔ متعدد شادیاں کرنا اور سب سے محبت و مودّت میں خوشگوار توازن رکھنا بجائے خود ایک روشن مثال ہے۔ ہر بیگم کی قدر دانی کے انداز ان کی طبائع کے مطابق تھے۔

حضرت سیدہ چھوٹی آپا مریم صدیقہ کو تیس سال کا زمانۂ رفاقت نصیب ہوا۔ آپ اپنے شوہر کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اپنی خوش قسمتی پر نازاں ہیں اور شکر گزار بھی۔ تحریر فرماتی ہیں:

چن لیا تو نے مجھے 'ابنِ مسیحا' کے لیے
سب سے پہلے یہ کرم ہے مرے جاناں تیرا

(الفضل 25/ مارچ 1966ء)

حضورؒ کی بیگمات کے جذبات کا خیال رکھنے کے بارے میں حضرت سیدہ مہر آپاؒ تحریر فرماتی ہیں:

"ایک دفعہ ایسی صورت پیش آئی کہ گھر کے ملازم بوجہ بیماری رخصت پر تھے گھر کے کاموں کی مسلسل مصروفیت کے ساتھ ساتھ کھانا پکانے کا کام بھی پہلی دفعہ مجھے کرنا پڑا۔ حضورؓ نے کھانے کی خوب تعریف فرمائی بلکہ مزید حوصلہ افزائی اور قدر دانی کے طور پر حضرت اماں جانؓ کو بھی کھانا بھجوایا اور یہ صراحت فرمائی کہ "یہ بشریٰ نے تیار کیا ہے..."

حضورؓ کی ایک صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ تحریر فرماتی ہیں:

"حضور کی چار بیویاں ہیں اور ازدواجی زندگی میں تعدّد ازدواج ایک بڑا نازک مرحلہ ہوتا ہے مگر حضور کے گھر کی جو کیفیت ہے اسے خدا تعالیٰ کا فضل اور حضور کی قوت قدسی کا اعجاز ہی کہنا چاہیے کیونکہ اتنے بڑے گھرانے میں جو محبت پیار کا نمونہ نظر آتا ہے دنیا اس کی نظیر لانے سے قاصر ہے۔ آپ اپنی بیویوں کے بارے میں کامل عدل و انصاف سے کام لیتے ہیں۔ افراد کی نسبت سے خرچ دیتے ہیں، کبھی کسی کو شکوہ شکایت کا موقع نہیں ملتا، نہایت محبت اور شفقت سے پیش آتے ہیں، سب بیویاں دل کی گہرائیوں سے حضور کی مدّاح ہیں، سفروں میں باری باری ساتھ لے جاتے ہیں، گھر میں باریاں مقرر ہیں اور ہر ایک کے حقوق کا پورا خیال رکھتے ہیں۔"

(الفضل خلافت جوبلی نمبر 28/ دسمبر 1939ء صفحہ 9)

پیاری بہنو! حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے حضرت سیدہ منصورہ بیگم کی وفات پر فرمایا:

"خدا تعالیٰ نے احسان کیا مجھ پر اور آپ کے خلیفہ وقت پر کہ ایسی ساتھی دی گئی جو اس کے کام میں ہاتھ بٹانے والی ہو اور اچھے نتائج پیدا کرنے والی ہو۔ خدا تعالیٰ کا شکر کریں اور حمد پڑھیں اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ورد کریں اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے نعرے لگائیں اور جس کو ذریعہ بنایا اس چیز کا اس کے لئے دعا کریں اور ہمارے لئے ساری گھبراہٹیں دور کرنے اور غموں کو ہوا میں اڑانے کے لئے یہ ایک فقرہ کافی ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔"

(خطبات ناصر جلد 9 صفحہ 332)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے حضرت سیدہ آصفہ بیگم کی یاد میں کہے گئے اشعار ان کے غم کے غماز ہیں:

میرے آنگن سے قضا لے گئی چُن چُن کے جو پُھول
جو خدا کو ہوئے پیارے، مرے پیارے ہیں وہی

تم نے جاتے ہوئے پلکوں پہ سَجا رکھے تھے
جو گہر، اب بھی مِری آنکھوں کے تارے ہیں وہی

منتظر کوئی نہیں ہے لبِ ساحِل ورنہ
وہی طُوفاں ہیں، وہی ناؤ، کِنارے ہیں وہی

یہ تِرے کام ہیں مَولا، مجھے دے صبر وثَبات
ہے وہی راہ کٹھن، بوجھ بھی بھارے ہیں وہی

پیاری بہنو! اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے اپنی اہلیہ حضرت سیدہ امۃ السبوح بیگم صاحبہ سے خوش اسلوبی سے پیش آنے کا ذکر مکرم عابد خان صاحب کی ڈائریوں میں ملتا ہے۔ مثال کے طور پر جاپان کی سیر کا ذکر کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

"مارکیٹ میں پہنچنے پر حضور انور اور خالہ سبوحی نے بعض چھوٹی دکانیں دیکھیں اور میرے خیال سے خالہ سبوحی نے بعض چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی خریدیں۔ وہاں سیر کرتے ہوئے مجھے خیال آیا کہ کس طرح اس

چھوٹی سی سیر کے دوران یہ بات عیاں تھی کہ حضور انور اور آپ کی فیملی جماعت کے لیے کس قدر قربانیاں کرتے ہیں۔ جہاں ہم سب جب چاہیں اپنی مرضی سے اپنی family کے تفریحی program بناتے ہیں ایسے مواقع حضور انور اور خالہ سبوحی کو کم ہی میسر آتے ہیں اور بہت کم مواقع پر آپ ایسے مقامات پر جاسکتے ہیں۔ خاص طور پر جب قافلہ ممبران اور لوکل جماعت کے ممبران بھی آپ کے ساتھ ہوں۔"

(الفضل آن لائن 27/جون 2022ء)

یہ تو ہم نے دیکھا ہے کہ کس طرح حضور جلسہ یا اجتماع سے واپسی پر اس وقت تک گاڑی میں تشریف نہیں رکھتے جب تک بیگم صاحبہ تشریف نہ لے آئیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ ہر آن سلامت رکھے۔ آمین

پیاری بہنو! اس سلسلہ میں تیسرا پہلو جو میں بیان کرنا چاہوں گی وہ قرآن مجید میں حجاب کے احکام صنفِ نازک کی حفاظت کے لیے ہیں۔ اسلام ہر وہ دروازہ بند کرتا ہے جہاں سے نازک آبگینوں کو کوئی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ ہر لحاظ سے پیش بندی کرتا ہے۔ ہر ممکن حفاظتی اقدامات کرتا ہے تاکہ کسی شکل میں کوئی ٹھیس نہ لگے۔ بے خوف و خطر عزت اور سکون کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔ ہمارے خلفائے کرام ہر زمانے کے ابتلاؤں اور تقاضوں کے مطابق ان پر عمل کرنے کے لئے بار بار یاد دہانی کراتے رہتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ خواتین کے حجاب کے بارے میں بڑا کارآمد نکتہ بیان فرماتے ہیں:

"اپنی آنکھیں نیچی رکھیں۔ شرم گاہوں کو محفوظ رکھیں اور اپنی زینت کو نہ دکھاویں سوائے خاوندوں اور باپوں وغیرہ کے اور سوائے اپنی خاص عورتوں کے۔ اس پر بھی مجھے حیرت ہے کہ بہت کم عمل ہے۔ بہت سی عورتوں سے بھی پردہ لازم ہے۔ ہر ایک عورت سے بے پردگی نہ ہو۔"

(الحکم 31/جولائی۔10/اگست 1904ء صفحہ 9)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا تاکید کرنے کا اپنا انداز ہے فرمایا:

"پردہ چھوڑنے والا قرآن کی ہتک کرتا ہے ایسے انسان سے ہمارا کیا تعلق۔ وہ ہمارا دشمن ہے اور ہم اس کے دشمن اور ہماری جماعت کے مردوں اور عورتوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے احمدی مردوں اور ایسی احمدی عورتوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں۔" (الفضل 27جون 1958ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"قرآن نے پردے کا حکم دیا ہے انہیں (یعنی احمدی مستورات کو) بہر حال پردہ کرنا پڑے گا یا وہ جماعت چھوڑ دیں کیونکہ ہماری جماعت کا یہ موقف ہے کہ قرآن کریم کے کسی حکم سے تمسخر نہیں کرنے دیا جائے گا۔ نہ زبان سے اور نہ عمل سے۔ اسی پر دنیا کی ہدایت اور حفاظت کا انحصار ہے۔"

(الفضل 25/ نومبر 1978ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا: "بڑی شدت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ تحریک ڈالی ہے کہ احمدی مستورات بے پردگی کے خلاف جہاد کا اعلان کریں۔ کیونکہ اگر آپ نے بھی میدان چھوڑ دیا تو دنیا میں اور کونسی عورتیں ہوں گی جو اسلامی اقدار کی حفاظت کے لئے آگے آئیں گی۔"

(الفضل 28/ فروری 1983ء)

سامعات! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خداداد بصیرت سے ہواؤں کا رخ، زمانے کے بدلتے ہوئے حالات اور خواتین کے ذہنوں میں اٹھنے والے سوالات کے مطابق راہنمائی فرماتے ہیں، گویا سیدھا راستہ دکھانے کے لیے کمربستہ رہتے ہیں جہاں بھی بھٹکنے کا ڈر ہو کھینچ کھینچ کر راہ پر لاتے ہیں اس کے باوجود جب کوئی اپنے بچوں یا بڑوں میں حدود پار کرنے کے رجحان کی خبر دے کر دعا کے لئے کہتا ہے تو علاج تجویز فرماتے ہیں اور ساتھ دعا بھی کرتے ہیں۔ احمدیت ہمیں مکمل اطاعت کا درس دیتی ہے آپ جن باتوں سے منع کرتے ہیں ان کو چھوڑ دینے میں ہی فلاح ہے۔ مختصراً چند نصائح آپ ہی کے الفاظ میں آپ بہنوں کے سامنے رکھ دیتی ہوں:

حیا اور پردے کے حوالے سے فرمایا۔

"اس معاشرے میں ہمیں اپنی عورتوں اور لڑکیوں کو حجاب اور پردے اور حیا کا تصوّر پیدا کروانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حیا اور حجاب کی جھجک اگر کسی بچی میں ہے تو ماؤں کو اسے دُور کرنا چاہئے بلکہ اسے خود اپنے آپ بھی دُور کرنا چاہئے اگر اس کی عمر ایسی ہے۔ مائیں اگر گیارہ بارہ سال کی عمر تک بچیوں کو حیا کا احساس نہیں دلائیں گی تو پھر بڑے ہو کر ان کو کوئی احساس نہیں ہو گا... پس اس معاشرے میں جہاں ہر ننگ اور ہر بیہودہ بات کو اسکول میں پڑھایا جاتا ہے پہلے سے بڑھ کر احمدی ماؤں کو اسلام کی تعلیم کی روشنی

میں، قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں اپنے بچوں کو بتانا ہو گا۔ حیا کی اہمیت کا احساس شروع سے ہی اپنے بچوں میں پیدا کرنا ہو گا۔ پانچ چھ سات سال کی عمر سے ہی پیدا کرنا شروع کرنا چاہئے۔ پس یہاں تو ان ملکوں میں چوتھی اور پانچویں کلاس میں ہی ایسی باتیں بتائی جاتی ہیں کہ بچے پریشان ہوتے ہیں جیسا کہ مَیں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں۔ اسی عمر میں حیا کا مادہ بچیوں کے دماغوں میں ڈالنے کی ضرورت ہے۔ بعض عورتوں کے اور لڑکیوں کے دل میں شاید خیال آئے کہ اسلام کے اور بھی تو حکم ہیں۔ کیا اسی سے اسلام پر عمل ہو گا اور اسی سے اسلام کی فتح ہونی ہے۔ یاد رکھیں کہ کوئی حکم بھی چھوٹا نہیں ہوتا۔“

(خطاب از مستورات جلسہ سالانہ کینیڈا 8/ اکتوبر 2016ء)

لغویات سے بچنے کے حوالے سے فرمایا۔

”ہمیشہ سوچیں کہ ہم احمدی ہیں اور اگر ہم نے احمدی رہنا ہے تو پھر اِن لغویات سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہمیشہ یہ سوچیں کہ اگر ہم نے احمدیت کو سچا سمجھ کر ماننا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچا سمجھتے ہیں اور آپؑ کو سچا سمجھتے ہوئے آپؑ کی بیعت میں شامل ہوئے ہیں تو ہمیں تمام ان باتوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے جن سے بچنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، تبھی ہم اُن انعاموں سے فیض اٹھا سکیں گے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا ہے۔“

(خطاب بر موقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ یوکے 4/ نومبر 2007ء)

نامحرم مرد اور عورت آپس میں کھلے طور پر میل جول نہ کریں

”پردہ کا مقصد تو یہ ہے کہ نامحرم مرد اور عورت آپس میں کھلے طور پر میل جول نہ کریں، آپس میں نہ ملیں، دونوں کی جگہیں علیحدہ علیحدہ ہوں۔ اگر آپ اپنی سہیلی کے گھر جا کر اس کے خاوند یا بھائیوں یا رشتہ داروں سے آزادانہ ماحول میں بیٹھی ہیں۔ چاہے منہ کو ڈھانک کے بیٹھی ہوتی ہیں یا منہ ڈھانک کر کسی سے ہاتھ ملا رہی ہیں تو یہ تو پردہ نہیں ہے۔ جو پردے کی غرض ہے وہ تو یہی ہے کہ نامحرم مَرد عورتوں میں نہ آئے اور عورتیں نامحرم مَردوں کے سامنے نہ جائیں۔ ہر ایک کی مجلسیں علیحدہ ہوں۔ بلکہ قرآن کریم میں تو یہ

بھی حکم ہے کہ بعض ایسی عورتوں سے جو بازاری قسم کی ہوں یا خیالات کو گند کرنے والی ہوں ان سے بھی پردہ کرو۔ ان سے بھی بچنے کا حکم ہے۔ اس لئے احتیاط کریں اور ایسی مجلسوں سے بچیں۔"

(خطاب از مستورات جلسہ سالانہ کینیڈا 3/ جولائی 2004ء)

شادی شدہ جوڑوں کو احتیاط لازم ہے

فرمایا:

"معاشرے میں عورتیں اور مرد زیادہ مکس اپ (Mixup) ہونے لگ گئے ہیں۔ اس سے کوئی یہ مطلب نہ لے لے کہ عورتوں کی مجلسوں میں بھی بیٹھنے کی اجازت مل گئی ہے اور بیویوں کی سہیلیوں کے ساتھ بیٹھنے کی بھی کھلی چھٹی مل گئی ہے۔ خیال رکھنا بالکل اور چیز ہے اور بیوی کی سہیلیوں کے ساتھ دوستانہ کر لینا بالکل اور چیز ہے۔ اس سے بہت سی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ کئی واقعات ایسے ہوتے ہیں کہ پھر بیوی تو ایک طرف رہ جاتی ہے اور سہیلی جو ہے وہ بیوی کا مقام حاصل کر لیتی ہے۔ مرد تو پھر اپنی دنیا بسا لیتا ہے لیکن وہ پہلی بیوی بے چاری روتی رہتی ہے اور یہ حرکت سراسر ظلم ہے اور اس قسم کی اجازت اسلام نے قطعاً نہیں دی۔ کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں شادی کرنے کی اجازت ہے... یہاں ان معاشروں میں خاص طور پر احتیاط کرنی چاہئے۔ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں، اُس بیوی کا بھی خیال رکھیں جس نے ایک لمبا عرصہ تنگی ترشی میں آپ کے ساتھ گزارا ہے۔ آج یہاں پہنچ کر اگر حالات ٹھیک ہو گئے ہیں تو اس کو دھتکار دیں، یہ کسی طرح بھی انصاف نہیں ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2/ جولائی 2004ء بمقام انٹرنیشنل سنٹر، مسی ساگا کینیڈا)

ڈانس اور ورزش میں فرق بیان کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں۔

فرمایا:

"ڈانس میں انتہائی بے حیائی سے جسم کی نمائش ہوتی ہے۔ یہ انتہائی بیہودگی ہے۔ یاد رکھیں کہ لڑکیوں کو لڑکیوں کے سامنے بھی ڈانس کی اجازت نہیں ہے۔ بہانے یہ بنائے جاتے ہیں کہ ورزش میں بھی تو جسم کے مختلف حصوں کو حرکت دی جاتی ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ ورزش ہر عورت یا بچی علیحدگی میں کرتی ہے یا ایک آدھ کسی کے سامنے کر لی۔ اگر ننگے لباس میں لڑکیوں کے سامنے بھی اس طرح کی ورزش کی جا رہی ہے یا

کلب میں جا کر کی جارہی ہے تو یہ بھی بیہودگی ہے۔ ایسی ورزش کی بھی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ دوسرے ڈانس کرتے وقت آپ کے جذبات بالکل اَور ہوتے ہیں۔ ورزش کرتے وقت تو تمام توجہ ورزش پر ہوتی ہے اور کوئی لغو اور بیہودہ خیال ذہن میں نہیں آرہا ہوتا لیکن ڈانس کے وقت یہ کیفیت نہیں ہو رہی ہوتی۔ جو ڈانس کرنے والیاں ہیں وہ خود اگر انصاف سے دیکھیں تو ان کو پتہ لگ جائے گا کہ اُن پر اُس وقت کیا کیفیت طاری ہو رہی ہوتی ہے۔ پھر ورزش جو ہے کسی میوزک پر یا تال کی تھاپ پر نہیں کر رہے ہوتے جبکہ ڈانس کے لئے میوزک بھی لگایا جاتا ہے اور بڑے بیہودہ گانے بھی شادیوں پر بجتے ہیں حالانکہ شادیوں کے لئے بڑے پاکیزہ گانے بھی ہیں اور جو رخصتی ہو رہی ہو تو لڑکی کو رخصت کرتے وقت ہماری بڑی اچھی دعائیہ نظمیں بھی ہیں، وہ استعمال ہونی چاہئیں۔"

(خطاب از مستورات جلسہ سالانہ جرمنی یکم رستمبر 2007ء)

ہمارے ہاں سمجھا جانے لگا ہے کہ دلہن کے لئے پردہ ضروری نہیں ہے اس حوالے سے آپ نے رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ نے یہ کہیں نہیں کہا کہ جو دلہن نہیں ہے وہ پردہ کرلے اور جو دلہن ہے وہ پردہ نہ کرے، دلہن جو ہے وہ بڑی سج کر دلہن بنے۔ آج سے چودہ سو سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دلہنیں بنتی تھیں۔ اچھے کپڑے پہنتی تھیں۔ دلہن بن کر عورتوں میں جب بیٹھی ہوں تو جس طرح بیٹھنا ہے بیٹھے، یہاں کی عیسائی دلہنیں بھی دیکھ لو وہ بھی جب اپنی شادیاں کرتی ہیں، چرچ میں جاتی ہیں تو انہوں نے بھی ایک سفید ویل (veil) سالیا ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو ڈھانکتی ہیں۔ تو جب وہ لوگ جن کا پردہ نہیں ہے وہ بھی شادی پر اپنے آپ کو cover کر لیتی ہیں تو ہماری دلہنوں کو تو اور زیادہ کرنا چاہئے۔ لیکن اگر دوپٹہ لے کر بیٹھی ہوئی ہیں، منہ ننگا ہے تو عورتوں میں تو ٹھیک ہے۔ لیکن اس لئے کہ میک اَپ کروا کر بیوٹی پارلر سے آئی ہے اور پھر جہاں میرج ہال (marriage hall) کے اندر جانا ہے تو جاتے ہوئے ہمارا میک اپ خراب نہ ہو جائے، ہمارا زیور یا جھومر لٹکے ہوئے ہیں وہ خراب نہ ہو جائیں تو یہ غلط چیز ہے۔ اس لئے پوری طرح دوپٹہ ڈھانکو اور پردہ کے ساتھ مَردوں میں سے گزرتے ہوئے ہال میں آجاؤ۔ جب پارلر سے دلہن بن کر آتی ہے تو میک اَپ کرنے کے بعد جو بھی غرارے یا جس لباس کے ساتھ بھی تیار ہوئی ہے اس کے بعد

ایک چادر اوپر ڈالے، کار سے اترنے سے لے کر اس حصہ تک جہاں سے مَردوں میں سے گزرنا ہے یا جہاں تک لمبا راستہ ہے اور جب ہال کے اندر آ جائے جہاں صرف عورتیں ہوں تو وہاں بیشک اتار دے اور پھر جب اپنے دلہا کے ساتھ جاتی ہے اس وقت بھی چادر اوڑھ کے کار میں جا کر بیٹھے۔ یہ نہیں کہ مرد کھڑے ہیں اور سارے دیکھ رہے ہیں اور بیچ میں سے گزر رہی ہے اور بڑی واہ واہ ہو رہی ہے، بڑی خوبصورت دلہن بنی ہوئی ہے۔ احمدی دلہن کی خوبصورتی تو یہ ہے کہ اس کا پردہ بھی ہو۔"

(کلاس واقفاتِ نو 11/جولائی 2012ء مسجد بیت الاسلام، کینیڈا)

اللہ تعالیٰ ہمارے ہاں خلافت کو قائم رکھے تا طبقہ نسواں کے جو حقوق خلفاء کی طرف سے گاہے بگاہے بیان ہوتے رہتے ہیں ان پر ہم عمل کرتے چلے جائیں۔

(امۃ الباری ناصر۔ امریکہ)



﴿29﴾ ﴿مشاہدات۔211﴾

خلفائے احمدیت کی مقبول دعاؤں کے چند ایمان افروز واقعات

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (البقرہ:187)

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہیے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ خلفائے احمدیت کی مقبول دعاؤں کے چند ایمان افروز واقعات

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے بارے میں فرمارہا ہے کہ جب وہ دعا کرتے ہیں تو مَیں اُن کی دعا کو سنتا ہوں۔ وہ خدا کے بندے ہوتے ہیں اور خدا سے ان کا ایک سچا تعلق ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام قبولیت دعا کے متعلق فرماتے ہیں:

”یاد رہے کہ خدا کے بندوں کی مقبولیت پہچاننے کے لیے دعا کا قبول ہونا بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے بلکہ استجابت دعا کی مانند اور کوئی بھی نشان نہیں کیونکہ استجابتِ دُعا سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بندہ کو جناب الٰہی میں قدر اور عزت ہے۔ اگرچہ دعا کا قبول ہو جانا ہر جگہ لازمی امر نہیں کبھی کبھی خدائے عَزَّوَ جَلَّ اپنی مرضی بھی اختیار کرتا ہے لیکن اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ مقبولینِ حضرتِ عزت کے لیے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ بہ نسبت دوسروں کے کثرت سے ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور کوئی استجابت دعا کے مرتبہ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 334)

آج جماعت احمدیہ کے افراد بفضل اللہ تعالیٰ خوش قسمت ہیں کہ انہیں خلافت جیسی نعمت عظمیٰ حاصل ہے جس کا کوئی نِعَمُ البدل نہیں اور ہر احمدی حقُّ الیقین کے ساتھ اس بات کا گواہ ہے کہ دربار خلافت سے اٹھنے والی دعائیں عرش پر قبولیت کا درجہ رکھتی ہیں اور درجِ ذیل شعر کا مصداق ٹھہرتی ہیں۔

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیو! زورِ دعا دیکھو تو

سامعین! اب آپ کے سامنے جماعت احمدیہ کے پانچوں خلفاء کی مقبول دعاؤں کو اختصار کے ساتھ ذکر کروں گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی مقبول دعائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اپنی دعاؤں کی قبولیت کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”میری دعائیں عرش پر بھی سنی جاتی ہیں، میرا مولیٰ میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔“

(حیاتِ نور صفحہ 627)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اپنی ایک جامع دعا کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”مَیں نے کسی روایت کے ذریعہ سنا تھا کہ جب بیت اللہ نظر آئے تو اس وقت کوئی ایک دعا مانگ لو وہ ضرور ہی قبول ہو جاتی ہے۔ مَیں علوم کا اس وقت ماہر تو تھا ہی نہیں جو ضعیف و قوی روایتوں میں امتیاز کرتا ۔میں نے یہ دعا مانگی۔”الٰہی! مَیں تو ہر وقت محتاج ہوں اب مَیں کون سی دعا مانگوں ۔ پس مَیں یہی دعا مانگتا ہوں کہ مَیں جب ضرورت کے وقت تجھ سے دعا مانگوں تو اس کو قبول کر لیا کر“۔ روایت کا حال تو محدثین نے کچھ ایسا ویسا ہی لکھا ہے مگر میرا تجربہ ہے کہ میری تو یہ دعا قبول ہی ہو گئی۔ بڑے بڑے نیچریوں، فلاسفروں، دہریوں سے مباحثہ کا اتفاق ہوا اور ہمیشہ دعا کے ذریعہ مجھ کو کامیابی حاصل ہوئی اور ایمان میں بڑی ترقی ہوتی گئی۔“

(مرقاۃ الیقین صفحہ 111)

حضرت شیخ فضل احمد بٹالوی ؓ حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ کی دعا کی قبولیت کا واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ

"ایک روز آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ) نے فرمایا کہ ایک احمدی فوجی انڈین آفیسر ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ حضور دعا فرمائیں کہ مَیں لڑائی میں بھی نہ جاؤں اور مجھے تمغہ بھی مل جائے۔ میں نے کہا کہ ہمیں تو آپ کے قواعد کا علم نہیں۔ معلوم نہیں تمغہ کس طرح ملا کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ میڈل اسے ملتا ہے جو لڑائی میں جائے۔ مَیں نے کہا کہ پھر آپ کو بغیر لڑائی میں جانے کے کیونکر مل سکتا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ حضور دعا فرمائیں۔ ہم نے کہا کہ اچھا! ہم دعا کریں گے۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ آئے اور بتلایا کہ حضور کی دعا سے مجھے تمغہ مل گیا ہے اور دریافت کرنے پر بتلایا کہ میں base میں تھا کہ میرے نام حکم پہنچا کہ لڑائی کے میدان میں پہنچو۔ میں ڈرا مگر چل پڑا۔ ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا مگر وہ حد پار کر چکا تھا جس کے عبور کرنے پر ایک فوجی افسر تمغہ کا حقدار متصور ہوتا ہے کہ پھر حکم ملا کہ واپس چلے آؤ۔ صلح ہوگئی ہے اور لڑائی بند ہے۔ اس طرح حضور کی دعا سے مَیں لڑائی پر بھی نہیں گیا اور مجھے تمغہ بھی مل گیا۔"

(اصحاب احمد جلد 3 صفحہ 94)

محترم چوہدری غلام محمد بی اے کا بیان ہے کہ

"1909ء کے موسم برسات میں ایک دفعہ لگاتار آٹھ روز بارش ہوتی رہی جس سے قادیان کے بہت سے مکانات گر گئے۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب مرحوم نے قادیان سے باہر نئی کوٹھی تعمیر کی تھی وہ بھی گر گئی۔ آٹھویں یا نویں دن حضرت خلیفۃ المسیح اول ؓ نے ظہر کی نماز کے بعد فرمایا کہ مَیں دعا کرتا ہوں آپ سب لوگ آمین کہیں۔ دعا کرنے کے بعد آپؓ نے فرمایا کہ مَیں نے آج وہ دعا کی ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر میں صرف ایک دفعہ کی تھی۔ دعا کے وقت بارش بہت زور سے ہو رہی تھی۔ اس کے بعد بارش بند ہوگئی اور عصر کی نماز کے وقت آسمان بالکل صاف تھا اور دھوپ نکلی ہوئی تھی۔"

(حیات نور صفحہ 440-441)

آج ہم دیکھتے ہیں کہ نورالدین کا خدا کس طرح کھلاتا ہے

سامعین! حضرت حکیم محمد صدیق صاحب کی روایت ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرمایا کرتے تھے کہ "ایک دفعہ تین ساتھیوں کے ساتھ ہم راستہ بھول گئے اور کہیں دور نکل گئے کوئی بستی نظر نہیں آتی تھی۔ میرے ساتھیوں کو بھوک اور پیاس نے سخت ستایا تو ان میں سے ایک نے کہا نورالدین جو کہتا ہے کہ میرا خدا مجھے کھلاتا پلاتا ہے آج ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح کھلاتا پلاتا ہے۔ فرمایا کرتے تھے میں دعا کرنے لگا۔ چنانچہ جب ہم آگے گئے تو پیچھے سے زور کی آواز آئی۔ ٹھہرو! ٹھہرو! جب دیکھا تو دو شتر سوار تیزی کے ساتھ آرہے تھے جب پاس آئے تو انہوں نے کہا ہم شکاری ہیں۔ ہرن کا شکار کیا تھا اور خوب پکایا گھر سے پراٹھے لائے تھے۔ ہم سیر ہو چکے ہیں اور کھانا بھی بہت ہے آپ کھالیں چنانچہ ہم سب نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ ساتھیوں کو یقین ہو گیا کہ نورالدین سچ کہتا تھا۔" فرمایا کرتے تھے کہ "اللہ تعالیٰ کا نورالدین کے ساتھ وعدہ ہے کہ میں تیری ہر ضرورت کو پورا کروں گا۔ کیا کوئی بادشاہ بھی یہ دعویٰ کر سکتا ہے۔"

(حیات نور صفحہ 167)

محترم چوہدری غلام محمد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ایک شاگرد کی روایت بیان کرتے ہیں کہ اس نے بتایا:

"ایک دفعہ حضرت مولوی صاحب" حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ "کشمیر سے راولپنڈی کے راستہ سے واپس آرہے تھے کہ دوران سفر میں روپیہ ختم ہو گیا۔ مَیں نے اس بارہ میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ گھوڑی چار پانچ صد روپیہ میں بیچ دیں گے فوراً بِک جائے گی اور خرچ کے لیے روپیہ کافی ہو جائے گا۔ آپ نے وہ گھوڑی سات سو روپیہ میں خریدی تھی۔ تھوڑی دور ہی گئے کہ گھوڑی کو درد قولنج ہوا اور راولپنڈی پہنچ کر وہ مر گئی۔ ٹانگے والوں کو کرایہ دینا تھا۔ آپ ٹہل رہے تھے۔ مَیں نے عرض کی۔ ٹانگہ والے کرایہ طلب کرتے ہیں۔ آپ نے نہایت رنج کے لہجہ میں فرمایا کہ نورالدین کا خدا تو وہ مرا پڑا ہے۔ اب اپنے اصل خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں وہی کارساز ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک سکھ اپنے بوڑھے بیمار باپ کو لے کر حاضر ہوا۔ آپ نے اسے دیکھ کر نسخہ لکھا اس نے ہمیں اتنی رقم دے دی کہ جموں تک کے اخراجات کے لیے کافی ہو گئی۔"

(حیات نور صفحہ 168-169)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی مقبول دعائیں

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ جس کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔ تم میرے لیے دعا کرو کہ مجھے تمہارے لیے زیادہ دعا کی توفیق ملے اور اللہ تعالیٰ ہماری ہر قسم کی سستی دور کر کے چستی پیدا کرے۔ مَیں جو دعا کروں گا وہ ان شاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی۔“

(منصبِ خلافت، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 49)

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب ”حیات قدسی“ میں تحریر فرماتے ہیں:

”مَیں نے قادیان میں اپنا ایک مکان بنوایا اور مکان بنوانے کے لیے بعض احباب سے قرض لیا تو مَیں پریشان تھا اور چاہتا تھا کہ یہ قرض جلد اُتر جائے۔ چنانچہ مَیں نے رمضان المبارک کے مہینہ میں خصوصیت سے قرض کی ادائیگی کی بابت دعا شروع کی جب دعا کرتے آٹھواں دن ہوا تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہم کلام ہوا اور اس پیارے محبوب مولا نے مجھ سے ان الفاظ میں کلام فرمایا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا قرضہ جلد اتر جائے تو خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کو بھی شامل کرالے۔ اس کے بعد جلد معجزانہ رنگ میں یہ قرض اتر گیا۔“

(ماخوذ از حیات قدسی صفحہ 268-269)

محترمہ سعدیہ خانم صاحبہ لکھتی ہیں:

”میرا لڑکا روزِ پیدائش سے ہی بیمار اور کمزور رہنے لگا تھا۔ یہ 1955ء کی بات ہے صرف بیس دن کا تھا کہ اسے نمونیا ہوا اور پھر سال ڈیڑھ سال کے اندر چار دفعہ لگا تار اس کا حملہ ہوا۔ علاج معالجہ میں کمی نہ تھی لیکن آئے دن اس کی بیماری سے سخت پریشانی رہتی تھی۔ ایک دن عصر کے وقت جبکہ حضور نے نماز پڑھانے کے لیے آنا تھا میرے میاں بچے کو لے گئے۔ جب حضور قصر خلافت سے باہر تشریف لائے تو میرے میاں نے آگے بڑھ کر عرض کیا۔ حضور دعا فرمادیں۔ اس پر حضور نے ازراہ شفقت بچے کی کمر پر

ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی اور پھر بفضلہ تعالیٰ بچہ اس موذی بیماری سے تندرست ہو گیا اور آج تک اس کے دوبارہ حملہ سے محفوظ ہے۔ فالحمد للہ۔"

(ماہنامہ مصباح ستمبر 1962ء بحوالہ الفضل 24 مئی 2010ء صفحہ 5)

مکرم حنیف احمد محمود سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل آن لائن لندن تحریر کرتے ہیں:

"خاکسار کمزوری کی وجہ سے پیدائشی طور پر بولنے سے 7-8 سال کی عمر تک قاصر رہا۔ اس صورت حال سے نیز والدین کا پہلوٹھی کا بیٹا ہونے کے ناطے سے والدین پریشان بھی تھے۔ دعاؤں کے ساتھ ساتھ علاج بھی ہو رہا تھا۔ لوگوں کے مشورہ پر "تندوا" بھی کٹوایا گیا، مگر عمر بڑھتی گئی اور بولنے کی کوئی صورت نہ بنی۔ اسی پریشانی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کیا جاتا رہا۔ ایک دن والدہ محترمہ صبح سویرے مجھے گود میں اٹھا کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئیں۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضورؓ ابھی ناشتہ فرما رہے تھے کہ مَیں نے تمہارے بول نہ سکنے کے متعلق پریشانی کا اظہار کر کے دعا کی درخواست کی۔ حضورؓ نے فرمایا: "بی بی! فکر نہ کرو یہ بچہ بولے گا اور اس کی آواز دنیا سنے گی"

(میرا گلشن حیات صفحہ 8-9)

مکرم ملک حبیب اللہ صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی انسپکٹر آف اسکولز لکھتے ہیں:

"شجاع آباد کے قیام کے دوران مجھے ایک ایسا مرض لاحق ہو گیا کہ جس نے مجھے بالکل نڈھال اور مردہ کی مانند کر دیا۔ تھوڑے تھوڑے دنوں کے بعد پیٹ میں اتنا شدید درد اٹھتا کہ مَیں بے ہوش ہو جاتا۔ تقریباً دو سال مَیں نے ہر قسم کے علاج کیے لیکن حالت خراب ہو گئی۔ آخر تنگ آ کر مَیں نے امرتسر کے سرکاری ہسپتال میں داخلہ لے لیا۔ وہاں ٹیسٹ ہوئے اور یہ فیصلہ ہوا کہ میرے پتّہ اور اپنڈیکس ہر دو کا آپریشن ہو گا۔ اس سے مجھے گھبراہٹ پیدا ہوئی اور میں ایک دن بلا اجازت ہسپتال سے چلا گیا اور قادیان پہنچا اور حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا عرض کیا حضورؓ (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) نے توجہ سے سن کر فرمایا کہ آپ کو اپنڈے سائٹس تو قطعاً نہیں ہاں پتّہ میں نقص ہے آپ علاج کرائیں مَیں دعا کروں گا ان شاء اللہ آرام آجائے گا۔ اس کے بعد

مجھے یقین ہو گیا کہ میں تندرست ہو جاؤں گا۔ چنانچہ مَیں اپنی ملازمت پر واپس چلا آیا اور ملتان کے ایک حکیم صاحب سے معمولی ادویات لے کر استعمال کرنا شروع کیں۔ تین چار ماہ کے بعد بیماری کا نام و نشان بھی نہ رہا۔ حالانکہ اس سے قبل تقریباً دو سال یونانی اور انگریزی ادویات استعمال کر چکا تھا۔ پس یہ صرف حضورؓ کی دعا کا معجزانہ اثر تھا جس نے میرے جیسے مردہ کی مانند مریض کو شفایاب کر دیا۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے آج تک مجھے پیٹ کی تکلیف نہیں ہوئی۔ حالانکہ غذا کے معاملہ میں سخت بدپرہیزی کرتا رہا ہوں۔"

(روزنامہ الفضل 20 مارچ 1966ء صفحہ 5)

مکرم سیٹھ عبد اللہ بھائی اللہ دین صاحب لکھتے ہیں:

"1918ء میں، مَیں نے اپنے لڑکے علی محمد صاحب اور سیٹھ اللہ دین ابراہیم بھائی نے اپنے لڑکے فاضل بھائی کو تعلیم کے لیے قادیان روانہ کیا۔ علی محمد نے 1920ء میں میٹرک پاس کر لیا ان کو لندن جانا تھا۔ دونوں لڑکے مکان میں واپس آنے کی تیاری کر رہے تھے کہ یکایک فاضل بھائی کو TYPHOID بخار ہو گیا۔ نور ہاسپٹل کے معزز ڈاکٹر جناب حشمت اللہ صاحب اور حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے جو کچھ ان سے ہو سکا سب کچھ کیا طبیعت درست بھی ہو گئی مگر بدپرہیزی کے سبب پھر ایسی بگڑی کہ زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ جب یہ خبر حضرت امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو حضورؓ خود بورڈنگ میں تشریف لائے اور بہت دیر تک دعا فرمائی۔ اس کے بعد طبیعت معجزانہ طور پر سدھرنے لگی اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے فاضل بھائی کو نئی زندگی حاصل ہو گئی۔ یقیناً حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا کہ موت نہیں ٹلتی مگر دعا سے۔ یہ حقیقت ہم نے صاف طور پر اپنی نظر سے دیکھ لی۔ الحمدللہ"

(الحکم دسمبر 1939ء جوبلی نمبر صفحہ 37)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی مقبول دعائیں

مکرم مولانا سلطان محمود انور لکھتے ہیں:

”1965ء میں جبکہ حضور ‘حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ’رحمہ اللہ تعالیٰ مسند خلافت پہ متمکن ہو چکے تھے۔ خاکسار ان ایام میں منڈی بہاؤ الدین میں بطور مربی متعین تھا۔ مجھے ایک مرتبہ پیٹ میں دائیں جانب درد سی رہنے لگی۔ ایک ڈاکٹر کے پاس مشورہ کے لیے گیا تو ڈاکٹر صاحب نے پوری طرح معائنہ کے بعد دوبارہ آنے کے لیے کہا جب دوبارہ حاضر ہوا تو وہاں ایک اور ڈاکٹر بھی میرے معائنہ کے لیے موجود تھے۔ چنانچہ اس مرتبہ دونوں ڈاکٹروں نے مل کر معائنہ کے بعد یہ رائے قائم کی کہ اپنڈ یکس بڑھنے کا قوی امکان ہے اور اس صورت میں آپریشن کی ضرورت ہو گی۔ خاکسار کو یہ سن کر تشویش ہوئی اور اگلے ہی روز خاکسار نے ربوہ پہنچ کر حضور کی خدمت میں حاضری دی، ساری کیفیت بیان کر کے اور ڈاکٹروں کی رائے بتا کر دعا کی عاجزانہ درخواست کی۔ حضور نے نہایت توجہ سے ساری باتیں سن کر خاکسار کو تسلی دی کہ ان شاء اللہ میں دعا کروں گا اور ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق اپنڈ یکس کی تکلیف ہرگز نہ ہو گی آپ فکر نہ کریں۔ چنانچہ نہ صرف خاکسار کی ساری فکر جاتی رہی بلکہ اگر کوئی تکلیف پردۂ غیب میں مقدر بھی تھی تو میرے پیارے آقا ‘حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ ’کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ڈاکٹروں کی رائے نے واقعاتی رنگ اختیار نہیں کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلك۔“

(ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر۔ صفحہ 237-238۔ اپریل، مئی 1983ء)

بارہ سال کے بعد نرینہ اولاد کا ملنا

میاں محمد اسلم صاحب پتو کی لکھتے ہیں:

”خاکسار 11/ نومبر 1963ء کو احمدی ہوا اور 9/ اپریل 1965ء کو خاکسار کی شادی ہوئی۔ بارہ سال تک خاکسار کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی تمام رشتہ دار غیر احمدی تھے اور مخالفت کرتے تھے۔ وہ تمام اور گاؤں والے بھی یہی کہتے کہ چونکہ یہ قادیانی ہو گیا ہے لہٰذا یہ ابتر رہے گا (نعوذ باللہ)۔ خاکسار نے اس تمام عرصہ میں ہر قسم کا علاج کروایا لیکن اولاد نہ ہوئی۔ دوسری طرف میری بیوی بھی رشتہ داروں کے طعنے سن کر میری دوسری شادی کرنے پر رضا مند ہو گئی۔

اس اثنا میں خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں تمام حالات لکھ کر درخواست دعا کی کہ خدا تعالیٰ اولاد سے نوازے۔ حضور نے خط کے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا اور ضرور نرینہ اولاد سے نوازے گا۔ حضور کی اس دعا کی برکت سے اب میرے چار لڑکے ہیں۔ تمام لوگ حیران ہیں کہ یہ اولاد کس طرح ہو گئی حالانکہ لیڈی ڈاکٹروں نے کہا تھا کہ اس عورت سے اولاد ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ خاکسار اس کے جواب میں اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کو یہی کہتا ہے کہ یہ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا زندہ نشان ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی دعا کی برکت سے دیا۔"

(ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر اپریل، مئی 1983ء۔ صفحہ 293,292)

وہ ٹھیک ہو جائے گی

چوہدری محمد سعید کلیم دارالعلوم غربی ربوہ لکھتے ہیں:

"میری بہو جو آج کل جرمنی میں ہے اس کو پیٹ میں درد ہوتا تھا چنانچہ وہاں کے ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ آپریشن کراؤ۔ میں نے یہ خط حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو پیش کیا اور عرض کی کہ حضور دعا فرماویں کہ میری بہو بغیر آپریشن کے ٹھیک ہو جائے تو آپؒ نے فرمایا:

"اس کو لکھ دو کہ آپریشن نہ کرائے میں دعا کروں گا وہ ٹھیک ہو جائے گی۔"

چنانچہ میں نے حضورؒ کے الفاظ اس کو لکھ دیے اور وہ بغیر آپریشن کے ٹھیک ہو گئی اور اب تک ٹھیک ہے۔ الحمد للہ۔"

(ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر اپریل، مئی 1983ء صفحہ 291)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی مقبول دعائیں

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جب بھی کوئی مشکل در پیش ہو تو آپ خدا کے حضور دعا میں لگ جائیں اگر آپ دعا کرنے کو اپنی عادت بنالیں تو ہر مشکل کے وقت آپ کو حیران کن طور پر خدا کی مدد ملے گی اور یہ وہ بات ہے جو میری ساری عمر

کا تجربہ ہے اب جبکہ مَیں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ گیا ہوں تو مَیں یہ بتاتا ہوں کہ جب بھی ضرورت پڑی اور مَیں نے خدا کے حضور دعا کی تو مَیں کبھی ناکام نہیں ہوا۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کی۔“

(الفضل 5 اگست 1999ء بحوالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کے تعلق باللہ کے واقعات صفحہ 93)

آنکھوں کا نور واپس آگیا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جولائی 1986ء کو قبولیت دعا کے نتیجے میں ایک دوست کی آنکھوں کی معجزانہ شفایابی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”ڈھاکہ کے ایک احمدی دوست اپنے ایک زیرِ تبلیغ دوست کے متعلق جو احمدی نہیں یہ لکھتے ہیں کہ مَیں ان کو سلسلے کا لٹریچر بھی دیتا رہا اور کیسٹس بھی سناتا رہا جس سے رفتہ رفتہ ان کا دل بدلنے لگا اور جماعت کے لٹریچر سے ان کو وابستگی پیدا ہوگئی اور وہ شوق سے مانگ کر پڑھنے لگے۔ اس دوران ان کی آنکھوں کو ایک ایسی بیماری لاحق ہوگئی کہ ڈاکٹروں نے یہ کہہ دیا کہ تمہاری آنکھوں کا نور جاتا رہے گا اور جہاں تک دنیاوی علم کا تعلق ہے کوئی ذریعہ ہم نہیں پاتے کہ تمہاری آنکھوں کی بصارت کو بچا سکیں۔ اس کا حال جب ان کے غیر احمدی دوستوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے طعن و تشنیع شروع کر دی اور یہ کہنے لگے اور پڑھو! احمدیت کی کتابیں۔ یہ احمدیت کی کتابیں پڑھ کر تمہاری آنکھوں میں جو جہنم داخل ہو رہی ہے اس نے تمہارے نور کو خاکستر کر دیا ہے۔ یہ اسی کی سزا ہے جو تمہیں مل رہی ہے۔ انہوں نے اس کا ذکر بڑی بے قراری سے اپنے دوست سے کیا۔ انہوں نے کہا تم بالکل مطمئن رہو تم بھی دعائیں کرو مَیں بھی دعائیں کرتا ہوں اور اپنے امام کو بھی مَیں دعا کے لیے لکھتا ہوں اور پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کس طرح تم پر فضل نازل فرماتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد چند دن کے اندر اندر ان کی آنکھوں کی کایا پلٹنی شروع ہوئی اور دیکھتے دیکھتے سب نور واپس آگیا۔ جب دوسری مرتبہ وہ ڈاکٹر کو دکھانے گئے تو انہوں نے کہا اس خطرناک بیماری کا کوئی بھی نشان میں باقی نہیں دیکھتا۔“

(خطباتِ طاہر جلد 5 صفحہ 524 خطبہ جمعہ 25 جولائی 1986ء)

مکرم حنیف احمد محمود سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل آن لائن لندن تحریر کرتے ہیں:

”خاکسار کے ہاں سیر الیون کے قیام کے دوران نرینہ اولاد عزیزم سعید الدین احمد کی پیدائش 16 اکتوبر 1987ء کو ہوئی۔ عزیزم کی پیدائش بھی ایک معجزے سے کم نہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

وقف نو کی بابرکت تحریک نے خاکسار اور خاکسار کے اہل خانہ کو اس مبارک تحریک میں شمولیت کی وجہ سے انعام سے اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے۔ واقعہ کی تفصیل یوں ہے کہ امام جماعت حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے وقف نو کی تحریک کا اعلان فرمایا۔ تو میری اہلیہ محترمہ زکیہ فردوس کو مل اُمید سے تھیں۔ اس تحریک کے تحت خاکسار نے اپنی اہلیہ محترمہ کے مشورے سے فوراً حضور کو ”مَا فِیْ بَطْنِیْ“ کو وقف کرنے کا خط لکھ دیا۔ چونکہ میری پہلے تین بیٹیاں تھیں اس لئے طبعاً نرینہ اولاد کی خواہش تھی۔ خود بھی دعا کی، احباب جماعت سے بھی دعا کی درخواست کرتا رہا، پیارے والدین سے بھی بذریعہ خطوط دعا کی درخواست کی اور سب سے بڑھ کر امام جماعت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو دعائیہ خطوط لکھے اور یہ فیصلہ کیا کہ ہر جمعۃ المبارک کو ایک دعائیہ خط حضورؒ کی خدمت میں بھجوائے گا۔ خاکسار نے 50 سے زائد خطوط حضورؒ کی خدمت ارسال کئے۔ دورانِ حمل حضرت صاحب کی طرف سے بہت ہی زیادہ تسلی و تشفی والے خطوط موصول ہوتے رہے۔ جس میں حضورؒ نے نرینہ اولاد اور صحت مند نرینہ اولاد کی دعا سے نوازا۔ بلکہ ایک خط میں میری گھبراہٹ جانچ کر مجھے تحریر فرمایا:

”آپ کا خط ملا۔ گھبرائیں مت۔ دینی کاموں میں ہمہ تن مصروف رہیں۔ اس دفعہ اللہ تعالیٰ ان شاء اللہ چندِ مہتاب لڑکے سے نوازے گا۔“

بچے کی پیدائش کے معًا بعد حضورؒ کی سیر الیون آمد تھی حضورؒ نے ائیرپورٹ پر ہی مجھے اپنے قریب بلا کر فرمایا ”ننھا مجاہد کہاں ہے؟“ مَیں نے عرض کی کہ حضور! وہ تو Bo میں ہے، جہاں مَیں اُن دنوں متعین تھا۔ فرمایا ”ہاں! فردوس سے کہنا کل ہم آرہے ہیں۔ ملاقات ہوگی۔“ بو(BO) آمد پر محترمہ بیگم صاحبہ مرحومہ نے میری اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ ”حضور آپ کے بچے کے لئے لندن سے تحفہ لائے ہوئے ہیں، جو مَیں فری ٹاؤن بھول آئی ہوں۔ واپسی پر وہ مجھ سے ضرور لے لیں۔“ فری ٹاؤن میں جب یہ

مبارک تحفہ وصول کیا تو مَیں ایک بڑا اٹیچی نما شاپر پا کر ششدر رہ گیا جس میں نو مولود اور ہم دونوں کے استعمال کی ہر چیز موجود تھی۔ اللھم اغفر لھم و ارفع درجٰتھم

(میر اگلشن حیات صفحہ 46-52)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جولائی 1986ء میں فرمایا:

"ایران سے ڈاکٹر فاطمہ زہرہ لکھتی ہیں کہ میرا اکلوتا بیٹا دائیں ٹانگ کی کمزوری کی وجہ سے بیمار ہوا اور دن بدن حالت بگڑنے لگی یہاں تک کہ وہ لنگڑا کے چلنے لگا اور ماہر امراض کو دکھایا گیا لیکن کوئی تشخیص نہ ہو سکی اور انہوں نے اس کی صحت کے متعلق مایوسی کا اظہار کیا۔ وہ کہتی ہیں کہ مجھے اچانک دعا کا خیال آیا اور اس خیال کے ساتھ میں نے خود بھی دعا کی اور آپ کو بھی دعا کے لیے خط لکھا اور اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ مریض جسے ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا تھا اسی دن سے رُوبصحت ہونے لگا اور باوجود اس کے کہ ڈاکٹروں کو اس کی بیماری کی کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی اس لیے علاج سے بھی معذور تھے بغیر علاج کے اس دن سے دیکھتے دیکھتے اس کی حالت بدلنے لگی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب بوقت تحریر وہ بالکل صحیح ہے۔"

(خطباتِ طاہر جلد 5 صفحہ 526 خطبہ جمعہ 25 جولائی 1986ء)

مکرم منصور احمد صاحب لطیف آباد حیدر آباد سے تحریر کرتے ہیں کہ

"مکرم میجر عبدالحمید شرما صاحب سابق نائب ناظم وقف جدید میرے بہنوئی مکرم چوہدری محمود احمد صاحب آف نو کوٹ کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ وقف جدید کی دو گھوڑیاں (جو بہت کمزور تھیں) آپ نے اپنے پاس رکھ لیں۔ برادرم چوہدری صاحب نے نہ صرف گھوڑیاں رکھنے کی حامی بھری بلکہ ملازمین کو ہدایت کی کہ ان کو کھلا فصلوں میں چھوڑ دیا جائے اس پر مزارعین نے اعتراض کیا کہ آپ اپنے حصے کی تو قربانی دے رہے ہیں ہمارا جو نقصان ہوگا اس کا کون ذمہ دار ہے۔ آپ نے جواباً کہا کہ جن فصلوں میں گھوڑیاں نہیں چھوڑی گئیں میں ان کی پیداوار کے لحاظ سے آپ کا حصہ دوں گا۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ جن زمینوں میں گھوڑیاں چھوڑی گئیں ان کی فی ایکڑ پیداوار 50 من رہی اور جن میں نہیں چھوڑی گئیں ان کی اوسط پیداوار 45 من فی ایکڑ رہی۔ اس دوران گھوڑیاں بہت صحت مند ہو گئیں۔ میجر

عبد الحمید شرما صاحب دوبارہ تشریف لائے اور گھوڑیاں دیکھ کر بہت خوش ہوئے انہوں نے یہ خوش کن اطلاع حضور پر نور کی خدمت میں بھجوائی تو حضورِ انور کی طرف سے جواب موصول ہوا کہ جن کھیتوں سے ان گھوڑیوں نے گھاس کھائی ہے اللہ کرے وہ کھیت سونا اگلیں۔ برادرم چوہدری صاحب بتاتے ہیں کہ اس کے بعد میری فصلوں میں غیر معمولی برکت عطا ہوئی اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔"

(روزنامہ الفضل سیدنا طاہر نمبر 27 دسمبر 2003ء صفحہ 53)

یہ قبولیت کا نشان تھا

"ڈاکٹر سید برکات احمد صاحب انڈین فارن سروس میں رہے، کئی کتب لکھیں، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "مذہب کے نام پر خون" کا انگریزی ترجمہ کیا۔ آپ مثانہ کے کینسر سے بیمار تھے جس کا امریکا میں آٹھ گھنٹے کا ناکام آپریشن ہوا اور ڈاکٹروں نے چار سے چھ ہفتے کی زندگی بتائی۔ حضورؒ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی تو جواب آیا:

"دعا کی تحریک پر مشتمل آپ کے پر سوز و گداز خط نے خوب ہی اثر دکھایا اور آپ کے لیے نہایت عاجزانہ فقیرانہ دعا کی توفیق ملی اور ایک وقت اس دعا کے دوران ایسا آیا کہ میرے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا، میں رحمت باری سے امید لگائے بیٹھا ہوں کہ یہ قبولیت کا نشان تھا۔" چنانچہ حضور کی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں خدا کے فضل سے انہوں نے چار سال تک فعال علمی اور تحقیقی زندگی گزاری۔ ڈاکٹر ان کی زندگی اور فعال علمی و تحقیقی زندگی پر حیرت زدہ تھے۔ اور برکات صاحب بتاتے کہ ہمارے روحانی پیشوا کی دعا خدا تعالیٰ نے سنی تو ڈاکٹر سر ہلا کر کہتے ہاں معجزہ ہے، معجزہ ہے۔"

(الفضل 9 دسمبر 2000ء بحوالہ روزنامہ الفضل سیدنا طاہر نمبر 27 دسمبر 2003ء صفحہ 53)

یہ جرمن نوجوان ضرور جیتے گا

جرمنی میں ایک سوال و جواب کی مجلس کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"میں لنڈن ٹی وی پر جرمن کھلاڑی کو کھیلتے ہوئے دیکھ رہا تھا وہ کھیل رہا تھا تو میں نے دعا کی کہ اے خدا! اسے جیت عطا فرما۔ میں نے اسی وقت اپنے گھر والوں کو کہہ دیا کہ یہ جرمن نوجوان ضرور جیتے گا کیونکہ مجھے قبولیت دعا کا یقین ہو گیا تھا۔ چنانچہ خدا کے فضل سے یہ جرمن کھلاڑی جیت گیا۔ آپ لوگ شاید دعا کی

حقیقت کو پوری طرح نہ سمجھ سکیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ قبولیت دعا کا معجزہ تھا۔ اور اس سے میری جرمن قوم کے ساتھ دلی وابستگی کا پتہ چلتا ہے کیونکہ یہ وہ قوم ہے جس نے ہمارے نوجوانوں کے ساتھ احسان کا سلوک کیا ہے۔"

(ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ دسمبر 1985ء)

مَیں اِس عہدے پر قائم رہوں گا اور مجھے رہائی بھی ملے گی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ جب ناظر اعلیٰ ربوہ تھے۔ آپ کو 1999ء میں ایک جھوٹے مقدمے میں گرفتار کر لیا گیا۔ آپ ایدہ اللہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو خط لکھ کر دعا کی درخواست کی اور یہ بھی لکھا کہ "مجھے نہیں لگتا کہ مجھے رہائی ملے گی اور مجھے لگتا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ پاکستان میں کسی اور کو انتظامی سربراہ (ناظر اعلیٰ) مقرر کر دیا جائے۔ تاہم جواب میں آپؒ نے فرمایا مَیں اِس عہدے پر قائم رہوں گا اور مجھے رہائی بھی ملے گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گیارہ دن کے بعد مجھے اور جن کو میرے ساتھ گرفتار کیا گیا تھا، رہا کر دیا گیا اور یہ واقعی ایک معجزہ تھا"

(عابد خان صاحب کی ڈائری از الفضل انٹرنیشنل 17 نومبر 2023ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مقبول دعائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت کو دعا کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یاد رکھیں کہ وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔

وہ آج بھی اپنے مسیح سے کیے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے۔ جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور انشاء اللہ نوازتا رہے گا...... پس دعائیں کرتے ہوئے اور اس کی طرف جھکتے ہوئے اور اس کا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اس کے آستانہ پر پڑے رہیں اور اس مضبوط کڑے کو ہاتھ ڈالے رکھیں تو پھر کوئی بھی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔" (خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 354)

فکر نہ کریں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا

”4 مئی 2006ء جمعرات کا دن تھا۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے فار ایسٹ ممالک کے دوران نانڈی فجی میں تھے۔ رات قریباً اڑھائی بجے کا وقت تھا کہ ربوہ، لندن اور دنیا کے مختلف ممالک سے فون آنے شروع ہو گئے کہ اس وقت ٹی وی پر جو خبریں آ رہی ہیں ان کے مطابق ایک بہت بڑا سونامی طوفان فجی کے ساتھ والے جزائر TONGA میں آیا ہے اور یہ طوفان طاقت کے لحاظ سے انڈونیشیا والے سونامی سے بڑا ہے جس نے لاکھوں لوگوں کو غرق کر دیا تھا۔ اور دنیا کے کئی ممالک میں تباہی مچائی تھی۔ جب TV آن کیا تو یہ خبریں آ رہی تھیں کہ یہ سونامی مسلسل اپنی شدت اور طاقت میں بڑھ رہا ہے اور صبح کے وقت نانڈی فجی کا سارا علاقہ غرق کر دے گا۔ صبح ساڑھے چار بجے جب حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نماز فجر کی ادائیگی کے لیے تشریف لائے تو حضورِ انور کی خدمت میں اس طوفان کے بارے میں رپورٹ پیش ہوئی اور جو پیغامات خیریت دریافت کرنے کے لیے فون پر موصول ہو رہے تھے ان کے متعلق بتایا گیا۔ حضورِ انور نے نماز فجر پڑھائی اور بڑے لمبے سجدے کیے۔ اور خدا کے حضور مناجات کیں۔ نماز سے فارغ ہو کر مسیح کے خلیفہ نے احباب جماعت کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ فکر نہ کریں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا کچھ نہیں ہو گا۔

اس کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس تشریف لے آئے۔ واپس آکر جب ہم نے TV آن کیا تو TV پر یہ خبریں آنا شروع ہو گئیں کہ اس سونامی کا زور ٹوٹ رہا ہے اور آہستہ آہستہ اس کی شدت ختم ہو رہی ہے۔ پھر قریباً دو اڑھائی گھنٹے کے بعد یہ خبریں آ گئیں کہ اس طوفان کا وجود ہی مٹ گیا ہے۔ پس اس دنیا نے عجیب نظارہ دیکھا کہ وہ سونامی جس نے اگلے چند گھنٹوں میں لاکھوں لوگوں کو غرق کرتے ہوئے سارے علاقہ کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا تھا خلیفۂ وقت کی دعا سے چند گھنٹوں میں خود اس کا وجود مٹ گیا۔ اس روز فجی کے اخبارات نے یہ خبریں لگائیں کہ سونامی کا ٹل جانا کسی معجزے سے کم نہیں۔“

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کے تعلق باللہ کے واقعات صفحہ 111-110)

اعجازی رنگ میں بارش رکنے کا واقعہ

”2004ء میں افریقہ کے دورہ کے دوران جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس اید ہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نائیجیریا سے بینن پہنچے اور مشن ہاؤس آمد ہوئی تو عصر کا وقت تھا۔ شدید موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ نماز کے لیے صحن میں مارکی لگائی گئی تھی جو چاروں طرف سے کھلی تھی اور بارش کی وجہ سے وہاں نماز پڑھنا محال تھا۔ بلکہ کھڑا ہونا بھی مشکل تھا۔ حضور باہر تشریف لائے اور نماز کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ امیر صاحب نے عرض کیا کہ اس وقت تو شدید بارش ہے اور نماز کے لیے باہر مارکی لگائی ہوئی ہے لیکن بارش کی وجہ سے مشکل ہو رہی ہے۔

حضورِ انور نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا ”دس منٹ بعد نماز پڑھیں گے۔“ اس کے بعد حضورِ انور اندر تشریف لے گئے۔ ابھی دو تین منٹ ہی گزرے تھے کہ یکدم بارش تھم گئی۔ آسمان صاف ہو گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے دھوپ نکل آئی اور اسی مارکی کے نیچے نماز کا انتظام ہو گیا۔ مقامی احباب اس نشان پر بہت حیران ہوئے کہ یہاں بارش شروع ہو جائے تو کئی کئی گھنٹے جاری رہتی ہے۔ حضور نے دس منٹ کہا تو یہ تین منٹ میں ہی ختم ہو گئی اور نہ صرف ختم ہوئی بلکہ بادل بھی غائب ہو گئے۔“

(الفضل انٹر نیشنل 25 ستمبر 2015 تا 1 اکتوبر 2015ء صفحہ 14)

اس کو خدا پر چھوڑ دیں اللہ فضل فرمائے گا

”کینیڈا کے دورہ کے دوران جب کیلگری مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جانا تھا تو ایک روز قبل امیر صاحب کینیڈا نے حضورِ انور کی خدمت میں عرض کیا کہ موسمی پیشگوئی کے مطابق کل یہاں کا موسم شدید خراب ہے۔ بڑی شدید بارش ہے اور طوفانی ہوائیں ہیں۔ اور کل صبح مسجد کا سنگ بنیاد ہے۔ مہمان بھی آ رہے ہیں۔ امیر صاحب نے دعا کی درخواست کی۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کچھ دیر توقف فرمایا اور پھر فرمایا ”جس مسجد کا سنگِ بنیاد ہم رکھنے جا رہے ہیں وہ بھی خدا کا ہی گھر ہے اور موسم بھی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اس لیے اس کو خدا پر چھوڑ دیں۔ اللہ فضل فرمائے گا۔“

چنانچہ اگلے روز صبح بارش کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ بڑا خوشگوار موسم تھا۔ سنگ بنیاد کی تقریب ہوئی۔ قریباً دو گھنٹے کا پروگرام تھا۔ تقریب سے فارغ ہو کر حضورِ انور واپسی کے لیے جب اپنی کار میں بیٹھے تو کار کا دروازہ بند ہوتے ہی اچانک شدید بارش شروع ہو گئی اور ساتھ تند و تیز ہوائیں چلنے لگیں جو پھر مسلسل تین چار گھنٹے جاری رہیں۔

یہ ایک نشان تھا جو حضورِ انور کی دعا سے وہاں ظاہر ہوا اور ہر شخص کا دل اس نشان کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز تھا۔" (الفضل انٹر نیشنل 25 ستمبر 2015 تا 1 اکتوبر 2015ء صفحہ 14)

اگر بیٹا ہوا تو احمدی ہو جاؤں گی

جلسہ سالانہ جرمنی 2015ء میں بلغاریہ کے ایک مخلص نو احمدی دوست Etem صاحب اپنی فیملی کے ہمراہ شامل ہوئے۔ موصوف نے چند سال قبل عیسائیت سے اسلام قبول کیا تھا۔ لیکن ان کی بیوی نے بیعت نہیں کی تھی۔

ان کی اہلیہ کا کہنا تھا کہ میری تین بیٹیاں ہیں۔ اگر مجھے بیٹا مل جائے تو میں بھی احمدی ہو جاؤں گی۔ موصوفہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کے لیے لکھا۔ اگلے سال جب وہ دوبارہ جلسہ میں آئیں تو سات ماہ کی حاملہ تھیں۔ ملاقات کے دوران انہوں نے بچے کے لیے نام رکھنے کی درخواست کی تو حضورِ انور نے صرف لڑکے کا نام "جاہد" تجویز فرمایا۔

جلسہ سے واپس جا کر موصوفہ نے مبلغ سے کہا کہ ڈاکٹرز نے بتایا ہے کہ لڑکی ہے اس لیے حضورِ انور کی خدمت میں دوبارہ درخواست کریں کہ لڑکی کا نام تجویز فرمائیں۔ اس پر مبلغ نے کہا کہ آپ نے تو کہا تھا کہ اگر بیٹا ہوا تو احمدی ہو جاؤں گی۔ اور حضورِ انور نے بھی صرف بیٹے کا نام تجویز فرمایا ہے۔ اس لیے ان شاء اللہ بیٹا ہی ہو گا۔ ڈاکٹر جو چاہیں کہیں، ان کی مشینیں جو چاہیں ظاہر کریں لیکن اب آپ کا بیٹا ہی ہو گا کیونکہ خلیفۃ المسیح نے بیٹے کا نام رکھا ہے۔ یہ سن کر کہنے لگیں کہ میں تو پہلے ہی احمدی ہو چکی ہوں۔ چنانچہ جب بچہ کی پیدائش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بیٹے سے ہی نوازا۔ وہ جلسہ کے موقع پر اس بیٹے کو ساتھ لے کر آئی تھیں اور لوگوں کو بتا رہی تھیں کہ "دیکھو! یہ خلیفہ وقت کی دعاؤں کی قبولیت کا نشان ہے۔"

(الفضل انٹر نیشنل 25 ستمبر 2015 تا 1 اکتوبر 2015ء صفحہ 15-17)

بارہ سال بعد اولاد کا ہونا

مکرم حنیف احمد محمود سابق ایڈیٹر الفضل آن لائن لندن لکھتے ہیں:

”میری بڑی بیٹی عزیزہ قرۃ العین کی لندن ہجرت بابرکت ثابت ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شادی کے 12 سال بعد یکے بعد دیگرے دو پیاری خوبصورت اور ہونہار بچیوں سے نوازا۔ پیاری ناجیہ محمود (9/ فروری 2015ء) اور چھوٹی بیٹی پیاری اصفٰی محمود (11/ مئی 2016ء) پیدا ہوئیں دونوں بچیاں وقف نو کے بابرکت نظام سے منسلک ہیں۔

یہ اولاد محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور انعام ہے جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خاص توجہ اور دُعاؤں کے ساتھ ملا۔ پیارے حضور نے بیٹی اور داماد کی ایک ملاقات میں ہر دو کی تمام سابقہ میڈیکل رپورٹس بھجوانے کا ارشاد فرمایا۔ اگلی ملاقات میں حضور نے IVF کروانے کو کہا۔ جس پر دونوں اپنے نام رجسٹر کروا کر تاریخ کا انتظار کر رہے تھے کہ بیٹی نے حضور سے ملاقات کی درخواست کر دی۔ جو منظور ہوگئی۔ حضور نے اس ملاقات میں IVF کروانے سے منع فرما کر مکرم (ہومیو) ڈاکٹر وقار احمد (طاہر ہومیو ڈسپنسری) سے رابطہ کر کے دوائی استعمال کرنے کی ہدایت فرمائی۔ بیٹی نے اپنی والدہ (خاکسار کی مسز) کو جب اس ملاقات کی روئیداد فون پر سنائی تو مسز نے فوراً کہا کہ میں ڈاکٹر وقار صاحب سے رابطہ کرتی ہوں تاہم جو دوائی ڈاکٹر وقار صاحب سے لے کر تمہیں بھجوائی تھی۔ اس کا استعمال فوراً شروع کر دو۔ چاہے وہ چند خوراک ہی ہوں۔ اس دوائی کا استعمال کرنا تھا۔ اصل تو حضرت خلیفۃ المسیح کی دعائیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ایک سال کے اندر اندر اللہ تعالیٰ نے اولاد سے نوازا۔ یہ چاروں برٹش نیشنل ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ؕ“

(میرا گلشن حیات صفحہ 42-44)

وہ جس پہ رات ستارے لیے اترتی ہے
وہ ایک شخص دعا ہی دعا ہمارے لیے

وہ نور نور دمکتا ہوا سا اک چہرا
وہ آئنوں میں حیا ہی حیا ہمارے لیے

(اس تقریر میں کچھ حصہ مواد کا عطاء الوحید باجوہ صاحب کے ایک مضمون سے لیا گیا ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ)



﴿30﴾ ﴿مشاہدات۔237﴾

خلفائے احمدیت کی بچوں سے شفقتیں اور حُسن سلوک

سو خطائیں ایک دن میں درگزر کرتا ہے وہ
پیار سب سے اور ہم سے خاص کرتا ہے وہ

سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے ”خلفائے احمدیت کی بچوں سے شفقتیں اور حُسن سلوک“

ہم جب مذہبی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاء، اولیاء، فرستادے اور اللہ کے نیک و صالح لوگ دنیا میں بطور اللہ کے نمائندے جب بھجوائے جاتے ہیں۔ تو وہ اپنے پیروکاروں کو نرمی پیار اور محبت سے اپنے اللہ کا پیغام دیتے ہیں۔ اُن کے پیروکاروں میں ہمیشہ بچے بھی ایمان لاتے ہیں۔ ہر دَور کے بچے اپنے اپنے انبیاء سے فیض پاتے رہے ہیں۔ ان بچوں نے بزرگ انبیاء کی شفقتوں سے وافر حصہ پایا۔ خاتم الانبیاء آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح کو دیکھیں تو آپؐ نے امت کے بچوں سے محبت کی لازوال داستانیں رقم فرمائیں۔ ایک دو واقعات سُنا کر اپنے اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔
حضرت انس بن مالکؓ کو بچپن میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے کا موقع ملا۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میری کسی غلطی پر کبھی بھی حضورؐ نے نہیں جھڑکا۔ بلکہ آپؐ کو پیار سے یَاذَاالْاُذُنَیْن دو کانوں والا کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 464)

حضرت انسؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ ہم سے بے تکلف ہو کر گھل مل جایا کرتے تھے۔ آپؐ میرے چھوٹے بھائی ابو عمیر کو پیار سے کہا کرتے کہ اے ابو عمیر! تمہارے نُغَیر کو کیا ہوا؟ ابو عمیر نے ایک پرندہ پال رکھا تھا جو مَر گیا تھا۔ اُس کا نام لے کر پیار سے بُلایا کرتے تھے۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 465)

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں آپؐ کے روحانی فرزند حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام بھی جماعت کے بچوں کے ساتھ کھیلا کرتے۔ پیار و محبت سے پیش آتے۔ آپؑ کو بچوں سے اِس قدر پیار و محبت تھی کہ آپؑ نے اپنے گھر میں یونانی ادویات کا بکس رکھا ہوا تھا اور مائیں جب اپنے بیمار بچوں کے لئے دوا لینے آتیں تو آپؑ کے اندر بچوں سے محبت اور اُن سے شفقت فوراً دوائی مہیا کرنے پر مجبور کرتی اور آپؑ خواہ تحریر کے کام میں کتنا ہی مصروف ہوتے اپنا کام کاج چھوڑ کر بچے کے لئے دوائی بنا کر دیتے۔ ایک دفعہ آپؑ کے ایک بچے سے آپؑ کا تحریر کردہ قیمتی مسودہ جل گیا۔ سارے گھر والے پریشان تھے کہ اب کیا ہو گا۔ آپؑ نے انا للہ پڑھا اور فرمایا۔ اللہ اِس سے بہتر لکھنے کی توفیق دے دے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپؑ کے تمام جانشینوں نے اپنے اپنے عہد کے بچوں سے مثالی پیار و محبت کے نمونے دکھائے۔ محبت دو طرفہ ہوتی ہے۔ ”دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی“۔ والا معاملہ ہوتا ہے۔ اگر جماعت کے بچے خلیفۃ المسیح سے پیار کرتے ہیں اور خلافت کے استحکام کے لئے وفاداری کا ثبوت دیتے رہتے ہیں تو دوسری طرف خلفاء نے بھی بچوں سے محبت اور پیار کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں اور موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بچوں سے پیار و محبت کی تاریخ رقم فرماتے چلے جا رہے ہیں۔ جب سے سوشل میڈیا کے ذریعہ دنیا گلوبل ویلیج بنی ہے تب سے خلفاء کی پیار بھری خوبصورت اداؤں کو بھی ہم نے بہت قریب سے دیکھنا شروع کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی ایسی بے شمار فوٹوز تاریخ احمدیت نے محفوظ کی ہیں جن میں حضورؒ بچوں کو پیار کر رہے ہیں۔ بعض فوٹوز میں بچوں کو گود میں اُٹھایا ہوا ہے بالخصوص افریقہ کے دوروں میں افریقن بچوں سے پیار کی داستانیں محفوظ ہیں۔ سیرالیون مغربی افریقہ سے حضورؒ اپنے دورہ کے دوران ایک ننھی مُنّی کو اپنی بیٹی بنا کر اپنے ساتھ پاکستان لے آئے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا دَور بھی بچوں سے پیار و الفت کے دَور سے مشہور رہا۔ حضور رحمہ اللہ بچوں کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرنے میں خوشی محسوس کرتے تھے۔ آپؒ کے دور میں ایم ٹی اے کا آغاز ہو چکا تھا۔ اِس میں بچوں کی اردو کلاس بہت مشہور رہی جس میں حضور کہانیاں سناتے اور سنتے۔ لطیفے بازی ہوتی اور بچوں کی اداؤں سے حضورؒ بہت محظوظ ہوتے۔ اِن کلاسز میں گلشن وقف نو، بوستان وقف نو، اطفال و ناصرات کی کلاسز اور آمین وغیرہ مشہور ہیں۔

سامعین! آج موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دَور کے ہم سب گواہ ہیں کہ حضور بچوں کی ورچوئل ملاقاتوں اور واقفین و واقفات نو کی کلاسز میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بچوں کی باتوں سے خوش ہوتے، انہیں پیار کرتے اور نصائح کرتے نظر آتے ہیں۔ شام سے جب مہاجرین کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا تو ایک بچی سے حضور کو پیار کرتے اور چاکلیٹ وصول کرتے دیکھا۔ ہاں ایک بات جو بتانا ضروری ہے وہ یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ملاقاتوں کے دوران بچوں کو چاکلٹیں اور بعضوں کو دُعا کے ساتھ قلم دیتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ایک تین سالہ بچے کی ملاقات اسلام آباد یوکے کے لالہ زار میں ہوگئی تو حضورؒ نے اُس بچے کو اُس کی گالوں پر پیار کیا اور کوئی چاکلیٹ وغیرہ نہ دی تو بچے نے اپنی ماں سے شکوہ کیا کہ ابا حضور نے مجھے چاکلیٹ نہیں دی۔ چند دنوں کے بعد اُس بچے نے اپنے مبلغ والد کے ہمراہ اپنے سینٹر واپس جانا تھا تو انہوں نے حضورؒ سے فیملی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ حضورؒ نے بچے کو دیکھتے ہی فرمایا۔ آپ تو پرسوں ترسوں مجھے ملے تھے۔ ماں نے کہا کہ شکوہ کر رہا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ چاکلیٹ نہ ملنے کی شکایت کر رہا ہوگا۔ ماں کے مثبت جواب دینے پر حضور نے اُس خوش نصیب بچے کو اپنے پاس بُلایا۔ گالوں پر پیار کیا اور چاکلیٹس دے کر باقاعدہ پوچھا۔ اب تو شکوہ نہیں رہا۔ نیز فرمایا کہ اُس روز میرے پاس چاکلیٹس نہ تھیں۔ خلفاء کی طرف سے بچوں کو چاکلیٹس ملنے کی بات چل نکلی ہے تو آنکھوں دیکھا حال بھی سُنا دوں۔ ایک سال غالباً 2018ء کی عید الفطر کی بات ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ عید کے روز شام کو اسلام آباد تشریف لائے۔ حضور کو دیکھتے ہی اسلام آباد کے لالہ زار میں پکنک پر آئے بچوں اور بچیوں نے ترتیب کے ساتھ صف بندی کر لی۔ حضور ایدہ اللہ نے بچوں سے وفورِ محبت کی وجہ سے اُن میں چاکلیٹس تقسیم کیں۔ بچوں نے حضور کو عید مبارک کہا۔ چاکلیٹس کی تقسیم کے بعد بچوں کو اپنی ماؤں کو یہ کہتے سنا گیا کہ امی! یہ چاکلیٹ میں نے کھالی ہے اِس کا ریپر محفوظ کر لیں۔ حضور کے دست مبارک نے اِس کو چھوا ہے یہ متبرک ہے۔ یہ ہے اس شعر کی زندہ تصویر

الفت کا جب مزا ہے کہ وہ بھی ہوں بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

سامعین! حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی بچوں سے محبت کی داستانوں کی بات چل رہی ہے۔ افریقہ کے دوروں کے دوران مائیں اپنے بچوں کو اپنی گودوں میں اُٹھائے بچوں کے مُنہ خلیفۃ المسیح کی طرف کرتی رہیں کہ ایک نظرِ شفقت حضور کی میرے بیٹے کی طرف بھی پڑ جائے اور بچہ بھی اپنے روحانی باپ کو دیکھ لے۔ گویا بزبانِ حال وہ یہ کہہ رہی تھیں۔

اُنْظُرْ اِلَیّ بِرَحْمَةٍ وَ تَحَنُّنٍ

يَا لَيْتَ كَانَتْ قُوَّةُ الطَّيَرَانِ

بلکہ اِس موقع پر ہم نے یہ بھی دیکھا کہ حضور دورویہ کھڑی احمدی خواتین کے درمیان سے السلام علیکم اور نعروں کا جواب دیتے ہوئے گزر رہے تھے تو ایک ماں یا بچے کی آواز سن کر واپس مڑے اور دو تین قدم پیچھے کی طرف واپس آکر بچے کو پیار دیا۔

سامعین! مَیں خلفاء کی بچوں سے محبت بھری شفقتوں کے مضمون کو ایک اور زوایہ سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ ہم نے سنا اور بارہا آزمایا۔ ہمارے پانچوں خلفاء نے اپنے جانثاروں اور وفاداروں کے ساتھ اپنی بے پناہ محبت اور اُن کے لئے دعائیں کرنے کا تذکرہ بارہا کیا۔ مجھے اِس وقت خلفاء کے اِن تاریخی ارشادات کو موضوعِ بحث بنانا مقصود نہیں تاہم یہ حوالہ دے کر اپنا مدّعا بیان کروں گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1914ء میں مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد پہلے جلسہ سالانہ پر ہی برکاتِ خلافت کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اس میں آپؓ نے فرمایا:

”کیا تم میں اور ان میں جنہوں نے خلافت سے روگردانی کی ہے کوئی فرق ہے۔ کوئی بھی فرق نہیں لیکن نہیں ایک بہت بڑا فرق ہے بھی اور وہ یہ ہے کہ تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔ مگر ان کے لئے نہیں۔ تمہارا اُسے فکر ہے، درد ہے اور تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشم تصور میں مَیں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔ یہ مَیں باتیں اس لئے نہیں بتا رہا کہ کوئی احسان ہے۔ یہ میرا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس سے بڑھ کر مَیں فرض ادا کرنے والا بنوں۔“

(خطبہ جمعہ 6 جون 2014ء)

افرادِ جماعت سے خلفاء کرام کے اِن محبت بھرے پیغامات، جذبات اور دعاؤں میں ہمارے ننھے منے بچے، واقفین نو، واقفات نو اور اطفال و ناصرات بھی شامل ہیں۔ جن سے خلفاء محبت کرتے ہیں اور روزانہ ہی جماعت کے مستقبل کے اِن معماروں کے لیے دُعائیں کرتے رہتے ہیں۔

بچوں کے لئے دُعا

سامعین! یہاں سامعین کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المعروف المصلح الموعودؓ کی بچوں کے لیے اپنے ہاتھ سے لکھی گئی ایک دُعا رکھنا چاہتا ہوں۔ آپؓ تحریر کرتے ہیں۔

”اے ہمارے پیدا کرنے والے خدا! ہم اقرار کرتے ہیں کہ تُو ایک ہے تیرے سوا کوئی خدا نہیں۔ ہم تیرے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں اور تیرے مامور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ احمد قادیانی علیہ السلام پر یقین رکھتے ہیں۔ تُو ہمارے دل میں اپنی محبت پیدا کر اور اپنے حکموں پر چلنے کی ہمیں توفیق دے۔ ہمیں دِین کا علم سکھا اور قرآن جو تیری کتاب ہے پڑھا۔ ہمارے دل میں ماں باپ کا ادب ڈال۔ ہم اپنے بھائیوں، بہنوں اور دوسرے رشتہ داروں سے پیار کریں اور ہمیں گالیاں دینے، لڑنے، بے وجہ غصّہ کرنے، چوری کرنے، جھوٹ بولنے، بے شرمی کی باتیں کرنے سے بچا۔ ہم دلیر ہوں۔ ڈرپوک نہ ہوں۔ ہمیں علم سیکھنے کی توفیق دے۔ ہم نکمے اور سُست نہ ہوں۔ ہم اپنے سے غریبوں اور کمزوروں پر رحم کرنے والے ہوں۔ ہم حریص اور لالچی نہ ہوں۔ اے اللہ! ہمارے بزرگوں پر رحم کر۔ احمدی جماعت کے امام پر اپنا فضل کر اور اُن کے حکموں کے ماتحت ہمیں بھی دین کے کام کرنے کی توفیق دے اور اسلام کو دوسرے دینوں پر غالب کر۔ اے اللہ! ہماری عمروں اور صحتوں میں بھی برکت دے اور تُو ہمیشہ ہم سے محبت کیا کر۔ آمین۔“ (الفضل سالانہ نمبر 1349ہش)

شاگردوں سے پیار و محبت سے پیش آنا

شاگرد بھی بچوں کے زُمرے میں آتے ہیں۔ خلفاء کا اپنے اپنے شاگردوں سے پیار و محبت اور شفقتوں بھرا سلوک بھی ہم اساتذہ اور مربیان کے لئے اسوہ کے ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ

"آپ رضی اللہ عنہ بے حد فیاض اور ہمدرد بنی نوع بشر تھے۔ شاگردوں سے بہت اُنس تھی۔ اپنے پاس سے طلباء کو کتابیں، کپڑے اور کھانا دیتے تھے۔ نذرانہ آتا تو اکثر دوستوں اور شاگردوں اور خدام میں بانٹ دیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے ایک شاگرد نے عرض کی۔ گرم کپڑا نہیں ہے حضرت نے اپنے اوپر ایک دُھسّہ لیا ہوا تھا فوراً اُتار کر دے دیا۔"

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 543)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میں دیانت داری سے کہہ سکتا ہوں کہ لوگوں کے لئے جو اخلاص اور محبت میرے دل میں میرے اس مقام پر ہونے کی وجہ سے ہے جس پر خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے، اور جو ہمدردی اور رحم میں اپنے دل میں پاتا ہوں وہ نہ باپ کو بیٹے سے ہے اور نہ بیٹے کو باپ سے ہو سکتا ہے۔ پھر میں اپنے دل کی محبت پر انبیاء کی محبت کو قیاس کرتا ہوں جیسے ہم جگنو کی چمک پر سورج کو قیاس کر سکتے ہیں تو میں ان کی محبت اور اخلاص کو حد سے بڑھا ہوا پاتا ہوں۔"

(الفضل 4 اپریل 1924ء۔ صفحہ 7)

مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف مرحوم لکھتے ہیں:

"جامعہ کے ہوسٹل میں دوسرے ہوسٹلوں کی طرح ایک وقت دال پکتی اور شام کے کھانے میں اکثر گوشت ملتا۔ میرا گاؤں قادیان سے سات میل کے فاصلے پر تھا۔ اکثر جمعرات کی شام کو گاؤں چلا جاتا اور جمعہ کی شام کو واپس آجاتا۔ شام کو ہوسٹل میں کھانے کی میز پر بیٹھا تو آج کوئی نئ چیز پکی ہوئی تھی پرندوں کا گوشت تھا جو حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) نے شکار کر کے طلبا جامعہ کے لئے بھجوائے تھے۔" (حیات ناصر صفحہ 130-131)

مکرم وقیع الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"ایک پروفیسر صاحب مجھے پسند نہ فرماتے تھے۔ ایک امتحان کے بعد انہوں نے میرا پرچہ لیا اور میرے لکھے ہوئے جوابات کو تضحیک کے انداز میں کلاس کے سامنے پڑھ پڑھ کر سنانا شروع کر دیا۔ میں شہری ماحول سے گیا ہوا طالب علم تھا، مجھے ناگوار گزرا۔ قادیان کی درس گاہوں کے آداب سے پوری طرح واقف نہ تھا اس لئے احتجاجاً کلاس سے اٹھ کر باہر آ گیا اور پروفیسر صاحب کے روکنے کے باوجود نہ رُکا۔ پروفیسر صاحب نے پرنسپل (یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب) کے پاس میری شکایت کی۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو میرے جواب سے تسلی نہ ہوئی اور سزا سنائی کہ پانچ روپے جرمانہ یا پانچ چھڑیاں تمام کالج کے سامنے لگائی جائیں۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ تو چند ماہ کے اندر ہی میرے وحشی قلب کو تسخیر کر چکے تھے۔ حضور رحمہ اللہ کی موجودگی میں ایک عجیب سپردگی کا عالم طاری ہو جاتا تھا۔ میں نے دریافت کیا کہ ان میں سے پہلی سزا کون سی ہے؟ جرمانہ یا چھڑیاں۔ جو بھی پہلی سزا ہو وہی مجھے منظور ہے۔ ذرا سوچ کر فرمایا۔ جرمانہ اصل سزا ہے اگر نہ دینا چاہو تو چھڑیاں کھانا ہوں گی۔ جرمانہ فلاں دن تک جمع کروا دو۔

اس زمانے میں ایک طالب علم کے لئے پانچ روپے خاصی بڑی رقم ہوتی تھی۔ ہمارے ہوسٹل کا سارے مہینے کا خوراک کا خرچ فی کس پانچ روپے کے قریب آتا تھا جرمانہ داخل کرنے کی تاریخ سے ایک دن قبل مسجد مبارک میں نماز عصر کے بعد مجھے ایک طرف بلایا اور پوچھا "تم نے جرمانہ ادا کر دیا ہے؟" میں نے عرض کیا: نہیں۔ ابھی تک گھر سے منی آرڈر نہیں پہنچا ہے۔ آنکھیں نیچی کر کے شیروانی کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پانچ روپے کا نوٹ مجھے دیا کہ جاؤ! کل جرمانہ ضرور داخل کر دو ورنہ سارے کالج کے سامنے چھڑیاں کھانا پڑیں گی اور ذرا رعایت نہ ہو گی۔"

"مت پوچھ کہ دل پہ کیا گزری"

(حیات ناصر صفحہ 133-134)

ہے	بھی	ہمیں	تو	اگر
بتاؤ				
یار	اس	مہرباں	سا	ایک

کون کرتا ہے کسی سے جتنا وہ کرتا ہے پیار
ہیں درندے ہر طرف وہ عافیت کا ہے حصار

مَیں اِس بچی کا باپ ہوں

سامعین! خلفائے سلسلہ کی بچوں سے محبتوں اور شفقتوں کی طرف لوٹتے ہوئے ایک واقعہ پیش ہے۔
مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم اپنے والدِ محترم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی بچوں سے محبت اور شفقت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ "دار مسیح" کے جس حصہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی رہائش تھی اس سے ملحق جو مکان کا حصہ تھا اس میں ہماری والدہ اور بچے رہتے تھے۔ اس کے صحن میں بچے بعض گھریلو کھیلیں شام کو کھیلتے تھے۔ اسی طرح کی ایک کھیل ہم شام کو کھیل رہے تھے کہ ایک لڑکی جو میری ہم عمر تھی (اس وقت میری عمر آٹھ نو سال کی ہو گی) اس نے کوئی ایسی بات کی جس پر مجھے غصہ آگیا اور میں نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا۔ عین اس وقت ابا جان صحن میں داخل ہو رہے تھے۔ انہوں نے مجھے طمانچہ مارتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ سیدھے میری طرف آئے۔ مجھے اپنے پاس بلا کر کھڑا کیا اور اس بچی کو بھی پاس بلایا اور اسے کہا کہ اس نے تمہیں مارا ہے تم بھی اس کے منہ پر طمانچہ مارو۔ لیکن پھر بھی اسے جرأت نہ ہوئی۔ اس کے بعد غصے میں اور جوش میں مجھے مخاطب ہو کر کہا کہ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ اس کا باپ نہیں ہے اس لیے تم جو چاہو اس سے سلوک کر سکتے ہو تو اچھی طرح سن لو کہ میں اس کا باپ ہوں اور اب اگر تم نے اس پر انگلی بھی اٹھائی تو میں تمہیں سخت سزا دوں گا۔ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب بیان کرتے ہیں مجھے بعد میں علم ہوا کہ یہ بچی ایک سید خاندان کی یتیم بچی تھی جو ابا جان سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے زیر سایہ لے لی تھی۔

(یادوں کے دریچے از صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صفحہ 15)

جل رہا ہے ایک عالم دھوپ میں بے سائباں
شکر مولیٰ کہ ہمیں یہ سایہ رحمت ملا
یہ مان ہے ہمیں کہ خلافت کے فیض سے
دن رات شفقتوں کی گھٹائیں نصیب ہیں

جماعت کا ہر بچہ میرا بچہ ہے

سامعین محفل! مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز قادیان میں مغرب کی نماز کے بعد جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ واپس گھر جانے لگے تو حسب معمول دوستوں نے گھر کے دروازے تک قطار بنالی۔ گزرتے گزرتے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی نظر ایک کم عمر بچے پر پڑی تو آپ رُک گئے اور اس کا نام لے کر پاس بلایا اور کہا تم مجھے کمزور لگتے ہو۔ تمہارے ابا تمہارے مناسب کھانے کا معلوم ہوتا ہے انتظام نہیں کرتے۔ ان سے کہنا کہ کل صبح مجھے دفتر آکر ملیں۔ اگلے روز وہ دفتر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے ملے تو آپ نے ان کو فرمایا کہ ”مجھے بہت رنج ہوا ہے آپ کے لڑکے کو دیکھ کر۔ صحت کمزور لگی ہے۔ اب آپ نے اس کی غذا کا خاص خیال رکھنا ہے اور ایک ماہ کے بعد اس کو ساتھ لا کر مجھے ملانا ہے تا میری تسلی ہو جائے کہ بچے کی پرورش صحیح طریق پر کی جارہی ہے۔ یہ کہہ کر فرمایا کہ صرف آپ کا بچہ نہیں جماعت کا ہر بچہ میرا بچہ ہے اور میں اپنی آئندہ نسل کو جسمانی لحاظ سے بھی کمزور نہیں دیکھ سکتا۔“

(یادوں کے دریچے۔ مصنف صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صفحہ 18)

عجب سرور میں کٹتے ہیں اپنے شام و سحر
رہ حیات میں اک پاسباں سر پر ہے
میرے آقا کی محبت ہو مری روح کی راحت
اس کی شفقت بھری نظروں کی عطا ہو دولت

سامعین محفل! مکرم محمد اقبال صاحب آف کنری ایک دفعہ اپنے بیٹے عزیزم محمود احمد انجم متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ کو پڑھائی میں کمزور جان کر محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میرے بیٹے کو سمجھائیں کہ یہ واقف زندگی ہے اس نے خود زندگی وقف کی ہے۔ یہ پڑھائی میں کمزور ہے۔ آپ اس کے لیے دعا کریں۔ خاکسار اس بچے کو آپ کے سپرد کرتا ہے آپ اس کی تعلیم کی نگرانی فرمائیں، یہ مجھ پر احسان عظیم ہوگا۔ آپ نے عزیزم محمود انجم کو کہا کہ آئندہ آپ نے مجھ

سے ملتے رہنا ہے اور ہر ماہ اپنی تعلیم کی رپورٹ دینی ہے۔ دو تین ماہ بعد خاکسار جب دوبارہ ربوہ گیا اور اپنے بیٹے کو کہا کہ جب آپ میاں صاحب سے ملتے ہیں تو میاں صاحب کیا فرماتے ہیں؟ بیٹے نے مجھے کہا کہ میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ روزانہ کم از کم دو نفل ضرور پڑھا کرو اور روحانی خزائن کا مطالعہ سونے سے پہلے کیا کرو۔ ہر ماہ کوشش کر کے جیب خرچ سے ایک کتاب خریدا کرو۔ جلسہ سالانہ برطانیہ 2003ء میں خاکسار کو شمولیت کا موقع ملا۔ خاکسار نماز پڑھنے بیت الفضل کی طرف جارہا تھا کہ راستہ میں مکرم سید میر محمود احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ملے۔ خاکسار نے سلام عرض کیا۔ مصافحہ اور معانقہ کیا۔ آپ نے فرمایا آپ کا بیٹا محمود احمد انجم بڑا خوش نصیب ہے جس کی نگرانی پیارے آقا خلافت سے پہلے کیا کرتے تھے اور مجھ سے رپورٹ لیتے رہتے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور کی دعاؤں سے ہی جامعہ میں کامیاب جارہا ہے۔ میں اور میرا بیٹا کس قدر خوش نصیب ہیں کہ پیارے آقا کی خلافت سے پہلے اور بعد کی دعائیں ساتھ ہیں۔

(ماہنامہ تشحیذ الاذہان سیدنا مسرور نمبر 2008ء صفحہ 37-38)

ہمیں ناز ہے اس غلامی پہ ہر دم
ملی دائمی ایک نعمت خلافت
ہم اپنے مقدر پر فرحاں بھی ہیں نازاں بھی
حاصل ہیں ہمیں ہر پل اس پیار کی سوغاتیں

سامعینِ محفل! خلفائے سلسلہ کی بچوں سے شفقت ایک ایسا عنوان ہے جس کی سچائی کا ثبوت خود احمدی بچے ہیں جو خلفائے سلسلہ کی محبتوں اور شفقتوں کو آغاز خلافت سے مشاہدہ کر رہے ہیں۔ ہر دور میں خلفائے احمدیت کا بچوں کے ساتھ شفقتوں کا ایسا کبھی نہ ختم ہونے والا سلوک ہے جس کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ نمونے کے طور پر ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔

جلسہ سالانہ آسٹریلیا 2013ء کے اگلے دن حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد اپنی رہائش گاہ پر واپس تشریف لے جارہے تھے کہ اچانک ایک احمدی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے سامنے آگیا اور درخواست کی کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ان کے بیٹے کی آمین کروائیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

العزیز نے از راہ شفقت اس احمدی کی درخواست قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ آج شام کو جو تقریب آمین ہونی ہے اس تقریب میں اپنے بیٹے کو بھی لے آنا۔ اس پر اس احمدی نے کہا کہ حضور! آج شام واپس جا رہا ہوں اور مجھے ائیر پورٹ کے لیے شام 6 بجے نکلنا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ جو سیکیورٹی اور سٹاف پر مامور افراد تھے اس قسم کی درخواست پر حیران ہو گئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس احمدی کی درخواست آرام سے سنی اور فرمایا اپنے بیٹے کو لے آؤ۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ گھر تشریف لے گئے اور کچھ منٹ بعد واپس آئے اور اپنی رہائش گاہ کے سامنے اس بچے کی آمین کی تقریب کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مصروفیت کے باوجود اس احمدی کی ہمدردی کے لیے اور اس کے جذبات کا خیال کرتے ہوئے پہلے سے طے شدہ آمین کی اجتماعی تقریب سے پہلے اسی وقت اس بچے کی اکیلے آمین کروادی۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 24 تا27 مئی 2019ء۔ صفحہ 71-72)

اس کی محبت کے ہر لب پہ ترانے ہیں
جس حسن کی ہوتی ہیں افلاک پہ بھی باتیں
مہرباں مشفق مجسم پیار کا پیکر حسیں
بھول جائیں ان کی شفقت یہ تو ممکن نہیں

سامعینِ محفل! خلفائے سلسلہ کی محبت و شفقت کے فیض کا سلسلہ اتنا وسیع اور اتنا دلگداز ہے کہ اسے بیان کرنے کی طاقت نہیں۔ اکناف عالم میں بسنے والے کروڑوں عشاق احمدیت کی طرح احمدی بچے بھی اپنے محبوب کی محبت و شفقت کی دولت سے مالا مال ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ چاکلیٹ، پن اور بچیوں کے سکارف تقسیم کرنے کے مشفقانہ انداز تو ہم ایم ٹی اے پر دیکھتے رہتے ہیں۔ حضور جہاں تشریف لے جاتے ہیں وہاں بھی بچے آپ کے گرد آجاتے اور آپ کی شفقتوں سے برکتیں سمیٹتے رہتے ہیں۔

سامعین محفل! مکرم عبد الماجد طاہر صاحب حضورِ انور کے دورہ کینیڈا کے دوران یکم جولائی 2008ء کی رپورٹ میں تحریر کرتے ہیں: حضور انور خدام الاحمدیہ کے کبڈی کے میچ میں تشریف لے گئے۔ حضور انور یہ میچ دیکھ رہے تھے کہ اس دوران ایک چھوٹی بچی حضور انور کے پاس آگئی اور حضور انور کی گود میں اپنا سر

رکھ دیا۔ حضور انور اس بچی سے پیار کرتے رہے جب کبڈی کا میچ ختم ہوا تو حضور انور نے سب کھلاڑیوں کو شرف مصافحہ سے نوازا اور کھلاڑیوں نے حضور انور کے ساتھ تصویر بھی بنوائی ۔ اس دوران بھی یہ بچی حضور انور کے ساتھ رہی اور حضور نے اس بچی کا ہاتھ پکڑے رکھا۔ بعد ازاں حضورانور نے بچی کے والد کے بارے میں دریافت فرمایا۔ بچی کی والدہ گراؤنڈ سے باہر کھڑی تھیں وہ آ گئیں۔ حضور انور نے مسکراتے ہوئے کمال شفقت سے اس بچی کو اس کی والدہ کے سپرد کیا۔

(روزنامہ الفضل 25 جولائی 2008ء)

جسے تیری محبت مل گئی ہے
اسے دنیا میں جنت مل گئی ہے
حکومت کیا ہے اس نعمت کے آگے
مسیحا کی خلافت مل گئی ہے

(اِس تقریر کے آخری حصہ کے واقعات مکرم شہزاد انور صاحب کے مضمون سے لئے گئے ہیں۔فجزاھم اللہ تعالیٰ)

(کمپوزڈ بائی: منہاس محمود۔ جرمنی)



《31》 《مشاہدات۔387》

خلفائے احمدیت کی اپنے اپنے پیشرو کی مثالی اطاعت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:57-56)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

خدا کرے کہ صُحبت امام بھی ہمیں ملے
یہ نعمتِ خلافت مدام بھی ہمیں ملے
خدا کرے اطاعت امام ہم بھی کر سکیں
خدا کرے کہ معرفت کا جام بھی ہمیں ملے

سامعین! آج مجھے "خلفائے احمدیت کی اپنے اپنے پیشرو کی مثالی اطاعت" سے متعلق بعض واقعات آپ کے سامنے رکھنے ہیں۔

سامعین! اطاعت اور اپنے اپنے نظام کو فالو کرنے میں اُس نظام اور اُس سلسلے کی بقا کی ضمانت ہے۔ ہم اجرامِ فلکی کے نظام پر نگاہ ڈالیں تو ہر سیارہ اپنے اپنے مدار میں چکر لگا رہا ہے اور جب بھی کوئی سیارہ عدمِ اطاعت کرتے ہوئے اپنے مدار سے باہر نکلنے کی کوشش کرتا ہے تو تباہی کا مُوجب بنتا ہے۔ روحانی نظامِ الٰہی میں اللہ تعالیٰ کے انبیائے بھی سورج، چاند اور ستاروں کی مانند ہوتے ہیں جو روحانی نظامِ الٰہی کی مکمل اطاعت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے بھیجے ہوئے نمائندوں کی اطاعت کو اپنا اولین فریضہ سمجھتے ہیں۔ یوں وہ اجرامِ فلکی کے سیاروں کی طرح خود روشن ہو کر دوسروں کے لیے بھی روشنی مہیا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ آج مجھے اپنی گزارشات میں کچھ ایسے ہی روحانی الٰہی نمائندوں کی بات کرنی ہے جو خود بھی روحانی نظام اور اپنے پیشروں کی مکمل اطاعت کرتے ہیں اور یوں اپنے مریدوں و ماننے والوں کے لئے جہاں نمونہ بنے وہاں انہیں بھی اطاعت و فرمانبرداری کی تلقین کرتے ہیں یعنی آخری زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفائے عظام کی اپنے اپنے پیشرو کی کامل اور مکمل اطاعت کی داستانیں بیان کرنی ہیں۔ لیکن اِس داستان کے آغاز پر اطاعت کے اصطلاحی معنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں سماعت کر لیتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

’’اطاعت کوئی چھوٹی سی بات نہیں اور سَہل امر نہیں، یہ بھی موت ہوتی ہے۔ جیسے ایک زندہ آدمی کی کھال اتاری جائے ویسی ہی اطاعت ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 74 حاشیہ)

ایک اور جگہ فرمایا:

’’اطاعت ایک ایسی چیز ہے اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔ مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے بدُوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی۔‘‘

(تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 2 صفحہ 246)

سامعین! خلفائے جماعتِ احمدیہ میں سب سے پہلا نمبر حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کا ہے جو اطاعت کے اعلیٰ مقام پر اپنی مثال آپ تھے۔ اطاعت امام کے حوالے سے آپؓ کے بہت سے واقعات تاریخِ احمدیت میں سنہری حروف سے لکھے جائیں گے۔

آپؓ خود اپنے ساتھ بیتا ہوا واقعہ یوں قلمبند کرواتے ہیں کہ

"(تحصیل علم کے بعد) بھیرہ میں پہنچ کر میرا ارادہ ہوا کہ مَیں ایک بہت بڑے پیمانہ پر شفاخانہ کھولوں اور ایک عالی شان مکان بنالوں۔ وہاں میں نے ایک مکان بنایا۔ ابھی وہ ناتمام ہی تھا اور غالباً سات ہزار روپیہ اس پر خرچ ہونے پایا تھا کہ میں کسی ضرورت کے سبب لاہور آیا اور میرا جی چاہا کہ حضرت صاحب کو بھی دیکھوں۔ اس واسطے میں قادیان آیا۔ چونکہ بھیرہ میں بڑے پیمانہ پر عمارت کا کام شروع تھا۔ اس لیے میں نے واپسی کا یکہ کرایہ کیا تھا۔ یہاں آکر حضرت صاحب سے ملا اور ارادہ کیا کہ آپ سے ابھی اجازت لیکر رخصت ہوں۔ آپ نے اثنائے گفتگو میں مجھ سے فرمایا کہ اب تو آپ فارغ ہو گئے۔ مَیں نے کہا۔ ہاں! اب تو مَیں فارغ ہی ہوں۔ یکہ والے سے مَیں نے کہہ دیا کہ اب تم چلے جاؤ۔ آج اجازت لینا مناسب نہیں ہے کل پرسوں اجازت لیں گے۔ اگلے روز آپؑ نے فرمایا کہ آپ کو اکیلے رہنے میں تو تکلیف ہو گی۔ آپ اپنی ایک بیوی کو بلوا لیں۔ میں نے حسب الارشاد بیوی کے بلانے کے لیے خط لکھ دیا اور یہ بھی لکھ دیا کہ ابھی میں شاید جلد نہ آسکوں اس لیے عمارت کا کام بند کر دیں۔ جب میری بیوی آگئی تو آپ نے فرمایا کہ آپ کو کتابوں کا بڑا شوق ہے لہٰذا مَیں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اپنا کتب خانہ منگوا لیں۔ تھوڑے دنوں کے بعد فرمایا کہ دوسری بیوی آپ کی مزاج شناس اور پرانی ہے آپ اس کو ضرور بلا لیں۔ لیکن مولوی عبد الکریم صاحب سے فرمایا کہ مجھ کو نور الدین کے متعلق الہام ہوا ہے اور وہ شعر حریری میں موجود ہے

لَا تَصْبُوَنَّ اِلَی الْوَطَنِ
فِیْہِ تُھَانُ وَ تُمْتَحَنُ

خدا تعالیٰ کے بھی عجیب تصرّفات ہوتے ہیں میری واہمہ اور خواب میں بھی پھر مجھے وطن کا خیال نہ آیا۔ پھر تو ہم قادیان کے ہو گئے۔"

(مرقات الیقین فی حیات نور الدین صفحہ 191-192)

سامعین! آپؓ کی اطاعتِ امام کے حوالے سے حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ کا بیان کردہ واقعہ ملاحظہ فرمائیں کہ

''ایک مرتبہ ایک ہندو بٹالہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری اہلیہ سخت بیمار ہے۔ ازراہ نوازش بٹالہ چل کر اسے دیکھ لیں۔ آپ نے فرمایا۔ حضرت مرزا صاحب سے اجازت حاصل کرو۔ اس نے حضرت کی خدمت میں درخواست کی۔ حضور نے اجازت دی۔ بعد نماز عصر جب حضرت مولوی صاحب، حضرت اقدس کی خدمت میں ملاقات کے لیے حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ 'امید ہے آپ آج ہی واپس آجائیں گے۔' عرض کی، بہت اچھا! بٹالہ پہنچے۔ مریضہ کو دیکھا۔ واپسی کا ارادہ کیا مگر بارش اس قدر ہوئی کہ جل تھل ایک ہو گئے۔ ان لوگوں نے عرض کی کہ حضرت! راستے میں چوروں اور ڈاکوؤں کا بھی خطرہ ہے۔ پھر بارش اس قدر زور سے ہوئی ہے کہ واپس پہنچنا مشکل ہے کئی مقامات پر پیدل پانی میں سے گزرنا پڑے گا۔ مگر آپ نے فرمایا خواہ کچھ ہو۔ سواری کا انتظام بھی ہو یا نہ ہو۔ میں پیدل چل کر بھی قادیان ضرور پہنچوں گا کیونکہ میرے آقا کا ارشاد یہی ہے کہ آج ہی مجھے واپس قادیان پہنچنا ہے۔ خیر یکہ کا انتظام ہو گیا اور آپ چل پڑے۔ مگر بارش کی وجہ سے راستہ میں کئی مقامات پر اس قدر پانی جمع ہو چکا تھا کہ آپ کو پیدل وہ پانی عبور کرنا پڑا۔ کانٹوں سے آپ کے پاؤں زخمی ہو گئے مگر قادیان پہنچ گئے اور فجر کی نماز کے وقت مسجد مبارک میں حاضر ہو گئے۔ حضرت اقدس نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ کیا مولوی صاحب رات بٹالہ سے واپس تشریف لے آئے تھے؟۔ قبل اس کے کوئی اَور جواب دیتا۔ آپ فوراً آگے بڑھے اور عرض کی حضور! میں واپس آگیا تھا۔ یہ بالکل نہیں کہا کہ حضور! رات شدت کی بارش تھی، اکثر جگہ پیدل چلنے کی وجہ سے میرے پاؤں زخمی ہو چکے ہیں اور میں سخت تکلیف اُٹھا کر واپس پہنچا ہوں۔ وغیرہ وغیرہ بلکہ اپنی تکالیف کا ذکر تک نہیں کیا۔''

(حیات نور مرتبہ شیخ عبد القادر صفحہ 189)

میرے بھائیو! اِس واقعہ میں ''اُمید ہے'' کے الفاظ اور حضرت مولوی صاحبؓ کی کمال درجہ کی اطاعت کا فعل غور طلب ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اُسی روز واپس آنے کا حکم بھی نہیں دیا بلکہ ''اُمید ہے'' کے

الفاظ کہہ کر صرف اپنی خواہش کا اظہار فرمایا تھا جس کو آپؓ نے امام کا حکم جانتے ہوئے واپسی کی راہ لی جبکہ موسم اور شدید بارش کے بہت سے وجوہ معذرت کے موجود تھے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے آپؓ کے بارہ میں لکھا کہ "مولوی صاحب (مولوی نور الدینؓ) میں اطاعت اور ادب کا مادہ کمال درجہ پر تھا۔" (سیرت المہدی جلد اول صفحہ نمبر 57 روایت نمبر 78) (آپؓ کا وہ مشہور واقعہ بھی ہمارے ذہنوں میں رہنا چاہئے کہ جب آپؓ اپنے کلینک میں بیٹھے مریضوں کو دیکھ رہے تھے کہ آپ کا پیغام ملا کہ حضور علیہ السلام نے یاد فرمایا ہے تو فوراً اپنی کرسی سے اٹھے جوتا بھی صحیح طرح نہ پہنا اور پگڑی بھی ہاتھ میں لی اور چل دئے۔ راستے میں اپنا جوتا سیدھا کرتے اور پگڑی درست کرتے جاتے تا حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو جائے۔

سامعین! آئیں! اب حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی اپنے پیشرو امام کی اطاعت کو دیکھتے ہیں۔ حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحبؓ کہتے ہیں۔

ایک دفعہ خواجہ کمال الدین صاحب نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو مخاطب کر کے کہا: میاں! ہم سے ایک غلطی ہو گئی ہے جس کا تدارک اب سوائے اس کے کچھ نظر نہیں آتا کہ ہم کسی ڈھنگ سے خلیفہ کے اختیارات کو محدود کر دیں۔ وہ بیعت لے لیا کریں۔ نماز پڑھا دیا کریں۔ خطبہ نکاح پڑھ کر ایجاب و قبول اور اعلان نکاح فرما دیا کریں یا جنازہ پڑھا دیا کریں اور بس۔

خواجہ صاحب کی بات سن کر حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا:

"میں نے کہا کہ اختیارات کے فیصلہ کا وہ وقت تھا جبکہ ابھی بیعت نہ ہوئی تھی جبکہ حضرت خلیفہ اولؓ نے صاف صاف کہہ دیا (تھا) کہ بیعت کے بعد تم کو پوری پوری اطاعت کرنی ہو گی اور اس تقریر کو سن کر ہم نے بیعت کی۔ تو اب آقا کے اختیار مقرر کرنے کا حق غلاموں کو کب حاصل ہے؟"

(حیات نور مرتبہ شیخ عبد القادر صفحہ 365)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی اپنے پیشرو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی اطاعت کو دیکھیں تو وہ بھی مثالی تھی۔ مکرم ثاقب زیروی صاحب آپؒ کا اطاعت خلافت کا ایک ناقابل فراموش واقعہ یوں بیان کرتے ہیں:

”1947ء میں خاکسار صاحبزادہ مرزا ناصر صاحب کے ساتھ فرقان فورس کے رضاکاروں سے ملنے کشمیر کے محاذ پر گیا اور مسلسل کئی دن جاگتے ہوئے گزرے۔ ایک دن نماز مغرب سے چند منٹ پہلے اپنے Base Camp میں پہنچ گئے۔ وضو کیا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے نماز پڑھائی۔ جونہی سنن سے فارغ ہوئے۔ کیمپ کے انچارج نے حضرت صاحبزادہ کو ایک طرف لے جاکر حضرت مصلح موعودؓ کا کوئی ضروری پیغام پہنچایا جسے سنتے ہی آپ نے وہیں سے مجھے آواز دی۔ ثاقب! آؤ گاڑی میں بیٹھو، لاہور چلیں، مجھے چونکہ ارشاد خلافت اور اس کی اہمیت کا کچھ علم نہ تھا میں نے بڑی بے تکلفی سے عرض کیا ”حضرت میاں صاحب! جسم تھکے ہوئے ہیں رات بھر جاگتے رہے ہیں۔ اس سے پہلی ساری رات پیدل سفر میں گزری ہے۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ چند گھنٹے آرام کرلیں پھر چل پڑیں گے۔ ساری رات اپنی ہی تو ہے۔“ آپ نے سنتے ہی فرمایا حضور کا ارشاد ہے کہ جونہی واپس پہنچیں فوراً لاہور کے لیے روانہ ہو پڑیں۔ بتاؤ! اس فوری حکم کے بعد کسی قسم کے توقف کی کیا گنجائش ہے، ہم چند ہی منٹوں میں لاہور کے لیے روانہ ہو پڑے۔ پھر فرمایا۔ ثاقب! نظم سنانا شروع کرو تا کہ میں گاڑی چلا سکوں اور اس پر میں نے تعمیلِ ارشاد کی یہاں تک کہ میں سو گیا اور آپ بھی گاڑی چلاتے چلاتے سو گئے... جب ہماری آنکھ کھلی۔ اس وقت ایک بہت بڑا درخت صرف چند گز کے فاصلے پر تھا اور ہماری کار سیدھی اس طرف جا رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں حادثے سے محفوظ رکھا اس پر میں نے پھر لجاجت سے عرض کیا کہ مجھے تو چھوڑیں، آپ کا وجود از حد قیمتی ہے۔ پھر آپ کو گاڑی بھی چلانی ہے اس لیے بہتر ہو کہ ہم کچھ دیر گاڑی میں ہی آرام کرلیں تا کہ باقی سفر بخیریت گزرے۔ اس دفعہ میری درخواست قبول کر لی گئی۔ لیکن فرمایا کہ ہم زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے لیے رکیں گے، میں اس قدر تھک گیا تھا اور میری آنکھیں نیند سے اس قدر بھری ہوئی تھیں کہ میں سر گریبان میں جھکاتے ہی سو گیا لیکن نہیں کہہ سکتا کہ اس عرصہ میں آپ سوئے یا نہیں کیونکہ ٹھیک

انسٹھویں منٹ پر آپ نے مجھے جھنجھوڑ کر جگا دیا اور سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا پڑھ کر گاڑی سٹارٹ کر دی... حتیٰ کہ ہم کوئی رات کے ساڑھے گیارہ بجے کے قریب لاہور کی مال روڈ پر تھے۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نمبر 12 مارچ 1983ء صفحہ 66-67)

اِسی طرح 1927ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر آپؒ نے خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جو اطاعت کا نمونہ قائم کیا اس کا ذکر الفضل میں یوں ملتا ہے۔ مہمانوں کی غیر معمولی کثرت اور اژدہام اس سال کی ایک خاص خصوصیت تھی۔ حاضرین کا ہجوم اس قدر تھا کہ تیار کردہ جلسہ گاہ ناکافی ثابت ہوئی اور خصوصاً حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (ایدہ اللہ تعالیٰ) کی تقریر کے وقت اس قدر کثرت تھی کہ لوگ جگہ نہ ملنے کی وجہ سے جلسہ گاہ کے باہر کھڑے رہے۔ اس پر حضور نے اظہار افسوس فرماتے ہوئے ذمہ دار کارکنوں کو توجہ دلائی اور منتظمین نے اس قدر ہمت اور کوشش سے کام لیا 27/ دسمبر کی کارروائی ختم ہونے کے بعد راتوں رات جلسہ گاہ کو پہلے سے بہت وسیع کر دیا اور صبح جلسہ گاہ میں جانے والوں کو وہ بہت فراخ نظر آئی اور اس پر حضرت اقدس نے بھی اظہارِ خوشنودی فرمایا۔ جلسہ گاہ کی تیاری میں ساری رات مدرسہ احمدیہ کے طلباء اور دیگر اصحاب مصروف رہے۔ طلبہ نے شہتیریاں اٹھا کر لانے، اینٹیں اور گارا بہم پہنچانے میں بڑی تن دہی اور محنت سے کام کیا۔ ان کام کرنے والوں میں صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد (سلمہ اللہ تعالیٰ) ابن حضرت خلیفہ ثانی (ایدہ اللہ) بھی تھے۔ خدا تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے۔

(الفضل 3 جنوری 1928 صفحہ 2)

اس حوالے سے توسیع جلسہ گاہ کے موقع پر صاحبزادہ مرزا ناصر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد پر جو اطاعت کا مظاہرہ کیا اس کا مزید حال مولوی محمد صدیق امرتسری یوں بیان کرتے ہیں:

"مجھے اب بھی یاد ہے اور وہ نظارہ میرے سامنے ہے جب کہ گیس لیمپوں کی روشنی میں ہمارے ٹروپ (troop) لیڈر اور قائد حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بڑی تیزی اور تندہی سے اپنے جملہ ساتھی سکاؤٹس کے ساتھ شہتیریاں اٹھا اٹھا کر اپنے جگہ پر رکھ رہے تھے اور کبھی گارا اپنے کندھے پر اٹھا کر لاتے اور خالی کر کے دوبارہ لانے کے لیے لے جاتے تھے۔ اور یوں یہ سلسلہ تمام رات

جاری رہا یہاں تک کہ محض اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے صبح کی اذان تک جلسہ گاہ ہر طرف سے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی خواہش کے مطابق وسیع کر کے سب گیلریاں دوبارہ صحیح طور پر بنادی گئیں۔“

(ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر اپریل مئی 1983ء صفحہ 298)

اب ذرا اِس واقعہ کو اور حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے عمل کا محاکمہ کریں تو یہ چیز سامنے آتی ہے کہ حضورؓ نے پنڈال کو وسیع کرنے کا کوئی حکم نہیں دیا تھا صرف ناراضگی کا اظہار تھا آپ نے اسے حکم سمجھ کر راتوں رات جلسہ گاہ کو وسیع کر دیا۔

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ خلافت کا بے حد احترام فرماتے اور خلیفہ وقت کی بے مثال اطاعت کا مظاہرہ فرماتے۔ چنانچہ آپؒ نے ایک بار بیان فرمایا:

”حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک کام میرے سپرد کیا اور حکم دیا فوری طور پر مشرقی بنگال (اب بنگلہ دیش) چلے جاؤ۔ میں نے پتہ کروایا تو ساری سیٹیں بُک تھیں۔ معلوم ہوا کہ بیس آدمی چانس پر مجھ سے پہلے ہیں۔ میں نے کہا کوئی اور جائے نہ جائے، میں ضرور جاؤں گا کیونکہ مجھے حکم آگیا ہے۔ ائیر پورٹ پر لمبی قطار تھی۔ کچھ دیر بعد لوگوں کو کہا گیا کہ جہاز چل پڑا ہے۔ اس اعلان کے بعد سب چلے گئے لیکن میں وہاں کھڑا تھا مجھے یقین تھا کہ میں ضرور جاؤں گا۔ اچانک ڈیسک سے آواز آئی کہ ایک مسافر کی جگہ ہے، کسی کے پاس ٹکٹ ہے۔ میں نے کہا: میرے پاس ہے۔ انہوں نے کہا: دوڑو، جہاز ایک مسافر کا انتظار کر رہا ہے۔“

(سیدنا طاہر سوینئر جماعت احمدیہ برطانیہ صفحہ نمبر 58)

ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹیٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ آپؒ کی اطاعتِ امام کا واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ

”حضرت منصورہ بیگم صاحبہ (حرم خلیفۃ المسیح الثالثؒ) کی آخری بیماری میں مَیں ربوہ حاضر تھا۔ اُن دنوں اکثر حضورؒ فرماتے کہ مرزا طاہر احمد کو بلائیں۔ تو ایک مرتبہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ حضورؒ نے فرمایا ہو اور فوری طور پر مرزا طاہر احمد صاحب وہاں نہ پہنچے ہوں۔ آپؒ فوراً وہاں آتے اور جس حالت میں بھی ہوتے اور جو وقت بھی ہوتا، آجاتے اور باوجودیکہ کمرے میں تخت پوش اور کرسیاں موجود ہوتیں، لیکن آپؒ حضورؒ کے بالکل پاس آکر زمین پر چوکڑی مار کے بیٹھ جاتے۔ نہایت ادب سے بیماری کی علامات حضورؒ سے پوچھ کر پھر

دوا تجویز کرتے اور خود جا کر دوائی لاتے۔ نہ یہ کہ کسی اور کو بھیجتے۔ نو دس دنوں میں کوئی تیس چالیس مرتبہ آپؒ آئے اور ہر مرتبہ یہی طریقِ کار آپ کا ہوتا۔"

(سیدنا طاہر سوینئر جماعت احمدیہ برطانیہ صفحہ نمبر 59)

سامعین! اطاعتِ امام میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے کبھی اپنی جان کی بھی پروانہ کی۔ اسی مناسبت سے آپ کی بیٹی محترمہ فائزہ صاحبہ بیان کرتی ہیں۔ 1974ء میں تمام ملک میں احمدیت کے خلاف فسادات کی آگ بھڑک اٹھی تو ان دنوں گوجرانوالہ اور اس کے گرد و نواح میں بہت دردناک واقعات کی خبریں ملیں۔ بعض احمدیوں کو بہت دردناک طریقے سے شہید کر دیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فوری طور پر حضور (خلیفہ رابع) کو بلوایا اور فرمایا کہ تم اسی وقت جا کر موقع پر حالات کا جائزہ لو اور جو ممکن کوشش ان مظلوم احمدیوں کے لیے کی جاسکتی ہے کرو۔ اس میں ذرا بھی دریغ نہ کرو۔ حضور نے واپس آکر امی کو بتایا کہ مَیں اسی وقت گوجرانوالہ جارہا ہوں۔ تو امی قدرتی طور پر بہت گھبرا گئیں اور حضورؒ سے اس کا اظہار بھی کر دیا۔ حضورؒ نے ناراضگی سے فرمایا۔ تمہیں تو اس وقت خوش ہونا چاہیے کہ خدا مجھے خدمت کا ایک موقع دے رہا ہے۔ اگر تم میری جان کے خوف سے گھبرا رہی ہو تو مجھے یہ بات بالکل پسند نہیں۔ اگر خدا کی راہ میں میری جان جائے تو اس سے بہتر اور کوئی بات نہیں ہو سکتی۔

(سیدنا طاہر سوینئر جماعت احمدیہ برطانیہ صفحہ نمبر 164)

معزز سامعین! آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا ایک لازوال واقعہ بیان کر کے مَیں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ حضرت سیدہ امۃ السبوح بیگم صاحبہ مد ظلہا العالی (حرم خلیفۃ المسیح الخامس) اطاعت امام کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالی کے بارے میں فرماتی ہیں۔

"خلفاء کے ساتھ اطاعت آپ کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور ہمیشہ اشارہ سمجھ کر اطاعت کی۔ آپ ہر معاملہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ہر حکم کی پوری تعمیل کرتے۔ انیس بیس کا فرق بھی نہ ہونے دیتے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بیمار ہوئے آپ نے منع فرمایا تھا کہ کسی کے آنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن طبیعت کمزور تھی اور فکر مندی تھی۔ انتہائی گرتی ہوئی حالت دیکھ کر میاں سیفی (مرزا سفیر احمد صاحب) نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو فون کر دیا اور صورتِ حال بتا کر کہا کہ اگر آپ آجائیں تو اچھا

ہے۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ لندن تشریف لے آئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملاقات کے لیے گئے تو حضورؒ نے دریافت فرمایا۔ "کیسے آئے ہو۔" آپ نے جواب دیا کہ آپ کی طبیعت کی وجہ سے جماعت فکر مند ہے اس لیے پوچھنے کے لیے آیا ہوں تو حضورؒ نے فرمایا۔ حالات ایسے ہیں کہ فوراً واپس چلے جاؤ۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بہت بہتر۔ میں فوراً واپسی کی سیٹ Book کروالیتا ہوں۔ بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے میاں سیفی سے پوچھا کہ اس (حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ) میں تو اتنی اطاعت ہے کہ یہ میرے کہے بغیر آ ہی نہیں سکتا۔ یہ آیا کیسے؟ تب میاں سیفی نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو بتایا کہ ان کو تو میں نے فون پر آنے کو کہا تھا اس لیے آئے ہیں۔ اس پر حضور رحمہ اللہ کو اطمینان ہوا کہ ان کی توقعات کے مطابق ان کے مجاہد بیٹے کی اطاعت اعلیٰ ترین معیار پر ہی تھی۔"

(ماہنامہ تشحیذ الاذہان سیدنا مسرور ایدہ اللہ نمبر ستمبر، اکتوبر 2008ء صفحہ 20-21)

حضورِ انور نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے کامل محبت اور عزت پر بات کرتے ہوئے ایک موقعے پر فرمایا:

"میرا دل فی الحقیقت اس بات پر مضبوطی سے قائم تھا کہ خواہ کچھ بھی ہو مَیں آپ کی ہر بات سنوں گا اور ہر اُس چیز کی کامل ترین فرمانبرداری کروں گا جو آپ مجھ سے چاہیں گے اور یہ کہ میں ہر وقت دوسروں سے زیادہ آپ کی عزت اور اطاعت کروں گا۔ میرے والدین نے میری تربیت اِس انداز میں کی تھی جس کا اثر پوری زندگی میرے اوپر رہا ہے۔"

(عابد وحید خان صاحب کی ذاتی ڈائری اپریل-جون 2018ء)

ممکن نہیں الفاظ میں خوبی سے بیاں ہو
وہ فیض جو دربارِ خلافت سے ملا ہے

(کمپوزڈ بائی: فائقہ بشریٰ)



﴿32﴾ ﴿مشاہدات۔389﴾

ایٹمی جنگ بارے خلفاء کا دنیا کو واضح انتباہ

آنکھ کے پانی سے یارو! کچھ کرو اس کا علاج
آسماں اے غافلو! اب آگ برسانے کو ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اَلۡقَارِعَۃُ O مَا الۡقَارِعَۃُ O وَمَاۤ اَدۡرٰکَ مَا الۡقَارِعَۃُ O یَوۡمَ یَکُوۡنُ النَّاسُ کَالۡفَرَاشِ الۡمَبۡثُوۡثِ O وَتَکُوۡنُ الۡجِبَالُ کَالۡعِہۡنِ الۡمَنۡفُوۡشِ O (القارعہ:2-6)

ترجمہ: (خوابِ غفلت سے جگانے والی) ہولناک آواز۔ وہ ہولناک آواز کیا ہے؟ اور تجھے کیا سمجھائے کہ وہ ہولناک آواز کیا ہے؟ جس دن لوگ پراگندہ ٹڈیوں کی طرح ہو جائیں گے اور پہاڑ دُھنکی ہوئی اُون کی طرح ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آگ سے دنیا کی تباہی کا ذکر متعدد مقامات پر کیا ہے۔ سورۃ القارعہ کی آیات 2 تا 6 کی تلاوت مع ترجمہ مَیں پڑھ آیا ہوں۔ اِس کے علاوہ سورۃ الھمزہ کا حوالہ دے کر آگے بڑھتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَاۤ اَدۡرٰکَ مَا الۡحُطَمَۃُ O نَارُ اللّٰہِ الۡمُوۡقَدَۃُ O الَّتِیۡ تَطَّلِعُ عَلَی الۡاَفۡـِٕدَۃِ O اِنَّہَا عَلَیۡہِمۡ مُّؤۡصَدَۃٌ O فِیۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَۃٍ O (الھمزۃ:6-10)

ترجمہ: اور تجھے کیا بتائے کہ حُطَمَہ کیا ہے۔ وہ اللہ کی آگ ہے بھڑکائی ہوئی۔ جو دلوں پر لپکے گی۔ یقیناً وہ اُن کے خلاف بند رکھی گئی ہے۔ ایسے ستونوں میں جو کھینچ کر لمبے کئے گئے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَارۡتَقِبۡ یَوۡمَ تَاۡتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیۡنٍ O یَّغۡشَی النَّاسَ ؕ ھٰذَا عَذَابٌ اَلِیۡمٌ O (الدخان:11-12) جس کا ترجمہ یہ ہے۔ پس انتظار کر اس دن کا جب آسمان ایک واضح دھواں لائے گا۔ جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔ یہ ایک بہت دردناک عذاب ہو گا۔

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے ”ایٹمی جنگ بارے خلفاء کا دنیا کو واضح انتباہ“

اِن تین آیات اور اِن کے سیاق و سباق کو غور سے دیکھیں تو جہاں آگ کے عذاب سے اللہ تعالی دنیا کو تباہ کرے گا وہاں ایمان لا کر اپنے آپ اور قوموں کو محفوظ رہنے کا ذکر کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی الہام ہوا کہ

”دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا“

(تذکرہ صفحہ 104)

نیز آپ علیہ السلام نے توبہ نہ کرنے والوں، سچے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور وقت کے امام پر ایمان نہ لانے والوں کے متعلق فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے سخت عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ اِن کی زندگیاں زلزلوں، طوفانوں اور خوفناک وبا جیسے عذاب کے نتیجے میں بہت سوں کے ہلاک ہونے کی خبر دی۔ ایک موقعہ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: ”اس قدر موت ہو گی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہو گی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں اُن کا پتہ نہیں ملے گا تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہو گا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی... اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دور

نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اِس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشمِ خود دیکھ لوگے مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تاتم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 268-269)

سامعین! خلفائے احمدیت مسلسل دنیا کو اس خوفناک تباہی سے متنبہ کرتے چلے آرہے ہیں۔ اب جبکہ تباہی سامنے کھڑی نظر آرہی ہے ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے متعدد بار جہاں قوموں کو ہوشیار کیا وہاں اِس ہولناک تباہی سے مخلوقِ خدا کو بچانے کے لئے احبابِ جماعت کو دعاؤں کی تحریک کرتے رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ "ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں جب تمام مخالفین ہوا میں اڑ جائیں گے اور مخالفت کرنے والے آپ کے سامنے جھکنے پر مجبور ہوں گے۔"

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ قادیان 28/دسمبر 2006ء)

پھر آپ تمام دنیا کو انذار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"آجکل دنیا میں چھوٹے پیمانے پر جنگیں شروع ہیں۔ آج دنیا کو ضرورت اس امر کی ہے کہ ان جنگوں کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے۔ ورنہ عالمی جنگ کی صورت بھی بن سکتی ہے۔ جس کی تباہی نا قابل یقین ہوگی۔"

(خطبات مسرور جلد9 صفحہ 610-611)

سامعین! مَیں اپنی تقریر میں آگے بڑھنے سے قبل آغاز پر تلاوت کی جانے والی آیات کی تشریح حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحریر سے آپ حضرات کے سامنے پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ آپؓ فرماتے ہیں:

"اَلْقَارِعَةُ وہ عذاب ہے جو کسی نبی کی صداقت کے اظہار کے لئے آئے... جب لوگ خدا تعالیٰ کے مامور کی آواز نہیں سنتے اور روحانی طور پر سوئے رہتے ہیں تو خدا تعالیٰ دستک دے کر جگانے کے لئے کچھ عذاب

بھجواتا ہے۔ ان دستکوں سے آخر وہ روحانی نیند سے بیدار ہو جاتے ہیں اور رسول کی آواز سننے کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں..... میں سمجھتا ہوں کہ القارعہ سے ایٹم بم مراد ہے اور اس عذاب کی ساری کیفیت ایسی ہے جو ایٹم بم سے پیدا شدہ تباہی پر پوری طرح چسپاں ہوتی ہے۔ یہ بم ایسا خطرناک اور تباہ کن ہے کہ اس سے بچنے کی سوائے اس کے اَور کوئی صورت نہیں کہ لوگ منتشر اور پراگندہ ہو جائیں۔ یہ بم جس جگہ گرتا ہے سات سات میل تک کا تمام علاقہ خس و خاشاک کی مانند جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔ بلکہ ایٹم بم کے متعلق اب جو مزید تحقیق ہوئی ہے وہ بتاتی ہے کہ سات میل کا بھی سوال نہیں چالیس چالیس میل تک یہ ہر چیز کو اڑا کر رکھ دیتا ہے۔ ہیروشیما پر اٹومک بم گرایا گیا تو بعد میں جاپانی ریڈیو نے بیان کیا کہ اس بم سے ایسی خطرناک تباہی واقعہ ہوئی ہے کہ انسانوں کے گوشت کے لوتھڑے میلوں میل تک پھیلے ہوئے پائے گئے ہیں۔ یہ بالکل وہی حالت ہے جس کا قرآن کریم نے ان آیات میں ذکر فرمایا ہے کہ انسانوں کا وجود تک باقی نہیں رہے گا۔ ہڈی کیا اور بوٹی کیا سب باریک ذرات کی طرح ہو جائیں گے۔ اور پتنگوں کی مانند ہوا میں اڑتے پھریں گے..... غرض اَلْقَارِعَۃُ وہ عذاب ہے جو موجودہ زمانہ میں ایٹم بم کی صورت میں ظاہر ہوا اور جس کے ہولناک نتائج آج دنیا پر ظاہر ہو چکے ہیں۔ لیکن ابھی کیا ہے ابھی تو صرف ایک قدم اٹھایا گیا ہے پھر اور ایجادات ہوں گی پھر اور ہوں گی یہاں تک کہ انہی ایجادات کی لپیٹ میں یوروپین اقوام اپنے آپ کو تباہ کر لیں گی۔ سوسنار کی اور ایک لوہار کی ضرب المثل کے ماتحت آخری حملہ خدا تعالیٰ کا ہوگا اور جن لوگوں کے اعمال کو حقیقی وزن حاصل ہو گا وہ جیت جائیں گے اور دنیا پر ان کو غلبہ و اقتدار حاصل ہو جائے گا۔" (تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 508-522)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اِس حوالے سے فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تیسری جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی دونوں جنگوں سے زیادہ تباہ کن ہو گی۔ دونوں مخالف گروہ ایسے اچانک طور پر ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے کہ ہر شخص دم بخود رہ جائے گا۔ آسمان سے موت اور تباہی کی بارش ہو گی اور خوفناک شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ نئی تہذیب کا قصر عظیم زمین پر آ رہے گا۔ دونوں متحارب گروہ یعنی روس اور اس کے ساتھی اور امریکہ اور اس کے دوست ہر دو تباہ ہو جائیں گے ان کی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔ ان کی

تہذیب و ثقافت برباد اور ان کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ بچ رہنے والے حیرت اور استعجاب سے دم بخود اور ششدر رہ جائیں گے۔ روس کے باشندے نسبتاً جلد اس تباہی سے نجات پائیں گے اور بڑی وضاحت سے یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ اس ملک کی آبادی پھر جلد ہی بڑھ جائے گی اور وہ اپنے خالق کی طرف رجوع کریں گے اور ان میں کثرت سے اسلام پھیلے گا اور وہ قوم جو زمین سے خدا کا نام اور آسمان سے اس کا وجود مٹانے کی شیخیاں بھگار رہی ہے وہی قوم اپنی گمراہی کو جان لے گی اور حلقہ بگوش اسلام ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید پر پختگی سے قائم ہو جائے گی۔ شاید آپ اسے ایک افسانہ سمجھیں مگر وہ جو اس تیسری عالمگیر تباہی سے بچ نکلیں گے اور زندہ رہیں گے وہ دیکھیں گے کہ یہ خدا کی باتیں ہیں اور اس قادر و توانا کی باتیں ہمیشہ پوری ہی ہوتی ہیں کوئی طاقت انہیں روک نہیں سکتی۔ پس تیسری عالمگیر تباہی کی انتہاء اسلام کے عالمگیر غلبہ اور اقتدار کی ابتداء ہو گی اور اس کے بعد بڑی سرعت کے ساتھ اسلام ساری دنیا میں پھیلنا شروع ہو گا اور لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کر لیں گے اور یہ جان لیں گے کہ صرف اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے اور یہ کہ انسان کی نجات صرف محمد رسول اللہؐ کے پیغام کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے... اسلام کا سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ طلوع ہو گا اور دنیا کو منور کرے گا۔ لیکن پہلے اس سے کہ یہ واقع ہو ضروری ہے کہ دنیا ایک اور عالمگیر تباہی میں سے گزرے ایک ایسی خونی تباہی جو بنی نوع انسان کو جھنجھوڑ کر رکھ دے گی۔ لیکن یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ یہ ایک انذاری پیشگوئی ہے اور انذاری پیشگوئیاں توبہ اور استغفار سے التواء میں ڈالی جا سکتی ہیں بلکہ ٹل بھی سکتی ہیں۔ اگر انسان اپنے رب کی طرف رجوع کرے اور توبہ کرے اور اپنے اطوار درست کر لے، وہ اب بھی خدائی غضب سے بچ سکتا ہے اگر وہ دولت اور طاقت اور عظمت کے جھوٹے خداؤں کی پرستش چھوڑ دے اور اپنے رب سے حقیقی تعلق قائم کرے، فسق و فجور سے باز آجائے... اگر دنیا نے دنیا کی مستیاں اور خرمستیاں نہ چھوڑیں تو پھر یہ انذاری پیشگوئیاں ضرور پوری ہوں گی اور دنیا کی کوئی طاقت اور کوئی مصنوعی خدا دنیا کو موعودہ ہولناک تباہیوں سے بچا نہ سکے گا۔ پس اپنے پر اور اپنی نسلوں پر رحم کریں اور خدائے رحیم و کریم کی آواز کو سنیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے اور صداقت کو قبول کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا کرے۔"

(امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ، صفحہ 10-13)

سامعین! جوں جوں ایٹمی جنگ قریب آ رہی ہے۔ ہمارے خلفاء نے بھی اتنی ہی شدت سے عالمی قوتوں کو اِس کے ہولناک انجام سے آگاہ فرمایا۔ جیسے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دروسُ القرآن کے پلیٹ فارم سے مختلف قرآنی آیات سے جوہری تابکاری اور تباہی کا نتیجہ نکال کر احبابِ جماعت اور عالمی قوتوں کے سامنے رکھا۔ جیسے سورۃ الدخان کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہاں دخان سے مراد وہ دھواں ہے جو دجال کے زمانے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے Atomic Explosion کے نتیجے میں نکالا جائے گا...وہ جہاں سے گزرے گا وہاں موت کا پیغام دے گا...یہ عذاب ضرور دنیا پر نازل ہو گا اور بڑے رقبوں پر پھیل جائے گا۔ جن پر پھیلے گا ان رقبوں کو زندگی سے عاری کر دے گا۔"

(ترجمۃ القرآن کلاس نمبر 255)

پھر آپؒ نے سورۃ القارعہ کی تفسیر کرتے ہوئے دنیا کو واشگاف الفاظ میں ایٹمی جنگ کی خوفناک تباہی سے متنبہ فرمایا جس کی طرف تیزی سے دنیا بڑھ رہی ہے۔ فرماتے ہیں:

"یہاں Atomic fare war کا ذکر ہے۔ خصوصاً رسول اللہ ؐ کے زمانے کے انسان کو اس قارعۃ کا کوئی تصور بھی نہیں تھا۔ جس قارعۃ کی طرف یہ سورت اشارہ کر رہی ہے۔ یعنی اس آخری قارعۃ کی طرف۔ یہی وہ وقت ہو گا جب بڑی بڑی طاقتور حکومتیں اور طاقت کے پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی طرح ہو جائیں گے۔ دھنی ہوئی روئی میں کوئی طاقت نہیں ہوتی۔"

(ترجمۃ القرآن کلاس نمبر 305)

پھر سورۃ الھُمَزَۃ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

"حُطَمَۃ کو تو عرب جانتے تھے کہ یہ باریک سے باریک ذرہ کا نام ہے لیکن ایٹم کو نہیں جانتے تھے جس کا یہاں ذکر ہو رہا ہے۔ ایسے ستون جو کھینچ کر لمبے کیے گئے ہوں۔ یہی نقشہ ایٹمی دھماکہ کا ہے یہ آگ ان ایٹموں میں محفوظ رکھی گئی ہے۔ اگر یہ محفوظ نہ ہوتی تو ایٹم بم بناتے ہوئے ہی پھٹ جائے تو کوئی محفوظ نہ رہتا۔"

(ترجمۃ القرآن نمبر 305)

سورت طٰہٰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”جہاں تک جبل کا لفظ ہے، قرآن کریم سے ثابت ہے کہ جبل سے مراد عظیم الشان طاقتیں ہیں جو دنیاوی طاقتیں ہیں چنانچہ سورت طٰہٰ میں اس مضمون کو یوں بیان فرمایا۔ وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا۔(طٰہٰ:106) اے محمدؐ! تجھ سے یہ پوچھتے ہیں کہ یہ جو چاروں طرف تیری بڑی بڑی حکومتیں دنیا میں قائم ہیں، یہ انسان کے پہاڑ بنے ہوئے ہیں، ان کا کیا بنے گا؟ ان پر تجھے کیسے غلبہ نصیب ہوگا؟ تُو تو دنیا کے لحاظ سے کوئی طاقت نہیں رکھتا۔ تُو ان سے کہہ دے ان پوچھنے والوں سے يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا۔ میرا رب ان کو پارہ پارہ کر دے گا، ریزہ ریزہ کر دے گا۔ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا۔(طٰہٰ:107) اور ان کو ایک چٹیل میدان میں تبدیل کرے گا۔ لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا۔(طٰہٰ:108) پھر تو ان کو بڑی بڑی عظیم الشان قوموں کو ایسے برابر اور سدھری ہوئی حالت میں پائے گا کہ ان کے اندر نہ کوئی کجی باقی رہے گی، نہ کوئی تکبر باقی رہے گا کوئی اونچ نیچ باقی نہیں رہے گی۔ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ (طٰہٰ:109) وہ دن ہوگا اور وہ زمانہ ہوگا۔ جب کہ اس داعی یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے لئے یہ ذہنی اور قلبی طور پر تیار ہوں گے۔ جس میں کوئی عِوَجَ نہیں کوئی کجی نہیں۔ پس پہلے خدا ان کی کجیاں دور کرے گا، ان کے تکبر توڑے گا، ان کی Civilizations کو تباہ کرے گا اور ملیامیٹ کر دے گا۔ اور ان پہاڑوں کو پارہ پارہ کرے گا پھر ان میں سے زندگی کے نئے آثار پھوٹیں گے۔... چاروں طرف جو بڑی بڑی حکومتوں کے پہاڑ ہیں۔ کہیں آپ کو مشرق میں روس دکھائی دیتا ہے اور کہیں مغرب میں آپ کو امریکہ دکھائی دیتا ہے۔ کہیں شمالی یورپ کی طاقتیں ہیں کہیں جنوب مشرق میں جاپان اور دوسری بڑی بڑی طاقتیں پھیلی پڑی ہیں۔ یہ ساری طاقتیں یہ تمام پہاڑ آپ کے زیرِ نگیں کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں لیکن محبت کا جادو ہے جو ان پر چلے گا۔ اپنے ماحول میں محبت کے جادو جگانے لگیں کہ اس کے ذریعے ہی روحانی مردے زندہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین“

(خطبہ عید الاضحی فرمودہ 3/جولائی 1990ء مطبوعہ خطبات عیدین)

حضورؒ نے جہاں عالمگیر تباہی کا ذکر فرمایا وہاں جماعت کو خوشخبری سناتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ اگلی صدی میں تم یہ نظارے دیکھو گے کہ عظیم الشان طاقتوں کے پہاڑ ریزہ ریزہ کر کے ہموار میدان کی طرح تمہارے سامنے بچھا دیئے جائیں گے اور احمدیت کی فتح کے گھوڑے دندناتے ہوئے اگلی دنیاؤں کو اور پھر مزید اگلی دنیاؤں کو فتح کرتے چلے جائیں گے۔"

(احمدیت کی پہلی صدی کے آخری خطبہ جمعہ کا خلاصہ 17/مارچ 1989ء الفضل 27/مارچ 1989ء)

سامعین! ایٹمی جنگ کے بارے خبر دار کرتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا:

"جہاں تک تیسری عالمی جنگ کا تعلق ہے اور اس کی اٹامک حیثیت کا تعلق ہے اس بارے میں ایک ادنیٰ بھی شک نہیں کہ لازماً ہو کے رہنے والا واقعہ ہے۔ ایسا واقعہ ہے ہی نہیں جو ٹالا جا سکے۔ اگرچہ مصیبتیں ٹالی جا سکتی ہیں لیکن عالمی جنگ جس بنا پر وارد ہونے والی ہے اس کا جیسا کہ میں نے بارہا ذکر کیا ہے سورت طٰہٰ میں بڑی تفصیل سے ذکر موجود ہے اور اس کی آخری وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باقی ادیان پر غالب آنا ہے۔ یا اسلام کا باقی ادیان پر غالب آنا ہے۔ کیونکہ وجہ بہت اعلیٰ درجہ کی ہے اور کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ اس عظیم تباہی اور تکبروں کے ٹوٹے بغیر اسلام کو وہ غلبہ نصیب ہو جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ غلبہ نصیب ہو جائے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ باوجود اس کے کہ مصیبتیں ٹالی جا سکتی ہیں مگر مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ مصیبتیں ٹل جائیں اور کوئی اس کی صورت نظر ہی نہیں آتی کہ ایسا کر سکتے، دنیا جو اتنی دور جا چکی ہے وہ واپس آ جائے، از خود ہی یہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ہو سکنے کے باوجود نہیں ہو سکتا کا مطلب یہ ہے جہاں تک میں سمجھتا ہوں ایسا ہر گز نہیں ہو گا۔"

(ترجمۃ القرآن کلاس 18/نومبر 1998ء)

معزز سامعین! ہمارے موجودہ امام حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی جہاں جماعت کو اس کے روشن مستقبل کی بشارت دی وہاں مخالفین کو ان کے بدانجام سے بھی خبر دار کیا اور دنیا کو واشگاف الفاظ میں متعدد بار خوفناک ہلاکتوں اور تباہیوں سے ڈرایا کہ اگر اس نے توبہ نہ کی تو عالمگیر ایٹمی جنگ کی ہولناک تباہی انکا مقدر بن جائے گی۔ آپ کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ وقت آنے ہی والا ہے۔ آپ کے دو ارشادات مَیں اوپر بیان کر آیا ہوں۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ دنیا کی بڑی طاقتوں

کے ایوانوں میں ان کے روبرو کھڑے ہو کر ان کو اپنی اصلاح کرنے اور دنیا کو تباہی و بربادی سے بچانے کے لیے بار بار متنبہ کرتے رہے اور مسلسل کر رہے ہیں۔ جیسے نویں سالانہ امن کانفرنس کے موقع پر انگلستان کے بہت سے حکومتی وزراء اور سیاسی و سماجی شخصیات کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''آج کے دور میں خدا کی ایک قہری تجلی ایک اور عالمی جنگ کی صورت میں ظاہر ہو سکتی ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ایسی جنگ کے بداثرات اور تباہی صرف ایک روایتی جنگ یا صرف موجودہ نسل تک ہی محدود نہیں رہیں گے۔ درحقیقت اس کے ہولناک نتائج آئندہ کئی نسلوں تک ظاہر ہوتے رہیں گے۔ ایسی جنگ کا المناک نتیجہ تو ان نومولود بچوں کو بھگتنا پڑے گا جو اب یا آئندہ پیدا ہوں گے۔ جو ہتھیار آج موجود ہیں وہ اس قدر تباہ کن ہیں کہ ان کے نتیجہ میں نسلاً بعد نسلٍ بچوں کے جینیاتی یا جسمانی طور پر معذور پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔''

(عالمی بحران اور امن کی راہ، صفحہ 43)

سامعین! کیپیٹل ہل واشنگٹن ڈی سی میں امریکی عمائدین اور سرکردہ لیڈروں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''خلاصہ کلام یہ کہ اگر ہم عالمی امن کے خواہاں ہیں تو ہمیں اعلیٰ مقصد کی خاطر ذاتی اور قومی مفادات کو بالائے طاق رکھنا ہوگا اور اس کی بجائے ایسے باہمی تعلقات قائم کرنا ہوں گے جو مکمل طور پر مبنی بر انصاف ہوں۔ بصورت دیگر آپ میں سے بعض مجھ سے اتفاق کریں گے کہ مختلف ممالک کے گٹھ جوڑ اور بلاکس کی وجہ سے جو مستقبل میں بن سکتے ہیں یا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ بننے شروع ہو گئے ہیں، بعید نہیں کہ فساد بڑھتا ہی جائے اور بالآخر ایک بڑی تباہی پر منتج ہو۔ ایسی جنگ اور تباہی کے اثرات یقینی طور پر کئی نسلوں تک باقی رہیں گے۔ اس لیے ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو دنیا کے طاقتور ترین ملک ہونے کے اعتبار سے اپنا کردار حقیقی انصاف کے ساتھ اور ان نیک عزائم کے ساتھ ادا کرنا چاہیے جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔''

(عالمی بحران اور امن کی راہ، صفحہ 79)

یورپین پارلیمنٹ کے وسیع ہال میں 30/ ممالک کے 350/ نمائندگان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''مظالم کو ختم ہونا چاہیے کیونکہ اگر انہیں پھیلنے دیا گیا تو نفرت کے شعلے لازماً تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے اور پھر یہ نفرت اس حد تک بڑھ جائے گی کہ دنیا حالیہ معاشی بحران سے پیدا ہونے والے مسائل

کو بھی بھول جائے گی اور اس کی جگہ پہلے سے بھی بڑھ کر ہولناک صورتحال کا سامنا ہو گا۔ اس قدر جانیں ضائع ہوں گی کہ ہم اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ پس یوروپین ممالک، جو دوسری جنگ عظیم میں بڑے نقصان دیکھ چکے ہیں، ان کا فرض ہے کہ وہ ماضی کے اپنے تجربہ سے سبق حاصل کریں اور دنیا کو تباہی سے بچائیں... اگر ہم اس مقصد میں کامیاب نہ ہوئے تو دنیا کا کوئی بھی حصہ جنگ کی ہولناکیوں اور تباہ کن اثرات سے محفوظ نہ رہے گا۔"

(عالمی بحران اور امن کی راہ، صفحہ 96تا98)

پھر انگلستان کے پارلیمنٹ ہاؤس لنڈن میں خطاب کرتے ہوئے ممبران پارلیمنٹ، ممبران ہاؤس، لارڈز اور متعدد وزراء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"ہم سبھی پچھلی دو عالمی جنگوں کی ہولناک تباہیوں سے بخوبی آگاہ ہیں۔ بعض ممالک کی پالیسیوں کی وجہ سے ایک اَور عالمی جنگ کے آثار دنیا کے افق پر نمودار ہو رہے ہیں۔ اگر عالمی جنگ چھڑ گئی تو مغربی دنیا بھی اس کے دیر تک رہنے والے تباہ کن نتائج سے متاثر ہو گی۔ آئیں! خود کو اس تباہی سے بچالیں۔ آئیں! اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کو جنگ کے مہلک اور تباہ کن نتائج سے محفوظ کر لیں کیونکہ یہ مہلک جنگ ایٹمی جنگ ہی ہو گی اور دنیا جس طرف جا رہی ہے اس میں یقینی طور پر ایک ایسی جنگ چھڑنے کا خطرہ ہے"

(عالمی بحران اور امن کی راہ، صفحہ 129)

سامعین! آپ نے اپنے خطبات اور خطابات میں مسلسل دنیا کو اپنی اصلاح کرنے کی طرف توجہ دلانے کے علاوہ دنیا کے طاقتور ممالک کے سربراہان کو خطوط لکھ کر بھی ان کو اس طرف خصوصیت سے توجہ دلائی۔ جیسے اسرائیل کے صدر صاحب کو تحریر فرماتے ہیں: "عالمی جنگ چھڑنے کا خطرہ نہایت سنجیدگی سے سامنے آرہا ہے جس سے مسلمانوں، عیسائیوں اور یہود سب کی جانوں کو خطرہ ہے۔ خدانخواستہ اگر ایسی جنگ چھڑ گئی تو یہ انسانی تباہی کا ایک جاری سلسلہ ہو گا جس کا شکار آنے والی نسلیں ہوں گی جو اپاہج یا معذور پیدا ہوں گی اس کی وجہ یہ ہے کہ اگلی جنگ میں ایٹمی ہتھیار استعمال ہوں گے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ دنیا کو جنگ کے دھانہ پر پہنچانے کی بجائے اپنی انتہائی ممکن کوشش کریں کہ انسانیت عالمی تباہی سے محفوظ رہے۔ باہمی تنازعات کو طاقت کے استعمال سے حل کرنے کی بجائے گفت وشنید اور مذاکرات کا راستہ

اپنائیں تا کہ ہم اپنی آئندہ نسلوں کو تاب ناک مستقبل مہیا کر سکیں نہ یہ کہ ہم انہیں معذوریوں کا تحفہ دینے والے ہوں۔"

(عالمی بحران اور امن کی راہ، صفحہ 160)

وزیر اعظم کینیڈا کو مخاطب کر کے لکھا:

"میں آپ سے پرزور استدعا کرتا ہوں کہ اپنی تمام تر کوششیں صرف کر کے دنیا کی چھوٹی بڑی طاقتوں کو تیسری عالمی جنگ میں کودنے سے بچائیں"

(عالمی بحران اور امن کی راہ، صفحہ 184)

برطانیہ کے وزیر اعظم کو لکھا:

"میری درخواست ہے کہ ہم ہر جہت اور ہر ایک پہلو سے اپنی تمام تر سعی بروئے کار لا کر دنیا سے نفرت کو مٹا دیں۔ اگر ہم اس کوشش میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو یہ کامیابی ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کے روشن مستقبل کی ضمانت ہو گی اور ناکامی کی صورت میں ہماری آئندہ نسلیں ہمارے اعمال کی پاداش میں ایٹمی جنگ کی وجہ سے ہر جگہ تباہ کن نتائج کا سامنا کریں گی"

(عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ 209)

روس اور یوکرائن کی جنگ کے موقع پر آپ نے 24/ فروری 2022ء کو پریس ریلیز جاری کرتے ہوئے فرمایا:

"گزشتہ کئی سال سے مَیں دنیا کی بڑی طاقتوں کو متنبہ کرتا چلا آیا ہوں کہ انہیں تاریخ سے، بالخصوص بیسویں صدی میں ہونے والی دو تباہ کن عالمی جنگوں سے، سبق حاصل کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں مَیں نے مختلف اقوام کے سربراہوں کو خطوط لکھ کر پرزور توجہ دلائی کہ وہ اپنے قومی اور ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر معاشرے کی ہر سطح پر حقیقی انصاف کو قائم کرتے ہوئے دنیا کے امن و سلامتی کو ترجیح دیں۔ یہ امر نہایت افسوسناک ہے کہ یوکرائن میں جنگ چھڑ گئی ہے اور حالات انتہائی سنگین صورتِ حال اختیار کر چکے ہیں۔ نیز یہ بھی عین ممکن ہے کہ روسی حکومت کے آئندہ اقدامات اور اس پر نیٹو (NATO) اور بڑی طاقتوں کے ردّ عمل کے باعث یہ جنگ مزید وسعت اختیار کر جائے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے

نتائج انتہائی خوفناک اور تباہ کن ہوں گے۔ لہٰذا یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ مزید جنگ اور خون ریزی سے بچنے کی ہر ممکنہ کوشش کی جائے۔ اب بھی وقت ہے کہ دنیا تباہی کے دہانے سے پیچھے ہٹ جائے۔ مَیں روس، نیٹو (NATO) اور تمام بڑی طاقتوں کو پُرزور تلقین کرتا ہوں کہ وہ اپنی تمام تر کوششیں انسانیت کی بقا کی خاطر تنازعات کو ختم کرنے میں صَرف کریں اور سفارتی ذرائع سے پُرامن حل تلاش کریں۔"

(مطبوعہ الفضل یکم مارچ 2022ء صفحہ 1-2)

سامعین کے سامنے اب مَیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا یوکے میں ہونے والے حالیہ پیس سمپوزیم میں دنیا میں امن کے قیام کے حوالے سے ایک تاریخی ارشاد پیش کرتا ہوں۔ فرمایا:

"حقیقت تو یہ ہے کہ وہ ادارے جن کا مقصد ہی دنیا میں امن قائم رکھنا تھا وقت کے ساتھ ساتھ وہ بھی عالمی طاقتوں کی اجارہ داری کے زیرِ اثر آ چکے ہیں۔ مثلاً اقوامِ متحدہ انتہائی کمزور اور تقریباً غیر فعال ہے۔ وہ عالمی طاقتیں جو ویٹو پاور رکھتی ہیں ہمیشہ غیر منصفانہ طور پر اس کا استعمال کرتی ہیں، گویا ان کے ہاتھ میں یہ ٹرُپ کا پتّا ہے جسے جب چاہا جہاں چاہا استعمال کر لیا۔ اگر ویٹو پاور کا یونہی غیر منصفانہ استعمال ہوتا رہا تو پھر امنِ عالم کا تصور ایک دیوانے کے خواب سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ کتنی ہی قومیں اور کتنے ہی ممالک عالمی طاقتوں کی اس رعونت اور بے رحمی کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں......... دنیا میں جو تنازعات رونما ہو رہے ہیں ان میں سے سب سے زیادہ خطرناک اسرائیل اور حماس کی جنگ ہے۔ اسی طرح روس اور یوکرائن میں جنگ جاری ہے۔ بعض لوگ اسرائیل اور فلسطین کے تنازعہ کو مذہبی جنگ تصور کرتے ہیں۔ اس کے برعکس یہ جیو پولیٹیکل اور علاقائی تنازعہ ہے۔ یوکرائن کی جنگ تو واضح طور پر جیو پولیٹیکل جنگ ہے جو علاقائی وجوہات کی بنا پر لڑی جا رہی ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ صرف ایک راستہ سے ان جنگوں کو روکا جا سکتا ہے۔ وہ اس طرح کہ انصاف کو پھیلانے کی یقین دہانی کرائی جائے اور جو بھی تصفیہ ہو وہ مساوات کو سامنے رکھ کر کیا جائے۔ بصورت دیگر اقوام متحدہ یا عالمی قوانین کا کوئی فائدہ نہیں اور پھر ایک ہی دستور اور قاعدہ ہوگا کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ جہاں تک یوکرائن جنگ کا تعلق ہے، روس کے پاس اقوام متحدہ کی سیکیورٹی کونسل میں ویٹو پاور ہے اسی طرح یوکرین کے حامی بھی ویٹو پاور رکھتے ہیں۔ اگر فریقین ویٹو استعمال کریں تو تصفیہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جب سے حالیہ جنگ شروع ہوئی ہے اسرائیل کے حق میں ویٹو پاور کو استعمال کیا گیا ہے۔

اقوام متحدہ کی سیکیورٹی کونسل کے 15 میں سے 13 ممبران نے فوری طور پر غزہ میں جنگ بندی کے حق میں ووٹ دیا تھا۔ لیکن امریکہ نے اپنی ویٹو کی پاور استعمال کی اور ریزولیوشن ناکام ہو گیا۔ وہاں امن کیسے قائم ہو سکتا ہے جہاں اکثریت کی رائے کو اس قدر آسانی سے رد کیا جا سکتا ہے۔ یہ انصاف نہیں ہے یہ جمہوریت اور مساوات کو مسترد کرنا ہے..... میں دعا کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ دنیا کو جلد از جلد عقل آجائے تاکہ اس ظلم و زیادتی اور ان جنگوں کو ختم کیا جائے۔ اس وقت اسرائیل اور فلسطین کے مابین اور روس اور یوکرائن کے درمیان مکمل جنگ بندی کی ضرورت ہے ورنہ ان جنگوں کے نتیجے میں سب کو نقصان پہنچے گا۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آنے والی نسلوں کو ان جنگوں کے بد اثرات سے بچایا جائے اور آنے والی نسلوں میں معذور بچے نہ پیدا ہوں تو پھر چاہیے کہ پالیسی بنانے والے تمام لوگ اور ادارے اپنے ذاتی مفادات کی بجائے سنجیدگی اور عدل و انصاف کے ساتھ فیصلے کریں۔ اپنے ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر انسانیت کی بقا کی خاطر کوشش کریں اور آنے والی نسلوں کے لیے ایسی دنیا چھوڑیں جو امن و سلامتی کی دنیا ہو۔ ہم سب کو اپنی تمام تر توانائیاں اور کوششیں اسی بات میں صَرف کرنی چاہئیں۔"

(پیس سمپوزیم 2024ء یوکے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب)

معزز سامعین! تقریر کے آخر پر یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ ہمارے دو خلفاء حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ (خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 774-775) اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ (ترجمۃ القرآن کلاس نمبر 74) نے اِس جنگ کا آغاز روس سے ہوتے بتایا ہے۔ جبکہ بعض پیشگوئیوں کے مطابق شام اور مشرقِ وسطی سے آغاز ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کی دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

"آج کل تو دنیا کے جو حالات ہیں، جنگوں میں بھی ایسے ہتھیار استعمال ہوتے ہیں جو آگ پھینکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس آگ سے بھی بچائے اور دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی حسنات عطا فرمائے۔"

(خطبہ جمعہ 5 اپریل 2024ء)

حضرات! آج کل کے حالات کے تناظر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ احبابِ جماعت کو اپنی اصلاح کرنے اور دنیا کو ہولناک تباہی سے بچانے کے لئے دعاؤں کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"آج کل جو دنیا کے حالات ہیں ان سے ظاہر ہو رہا ہے کہ بہت خوفناک تباہی کے بادل ہمارے اوپر منڈلا رہے ہیں.... ان حالات میں احمدیوں کا ہی کام ہے کہ دعا سے کام لیں۔ اپنی عبادتوں کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کریں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نیک لوگوں کی خاطر، اپنے خالص بندوں کی خاطر اللہ تعالیٰ دوسروں کو بھی بچالیتا ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کے کلام سے قرآن کریم سے ہمیں پتہ چلتا ہے۔ پس اس زعم میں کسی کو نہیں رہنا چاہیے کہ یہاں آکر ہم محفوظ ہو گئے ہیں، ہمارے بچوں کے مستقبل محفوظ ہو گئے ہیں۔ نہیں! بلکہ بہت خطرناک دَور سے ہم گزر رہے ہیں۔ اگر ایسے حالات میں کوئی بچا سکتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ پس خود بھی اس کے آگے جھکیں، اپنی نسلوں کو بھی اس کے آگے جھکنے والا بنائیں تاکہ اپنے آپ کو بھی محفوظ کر سکیں اور اپنی نسلوں کو بھی محفوظ کر سکیں۔ اس دنیا نے ہمیں نہیں بچانا نہ ہمارا اور ہماری نسلوں کا مستقبل محفوظ کرنا ہے بلکہ ہم اگر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے کلمہ کا حق ادا کرنے والے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری عاجزانہ دعاؤں اور نیک اعمال کی وجہ سے دنیا کو بچالے گا۔ پس آج کل کے حالات میں اس حوالے سے بھی بہت دعائیں کریں۔ اس سے پہلے کہ دنیا کے حالات انتہا سے زیادہ بگڑ جائیں۔"

(خطبہ جمعہ 14 اکتوبر 2022ء)

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

(کمپوزڈ بائی۔ عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴾33﴿ ﴾مشاہدات۔400﴿

خلفائے احمدیت کی امتِ مسلمہ سے محبت اور تڑپ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ وَاَنَّہٗٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ (الانفال:25)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہا کرو جب وہ تمہیں بلائے تاکہ وہ تمہیں زندہ کرے اور جان لو کہ اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے اور یہ بھی (جان لو) کہ تم اسی کی طرف اکھٹے کئے جاؤ گے۔

وہ جس پہ رات ستارے لئے اترتی ہے
وہ ایک شخص دعا ہی دعا ہمارے لئے

سامعین! آج میری تقریر کا موضوع ہے۔ ”خلفائے احمدیت کی امتِ مسلمہ سے محبت اور تڑپ“

خدا تعالیٰ اپنے فرستادوں کے دلوں میں جہاں اپنی محبت جاں گزیں کرتا ہے وہاں اپنی مخلوق کی محبت بھی اُن کے دلوں نہ صرف ڈالتا ہے بلکہ اُس کے قرینے بھی سکھلاتا ہے۔ اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اِسے ”اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰہِ“ کہہ کر اپنی عیال یعنی خاندان قرار دیا ہے۔ مخلوق کو کئی لحاظ سے تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ سب سے پہلے تو مخلوقِ خدا میں اُس فرستادہ کے اپنے ماننے والے آتے ہیں۔ دوسرے نمبر پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق رکھنے والے اور آپؐ پر ایمان لانے والوں کا نمبر آتا ہے۔ تیسرے نمبر پر عام مخلوق اور چوتھے نمبر پر چرند پرند اور جانور آجاتے ہیں۔ آج کی میری گزارشات کا تعلق دوسرے نمبر کی مخلوق سے ہے یعنی آقا و مولیٰ حضرت محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے۔ یہ گو ہمارے ساتھ نہیں اور بعض مقامات پر اِن میں سے بعضوں کی طرف سے سخت مخالفت کا سامنا رہتا ہے لیکن

کاآخر کند دعویٰ حب پیغمبری کے پیش نظر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سانجے ہیں اِس لئے آپؐ کی امت سے پیار اور محبت لازم ہے اور ہمارے خلفاء نے اسی محبت کے پیش نظر خود بھی دعائیں کیں اور احبابِ جماعت کو بھی دعاؤں کی طرف بلاتے رہے۔ آپ خلفاء نے جو امت محمدیہ کے فلاح و بہبود اور ترقیات کے لئے جو سعی فرمائی اُس کے ایک تصویر آج مَیں اپنی تقریر میں بیان کروں گا۔ سب سے پہلے حضرت خلیفۃُ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے متعلق عرض کرتا ہوں۔

لکھاہے کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے 5 جون 1913ء کو دو رکعت نماز پڑھی اور اُمّتِ مسلمہ کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے یوں دعا کی:

”الٰہی! اسلام پر بڑا تبر چل رہاہے۔ مسلمان اول تو سست ہیں۔ پھر دین سے بے خبر ہیں اسلام و قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے خبر ہیں۔ تُو اِن میں ایسا آدمی پیدا کر جس میں قوتِ جاذبہ ہو وہ کاہل وسست نہ ہو۔ ہمت بلند رکھتا ہو باوجود ان باتوں کے وہ کمال استقلال رکھتا ہو۔“

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 444)

ایک روز آپؓ نے ہندو مسلم کشمکش کے متعلق دُور اندیش تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:

”مَیں نے اِس پر بہت غور کیا ہے اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ مسلمانوں میں بھی قومیت کی روح پیدا ہو جائے گی... مَیں اس کو مسلمانوں کے لیے مفید سمجھتا ہوں۔“

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 335)

پھر 25 دسمبر 1912ء کو جلسہ سالانہ پر جماعت کو وحدت و یگانگت کی تلقین کرتے ہوئے حضورؓ نے بڑے درد کے ساتھ فرمایا:

”ملکوں پر ملک تمہارے قبضے سے نکلتے چلے جاتے ہیں۔ سمرقند، بخارا، دہلی، لکھنؤ، مصر، مسقط، زنجبار، مراکش، تیونس، طرابلس، ایران وغیرہ بارہ سلطنتیں مسلمانوں کی میرے دیکھتے دیکھتے تباہ ہوئیں اور اب قسطنطنیہ پر بھی دانت ہے یہ کیوں ہوا؟ قرآن میں اس کا سبب لکھا ہے۔ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ باہم جھگڑے چھوڑ دو تم سست ہو جاؤ گے۔ تمہاری ہوا بگڑ جائے گی۔“

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 431)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے رخصت حاصل کرنے کا میموریل مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کی غفلت کے باعث درمیان میں ہی رہ گیا تھا۔ تو حضور خلیفہ اوّلؓ نے 1911ء میں شہنشاہ جارج پنجم کی تاج پوشی کی خوشی کی تقریب پر وائسرائے ہند کی خدمت میں نمازِ جمعہ کی ادائیگی سے متعلق یہ میموریل دوبارہ بھیجنے کی تجویز دی۔ حضورؓ کے اس تجویز کا تمام مسلمانوں نے خیر مقدم کیا اور مسلم پریس اور انجمنوں نے اپنی اپنی قراردادوں کے ذریعے اس تجویز کے حق میں آواز بلند کی۔ اتفاقِ رائے سے یہ میموریل دربارِ تاج پوشی کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے پیش کیا گیا۔ مختصر یہ کہ اس تحریک کے نتیجے میں تدریجاً اکثر صوبوں میں ملازمین کو نمازِ جمعہ کے لیے جانے کی اجازت مل گئی۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 379-381)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی امتِ مسلمہ کے لئے تڑپ

مکرم سامعین! خلافتِ اولیٰ کے دوران سن 1912ء میں آپ مصر اور عرب کے تاریخی سفر پر تھے۔ اِس دوران آپؓ نے احبابِ جماعت اور اہالیانِ قادیان کے نام ایک مختصر پیغام بذریعہ تار بھجوایا جو ایک دعا کی تحریک پر مشتمل تھا۔ لکھا:

”مَیں جہاز پر جدہ سے سوار ہوتا ہوں مگر جلسے پر نہیں پہنچ سکوں گا۔ ہاں یہ پیغام دیتا ہوں کہ کشتی ڈوبنے کے وقت جو حالت ہوتی ہے وہ اس وقت مسلمانوں کی ہے۔ سب دعاؤں میں لگ جائیں۔“

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 422)

خلافتِ احمدیہ کے منصب پر سرفراز ہونے کے بعد حضورؓ کے باون سالہ دورِ خلافت میں امّتِ مسلمہ کے لیے یہی درد اور جوش بار بار منعکس ہوتا نظر آتا ہے۔ 1938ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ حیدرآباد دکن نے مسلمانانِ حیدرآباد دکن کے نام ایک اہم پیغام میں مسلمانوں کی حالتِ زار کا درد بھرا نقشہ کھینچنے کے بعد مسلمانوں کو یک جہتی اور یگانگت کرنے پر یوں زور دیا۔

فرمایا:

"مَیں دیکھتا ہوں کہ مسلمان ایسے حالات میں سے گذر رہے ہیں جن میں جانور بھی اکٹھے ہو جاتے ہیں اور لڑائی جھگڑے چھوڑ دیتے ہیں... موجودہ خطرات اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ مسلمان باہمی اختلاف کو ایسا رنگ دیں جس سے اسلام کے غلبے اور اس کی ترقّی میں روک پیدا ہو۔"

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 517-518)

سامعین! 1935ء میں جب آلِ سعود کے ایک غیر ملکی کمپنی سے پٹرولیم کے معاہدہ کرنے پر ہندوستان میں بہت شور ہوا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو اس اشتعال انگیزی پر سخت صدمہ پہنچا۔ آپؓ نے خطبہ جمعہ 30 اگست 1935ء میں عرب کے معاملات سے اپنی دلچسپی کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ

"عرب پر ترک حکومت اور پھر شریفِ مکّہ کی حکومت کا ہم نے صرف اس لیے ساتھ دیا تاکہ عرب میں نِت نئے فسادات کا رُونما ہونا بند ہو جائے۔"

نیز فرمایا کہ

"مَیں نے وہ معاہدہ پڑھا ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اُس میں بعض غلطیاں ہو گئی ہیں۔ مگر یہ سمجھنے کے باوجود ہم نے اس پر شور مچانا مناسب نہیں سمجھا۔ کیونکہ ہم نے خیال کیا کہ اب سلطان کو بدنام کرنے سے کیا فائدہ۔ اس سے سلطان ابن سعود کی طاقت کمزور ہو گی اور جب ان کی طاقت کمزور ہو گی تو عرب کی طاقت بھی کمزور ہو جائے گی۔ اب ہمارا کام یہ ہے کہ دعاؤں کے ذریعے سے سلطان کی مدد کریں اور اسلامی رائے کو ایسا منظم کریں کہ کوئی طاقت سلطان کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کی جرأت نہ کر سکے۔"

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 231-233)

قوتوں کو عالمِ اسلام کے مقدس ترین مقامات کی جانب پیش قدمی پر شہ مل رہی تھی۔ تو آپؓ نے اس موقع پر 25 مئی 1941ء کو لاہور ریڈیو سٹیشن سے "عراق کے حالات پر تبصرہ" کے عنوان سے ایک زبردست تقریر فرمائی اور آپؓ نے بغداد، بصرہ، اور موصل کی تاریخی اہمیت اور مسلمانوں کے اجتماعی شعور میں اِن مقامات اور ان سے منسوب شخصیات کا ذکر کرنے کے بعد مسلم دنیا کو خبردار کیا کہ اگر انہوں نے فوری طور پر اس جنگ کو اِن مقامات سے دُور دھکیلنے کے لیے اقدامات نہ کیے تو یہ جنگ سرعت کے ساتھ عرب

کے صحرا میں پھیل جائے گی۔ حضورؓ نے بڑے درد کے ساتھ فرمایا: ”اِس فتنے کے نتیجے میں ترکی گر گیا ہے، ایران کے دروازے پر جنگ آگئی ہے، شام جنگ کا راستہ بن گیا ہے، عراق جنگ کی آماج گاہ ہو گیا ہے، افغانستان جنگ کے دروازے پر کھڑا ہے اور سب سے بڑا خطرہ یہ پیدا ہو گیا ہے کہ وہ مقامات جو ہمیں ہمارے وطنوں، ہماری جانوں اور ہماری عزّتوں سے بھی زیادہ عزیز تر ہیں جنگ اُن کی عین سرحد تک آگئی ہے۔“

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 227-231)

حضرت مصلح موعودؓ نے فلسطین کے مسئلے پر ہمیشہ مسلمانوں کی رہ نمائی فرمائی۔ تقاریر کیں، مضامین تحریر فرمائے، عالمی لیڈروں سے روابط قائم کیے۔ جب موقع پرست مسلمان لیڈروں کی بے ضمیری کے سبب اسرائیل کے قیام کی صورت میں عالَمِ اسلام کو شدید نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔ تو حضورؓ نے فرمایا:

”اس مسئلے کا ایک نازک اور اہم پہلو یہ ہے کہ ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں دشمنِ اسلام کو بسا دیا گیا ہے۔ مَیں نے تو ابتدا میں ہی اس خدشے کا اظہار کیا تھا لیکن اب تو یہودی علانیہ اپنی کتابوں میں مدینہ منوّرہ اور مکّہ معظّمہ پر قابض ہونے کے ناپاک عزائم کا اظہار کرنے لگے ہیں۔“

(تاریخ احمدیت جلد 13 صفحہ 400)

سامعین! سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کو ہمیشہ مسلمان ممالک کے درمیان اتحاد اور یک جہتی کی فکر دامن گیر رہتی تھی۔ اس مقصد کے لیے آپؓ مسلم ممالک سے ہر ممکن رابطے کی کوشش کرتے۔ مختلف مواقع پر جماعتِ احمدیہ کی طرف سے مسلم سربراہان کو خطوط لکھے جن میں ابنِ سعود، اردن کے شاہ عبداللہ، شاہِ ایران وغیرہ شامل ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ ہمیشہ سے اتحادِ امّت کے داعی اور خواہش مند تھے۔ عالَمِ اسلام کو ایک سٹیج پر جمع کرنے کے لیے آپؓ متعدد مواقع پر اپنے خطابات اور ذرائع ابلاغ کے نمائندوں سے گفتگو میں زور دیتے چلے آ رہے تھے۔ فروری 1949ء میں جب ممالکِ اسلامیہ کی عالمی تنظیم مؤتمر عالَمِ اسلامی کی بنیاد رکھی گئی تو حضورؓ نے اس کا بھرپور خیر مقدم کیا۔ آپؓ کی خاص ہدایت کے تابع احمدیہ وفد حضرت سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ کی سربراہی میں مؤتمر کے دوسرے اجلاس میں شریک بھی ہوا۔ (کراچی تاریخ احمدیت حصّہ اوّل صفحہ 188-189)

نیز حضورؓ نے 1955ء میں دورۂ یورپ سے واپسی پر کراچی ایک تقریب میں ایک پُر سوز تقریر فرمائی جس میں امّتِ مسلمہ کو بدلے ہوئے حالات کے تقاضوں کو سمجھنے پر زور دیا۔ آپؓ نے مسلمانوں کو فرقہ بندیوں اور معمولی اختلافات کو پسِ پشت ڈال کر ایک ہو جانے کی تلقین فرمائی۔ حضورؓ کے اس لیکچر کو سننے کے لیے مختلف سفارت کار اور اعلیٰ حکومتی شخصیات موجود تھیں۔

اِسی طرح پاکستان کی تعمیر و ترقی اور استحکام کے لئے آپؓ کی کوششیں قابلِ ستائش ہیں وہاں ایک الگ مملکتِ خداداد کے لئے آپؓ کے جذبات دیدنی تھے۔

حضرت خلیفۃُ المسیح الثالثؒ کی امتِ مسلمہ سے محبت

سامعین! عرب اسرائیل کی جنگ 1967ء پر سیّدنا آپؒ نے مشرقِ وسطیٰ کے مسلمانوں کے لیے دعا کی خصوصی تحریک فرمائی۔ حضورؒ نے فرمایا:

"اس وقت مشرقِ وسطیٰ کے مسلمان خود حفاظتی میں لڑائی لڑنے پر مجبور ہیں۔ اگرچہ یہ خالص دینی جنگ تو نہیں۔ مگر خود حفاظتی کی جنگ بھی اسلام میں جہاد ہی ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہم بہت دعا کریں اور بہت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد فرمائے۔ مجھے تو اِس فکر میں رات کو نیند بھی ٹھیک طرح نہیں آئی۔ اور قریباً ساری رات ہی دعا میں گذری۔"

(تاریخ احمدیت جلد 24 صفحہ 57)

اگست 1969ء میں یہودیوں کی طرف سے جب مسجد اقصیٰ کو نذرِ آتش کرنے کی مذموم سازش کی خبر پر حضورؒ نے 29 اگست 1969ء کو اس سانحہ پر گہرے دکھ کا اظہار فرمایا اور امّتِ مسلمہ کو اتحاد کی دعوت دی۔ حکومتِ پاکستان کو جماعتِ احمدیہ کی طرف سے ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کرانے کے ساتھ عملی اقدام اٹھانے پر زور دیا۔ اسی روز جماعتِ احمدیہ کراچی کی مختلف شاخوں نے اپنے خصوصی اجلاس منعقد کیے اور اس ناپاک سازش کے خلاف مذمتی قراردادیں منظور کیں۔ احمدیہ مشن انگلستان نے بذریعہ تار لندن میں متعین اسرائیلی سفیر کو اپنا احتجاج ریکارڈ کرایا۔ مرکزِ احمدیت ربوہ میں بھی اس گھناؤنے جرم کے خلاف ایک غیر معمولی اجلاس میں خصوصی قرارداد منظور کی گئی۔

(تاریخ احمدیت جلد 25 صفحہ 111-113)

اِس سلسلہ میں اسلامی ممالک کے سربراہان کی ایک اہم کانفرنس مراکش کے دارالحکومت رباط میں منعقد ہونے والی ایک کانفرس حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے احبابِ جماعت کو خاص طور پر دعا کی تحریک فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مسلمان سربراہوں کی صحیح رہ نمائی فرمائے اور انہیں متحد ہو کر معاملے کے حل کی توفیق بخشے۔

(تاریخ احمدیت جلد 25 صفحہ 124-125)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے سفر یورپ 1967ء سے واپسی پر 22 اگست کو کراچی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے دنیا بھر میں آباد مسلمانوں کو متحد ہو کر غلبۂ اسلام کی مہم میں حصّہ لینے کے لیے اتحاد بین المسلمین کی تحریک فرمائی اور سقوطِ ڈھاکہ پر آپؒ کے بصیرت افروز پیغام اسلام کی شوکت اور مسلمان بھائیوں کی امداد کے لیے ہر قربانی دینے کے عزم کا اعادہ ملتا ہے۔ فرمایا کہ

”ہمارے دل اس لیے دکھیا نہیں کہ ایک محاذ کے اوپر ہمیں کچھ پریشانی اٹھانی پڑی ہے۔ ہمارے دل اس لیے دکھیا ہیں اور اس وقت بڑا ہی دکھ محسوس کر رہے ہیں کہ مشرقی پاکستان میں رہنے والے قریباً 6 کروڑ مسلمانوں کو مصیبت پڑ گئی ہے۔ اس لیے ہمارا دل دکھتا ہے اور اگر ہمارا دل واقعی میں دکھتا ہے تو ہمیں ان کی خاطر اَور بھی زیادہ قربانی دینی چاہیئے۔“

)تاریخ احمدیت جلد 27 صفحہ 94)

حضرت خلیفۃُ المسیح الرابعؒ کی امتِ مسلمہ سے محبت

سامعین! جماعت کے ہر خلیفہ کے دل میں امتِ مسلمہ سے محبت کوٹ کوٹ پر بھری ہوئی ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے منصبِ خلافت سنبھالتے ہی سب سے پہلی تحریک فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کے لیے دعا کی فرمائی۔ اس کے علاوہ عالَمِ اسلام کے اتحاد اور ترقی کے لیے بے شمار مواقع پر حضورؒ نے احبابِ جماعت کو نہایت درد کے ساتھ متوجہ فرمایا جیسا کہ خطبہ جمعہ 18 جون 1982ء کو حضورؒ نے جماعت کو خصوصی دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

”ظالم انسانوں کی دسترس سے اللہ تعالیٰ عالَمِ اسلام کو محفوظ رکھے اور رحمت کی نظر فرمائے حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے صدقے، آپؐ کی طرف منسوب ہونے کے صدقے۔ اس

امت کی غفلتوں سے درگذر فرمائے اور ایسے رحمت کے نشان دکھائے کہ دنیا جان لے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام میں بھی بہت بڑی عظمت ہے اور بہت درد سے ان دعاؤں کی ضرورت ہے۔“

(خطباتِ طاہر جلد اوّل صفحہ 20)

22 مئی 1987ء کو رمضان المبارک کا آخری جمعہ کے خطبے میں آپؒ نے عالمِ اسلام کو درپیش مسائل کا بڑے درد کے ساتھ تذکرہ فرمایا۔ کہ اس خصوصی جمعہ کے دن زیادہ تر توجہ ایسی دعاؤں کی طرف دینی چاہیے جن کا سارے عالَمِ اسلام سے تعلق ہے۔ پھر عالَمِ اسلام کے متعلق فرمایا:

”جب میں عالَمِ اسلام کہتا ہوں تو مراد صرف جماعتِ احمدیہ نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ جو بھی کسی رنگ میں بھی اسلام کی طرف منسوب ہو رہا ہے، جو بھی دعویٰ کرتا ہے کہ اس کا توحیدِ باری تعالیٰ سے تعلق ہے اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعاوی پر ایمان لاتا ہے ہر وہ شخص ایک وسیع تر تعریف کی رُو سے عالَمِ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اور جب مَیں کہتا ہوں کہ عالَمِ اسلام کے دکھ تو سارے عالَمِ اسلام کے دکھ مراد ہیں ہر اُس شخص کے دکھ مراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والا ہے۔“ (خطباتِ طاہر جلد 6 صفحہ 346-347)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بڑی فکر سے بوسینیا کے بے یارومددگار مظلوم مسلمانوں کا ساتھ دینے، اِن کی مدد کرنے، ان سے محبت کرنے، حتیٰ کہ اِن سے موٴاخات قائم کرنے کے حوالے سے خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مئی 1994ء میں یورپ کے احمدیوں بالخصوص جماعت جرمنی پر بوسنین مسلمانوں کی مدد کو فرض قرار دیا۔

فرمایا:

”یہ محض للہ ستائے گئے ہیں ان کا اور کوئی قصور نہیں تھا سوائے اس کے کہ یہ اسلام سے وابستہ تھے... اگرچہ ان کو خود اسلام کا عِلم نہیں تھا مگر مارے اسلام کے نام پر گئے ہیں۔ کاٹے اسی لیے گئے ہیں کہ انہوں نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو تھاما ہوا تھا اور کسی قیمت پر اس سے علیحدہ ہونے پر آمادہ نہیں تھے۔ پس یہ انصار ہیں جن کے ساتھ آپ کو سب سے زیادہ محبت کا سُلوک کرنا چاہئے۔“

(خطباتِ طاہر جلد 13 صفحہ 405)

حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی امتِ مسلمہ سے محبت اور تڑپ

سامعین! ہمارے موجودہ امامِ ہمام حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی اپنے پورے دَورِ خلافت میں یہ خواہش رہی ہے کہ دنیا میں پھیلے تمام مسلمان متحد ہو کر ایک طاقت بن کر ابھریں اِس کے لئے آپ نے سعی بلیغ فرمائی۔ مسلمان سربراہوں کو بھی پیغامات بھجوائے، خطوط لکھے اور خطبات و خطابات میں توجہ دلائی جیسا کہ خطبہ جمعہ فرمودہ 17 فروری 2012ء میں حضورِ انور نے تمام دنیا میں پھیلے مسلمانوں کو یہ پیغام دیا کہ اُن کی ساری طاقت اتحاد میں پنہاں ہے۔ فرمایا:

”پاکستان ہو یا سعودی عرب ہو یا مصر ہو یا شام ہو یا ایران ہو یا انڈونیشیا ہو یا ملائیشیا ہو یا سوڈان ہو یا کوئی بھی اسلامی ملک ہو، ان لوگوں کو یہ بتانا ہو گا کہ تمہاری علیحدہ علیحدہ رہ کر کوئی ساکھ نہیں بن سکتی۔ تمہاری ساکھ اُسی وقت بن سکتی ہے اور تمہاری بقا اسی میں ہے، ان ممالک کا رعب تبھی ہے جب وہ ایک ہو کر اسلام کی عظمت کے بارے میں سوچیں گے .... پس یہ دَور جو فساد میں بڑھتے چلے جانے کا دَور ہے، جس میں بڑی طاقتوں کی نظریں بھی اسلامی ممالک کے وسائل پر لگی ہوئی ہیں۔ اس میں بہت زیادہ کوشش کرکے ہم احمدیوں کو، ہر اسلامی ملک کو بھی اور مسلم امّہ کو بھی ہوس پرستوں کی ہوس سے بچانے کے لیے اپنے دائرے میں رہتے ہوئے اقدام کرنے چاہئیں۔“

پھر امّتِ مسلمہ میں افتراق و انتشار اور مسلمان ممالک کو گروہ بندی اور فرقہ سازی کے ناسُور سے چھٹکارا پانے کی نصیحت کرتے ہوئے حضورِ انور نے بڑے درد کے ساتھ فرمایا:

”امّتِ مسلمہ کی اب عجیب قابلِ رحم حالت ہے۔ یہی مذہبی اختلافات یا کسی بھی قسم کے اختلافات ہیں جو مسلمانوں یا مسلمان حکومتوں میں بھی ایک دوسرے میں خلیج پیدا کرتے چلے جارہے ہیں... یہی وجہ ہے کہ اسلام مخالف قوتوں کو اپنی من مانی کرنے کی کھلی چھٹی مل گئی۔ فلسطینیوں پر اسرائیل کا حملہ مسلمانوں کے اس اختلاف اور ایک نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ کوئی اسلامی ملک نہیں ہے جہاں مذہبی اختلاف یا سیاسی اختلاف کی بنا پر تمام اخلاقی قدروں کو پامال نہ کیا جارہا ہو۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23 نومبر 2012ء)

سامعین! اسلامی ممالک کی حالتِ زار اور امّتِ مسلمہ کی مخدوش حالت کی اصلاح کے لیے دعا کی بکثرت تحریکات فرماتے رہتے رہے اور آج کل بھی مسلسل اپنے خطبات میں دعاؤں کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔

ایک موقع پر حضورِ انور نے فرمایا:

”کاش کہ مسلم امّہ کو بھی یہ سمجھ آجائے اور ان کے آپس کے جھگڑے اور فساد اور حکومتوں کے لیے کھینچا تانیاں ختم ہو جائیں۔ ان کے لیے بھی ہمیں رمضان میں دعا کرنی چاہیئے کیونکہ ان کی وجہ سے غیر مسلموں کو اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بدنام کرنے کا موقع مل رہا ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4/جولائی 2014ء)

پھر حضورِ انور نے دنیا بھر کے احمدیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”مسلم امّہ کا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنا احمدیت کی فتح سے ہی وابستہ ہے۔ ظلم و تعدی کا خاتمہ اسی سے وابستہ ہے۔ پس چاہے فلسطینیوں کو ظلم سے آزاد کروانا ہے یا مسلمانوں کو ان کے اپنے ظالم حکمرانوں سے آزاد کروانا ہے اس کی ضمانت صرف احمدیوں کی دعائیں ہی بن سکتی ہیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8/اگست 2014ء)

ایک اور موقع پر حضورِ انور نے سورۃ الانفال آیت 47 میں فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ کے ذیل میں فرمایا کہ

”کاش کہ یہ باتیں ہمارے لیڈروں اور علماء کہلانے والوں کو بھی اور عوام الناس کو بھی سمجھ آجائیں۔ مسلمان امّہ کی تکلیف ہمیں بھی تکلیف میں ڈالتی ہے۔ اس لیے کہ یہ ہمارے پیارے آقا کی طرف منسوب ہونے والے ہیں۔ ہمیں تو زمانے کے امام نے اپنے آقا اور مطاع کی طرف منسوب ہونے والوں سے ہمدردی اور پیار کرنے کے گُر سکھائے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19/دسمبر 2014ء)

عالمی طاقتوں کی سازشوں کا شکار مسلم امّہ کے مسائل کے حل کے لیے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہر پلیٹ فارم پر آواز بلند کی۔ 2013ء میں نیوزی لینڈ کی نیشنل پارلیمنٹ کے دورے کے دوران حضورِ انور نے ایران اور اسرائیل کے سفارت کاروں سے بھی ملاقات کی۔ اس موقع پر اپنے خطاب میں شام میں جاری

پراکسی وار اور اس کے نتیجے میں ممکنہ عالمی تباہی کا خاص طور پر ذکر فرمایا۔ اسی طرح 2012ء میں برسلز کے مقام پر یورپین پارلیمنٹ سے خطاب میں مسئلہ فلسطین کے متعلق عالمی طاقتوں کی بے حسی اور دوغلی پالیسی کا نہایت بہادری سے ذکر فرمایا۔ اتحاد بین المسلمین کے لیے آپ نے بعض مسلم سربراہان کو خطوط تحریر کیے۔ ایسا ہی ایک خط 2012ء میں حضورِ انور نے سعودی فرماں رواشاہ عبد اللہ کو تحریر کیا۔ جس میں آپ نے فرمایا:

”تمام مسلمانوں اور مسلمان حکومتوں کی نظر میں آپ کا ایک خاص مقام ہے جو آپ پر یہ فرض عائد کرتا ہے کہ امّتِ مسلمہ کی درست رہ نمائی کریں اور مسلمان ممالک کے مابین امن اور ہم آہنگی کی فضا پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔ نیز یہ بھی آپ کی ذمہ داری ہے کہ مسلمانوں کے درمیان باہمی محبت اور ہمدردی کا احساس پیدا کریں اور انہیں رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ کی رُوح سے رُوشناس کروائیں۔“

(عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ 191)

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے خلفاء کی کاوشوں میں برکت ڈالے اور ہماری دعاؤں کے طفیل امت کو امتِ واحدہ بنائے۔ آمین

دیے جلائے ہوئے ساتھ رہتی ہے
تمہاری یاد تمہاری دعا ہمارے لئے
زمین ہے نہ زماں، نیند ہے نہ بیداری
وہ چھاؤں چھاؤں سا اک سلسلہ ہمارے لئے

(اِس تقریر کی تیاری میں حافظ نعمان احمد خان صاحب کے ایک مضمون سے مدد لی گئی ہے)

(کمپوزڈبائی: فائقہ بشریٰ)



﴿34﴾ ﴿مشاہدات۔408﴾

خلافت اولیٰ اور استحکام خلافت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:56)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِ امت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقین بودے

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا موضوع ”خلافت اولیٰ اور استحکام خلافت“ ہے۔

حاضرین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خلیفہ کی ضرورت اور اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”صوفیاء نے لکھا کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سرِ نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمادے گا کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق انہی کے دل میں ڈالا۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 229- ایڈیشن 1984ء)

ایک اور جگہ خلفاء کی ضرورت بیان کرتے ہوئے آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو... خلیفہ در حقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لیے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔“

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

معزز سامعین! 26 مئی 1908ء صبح 10 بجے آخر وہ وقت آن پہنچا جس کے تصور سے مؤمنین کے دل ڈرتے تھے۔ لیکن خدا کی مشیت ظاہر ہوئی۔ اسی مشیت اور بعد کی حالات کے متعلق کئی سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا تھا کہ

”سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قُدرتیں دِکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دِکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت

نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جُدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دِکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا..... مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔"

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 301-302)

سامعین! 27 مئی 1908ء کو حضرت مولوی حکیم نور الدین بھیروی رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلے جانشین اور خلیفہ کے طور پر منتخب ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے درج ذیل الفاظ میں تمام جماعت سے بیعت لی:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (تین دفعہ)

آج میں نورالدین کے ہاتھ پر تمام ان شرائط کے ساتھ بیعت کرتا ہوں جن شرائط سے مسیح موعود و مہدی معہود بیعت لیا کرتے تھے اور نیز اقرار کرتا ہوں کہ خصوصیت سے قرآن و سنت اور احادیث صحیحہ کے پڑھنے، سننے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا اور اشاعت اسلام میں جان و مال سے بقدر وسعت و طاقت کمربستہ رہوں گا اور انتظام زکوۃ بہت احتیاط سے کروں گا اور باہمی اخوان میں رشتہ محبت کے قائم رکھنے اور قائم کرنے میں سعی کروں گا۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْۢبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ (تین دفعہ)

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْۢبِیْ۔ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین

جلسہ سالانہ 1910ء کے موقع پر اپنے الفاظ بیعت میں مندرجہ ذیل کلمات کا اضافہ فرمایا کہ

میں شرک نہیں کروں گا۔ چوری نہیں کروں گا بدکاریوں کے نزدیک نہیں جاؤں گا کسی پر بہتان نہیں لگاؤں گا چھوٹے بچوں کو ضائع نہیں کروں گا۔ نماز کی پابندی کروں گا اور زکوۃ اور حج اپنی طاقتوں کے موافق ادا کرنے کو مستعد رہوں گا۔ (حیات نور صفحہ 337)

سامعین! مؤمنین کے سر خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت کے شیرازہ کو بکھرنے نہیں دیا اور وحدت کو قائم رکھا۔ لیکن بعض ایسے وجود بھی تھے جو خلافت کی شیرازہ بندی کو کینہ توز نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ ان کی مغربیت زدگی نے جماعت کو دنیاوی انجمنوں کی طرح چلانے کے خواب دیکھے تھے۔ انہیں یہ شیرازہ بندی تکلیف دینے لگی۔ لیکن دراصل یہ ان کے باطن کے ظاہر ہونے کا وقت تھا۔ اس ٹولی کے بانی مبانی مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب تھے۔ ان کے ساتھ ان کے بعض ہم خیال دیگر لوگ بھی شامل تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں بھی یہ اعتراضات کرنے بلکہ یہاں تک کہ حضور علیہ السلام کی ذات پر بھی نکتہ چینی کرنے سے باز نہیں رہتے تھے۔ یہی طریق زیادہ زور سے انہوں نے خلافت اولیٰ کے آغاز سے اختیار کیا۔ خلافت کے آغاز کو ابھی صرف چھ ہی دن ہوئے تھے کہ خواجہ کمال الدین صاحب نے ان خیالات کا اظہار کیا کہ

”ہم سے ایک غلطی ہو گئی ہے جس کا تدارک اب سوائے اس کے کچھ نظر نہیں آتا کہ ہم کسی ڈھنگ سے خلیفہ کے اختیارات کو محدود کر دیں۔ وہ بیعت لے لیا کریں۔ نماز پڑھا دیا کریں۔ خطبہ نکاح پڑھ کر ایجاب و قبول اور اعلان نکاح فرما دیا کریں یا جنازہ پڑھا دیا کریں اور بس“

خلافت اولیٰ کے دور میں جو پہلا جلسہ سالانہ دسمبر 1908ء میں ہوا اس میں ان احباب کی طرف سے ایسی تقاریر کا انتظام کیا گیا جس سے یہ تاثر قائم کرنا مقصود تھا کہ دراصل صدر انجمن احمدیہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جانشین اور خلیفہ ہے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے ان خیالات کی تردید کرتے ہوئے ضرورتِ خلافت اور اطاعتِ خلیفہ پر زور دیا اور فرمایا:

”تم نے خود میری بیعت کی بلکہ میرے مولیٰ نے تمہارے دلوں کو میری طرف جھکا دیا۔ پس تمہیں میری فرمانبرداری ضروری ہے۔“

سامعین! خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کے خیالات کہ انجمن ہی اصل جانشین ہے اور خلیفہ کی حیثیت اس کے مقابل کچھ بھی نہیں۔ ان کے ان زہریلے خیالات سے جو انتشار جماعت میں پھیلنا شروع ہوا اس کے ازالہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے 31 جنوری 1909ء کو نمائندگانِ جماعت کو قادیان میں طلب کیا۔ نمائندگان 30 جنوری کو قادیان پہنچ گئے۔ 31 جنوری کی صبح حضورؓ نماز فجر کے لئے تشریف لائے اور سورۃ البروج کی تلاوت فرمائی اور جب اس آیت پر پہنچے کہ

اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ

کہ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو فتنہ میں ڈالا پھر توبہ نہیں کی تو اُن کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور اُن کے لئے آگ کا عذاب (مقدر) ہے۔

تو لوگوں کی چیخیں نکل گئیں خود حضورؓ کی آواز بھی بھرا گئی۔ حضورؓ نے پھر اس آیت کو دوہرایا۔ سب کے دل دھل گئے۔ مگر وہیں ایسے بدنصیب بھی تھے جن کے مقدر میں محرومی تھی۔ اسی دن حضورؓ نے مسجد مبارک میں خطاب فرمایا اور فیصلہ فرمایا کہ امام اور مطاع صرف خلیفہ ہی ہے۔

فرمایا:

"کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام نماز پڑھانا یا جنازہ یا نکاح پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو صرف ایک ملاّ بھی کر سکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں۔ اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہی ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور جس میں خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔"

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 262)

پھر فرمایا:

"مجھے کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام نماز پڑھا دینا یا جنازہ یا نکاح پڑھ دینا یا بیعت لے لینا ہے۔ یہ جواب دینے والے کی نادانی ہے اور اس نے گستاخی سے کام لیا ہے اس کو توبہ کرنی چاہئے ورنہ نقصان اٹھائیں گے۔"

(حیات نور مصنفہ عبد القادر سابق سوداگرمل، صفحہ 379)

حضور رضی اللہ عنہ نے بہت درد سے فرمایا:

”تم نے اپنے عمل سے مجھے بہت دکھ دیا ہے اور منصب خلافت کی ہتک کی ہے۔ اسی لئے میں اس حصہ مسجد میں کھڑا ہوا ہوں جو مسیح موعود علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے۔“

(حیات نور صفحہ 379)

فتنہ کے بانیوں سے دوبارہ بیعتِ اطاعت لی گئی لیکن بیعت کر لینے اور اقرارِ اطاعت کے باوجود ان حضرات کے دل صاف نہ ہوئے اور وہ بے ادبی اور گستاخی میں بڑھتے چلے گئے۔ 1910ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ گھوڑے سے گر گئے اور بہت چوٹیں آئیں۔ اس علالت کے زمانے میں بھی ہر مکر و فریب اختیار کر کے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن ان کا ہر حربہ ناکامی و نامرادی سے ہمکنار ہوا۔

سامعین! خلیفہ بنانا خدا تعالیٰ کا کام ہے یہ کسی انسان کا کام نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اس حوالہ سے فرماتے ہیں:

”میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآنِ مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً .... جس طرح آدم و داؤد اور ابو بکر و عمر کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔“

(بدر 4 جولائی 1912 صفحہ 6)

سامعین! جن لوگوں کا خیال تھا کہ انہوں نے آپؓ کو خلیفہ مقرر کیا ہے اور وہ ہی آپ کو اس منصب سے الگ کر سکتے ہیں۔ ایسے خیالات کے حامل لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

”خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے، نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔ تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے

کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو! میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزادیں گے۔ دیکھو! میری دعائیں عرش میں بھی سنی جاتی ہیں۔ میرا مولیٰ میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔ میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے۔ تم ایسی باتوں کو چھوڑ دو اور توبہ کر لو۔"

(تقریر 16-17 جون 1912ء بمقام احمدیہ بلڈنگز لاہور۔ اخبار بدر 11 جولائی 1912ء جلد 12 نمبر 2 صفحہ 4)

فرمایا:

"اس (خدا) نے، نہ تم میں سے کسی نے، مجھے خلافت کا کرتا پہنایا۔ میں اس کی عزت اور ادب کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ باوجود اس کے کہ میں تمہارے مال اور تمہاری کسی بات کا بھی روادار نہیں اور میرے دل میں اتنی بھی خواہش نہیں کہ کوئی مجھے سلام کرتا ہے یا نہیں۔ تمہارا مال جو میرے پاس نذر کے رنگ میں آتا تھا اس سے پہلے اپریل تک میں اسے مولوی محمد علی کو دے دیا کرتا تھا مگر کسی نے غلطی میں ڈالا اور اس نے کہا کہ یہ ہمارا روپیہ ہے اور ہم اس کے محافظ ہیں۔ تب میں نے محض خدا کی رضا کے لئے اس روپیہ کا دینا بند کر دیا کہ میں دیکھوں یہ کیا کر سکتے ہیں۔ ایسا کہنے والے نے غلطی کی، نہیں بے ادبی کی۔ اسے چاہیے کہ وہ توبہ کرے، اب بھی توبہ کرے۔ ایسے لوگ اگر توبہ نہ کریں تو ان کے لئے اچھا نہ ہو گا۔"

(اخبار بدر قادیان یکم فروری 1912ء)

ایک اور موقع پر فرمایا:

"پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے، نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ ہی میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رداء کو مجھ سے چھین لے۔"

(اخبار بدر قادیان 4 جولائی 1912ء)

سامعین! امام وقت ہی وہ شخصیت ہوتی ہے جو قوم کو جوڑ کر رکھتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”تم شکر کرو کہ ایک شخص کے ذریعہ تمہاری جماعت کا شیرازہ قائم ہے۔ اتفاق بڑی نعمت ہے اور یہ مشکل سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ تم کو ایسا شخص دے دیا جو شیرازہ وحدت قائم رکھے جاتا ہے۔ وہ نہ تو جوان ہے اور نہ اس کے علوم میں اتنی وسعت جتنی اس زمانہ میں چاہئے لیکن خدا نے تو موسیٰ کے عصا سے جو بے جان لکڑی تھی اتنا بڑا کام لے لیا تھا کہ فرعونیت کا قلع قمع ہو گیا اور میں تو اللہ کے فضل سے انسان ہوں۔ پس کیا عجب ہے کہ خدا مجھ سے یہ کام لے۔ تم اختلافات اور تفرقہ اندازی سے بچو! نکتہ چینی میں حد سے بڑھ جانا بڑا خطرناک ہے۔ اللہ سے ڈرو! اللہ کی توفیق سے سب کچھ ہو گا۔“

(بدر 24 اگست 1911 صفحہ 3 کالم 2)

سامعین! جماعت کو امام وقت سے وابستہ رہنے کی نصیحت کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”آخر میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دوست العمل ہو، باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم جنگل میں اسی طرح نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہو گئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے اس لئے چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں، استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو، وحدت کو ہاتھ سے نہ دو، دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرنے پر ازدیاد نعمت ہوتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ لیکن جو شکر نہیں کرتا ہو یاد رکھے اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ (ابراہیم)۔“

(خطبات نور صفحہ 131)

پھر ایک موقع پر فرمایا:

”پس میں تم کو نصیحت کرتا ہوں، پھر نصیحت کرتا ہوں، پھر نصیحت کرتا ہوں، پھر کرتا ہوں، پھر کرتا ہوں، پھر کرتا ہوں، پھر کرتا ہوں، پھر پھر پھر کرتا ہوں کہ آپس کے تباغض اور تحاسد کو دور کردو یہ مجتہدانہ رنگ چھوڑ دو۔ جو مجھے نصیحت کرنے میں وقت خرچ کرتے ہو وہ دعا میں خرچ کرو اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل چاہو۔ تمہارے وعظوں کا اثر مجھ بڈھے پر نہیں ہوگا۔ ادب کو ملحوظ رکھ کر ہر ایک کام کرو۔“

(خطباتِ نور صفحہ 241)

سامعین! جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسندِ خلافت پر خدا تعالیٰ کی طرف سے بٹھائے گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو غیر معمولی حالات میں استحکام خلافت کی توفیق ملی اسی طرح خلافت علیٰ منہاج النبوت کے آغاز پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کو بھی غیر معمولی خدمت استحکام خلافت کے سلسلہ میں کرنے کی توفیق ملی اور آپ رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ کے لئے معترضین و منکرینِ خلافت کے منہ دلائل و براہین قاطعہ سے بند کر دیئے اور یوں آیت استخلاف میں بیان تین برکات اور بعد کی آیت میں بیان خلافت کے دوام کی تین شرائط کے حوالے سے خلافت کو استحکام ملا۔ کہتے ہیں کہ بنیاد مضبوط ہو تو اِس پر قائم بلند سے بلند عمارت بھی مضبوط رہتی ہے۔ کسی شاعر نے اِس مضمون کو یوں ادا کیا ہے۔

خِشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

میرے پیارے بھائیو! یہ بات بڑی وثوق اور یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ خلافت کو جو استحکام آپؓ نے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے بخشا۔ بعد میں آنے والے 111 سالوں میں چاروں خلفاء کی سعی اور کوششوں سے خلافت کو جو جو استحکام اور مضبوطی ملی اُن تمام کی بنیاد حضرت خلیفۃُ المسیح الاوّلؓ کی استحکامِ خلافت کی کوششوں پر ہے۔ اللھم اغفرلھم وارحمھم

سامعین کرام! مَیں اپنی تقریر کا اختتام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ سے کرتا ہوں جن میں حضورؑ نے اپنے اس عزیز ساتھی کا نہایت ہی محبت سے ذکر فرمایا ہے۔

حضورؑ فرماتے ہیں:

"مَیں رات دن خدا تعالیٰ کے حضور چلّاتا تھا اور کہتا تھا کے اے میرے رب! میرا کون ناصر و مدد گار ہے مَیں تنہا اور ذلیل ہوں۔ پس جبکہ دعا کا ہاتھ پَے در پَے اُٹھا اور آسمان کی فضا میری دعا سے بھر گئی تو اللہ تعالیٰ نے میری عاجزی اور دعا کو قبول کیا اور رب العالمین کی رحمت نے جوش مارا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص صدیق عطا فرمایا جو میرے مدد گاروں کی آنکھ ہے.... **اس کا نام اس کی نورانی صفات کی طرح نور الدین ہے**.... پس مجھ کو اس کے ملنے سے ایسے خوشی ہوئی کہ گویا کوئی جدا شدہ عضو مل گیا اور ایسا سُرور ہوا جس طرح کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاروقؓ کے ملنے سے خوش ہوئے تھے **اور جب وہ میرے پاس آیا اور مجھ سے ملا اور میری نظر اس پر پڑی تو میں نے اس کو دیکھا کہ وہ میرے رب کی آیات میں سے ایک آیت ہے اور مجھے یقین ہو گیا کہ میری دعا کا نتیجہ ہے جس پر میں مداومت کرتا تھا اور میری فراست نے مجھے بتا دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں میں سے ہے۔**"

(ترجمہ از آئینہ کمالات اسلام طبع اوّل صفحہ 581-582)

مٹ نہیں سکتا تصور سے وہ نقشِ دلنشیں
وہ مُحبّ مہدیٔ آخر زماںؑ وہ نور دیں
جس کی ہمت سے عیاں کون و مکاں کی وسعتیں
وہ خودی کا آسماں وہ عجز و طاعت کی زمیں
جان و دل سے ہر گھڑی تھے حامئ دینِ مبیں
نُورِ دیں تھے یا ستونِ عرشِ ربُّ العالمین

(تیار کردہ: زاہد محمود)



﴿35﴾ ﴿مشاہدات۔398﴾

خلافتِ ثانیہ اور استحکامِ خلافت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:56-57)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

یاد رکھیں گی تجھے تو میں سدا فضلِ عمر
رحمتیں بھیجیں گی تجھ پر اے مسیحا کے پسر
مصلح موعود تجھ پر ہر گھڑی ہوں رحمتیں
میرے مولیٰ کی سدا نازل ہوں تجھ پر برکتیں

پیارے بھائیو! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ ”خلافتِ ثانیہ اور استحکامِ خلافت“

خلافت کے دوام واستحکام اور اس کی مضبوطی کے لئے کئے گئے اقدامات اور حضرت مصلح موعودؓ کی خدمات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1۔ مسند خلافت پر متمکن ہونے سے پہلے کی کوششیں

2- خلیفہ بننے کے بعد کی خدمات اور کوششیں

ہر دو اقسام میں آپ کی خدمات کا نچوڑ اور خلاصہ آپ کا نظام خلافت پر کامل یقین اور آپ کا اسی موقف پر سختی سے کاربند ہونا تھا کہ اسلام کا احیائے نو خلافت کے استحکام سے وابستہ ہے۔ استحکام خلافت کے لئے آپ کی خدمات اور مساعی کا ذکر کرنے سے پہلے آپ کا وہ عہد بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے جو آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر آپ کے سرہانے کھڑے ہو کر کیا تھا جب آپ کی عمر صرف 19 برس تھی کہ

”اے خدا! میں تجھ کو حاضر ناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ تو نے نازل فرمایا ہے مَیں اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا۔“

اس عہد کو رسالہ الوصیت میں بیان قدرت ثانیہ کے قیام کے ساتھ ملا کر دیکھیں تو اس کے لئے آپ نے بھرپور سعی، کوشش اور جدوجہد فرمائی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ساتھ کمال اطاعت اور وفا کا تعلق رکھا۔ جماعتِ احمدیہ میں خلافت کے قیام کے معاً بعد منکرین خلافت نے جب ایک فتنہ کھڑا کر دیا تو حضرت مصلح موعودؓ اپنے امام حضرت خلیفہ المسیح الاولؓ کے شانہ بشانہ نظر آئے۔ آپ نے حضرت خلیفہ المسیح الاولؓ کے دفاع میں مضامین بھی لکھے اور خلافت کے بارے میں فتنہ پیدا کرنے والوں کا تابڑ توڑ جواب بھی دیا۔ خلافت کے قیام کے صرف 15 دن کے اندر اندر جب خلیفہ کے اختیارات کی بات چلی تو آپؓ نے فرمایا یہ سوال تو اس وقت کرنا تھا جب آپ لوگوں نے 15 دن قبل بیعت کی تھی۔ اسی طرح منکرین خلافت کی طرف سے یہ سوال اٹھایا گیا کہ رسالہ الوصیت میں جس خلافت کا ذکر ہے اس سے شخصی خلافت مراد نہیں بلکہ انجمن خلیفہ ہے۔ تب بھی آپؓ سینہ سپر ہو کر کھڑے ہوئے اور جواب دیا

کہ اگر شخصی خلافت مراد نہیں تو آپ لوگوں نے حضرت مولوی نورالدین صاحب کے ہاتھ پر بیعت کیوں کی تھی؟

حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے مقام خلافت سے متعلق ایک سوالنامہ پر سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ مکرم مولوی محمد علی صاحب نے جو جواب بھجوایا۔ جسے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے چالیس نمائندوں کو مشورہ کے لئے بھجوایا جن میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب بھی شامل تھے۔ آپؓ اس جواب کو پڑھ کر بہت متفکر ہوئے اور غور وخوض اور دعاؤں کے بعد آپؓ نے اپنی رائے ان الفاظ میں لکھ کر بھجوادی کہ

"خلیفہ انجمن پر حاکم ہے نہ کہ انجمن خلیفہ پر"

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی آخری علالت کے دوران جب اس گروہ نے دوبارہ سر اٹھایا تو آپ نے جماعت کو متحد رکھنے اور خلافت سے وابستہ رہنے کی کوششیں تیز کر دیں اور ایک دفعہ آپ خود حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کی کوٹھی چلے گئے جہاں یہ لوگ جمع تھے۔ آپ نے اس موقع پر فرمایا۔

"اس وقت سوال اصول کا ہے کسی کی ذات کا نہیں۔ اگر آپ لوگ خلافت کے اصول کو تسلیم کر لیں تو ہم خدا کو حاضر وناظر جان کر عہد کرتے ہیں کہ مومنوں کی کثرت رائے سے جو بھی خلیفہ منتخب ہو گا خواہ وہ کسی پارٹی کا ہو۔ ہم سب دل وجان سے اس کی خلافت کو قبول کریں گے۔"

(سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ 336)

مسند خلافت متمکن ہونے کے بعد کی کوششیں

سامعین! آئیں! دوسرے دور میں داخل ہوتے ہیں جب حضرت مصلح موعودؓ نے مسند خلافت پر متمکن ہو کر خلافت احمدیہ کے نوخیز پودے کی دیکھ بھال کی عظیم ذمہ داری سنبھالی اور مخالفین و معاندین اور منکرینِ خلافت نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ خلافت چند سال تک سسک سسک کر دم توڑ دے گی اور جلد ہی صفحہ ہستی سے مٹ کر نسیاً منسیاً ہو جائے گی۔ ان دعووں کے مقابل پر اللہ تعالیٰ کے حضور، حضرت مصلح موعودؓ کی پذیرائی ہوئی اور وہ جلد جلد بڑھا اور نصف صدی سے زائد عرصہ دنیا میں جاہ وجلال اور تمکنت کے ساتھ مسند افروز رہا اور خدا نے اس نوجوان کو اس کے نفسی نقطہ آسمان کی طرف نہ اٹھایا جب تک کلام اللہ

کا مرتبہ ظاہر کر کے اور خلافت کو مضبوط اور مربوط بنیادوں پر مستحکم کر کے دنیا کے کناروں تک شہرت نہ پا گیا۔

آئیں! جائزہ لیں کہ وہ کون سے مہیب خطرات تھے۔ وہ کون سی مشکل گھڑیاں تھیں وہ کون سے پہاڑوں جیسے بلند ابتلا تھے؟ جن سے آپ کامیابی کے ساتھ نبرد آزما ہو کر، خدا کے فضل اور رحم کا سہارا لے کر بڑی تیزی کے ساتھ آگے بڑھے اور استحکامِ خلافت کے لئے ایسے کام کر گئے کہ آج اس نظام کی جڑیں مضبوطی کے ساتھ زمین میں گڑھ چکی ہیں اور باثمر شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں اور کُل عالم میں بسنے والے نہ صرف احمدی بلکہ غیر بھی اس کے میٹھے اور شیریں پھل سے مستفیض ہو رہے ہیں۔

سامعین! منکرینِ خلافت، جماعت کے اہم عہدوں پر فائز تھے۔ مجلس معتمدین کے وہ ممبر تھے۔ پریس کا بیشتر حصہ ان کے ہاتھ میں تھا۔ رسالے اخبار ان کے قبضہ میں تھے۔ روپے پیسے کی کنجیاں ان کے پاس تھیں۔ بااثر شخصیتیں ہونے، دنیوی علم کی برتری رکھنے، تقریر و تحریر میں ملکہ رکھنے، انگریزی تفسیر القرآن کا مقدس کام تفویض ہونے کے سبب اور صدر انجمن احمدیہ کے سیکرٹری ہونے کی وجہ سے جماعت میں غیر معمولی عزت اور احترام کا مقام حاصل تھا۔ جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے بہت سے لوگوں کو ہم خیال بنالیا تھا اور نظام خلافت کی تردید میں ایک خطرناک اور زہریلے پراپیگنڈہ کی مہم بڑی سرعت کے ساتھ شروع کر دی اور اس امر کا اعتراف کیا کہ ابھی 20ویں حصہ نے بھی بیعت نہیں کی گویا 19 حصے ان کے ساتھ تھے اور صرف ایک حصہ نے بیعت کی تھی۔ خزانے میں صرف 17 روپے چھوڑ کر الگ ہوئے تھے اور کئی سو کا خزانہ مقروض تھا اور تعلیم الاسلام سکول کے ٹیچرز کو کئی ماہ سے تنخواہیں نہ ملی تھیں۔ ان صبر آزما اور کڑے حالات میں حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کی تعلیم و تربیت و ترقی کے لئے اور استحکامِ خلافت کے لئے ایسے اسباب و ذرائع اختیار فرمائے جن کی بدولت آج 220 سے زائد ممالک میں جماعت قائم ہو چکی ہے اور MTA کے ذریعہ خلیفۃ المسیح کی آواز اور پیغام اتنے ہی ممالک میں سنا جاتا ہے جبکہ مقابل پر آنے والی جماعت اپنا تشخص تک کھو چکی ہے اور ناپید ہوتی نظر آ رہی ہے۔

سامعین! منکرین خلافت نے جب بیسیوں کارندے مختلف جماعتوں میں اس غرض سے بھجوائے تا لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات راسخ کر سکیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا جانشین خلیفہ نہیں بلکہ انجمن ہے۔ تب

حضرت مصلح موعودؓ نے بکثرت رسائل اور اشتہارات کے ذریعہ جماعت پر اصل صورت حال واضح فرمائی اور سب سے پہلے 21 مارچ 1914ء کو ایک اشتہار بعنوان ''کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے''، تحریر فرما کر جماعتوں میں بھجوایا۔

اس اشتہار کے اخیر میں آپ نے جماعت کو یہ خوشخبری دی

''فتنے ہیں اور ضرور ہیں مگر تم جو اپنے آپ کو اتحاد کی رسی میں جکڑ چکے ہو خوش ہو جاؤ کہ انجام تمہارے لئے بہتر ہو گا۔ تم خدا کی ایک برگزیدہ قوم ہو گے اور اس کے فضل کی بارشیں ان شاء اللہ تم پر اس زور سے برسیں گی کہ تم حیران ہو جاؤ گے۔''

(کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے از انوار العلوم جلد 2 صفحہ 19)

جیسا کہ مَیں اوپر بیان کر آیا ہوں کہ منکرین خلافت نے جماعتوں میں اپنے ایلچی بھجوانے شروع کر دیئے خلافت کے خلاف بولتے بھی تھے اور چندہ بھی طلب کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی اس گروہ نے اپنے اخبار پیغام صلح میں احباب جماعت سے مختلف چندوں کی اپیلیں شروع کر دیں۔ تب حضرت مصلح موعودؓ کی دور رس اور باریک بین نگاہ نے خلافت کے استحکام کے لئے یہ اہم قدم اٹھایا کہ جماعتوں میں یہ اعلان کروادیا کہ

''تمام بیعت کنند گان اپنا ہر قسم کا چندہ خلیفۃ المسیح کی معرفت بھجوائیں۔ میں انجمن سے رسید کٹوا کر بھجواؤں گا۔ سلسلہ احمدیہ میں کسی چندہ مانگنے والے کو چندہ نہ دیا جائے خواہ چندہ مانگنے والا کوئی ہی کیوں نہ ہو اور چندہ کیسے ہی نیک کام کے لئے کیوں نہ مانگا جائے جب تک اس کام کو خلیفہ وقت کی منظوری حاصل نہ ہو۔''

حضور کے اس اقدام سے جماعت احمدیہ کے چندے کا نظام محفوظ و مستحکم ہو گیا جو بالآخر خلافت کے استحکام کا موجب بنا اور آج یہ نظام اس قدر مربوط بنیادوں پر قائم ہو چکا ہے کہ چندہ عام، چندہ وصیت اور چندہ جلسہ سالانہ کے علاوہ بے شمار چندے ہیں اور ہر فرد جماعت کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ ان میں سے ہر ایک میں حصہ لے اور وہ چندہ دے کر رسید وصول کر کے یہ بھول جاتا ہے کہ یہ چندہ کہاں خرچ ہو گا۔ وہ اس امر پر وثوق سے یقین رکھتا ہے کہ چندے کا غلط استعمال نہیں ہو گا بلکہ غیر احمدی دوست بھی بعض مدات میں اس لئے چندہ دے دیتے ہیں کہ جماعت میں چندے کا استعمال درست ہے۔

خزانہ میں 17 روپے چھوڑ کر جانے والے تو اپنا نام بھی مٹا بیٹھے اور دوسری طرف ان 17 روپے سے سفر شروع ہوا اور حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی زیرک اور باریک بین نگاہ سے چندوں کے حوالہ سے ایسے اقدام کئے اور بیت المال کا قیام فرمایا۔ 6 سال کے اندر اندر جب برلن مسجد کی تعمیر کے لئے ایک لاکھ روپے کی تحریک جماعت احمدیہ کی مخلص خواتین سے کی تو صرف ایک ماہ کے اندر اندر ایک خطیر رقم جمع ہوگئی اور آپ نے ایک موقعہ پر فرمایا میں نے ایک لاکھ مانگ کر غلطی کی۔ آپ لوگوں نے تو 22لاکھ کی رقم مہیا کر دی۔ اور اب یہ نظام، خلافت کی بدولت دنیا بھر میں منظم ہو چکا ہے۔ اس میں نظام وصیت بھی ہے کیونکہ الوصیت اور خلافت کا بہت گہرا تعلق ہے۔ رسالہ الوصیت ہی میں خلافت کے قیام کی پیشگوئی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس نظام کو بھی مضبوط فرمایا اور نظام نو کتاب تحریر فرمائی جس میں آپؓ نے فرمایا وصیت بچوں کی ماں ہوگی جو یتیموں کی باپ اور عورتوں کا سہاگ ہوگی۔

حضرت مصلح موعودؓ کی خلافت کا پہلا سال ایک خاص اہمیت کا سال تھا۔ جس میں استحکام خلافت اور اس کو دوام بخشنے کے لئے آپ نے بہت اہم اقدام اٹھائے۔ اسلام کی اشاعت اور دعوت کو زمین کے کناروں تک پہنچانے کے لئے آپؓ نے نوجوانوں کو زندگیاں وقف کرنے کی طرف بلایا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرشار نوجوانوں نے اپنے آپ کو پیش کرنا شروع کیا اور پہلے ہی سال پہلی ہی آواز پر صدر انجمن کے تحت کام کرنے والے مربیان کی تعداد 4 سے بڑھ کر 15 ہو گئی جنہیں فوری طور پر مختلف اضلاع اور جماعتوں میں بھجوایا گیا۔ ان مربیان نے حضرت خلیفۃ المسیح کی نمائندگی میں خلافت کی اہمیت و برکات احباب جماعت کو بتلائے اور یہ قدم بھی استحکام خلافت میں مفید ثابت ہوا بلکہ ہو رہا ہے اور انشاء اللہ تا قیامت جب تک خلافت احمدیہ قائم ہے خلافت کی تقویت کا موجب ہوتا رہے گا کیونکہ وقف زندگی کی تحریک کے احیاء تک تو بات ختم نہیں ہوتی بلکہ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے دور خلافت میں بار بار نوجوانوں کو زندگیاں وقف کرنے کی تلقین فرمائی اور اب ساری دنیا میں پھیلے واقفین زندگی خلافت کی مضبوطی، تقویت اور استحکام کا موجب ہیں۔ جن کی تعداد اب دنیا بھر میں ہزاروں میں ہے۔

پیارے بھائیو! خلافت ثانیہ کے پہلے سال کے اخیر پر آپؓ نے جلسہ سالانہ پر چار تقاریر ارشاد فرمائیں جو برکات خلافت کے نام سے موسوم ہیں۔ ان تقاریر میں آپ نے اطاعت اور فرمانبرداری جیسے بہت سے اصلاحی و تربیتی مواضیع کے علاوہ مقام خلافت پر سیر حاصل بحث فرمائی اور فرمایا۔

”تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔ مگر ان کے لئے نہیں ہے۔ تمہارا اسے فکر ہے درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے۔“

الغرض خلافت کے پہلے سال آپ نے ہر فرد جماعت سے اپنا تعلق مضبوط سے مضبوط تر کرنے کی بھرپور سعی فرمائی۔ جہاں آپ نے بیرونی جماعتوں میں وفود کثرت سے بھجوائے وہاں خود بھی بعض جگہوں پر تشریف لے گئے۔ قادیان زیارت کرنے والوں سے ملاقاتیں کیں۔ خطوط کے جواب دیئے۔ پنجوقتہ نمازوں پر حاضری اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جماعت کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو از سر نو مجتمع کرنے کے لئے سر توڑ کوشش فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے برکت بھی ڈالی اور اب الحمد للہ جماعت ایک مضبوط عروۃ کے ساتھ منسلک ہے۔

سامعین! نظام جماعت کی تشکیل اور استحکام کے لئے آپ نے دنیا بھر کے تمام نظاموں اور ان کے قواعد کا مطالعہ کیا اور جسم میں دل کے کردار کو پڑھ کر آپ اس نتیجہ پر پہنچے کہ

”یہی خلافت احمدیہ ہے جو نظام جماعت کا مرکزی نقطہ ہے جو ایک دل کی طرح جماعت احمدیہ کے سینے میں دھڑک رہا ہے۔ خلیفۃ المسیح جماعت احمدیہ کے مطاع اور روحانی پیشوا ہیں۔ ایک پہلو سے جماعت احمدیہ میں خلیفۃ المسیح کو وہی حیثیت حاصل ہے جو انسانی جسم میں دل کو ہوتی ہے اور ایک دوسرے پہلو سے اس کی مثال دماغ کی سی ہے باقی تمام نظام سلسلہ انہی دو مرکزی قوتوں سے متحرک رہتا اور اپنی طبعی تشکیل کے مقاصد سرانجام دیتا ہے اور انہی کی راہنمائی میں مختلف روحانی اغراض کے حصول کے لئے سرگرم عمل ہے۔“

(سوانح فضل عمر جلد 2 صفحہ 126-127)

چنانچہ آپ نے جماعت کے مرکزی انتظامی ادارہ صدر انجمن احمدیہ کی تشکیل نو فرمائی۔ مختلف نظارتیں کام کو آسان کرنے اور خلیفۃ المسیح کا ہاتھ بٹانے اور جماعتوں سے قریبی روابط کے لئے قائم فرمائیں۔ جو جماعت کی ضروریات کو پورا کرنے میں کوشاں رہتی ہیں۔

سامعین! صدر انجمن احمدیہ کے نظام کی تکمیل کے ساتھ ساتھ آپ نے جماعت احمدیہ کی مختلف شاخوں کی از سر نو تنظیم کی طرف توجہ فرمائی اور ہر جگہ امارت کا نظام رائج فرما کر ان کو صدر انجمن احمدیہ کے نمائندے قرار دیا اور اس نظام سے یوں جہاں انجمن کو بآسانی جماعتوں تک رسائی ہوئی وہاں نظام جماعت مضبوط ہوا اور ہر ایک تک خلیفہ المسیح کی آواز بآسانی پہنچنے لگی اور جماعتوں کی کارروائی سے خلیفہ المسیح کو جلد آگاہی ہوئی۔ بعض لوگوں نے اس نظام پر یہ خدشہ ظاہر کیا کہ یہ نظام، نظام خلافت کا متوازی نظام بن کر جماعت کو تباہ کر دے گا۔ مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حالات و واقعات نے حضرت مصلح موعودؓ کی قائدانہ صلاحیتوں کا اقرار کیا اور ثابت ہو گیا کہ اس نظام نے اس استحکام خلافت میں کھاد کا سا کام کیا اور حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایات نے اس کی ایسی آبیاری کی کہ آج مضبوط بنیادوں پر یہ عمارت کھڑی ہے۔ اس موقع پر آپ نے اطاعت امیر پر لیکچرز بھی دیئے اور خود احتسابی کی طرف بھی توجہ دلائی اور یوں نظام جماعت حضور کی تدابیر سے مستحکم ہوتا چلا گیا تا خلافت راشدہ کو جن خطرات کا سامنا کرنا پڑا اسی قسم کے خطرات جماعت میں پیش نہ آئیں اور اگر آئیں تو جماعت ان کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کر سکے۔

پیارے بھائیو! خلافت کی تقویت، مضبوطی اور استحکام کی خاطر حضرت مصلح موعودؓ نے 1922ء میں باقاعدہ مجلس مشاورت کا نظام جاری فرمایا اور اس درخت کی خود اپنی سوچوں سے، فکر و تدبر سے ایسی آبیاری فرمائی کہ جماعت میں اخلاق، روحانیت کا معیار بڑھا۔ نظم وضبط اور بر وقت حاضر ہونے کی عادت پڑی اور سب سے بڑھ کر اطاعت کے مادہ میں بے نظیر اضافہ ہوا۔ مجلس مشاورت کے قیام کے وقت بعض کم فہم اشخاص نے یہ اعتراض کیا کہ یہ ایک ایسا مالی بوجھ ہو گا جو جماعت برداشت نہیں کر سکتی کیونکہ اس زمانہ میں چندوں کی کمی کی وجہ سے کارکنان کی تنخواہ کے لئے پیسے بھی بمشکل انجمن کے پاس ہوتے تھے۔ مگر آپ نے خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے نہ صرف اسے جاری فرمایا بلکہ اپنی خدا داد صلاحیتوں کے پیش

نظر اسے مضبوط سے مضبوط کرنے میں اپنا خون پسینہ ایک کیا اور اس ادارہ میں دینی روح اور دینی طرز فکر و تدبر پیدا کرنے کی مسلسل جدوجہد کی اور آپ نے فرمایا۔

"وہ زمانہ آئے گا جب خدا ثابت کر دے گا کہ اس جماعت کے لئے یہ کام (شوریٰ) بنیادی پتھر ہے۔"

(سوانح فضل عمر جلد 2 صفحہ 177)

پھر فرمایا:

"میرا مذہب ہے لَا خِلَافَةَ اِلَّا بِالْمَشْوَرَہ کہ خلافت جائز نہیں جب تک اس میں شوریٰ نہ ہو"

(منصب خلافت، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 25)

ایک موقعہ پر خلافت اور شوریٰ کے تعلق کا اظہار یوں فرمایا

"خلیفہ وقت نے اپنے کام کے دو حصے کئے ہوئے ہیں ایک حصہ انتظامی ہے۔ اس کے عہدیدار مقرر کرنا خلیفہ کا کام ہے..... دوسرا حصہ خلیفہ کے کام کا اصولی ہے۔ اس کے لئے وہ مجلس شوریٰ کا مشورہ لیتا ہے۔ پس مجلس معتمدین انتظامی کاموں میں خلیفہ کی ایسی ہی جانشین ہے جیسی مجلس شوریٰ اصولی کاموں میں خلیفہ کی جانشین ہے۔"

(رپورٹ مجلس شوریٰ 1930ء بحوالہ سوانح فضل عمر جلد 2 صفحہ 204)

اب یہ نظام 100 سال گزرنے کے بعد ایسا مستحکم ہو چکا ہے کہ 75 سے زائد ممالک میں جماعتی سطح پر بھی اور ذیلی تنظیموں کی سطح پر بھی یہ نظام قائم ہو کر خلافت کے دوام، مضبوطی اور استحکام کی نوید دے رہا ہے۔ اس کے آغاز پر خدشہ ظاہر کیا گیا تھا کہ مالی بوجھ ہو گا مگر مرور زمانہ نے یہ ثابت کر دیا کہ ہر جماعت میں، ہر ملک میں، ہر تنظیم میں اس میں پیش ہونے والی تجاویز مخلصین کی طرف سے غور و خوض کرنے پر جماعت کے اور ذیلی تنظیموں کے نہ صرف چندوں میں اضافہ ہوا بلکہ روحانیت میں بھی ترقی ہوئی۔ اخلاقیات کے میدان کو بہت وسعت ملی اور خلافت کی محبت مخلصین کے دلوں میں بڑھانے کا موجب ہوئیں۔ کیونکہ جماعتوں کے نمائندے مرکز کا پیغام لے کر جب جماعتوں میں واپس جاتے ہیں تو ان کو احباب جماعت تک پہنچانے میں سعی فرماتے ہیں اور ہر ایک فرد جماعت کا خلیفۃ المسیح سے تعلق مضبوط ہوتا ہے۔ اس تعلق کو مزید مضبوط کرنے کے لئے ایک وقت میں لجنہ اماء اللہ کو بھی شوریٰ میں نمائندگی دینے کا اعلان فرما دیا۔

حضرات! استحکام خلافت کے لئے آپ کی ایک گراں قدر خدمت خلیفہ کے انتخاب کا طریق کار وضع فرمانا ہے۔ آپ نے 1956ء کے جلسہ سالانہ پر خلافت حقہ کے موضوع پر ایک پُر معارف خطاب فرمایا جس میں آپؓ نے خدائی سلسلوں کی مخالفت کی۔ تاریخ اور اس کا پس منظر بیان کرنے کے بعد جماعت میں خلافت کے دائمی ہونے کی ایک بار پھر نوید دی اور اس کو مزید مضبوط کرنے اور استحکام کے لئے خلیفہ کے انتخاب کا طریق کار بیان فرمایا۔ بعد ازاں نظر ثانی کرتے وقت اسے مجلس انتخاب کا نام دیا اور اس مجلس کی کارروائی کو قطعی قرار دیتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ ”یہ سب لوگ مل کر جو فیصلہ کریں گے وہ تمام جماعت کے لئے قابل قبول ہو گا اور جماعت میں سے جو شخص اس کی مخالفت کرے گا وہ باغی ہو گا“

پھر اس مقررہ طریق پر منتخب ہونے والے خلیفہ کو خدائی تائید و نصرت اور کامیابی کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا:

”مقررہ طریق کے مطابق جو بھی خلیفہ چنا جائے میں اس کو ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر اس قانون کے ماتحت وہ چنا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہو گا اور جو بھی اس کے مقابل پر کھڑا ہو گا وہ بڑا ہو یا چھوٹا ذلیل کیا جائے گا اور تباہ کیا جائے گا“

سامعین! آپ نے احباب جماعت میں خلافت کی محبت اور اس کا مقام اجاگر کرنے کے لئے خلافت کی برکات اور اہمیت پر لیکچرز دینے کا سلسلہ جاری رکھا جو بعد ازاں کتب کی شکل میں شائع ہو گئے اور ان لیکچرز اور کتب سے خلافت کو جہاں دوام ملا وہاں استحکام کا بھی موجب ہوئے۔

سامعین! ایک طرف حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی خداداد صلاحیتوں اور فراست کے مطابق اندرونی خلفشار پر قابو پایا اور خلافت کے ساتھ احباب کے تعلق کو مضبوط کرنے کے لئے نظارتوں اور امراء کا نظام قائم فرما کر افراد جماعت کو خلافت سے باندھ دیا۔ جماعت کی اس ترقی اور مضبوطی کو دیکھ کر دشمنوں کے حسد میں اضافہ ہوا اور جماعت کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے منظم مخالفت کا اضافہ ہوا اور مخالفین جماعت کی طرف سے یہ اعلان ہونے لگے کہ ہم منارۃ المسیح کی اینٹیں دریائے بیاس میں بہا دیں گے۔ قادیان اور اس کے گردونواح سے احمدیت کا نام ونشان ختم کر دیں گے۔

تب حضرت مصلح موعود نے تحریک جدید کی بنیاد رکھی۔ جس نے احباب کی اصلاح و تربیت کا کام بھی کیا۔ غیروں کے جواب بھی دیئے اور بیرون ہند مراکز، مساجد، مربی ہاؤسز تعمیر کروا کر خلافت کے ساتھ تعلق اور رشتہ کو مضبوط کرنے کی بنیاد رکھی اور اب بفضل اللہ تعالیٰ اس انجمن کے ذریعہ بیرون ہند جماعتوں میں مربیان بھجوانے کا سلسلہ شروع ہوا۔ جنہوں نے خلافت کے مقام، اہمیت و برکات کو اجاگر کیا اور اب 220 کے قریب ممالک میں احباب جماعت کا خلیفۃ المسیح سے مضبوط رشتہ استوار ہے اور اس تعلق کو دیرپا اور مزید مضبوط بنانے کے لئے جامعہ احمدیہ کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے جہاں مربیان تیار ہوتے ہیں۔

تحریک جدید انجمن احمدیہ کے ذریعہ خلفاء سے محبت و عقیدت تو بڑھی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کا نام افریقن بہت پیار سے لیتے ہیں۔ احمدی افریقن بھائی حضرت مصلح موعودؓ کا نام سنتے ہی آبدیدہ ہو جاتے ہیں اور بے ساختہ کہہ اٹھتے ہیں کہ اس پا (بزرگ) کے ذریعہ حقیقی اسلام ہمیں ملا ہے۔

تحریک جدید کے قیام کے بعد حضور نے محسوس فرمایا کہ پاک و ہند کے دیہاتوں رورل ایریا کی جماعتوں میں موجود احباب و خواتین کو خلافت کے نظام سے مربوط طریق سے باندھنے کے لئے وقف جدید کی انجمن کی بنیاد رکھی۔ جس کے تحت احباب جماعت کی تعلیم و تربیت و اصلاح احوال کے لئے معلمین کا نظام جاری فرمایا۔

سامعین! خلافت کے دوام اور استحکام کے لئے ایک اہم اقدام آپ کا جماعتی نظام کے اندر ذیلی تنظیموں کا قیام ہے اور یوں ہر چھوٹے بڑے جوان بوڑھے اور بچی اور عورت کو براہ راست خلیفۃ المسیح سے باندھ دیا ہے اور اس طرح جہاں نظم و ضبط کو قائم رکھنے میں یہ نظام معاون و ممد ثابت ہوا ہے وہاں ہر فرد کی روحانی، اخلاقی و جسمانی حالت بھی بہتر ہوئی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تسخیر کائنات سے متعلق آیات اور نظام فلکی کا بہت گہری نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد ایک نظام کے اندر تنظیم در تنظیم کا نظام قائم فرمایا کہ جس طرح بے شمار ستارے اور اجرام فلکی بغیر کسی ٹکراؤ کے بلا روک ٹوک اپنے مدار میں گردش کر رہے ہیں اور نہ یہ آپس میں ٹکراتے ہیں اور نہ ہی یہ اپنے میں بڑے نظام سے ٹکراؤ کا موجب ہوتے ہیں بعینہٖ ذیلی تنظیمیں اور مجالس اپنی اپنی جگہ پر اپنے دائرہ کار میں پوری طرح آزاد ہیں اور جماعت کا ممبر ہونے کے ناطہ سے جماعتی

نظام سے بھی منسلک ہیں اور ایک دوسرے کے لئے تقویت کا باعث بھی ہیں۔ نہ آپس میں ٹکراؤ اور نہ جماعتی نظام سے تصادم اور ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر محبت و پیار کے ساتھ ترقیات کی منازل نہ صرف تنظیمیں طے کر رہی ہیں بلکہ جماعت من حیث الجماعت اعلیٰ اخلاق کی بلندیوں کو طے کر رہی ہے اور ہر فرد اپنی ذات میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنے قدم آگے بڑھا رہا ہے۔

اس نظام کا ذکر کرتے ہوئے مجلس احرار کا ترجمان ''زمزم'' یوں لکھتا ہے:

''ایک ہم ہیں کہ ہماری کوئی بھی تنظیم نہیں اور ایک وہ ہیں کہ جن کی تنظیم در تنظیم کی تنظیمیں ہیں۔ ایک ہم ہیں کہ آوارہ منتشر اور پریشان ہیں۔ ایک وہ ہیں کہ حلقہ در حلقہ محدود و محصور اور مضبوط اور منتظم ہیں۔ ایک حلقہ احمدیت ہے۔ اس میں چھوٹا بڑا زن و مرد، بچہ بوڑھا، ہر احمدی مرکز ''نبوت'' پر مرکوز و مجتمع ہے مگر تنظیم کی ضرورت اور برکات کا علم و احساس ملاحظہ ہو کہ اس جامع و مانع تنظیم پر بس نہیں۔ اس وسیع حلقہ کے اندر متعدد چھوٹے چھوٹے حلقے بنا کر ہر فرد کو اس طرح جکڑ دیا گیا ہے کہ ہل نہ سکے۔ عورتوں کی مستقل جماعت لجنہ اماءاللہ ہے۔ اس کا مستقل نظام ہے۔ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر اس کا جداگانہ سالانہ جلسہ ہوتا ہے۔ خدام الاحمدیہ نوجوانون کا جدا نظام ہے۔ پندرہ تا چالیس سال کے ہر فرد جماعت کا خدام الاحمدیہ میں شامل ہونا ضروری ہے۔

چالیس سال سے اوپر والوں کا مستقل ایک اور حلقہ ہے۔ انصار اللہ جس میں چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان تک شامل ہیں۔ میں ان واقعات اور حالات میں مسلمانوں سے صرف اس قدر دریافت کرتا ہوں کہ کیا ابھی تمہارے جاگنے اور اٹھنے اور منتظم ہونے کا وقت نہیں آیا؟ تم نے ان متعدد مورچوں کے مقابلہ میں کوئی ایک بھی مورچہ لگایا؟ حریف نے عورتوں تک کو میدان جہاد میں لا کھڑا کیا..... میرے نزدیک ہماری ذلت و رسوائی اور میدان کشاکش میں شکست و پسپائی کا ایک بہت بڑا سبب یہی غلط معیار شرافت ہے۔''

(زمزم لاہور 23 جنوری 1945ء بحوالہ الفضل 18 اپریل 1945ء)

سامعین! نظام خلافت کو مزید مضبوط کرنے اور ہر فرد جماعت کے دل میں خلافت کی شمع روشن رکھنے کے لئے آپ نے ہر ذیلی تنظیم کا عہد تحریر فرمایا جو ہر چھوٹے بڑے اجلاس میں متعلقہ تنظیم کے ہر فرد سے لیا

جاتا ہے۔ ان تمام عہدوں میں خلافت کی مضبوطی اور اس کی حفاظت کے لئے مسلسل جدوجہد کرنے کے الفاظ شامل فرمائے۔ جیسے مجلس انصار اللہ کے عہد میں یہ الفاظ رکھے:

"نظام خلافت کی حفاظت کے لئے ان شاء اللہ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی کے پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔"

مجلس خدام الاحمدیہ کے عہد میں خلافت کے حوالہ سے یہ تاریخی الفاظ شامل فرمائے۔

"خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار رہوں گا اور خلیفہ وقت جو بھی معروف فیصلہ فرماویں گے اس کی پابندی کرنی ضروری سمجھوں گا۔"

مجلس اطفال الاحمدیہ میں بچوں کے حوالہ سے خلافت سے وابستہ رہنے کا ایک نرالا طریق استعمال فرمائے ہوئے یہ الفاظ تھے:

"حضرت خلیفۃ المسیح کی تمام نصیحتوں پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔"

لجنہ اماء اللہ کے عہد میں مستورات یوں عہد باندھتی ہیں:

"خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے تیار رہوں گی۔"

خلافت کی حفاظت واستحکام کے لئے ایک تاریخ ساز عہد

27 اکتوبر 1959ء کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے اٹھارہویں سالانہ اجتماع کے موقع پر حضور نے نوجوانوں سے ایک تاریخی اور تاریخ ساز عہد کیا۔

عہد لینے کے بعد آپ نے خدام کو مخاطب ہو کر فرمایا:

"یہ عہد جو اس وقت آپ لوگوں نے کیا ہے متواتر چار صدیوں بلکہ چار ہزار سال تک جماعت کے نوجوانوں سے لیتے چلے جائیں اور جب تمہاری نئی نسل تیار ہو جائے تو پھر اسے کہیں کہ وہ اس عہد کو اپنے سامنے رکھے اور ہمیشہ اسے دہراتی چلی جائے اور پھر وہ نسل یہ عہد اپنی تیسری نسل کے سپرد کر دے اور اس طرح ہر نسل اپنی اگلی نسل کو اس کی تاکید کرتی چلی جائے۔ اسی طرح بیرونی جماعتوں میں جو جلسے ہوا

کریں۔ ان میں بھی مقامی جماعتیں خواہ خدام کی ہوں یا انصار کی یہی عہد دہرایا کریں۔ یہاں تک کہ دنیا میں احمدیت کا غلبہ ہو جائے اسلام اتنا ترقی کرے کہ دنیا کے چپہ چپہ پر پھیل جائے۔"

(الفضل 28 اکتوبر 1959ء)

اس تاریخ ساز عہد میں یہ الفاظ شامل تھے:

"ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخر دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے۔"

(الفضل 28 اکتوبر 1959ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خلافت کی حفاظت اس کے دوام، استحکام اور سربلندی کے لئے جس درد اور رقت کے ساتھ اس عہد کو دہرایا اور پھر اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ

"آئندہ آنے والی صدیوں میں بھی اس کو دہرایا جائے"

سو اس ارشاد کی روشنی میں صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت سے پھر یہ عہد لیا ہے۔ سو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک حضرت خلیفۃ المسیح کے ہر حکم اور اشارے پر دائیں بھی لڑے گا، بائیں بھی لڑے گا، آگے بھی لڑے گا اور پیچھے بھی اور خلافت احمدیہ کی طرف بڑھنے والے ہر تیر کو اپنے ہاتھوں پر لے گا اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل اور کوئی دشمن کوشش خلافت احمدیہ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی اور خلافت احمدیہ دن دونی رات چوگنی ترقیات کی منازل طے کرتی چلی جائے گی اور فتوحات اس کے ورثے میں آئیں گی۔ یہ تبھی ممکن ہے کہ ہم میں سے ہر ایک یہ سمجھے کہ

"خلیفہ استاد ہے اور جماعت کا ہر فرد شاگرد۔ جو لفظ بھی خلیفہ کے منہ سے نکلے وہ عمل کئے بغیر نہیں چھوڑنا۔"

(سیدنا حضرت مصلح موعود از الفضل 2 مارچ 1946ء)

ہم میں سے ہر ایک سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل پیرا ہو۔

”آپ میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ دعاؤں پر بہت زور دے اور اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھے اور یہ نقطہ ہمیشہ یاد رکھے کہ اس کی ساری ترقیات اور کامیابیوں کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی ہے۔ وہی شخص سلسلے کا مفید وجود بن سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو اس کی کوئی بھی حیثیت نہیں جب تک آپ کی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت رہیں گی اور آپ اپنے امام کے پیچھے پیچھے اس کے اشاروں پر چلتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت آپ کو حاصل رہے گی۔“

(الفضل 30 مئی 2003ء)

اے تخیّل گر رسائی پر تجھے کچھ ناز ہے
تا سرِ عرشِ بریں تیری اگر پرواز ہے
شاخ ہائے سدرہ پر گر تُو نشیمن ساز ہے
عالمِ ملکوت سے تُو کچھ اگر ہم راز ہے
تو مرے محمود کے احسان کی تصویر کھینچ!
نقش ان کے حسن کا در پردۂ تحریر کھینچ!

(کمپوزڈ بائی: فضل اللہ شاہد۔ لٹویا)



﴿36﴾ ﴿مشاہدات۔409﴾

خلافتِ ثالثہ اور استحکامِ خلافت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:56-57)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

ناصرِ دین! تری روحِ مقدس کو سلام
دینِ احمد کی تب و تاب بڑھا دی تُو نے

معزز سامعین! آج میری تقریر کا موضوع ہے "خلافتِ ثالثہ اور استحکام خلافت"

اللہ تعالیٰ نے اپنا نور دنیا میں پھیلانے کے لئے انبیاء کی بعثت کا سلسلہ جاری فرمایا اور جب یہ انبیاء اپنا مشن مکمل کر کے اور اپنی طبعی عمر گزارنے کے بعد اس دنیا سے چلے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نظام خلافت کی صورت میں انہی فیوض و برکات کو جاری رکھنے کا سامان کرتا ہے۔ جماعتِ احمدیہ میں بھی قرآنِ کریم اور

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ پیش خبریوں کے مطابق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعد قدرت ثانیہ کا آغاز ہوا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ و حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عظیم دَور کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے دور مسعود میں بھی استحکامِ خلافت کا سفر جاری رہا۔

خلافت کا بار اٹھانا آسان کام نہیں۔ یہ خدائی نظام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ جس شخص کو منتخب کرتی ہے اُس پر بہت بڑی ذمہ داری پڑ جاتی ہے۔ وہ شخص وہ نہیں رہتا جو کہ وہ پہلے تھا۔ اُس کے اندر نمایاں تبدیلی آجاتی ہے اور اپنے خالق سے اُس کا براہ راست تعلق اور رابطہ قائم ہو جاتا ہے۔ دُنیوی سربراہوں اور اللہ کے چُنیدہ خلفاء میں بہت فرق ہوتا ہے۔ دُنیا کا لیڈر یا سربراہ اپنے آپ کو عوام کی امنگوں کے مطابق ڈھال لیتا ہے اور عوام کی باتوں کو مان کر اپنے آپ کو آگے بڑھاتا ہے جبکہ ایک روحانی لیڈر اپنے ماننے والوں کو اپنے جیسا بنانے کی کوشش میں زندگی گزار دیتا ہے۔ مومنوں کو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکامات اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے ارشادات کے مطابق ڈھالنے کی لگن میں لگا رہتا ہے جو کہ بہت ہی مشکل کام ہے۔ ان مشکل کاموں میں سے ایک اہم ترین کام اُس خلافت کی حفاظت ہے، اُس خلافت کا استحکام ہے جس کے انعام سے اللہ تعالیٰ نے اُسے فراز فرماتا ہے۔ اسلام کے اوائل میں خلافت کی حفاظت کرتے ہوئے تین خلفائے راشدین نے اپنی جانیں جانِ آفرین کے سپرد کر دیں اور آج خلافت علیٰ منہاج النبوہ کے دَور میں ہر خلافت میں خلافت کو کمزور کرنے کے لیے بعض دفعہ اپنوں اور غیروں کی طرف سے فتنے پیدا کیے گئے لیکن ہر خلیفہ ٔوقت نے اپنی پوری سعی اور کوشش اور دُعاؤں سے ان فتنوں کا قلع قمع کیا اور مومنوں کو اور جماعت کو ان فتنوں سے بچا کر محفوظ قلعہ میں جمع کیے رکھا۔ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو بھی اپنے آغازِ خلافت سے ہی ''مجددین'' کے فتنے سے واسطہ پڑا۔

حضورؒ نے اپنے خطبہ جمعہ 10 مارچ 1972ء میں فرمایا کہ

''بعض بیوقوف کمزور ایمان والے یہ کہتے بھی سنے گئے ہیں کہ مجدد تو اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور خلیفہ انسان بناتا ہے۔ اس بارہ میں موٹی بات تو یہ ہے کہ مجدد کون بناتا ہے اور کون نہیں بناتا اس کے متعلق ہمیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملتا ہے۔ قرآن کریم میں اس کے متعلق کوئی ارشاد نہیں... خلیفہ کون

بناتا ہے اور کون نہیں بناتا، اس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ النور میں فرماتا ہے لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ خلیفہ میں بناتا ہوں۔ اب جس کے متعلق قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے میں بناتا ہوں اس کے متعلق تو کہتے ہیں کہ خدا نہیں بناتا اور جس کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا نہیں بناتا اس کے متعلق کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بناتا ہے۔"

حضور رحمہ اللہ نے اپنے اس خطبہ جمعہ میں خلیفہ کا انتخاب منجانب اللہ ہونے کے حوالہ سے آیت استخلاف اور لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کی لطیف تشریح بیان فرمائی اور ایسے تمام شبہات کا ازالہ فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یوں اس فتنے کے تمام احوال کھول کر جماعت کے سامنے بیان فرمائے اور خلافت کو استحکام بخشا۔

سامعین! خلافتِ ثالثہ کے 17 سالہ دَور میں استحکام خلافت کو کئی اعتبار سے اور کئی پیمانوں سے دیکھا جا سکتا ہے۔ سورۃ النور کی آیت 57-56 میں جو 6 پیمانے بیان ہوئے ہیں آج مَیں اُن کے ارد گرد رہ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی استحکام خلافت کے لیے کی گئی سعی کا جائزہ لوں گا۔ وہ چھ پیمانے یہ ہیں:

1۔ تمکنتِ دین

2۔ خوف کو امن میں تبدیل کرنا

3۔ خدا کی توحید کے قیام کے لیے کوششیں

4۔ قیامِ نماز کے ذریعہ استحکامِ خلافت

5۔ زکوٰۃ اور مالی قربانی کے ذریعہ استحکامِ خلافت

6۔ رسولِ کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے حوالہ سے استحکامِ خلافت

آئیں! اب ان چھ پیمانوں کا علیحدہ علیحدہ جائزہ لیتے ہیں۔

1۔ سب سے پہلے تمکنت دین کو لے لیتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے حضرت بانئ جماعت احمدیہ کے اس مشن کو جاری رکھنے کا خوب حق ادا کیا اور ہر موقع پر احباب جماعت اور عوام الناس کی ہدایت و راہنمائی کے لیے ارشادات فرمائے اور ثمر آور تحریکات فرمائیں۔

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم القرآن کے سلسلہ میں ایک تحریک فرمائی جس کا مقصد یہ تھا کہ جماعت میں کوئی فرد بھی ایسا نہ رہے جو قرآن کریم ناظرہ نہ جانتا ہو۔ جو ناظرہ پڑھ سکتے ہوں وہ ترجمہ سیکھیں اور قرآنی معارف سے آگاہ ہوں۔ آپؒ نے سورۃ البقرہ کی پہلی سترہ آیات حفظ کرنے کی تحریک کی۔ آپؒ نے فرمایا کہ ہر گھر میں تفسیر صغیر ہونی چاہیے۔ آپؒ نے حفظ قرآن کی تحریک بھی پیش فرمائی۔ خلافت ثالثہ کا ایک اہم کارنامہ قرآن کریم کی وسیع اشاعت ہے۔

جماعت احمدیہ کی ایک امتیازی خصوصیت جو اس کو ہر دوسری جماعت سے جدا کرتی ہے وہ وقف زندگی کا نظام ہے۔ دنیا میں بے شمار ادارے اور تنظیمیں موجود ہیں اور اپنے اپنے مقاصد کے لئے بہت قربانیاں کرنے والے بھی ہیں مگر جس عظمت اور فدائیت کے ساتھ جماعت احمدیہ میں وقف زندگی کا نظام جاری ہے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ بے شمار لوگ ہماری جماعت میں ایسے ہیں جن کے سینوں میں وقف کرنے کی لَو تو جلتی رہتی ہے مگر مختلف مجبوریوں اور ذمہ داریوں کی بناء پر پوری زندگی یا لمبے عرصہ کے لئے وقف نہیں کر سکتے۔ ایسے دلوں کی تسکین کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خدا تعالیٰ کی رہنمائی سے وقف کا ایک اور دروازہ کھولا جو وقف عارضی کے نام سے موسوم ہے۔ براعظم افریقہ میں احمدیت کا پیغام جس شان سے آپ کے دور میں پھیلا وہ ایک عظیم اور درخشاں باب ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک کارنامہ مسجد بشارت کا سنگِ بنیاد رکھنا ہے۔ چنانچہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ جون تا اکتوبر 1980ء یورپ کے سفر کے دوران سپین (Spain) تشریف لے گئے اور قرطبہ (Cordoba) سے بائیس تئیس میل دور قصبہ پیدرو آباد (Pedro Abad) میں ایک مسجد کی بنیاد رکھی جو ساڑھے سات سو سال بعد تعمیر ہونے والی سپین میں پہلی مسجد ہے۔

(حیات ناصر جلد 1 صفحہ 446 از محمود مجیب اصغر)

دے کے اسپین کو اللہ کے گھر کا تحفہ
ظلمتِ کفر میں اک شمع جلادی تُونے

1967ء میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے یورپ کے متعدد ممالک کا دورہ کیا اور ڈنمارک (Denmark) کے دارالسلطنت کوپن ہیگن (Copenhagen) میں مسجد نصرت جہاں کے افتتاح کے علاوہ اقوامِ مغرب کو جلد آنے والی تباہیوں کے متعلق انذار فرمایا۔ پھر 1970ء میں حضورؒ نے مغربی افریقہ کے سات ممالک نائیجیریا، گھانا، آئیوری کوسٹ، لائیبیریا، گیمبیا اور سیر الیون کا دورہ فرمایا۔ اس دورہ میں منشائے الٰہی سے ایک خاص پروگرام کا اعلان فرمایا جس کا نام حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''لیپ فارورڈ پروگرام (Leap Forward Programme)'' تجویز کیا اور اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ایک لاکھ پونڈ (One hundred thousand Pounds Sterling) کا ''نصرت جہاں ریزرو فنڈ'' قائم کرنے کی تحریک فرمائی۔ اس تحریک کا مقصد افریقہ میں اسلام کا قیام و استحکام تھا۔ اس فنڈ سے افریقہ کے ممالک میں مزید تعلیمی سنٹر کھولے گئے۔ اس کے علاوہ وہاں طبی مراکز بھی قائم ہوئے۔ اسی فنڈ سے افریقہ کسی ملک میں ایک طاقتور ریڈیو سٹیشن قائم کرنے کی تجویز تھی۔ اسی طرح ایک بڑا پریس مرکز میں قائم کرنے کی تجویز تھی جس کے ذریعہ مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم اور دوسرا اسلامی لٹریچر شائع کا جانا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1967ء میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے درمیان امن اور اتفاق پیدا کرنے کی خاطر یہ تجویز دی کہ مسلمانوں کے تمام فرقے کچھ عرصہ کے لیے اپنے اندرونی اختلافات کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے محض اسلام کی تبلیغ اور تشہیر کے لیے مل کر کوشش کریں۔

(تاریخ احمدیت جلد 24 صفحہ 157)

آج جماعت احمدیہ بطور امن پسند جماعت کے دنیا بھر میں معروف و مقبول ہے۔ قیامِ امن کے لیے دنیا بھر میں جاری جماعتی کاوشوں کو بھی تشکر اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور جماعت کے سلوگن Love for all Hatred for none کی بہت تعریف کی جاتی ہے یعنی محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں۔ یہ نعرۂ امن و سلامتی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی زبانِ مبارک سے ہی ادا ہوا تھا۔ جو حضور نے 1980ء میں سپین کی سرزمین پہ فرمایا۔ نفرتوں سے بھری دنیا میں محبت کا یہ اعلانِ عام تھا جس کے سبب مغرب نے حضورؒ کو سفیرِ محبت کے نام سے یاد کیا۔

2۔خوف کو امن میں تبدیل کرنے کے لیے سعی و کوشش

سامعین! ایک فتنہ کا ذکر مَیں اوپر کر آیا ہوں۔اُس کی سر کوبی کے لیے مساعی کا ذکر بھی کر چکا ہوں۔اس فتنہ کے ساتھ بعض منافقین نے بھی سر اٹھایا تھا اور ایک فتنہ ’’رابعہ انقلابی‘‘ کا بھی اُٹھا مگر آپؒ نے اپنے خطبات، خطابات اور دُعاؤں سے ان کا مقابلہ کیا اور مخلصین جماعت کو آپؒ خلافت کے قریب کرتے چلے گئے۔فتنہ پردازوں کو تنبیہہ بھی کر دی کہ

’’جس خلافت کے گرد خدا تعالیٰ کی مدد اور اس کی نصرت پہرہ دے رہی ہے، اس خلافت کے قلعے پر تو تمہاری لات اگر پڑے گی تو تمہاری ہڈیاں بھی اِس طرح چُور چُور ہو جائیں گی کہ اُن کے ذرے بھی دنیا کو نظر نہیں آئیں گے‘‘

(خطبات ناصر جلد چہارم خطبہ جمعہ 10 مارچ 1972ء)

پس ان فتنہ کا انجام بھی وہی ہوا جو خدا کی جماعتوں کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کا ہوا کرتا ہے۔وہی انجام جو جماعت احمدیہ کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے کا ہمیشہ ہوا ہے۔کچھ ہی وقت میں اس فتنے کا زور ٹوٹ گیا اور منافقین کو اللہ تعالیٰ نے ایک بار پھر بتلا دیا کہ خلافتِ احمدیہ کے خلاف اٹھنے والی ہر طاقت کا مقابلہ وہ خود کرے گا کیونکہ اسی نے اس خلافت کو قائم فرمایا ہے اور آپؒ کے دور میں خلافت مستحکم ہوتی گئی۔

’’مجددین‘‘ کے فتنے سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’خلافتِ ثالثہ میں یہ سوال بڑے زور و شور سے اُٹھایا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مختلف موقعوں پر اور خطبات میں اس پر بڑی سیر حاصل بحث کی ہے۔پھر خلافتِ رابعہ میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے بھی یہ سوال کیا گیا۔بہر حال یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کو وقتاً فوقتاً اُٹھایا جاتا ہے یا ذہنوں میں پیدا ہوتا ہے، یا پیدا ہوتا رہا ہے۔اور منافق طبع لوگ جو ہیں اُن کی یہ نیت رہی ہے کہ کسی طرح جماعت میں بے چینی پیدا کی جائے کہ خلافت اور مجددیت میں کیا فرق ہے؟ اس بارے میں عموماً بڑی ہوشیاری سے علم حاصل کرنے کے بہانے سے بات کی جاتی ہے یا اُس حوالے سے بات کی جاتی ہے۔لیکن بعد میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ نیت کچھ اور تھی۔خاص طور پر خلافتِ ثالثہ میں یہ ثابت ہوا کہ اس کے پیچھے ایک فتنہ تھا۔

لیکن بہر حال اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ وعدہ ہے کہ آپ کے بعد آپ کی جاری خلافت کے لئے بھی وہ زبر دست قدرت کا ہاتھ دکھائے گا۔

(ماخوذ از رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304)

اس لئے ایسے فتنے جب بھی اُٹھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ختم کر دیئے کیونکہ جماعت کی اکثریت اُن کا ساتھ دینے والی نہیں تھی۔"

(خطبہ جمعہ 10 جون 2011ء)

معزز سامعین! جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ 1974ء کا سال ایک عظیم ابتلا لے کر آیا۔ اس وقت کی حکومت کی شہ پر پاکستان میں احمدیوں کے قتل و غارت اور لوٹ گھسوٹ کا بازار گرم رہا۔ معاندین نے احمدیوں کی مساجد، قرآن کریم کے نسخے اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیوں کے گھر نذر آتش کئے، احمدیوں کی دکانیں اور کاروبار تباہ کر دیئے گئے، فیکٹریوں کو آگ لگائی گئی، کئی احمدی شہید کر دیئے گئے، غرضیکہ احمدیوں کو بڑی قربانیاں دینا پڑیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو پہلے تحقیقاتی ٹربیونل میں بیان دینے کے لئے لاہور طلب کیا گیا اور پھر جرح کے لئے پاکستان قومی اسمبلی میں اسلام آباد بلایا گیا۔ کئی روز کی جرح کے دوران حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے عقائد کی خوب ترجمانی فرمائی۔

جماعت کے لئے یہ بہت نازک وقت تھا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ جماعت کی دلداری فرماتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور مسلسل کئی کئی راتیں جاگ کر مناجات کرتے رہے اور مخالفت اور ظلم و تشدد کے طوفان کے آگے ایک مضبوط چٹان کی طرح کھڑے ہو گئے اور اپنی دعاؤں اور اُولوالعزمی سے اس طوفان کا رُخ موڑ دیا۔ اس طرح 1974ء سے جماعت احمدیہ کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔

3۔ اللہ کی توحید کے قیام کے لیے سعی اور استحکام خلافت

سامعین! ہم جب آیتِ استخلاف کا مطالعہ کرتے ہیں تو خلافت کی تیسری برکت اور مضبوطی اللہ کی توحید کا قیام ہے اور اِس ناطے جب ہم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی زندگی پر ایک نظر ڈالیں تو ہمیں آپؒ

کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے عشق کے بارے میں آپؒ احبابِ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ہماری منزل اور ہماری پیدائش کی غرض اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنا اور اس کی محبت میں فنا کے لبادے کو اوڑھنا ہے۔ پہلی نسل تھی یا دوسری یا بیسیوں نسلوں کے بعد آج ہماری نسل اور ہمارے سامنے جو نوجوان احمدی مرد و عورت کی نسل ہے ان سب کا مطمح نظر اور ان کا مقصود یہی ہے کہ خدا سے پیار کرنا، اس حد تک پیار کرنا کہ وہ قادر و توانا ہستی جس کے مقابلہ میں ساری مخلوق کی قیمت ایک ذرّہ سے بھی کم ہے .... وہ قادر و توانا ہم جیسے عاجزوں سے پیار کرنے لگے یہ ہماری زندگی کا مقصد ہے۔“

(مصباح سیّدنا ناصر نمبر 2008 صفحہ 192)

اللہ تعالیٰ کی ہستی سے عشق اور توکّل آپ کی ذات کا خلاصہ تھا۔ حضرت خلیفہ المسیح الثالثؒ عشق الٰہی کے جذبے میں پور پور ڈوبے ہوئے تھے۔ آپؒ کی عبادات کے بارہ میں گھر کے ایک چوکیدار کی گواہی ہے کہ ”سارا دن آپ سخت کام کرتے اور رات گئے تک کام کرتے رہتے اور پھر ڈرائنگ روم میں تہجد ادا کرتے اور مناجات کرتے یہاں تک کہ باہر تک آوازیں آتیں۔“

ایک جرمن عیسائی Mr Joachim نے آپ سے ملنے کے بعد کہا ”مسائل کا علم نہیں ہے مگر میں مرزا ناصر احمد صاحب کے متعلق حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ یہ خدا کا بندہ ہے۔ اس کا خدا سے زندہ تعلق ہے۔“

(سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سے چند پھول، الفضل آن لائن 11 جون 2020ء)

4۔ نماز کا قیام

سامعین! اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور کی ان آیات میں خلافت کے قیام اور اُس کے دوام کو جن تین شرائط سے مشروط کیا ہے اُن میں سر فہرست قیامِ نماز ہے۔ اس کے لئے حضور رحمہ اللہ نے بھی خصوصی مساعی فرمائی۔ جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا ہے کہ آپؒ کے دورِ خلافت میں اسپین اور کوپن ہیگن کی مساجد کے افتتاح بھی ہوئے۔ پیدرو آباد کی مسجد اسپین میں 750 سال کے بعد قائم ہونے والی پہلی مسجد تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

”تم اللہ کی عبادت کرو اور اس نیت سے عبادت کرو کہ جو حکم بھی نازل ہو گا ہم اس کو بجالائیں گے اور ہر بات جس سے روکا جائے گا ہم اس سے باز رہیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ کی عبادت خالص اطاعت کے ساتھ ہی ہو سکتی ہے۔ ورنہ اسلام اسے عبادت قرار ہی نہیں دیتا۔ اگر لمبی لمبی نمازیں پڑھنے والا فحشاء اور منکر سے باز نہیں آتا تو اس کی نمازیں سچی نمازیں نہ ہوں گی۔ کیونکہ سچی نماز تو فحشاء اور منکر سے روکتی ہے۔“

(خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 314)

5۔ زکوٰۃ اور مالی قربانی کے ذریعہ استحکام خلافت

سامعین! آپؒ کے دَور میں اللہ تعالیٰ نے جہاں جماعت کی تعداد میں اضافہ فرمایا اور نت نئ جگہوں پر اسلام احمدیت کے پودے لگے وہاں مالی نظام بھی مستحکم ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے منشا اور حکم کے مطابق جماعت احمدیہ کی بنیاد 1889ء میں رکھی گئی۔ اس لحاظ سے 1989ء میں اس کے قیام پر سو سال پورے ہوئے اس سال سے جماعت کی دوسری صدی شروع ہوئی جو اللہ تعالیٰ کی بشارات کے مطابق غلبہ اسلام کی صدی ہے۔ اس دوسری صدی کے استقبال کے لئے جس کے شروع ہونے میں ابھی سولہ سال باقی تھے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے حسب منشاء الٰہی جلسہ سالانہ 1973ء کے موقع پر جماعت ہائے بیرون کی تربیت، اشاعتِ اسلام کے کام کو تیز سے تیز تر کرنے، غلبۂ اسلام کے دن کو قریب سے قریب تک لانے اور نوع انسان کے دل خدا اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتنے کیلئے ایک عظیم منصوبے کا اعلان فرمایا۔ اس کے اغراض و مقاصد کی وضاحت اس منصوبے کی تکمیل کیلئے مالی قربانی کے سلسلہ میں حضور نے فرمایا:

”میں نے مخلصین جماعت سے آئندہ سولہ سال میں ڈھائی کروڑ روپیہ (Rs. 2,50,00,000) جمع کرنے کی اپیل کی تھی اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے یہ اعلان بھی کر دیا تھا کہ انشاء اللہ یہ رقم پانچ کروڑ (Rs. 5,00,00,000) تک پہنچ جائے گی“

حضورؒ نے نصرت جہاں اسکیم کے لیے صرف ایک لاکھ پاؤنڈ کا مطالبہ کیا تھا مگر پیاری جماعت نے اڑھائی لاکھ پاؤنڈ یعنی ترپن لاکھ روپے سے بھی زیادہ اپنے پیارے خلیفہ کی خدمت میں پیش کر دیے۔ حضرت

خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان میں بچوں کے ذمہ وقف جدید کیا تھا اور اُس وقت سے وہاں بچے خاص شوق و ذوق کے ساتھ یہ چندہ دیتے ہیں۔

6۔ رسولِ کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے حوالہ سے استحکامِ خلافت

سامعین! سورۃ النور کی آیات میں آخری بات جس سے خلافت کو استحکام ملا وہ اطاعتِ رسولؐ ہے۔ جماعت احمدیہ کا پہلا سِرا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جُڑتا ہے اور دوسرا سِرا بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منسلک ہوتا ہے۔ احبابِ جماعت کے اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اِس تعلق کو مزید مستحکم بنانے کے لیے حضورؒ نے سعی بلیغ فرمائی۔ آپؒ نے اس پر خطبات دیے۔ 1974ء کو قومی اسمبلی کی کاروائی کے آخری روز آپ نے نہایت رقت آمیز الفاظ میں قرآن عظیم کو ہاتھ میں لے کر ایوان میں اپنی تقریر کا اختتام ان الفاظ میں کیا۔

”ان تیرہ دنوں میں اگر کوئی شخص میرے دل کو چیر کے دیکھ سکتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس میں خدا اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے سوا اور کچھ نہیں ہے“ آپ کی اس محبت کی وجہ سے جو روحانی چہرہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرما رکھا تھا اس کو دیکھ کر بعض دہریئے بھی خدا کے قائل ہو جاتے۔

معزز سامعین! اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور کی اِن آیات میں ان تمام چھ امور کا نتیجہ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ کے الفاظ میں بیان فرمایا تا کہ تم رحم کیے جاؤ اور جب اللہ رحیم و رحمان کسی پر رحم کر دے تو اُسے ذاتی طور بھی مضبوطی عطا کرتا ہے اور جماعتی لحاظ سے بھی استحکام ملتا ہے۔ آپؒ کے دَور میں بہت سے دشمنوں نے جماعت کے خلاف سازشیں کیں، خلافت کے نظام کو ملیامیٹ کرنے کی کوششیں بھی ہوئیں، جماعت کے اتحاد کو زخمی کرنے کے لیے حکومتیں بھی آملیں اور جماعت احمدیہ اور خلافت کے مقابل پر ایک اور خلافت کے قیام کی کوششیں ملکوں کے سربراہوں کی صورت میں ہوئیں مگر آپؒ کی خداداد عقل و فراست سے دشمن کی یہ تمام سکیمیں زمین بوس ہوتی چلی گئیں اور خلافت کے سایہ تلے جماعت ترقی کرتی چلی گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ فرماتے ہیں:

”میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو جائے گا تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔“

(خلافت حقہ اسلامیہ صفحہ 18)

مے خانہ ہستی کا حسین پیرِ مغاں تھا
وہ شخص کہ اِدراک کا زندہ جہاں تھا

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿37﴾ ﴿مشاہدات۔410﴾

خلافتِ رابعہ اور استحکامِ خلافت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۗ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا ۗ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:56-57)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

ہر سلسلہ تھا اس کا خدا سے ملا ہوا
چپ ہو کہ لب کشا ہو بلا کا خطیب تھا

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے ”خلافت رابعہ اور استحکامِ خلافت“

ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ

”جس طرح پر قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی قولی کتاب ہے اور قانونِ قدرت اس کی فعلی کتاب ہے۔ اسی طرح پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بھی ایک فعلی کتاب ہے جو گویا قرآن کریم کی شرح اور تفسیر ہے“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 34)

حضور علیہ السلام کے اس اہم ارشاد کو اگر ہم میں سے ہر ایک اپنے اوپر لاگو کرے اور کرنا بھی چاہیے تو ایک بہت ہی حسین اور پیارا مضمون نہ صرف اُبھر کر سامنے آتا ہے بلکہ یہ ارشاد قرآن کریم کی تعلیمات جو 700 سے زائد احکاماتِ خداوندی پر مشتمل ہیں پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب بھی دلاتا ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ کی عملی تصویر بننے کی کوشش کرتا ہے۔ بالخصوص ہمارے خلفائے کرام جو اللہ تعالیٰ کے چنیدہ بندے ہوتے ہیں وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنے کے حوالہ سے ہم سب سے آگے ہوتے ہیں جو ہمارے لیے بطور نمونہ کے ہوتے ہیں۔ اِسی مضمون کو لے کر اگر ہم آگے بڑھیں تو ہمارے پانچوں خلفائے کرام اس میدان میں نمایاں نظر آتے ہیں جس میں ایک استحکامِ خلافت بھی ہے جس کے لیے تمام خلفاء نے قرآنی تعلیمات کا عملی لبادہ اوڑھے رکھا اور احبابِ جماعت کو بھی اِن تعلیمات کی عملی تصویر بننے کی طرف توجہ دلاتے رہے۔ آج مجھے قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے 21 سالہ دَور میں خلافت کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کے لیے سعی بلیغ کا ذکر کرنا ہے۔ اِس کے لیے سورۃ النور کی آیات 56-57 کو بنیاد بناتے ہوئے ان چھ اُمور کے ذریعہ استحکام خلافت کا ذکر کروں گا۔

وہ چھ امور یہ ہیں:

1۔ تمکنتِ دین

2۔ خوف کو امن میں تبدیل کرنا

3۔ خدا کی توحید کے قیام کے لیے کوششیں

4۔ قیامِ نماز کے ذریعہ استحکامِ خلافت

5۔ زکوٰۃ اور مالی قربانی کے ذریعہ استحکامِ خلافت

6۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے حوالہ سے استحکامِ خلافت

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات جماعت احمدیہ عالمگیر پر ایک پہاڑ بن کر گری۔ دنیا بھر کے احمدی غم اور خوف کی حالت میں ایک دفعہ پھر سے قدرتِ ثانیہ کے ظاہر ہونے کے لیے خدا کے حضور جھک گئے جبکہ دوسری طرف منافقین اور مخالفین نے پھر سے ایک دفعہ جماعت میں فتنہ کھڑا کرنے کی کوشش کی اور اخبارات ورسائل میں مَن گھڑت افواہوں، بے بنیاد اور غلط الزامات کو پھیلانا شروع کر دیا اور اس خوش فہمی میں مبتلاء ہو گئے کہ ان کی ناپاک کوششوں سے جماعت میں تفرقہ اور انتشار پیدا ہو جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ایک دفعہ پھر مخالفین کی جھوٹی خوشیاں پامال ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے ایک بار پھر قدرت کا نشان دکھاتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کو قدرتِ ثانیہ کا مظہر رابع کے طور پر دنیا کے سامنے لا کھڑا کیا۔

ان چھ اُمور کے حوالہ سے تفصیل میں جانے سے قبل یہ بتا دینا ضروری ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مسندِ خلافت پر متمکن ہوتے ہی بڑی برق اور سُبک رفتاری کے ساتھ جماعت کی قیادت فرمائی اور احبابِ جماعت کی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ دعوت الیٰ اللہ کی طرف احباب کو توجہ دلائی۔ سارے ملک یعنی پاکستان سے جُھنڈ کے جُھنڈ لوگ بسوں، کاروں اور ویگنوں کے ذریعہ ربوہ پہنچنے لگے۔ غیروں کے لیے مجالس سوال و جواب عام ہوئیں تو اپنوں کے لیے مجالس عرفان کے انعقاد میں کثرت ہوئی۔ جس سے سارے ملک میں ایک ہیجان کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ نچلی سطح سے لے کر اعلیٰ سطح تک جماعت احمدیہ کی اِس ترقی کا جب چرچا ہونے لگا تو دشمنِ احمدیت فوجی ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق کو فکر لاحق ہو گئی۔ اُس نے جماعت پر اسلامی اصطلاحات کے استعمال پر پابندی کا آرڈیننس جاری کیا۔ احمدیت کو کینسر کا نام دے کر معاشرے میں سے ختم کرنے کی ڈھانی۔ جماعت احمدیہ میں خلافت جیسے روحانی نظام پر تبرّ چلانے کے ارادوں کا نہ صرف اظہار کیا بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو قید کرنے کے منصوبہ کا بھی اظہار کیا۔ تب ہم نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظاروں کو دیکھا۔ ہمارے خلیفۃ المسیح کو پاکستان سے ہجرت کرنا پڑی۔ ہجرت کرنے کے وقت جو روح پرور اور ایمان افروز واقعات پیش آئے اُن کا تذکرہ اگر اختصار کے ساتھ نہ کیا جائے تو خلافتِ رابعہ میں استحکامِ خلافت کا مضمون ادھورا رہ جائے گا۔ اس فوجی ڈکٹیٹر کا ارادہ تھا کہ ہمارے

خلیفہ حکومتی آرڈیننس کے مطابق اپنے خطبات و تقاریر میں کوئی اسلامی اصطلاح استعمال کریں جو قابلِ گرفت ہو تو فوراً انہیں گرفتار کر لیا جائے۔ تب جماعت کے سرکردہ عمائدین کے مشورہ سے آپؒ نے برطانیہ ہجرت کرنے کا ارادہ کیا۔ ہجرت کرنے سے قبل مسجد مبارک میں نماز عشاء کے بعد آپؒ نے موجود احباب کو مخاطب ہو کر صبر اور دعاؤں کی تحریک فرمائی اور فرمایا:

''مَیں خدا کی قسم کھا کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ دنیا کی ساری طاقتیں بھی مل کر آپ کو شکست نہیں دے سکتیں۔ لازماً آپ کامیاب ہوں گے''

(الفضل 4 مئی 1984ء)

سامعین! اس موقع پر ہجرت نبویؐ کی تاریخ دہرائی گئی۔ مکرم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب علیٰ الصبح ایک قافلہ کی صورت میں اسلام آباد کو روانہ ہوئے جس سے سیکیورٹی ایجنسیز کو یہ تاثر ملا کہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ربوہ چھوڑ کر اسلام آباد کو روانہ ہو گئے ہیں۔ جبکہ حضورؒ اس سے قبل الگ سے ایک قافلہ کی صورت میں کراچی کو روانہ ہو چکے تھے۔ جہاں سے آپؒ ہالینڈ کے راستہ لندن بحفاظت پہنچ گئے۔ کراچی ائیر پورٹ پر رات گئے حکومتی شخصیات کو جگا کر پوچھا گیا کہ مرزا طاہر احمد صاحب بیرون ملک روانہ ہو رہے ہیں کیا انہیں جانے دیا جائے کیونکہ ہمارے کاغذات میں مرزا ناصر احمد صاحب پر باہر جانے پر پابندی ہے۔ چونکہ رات اپنے تاریک اندھیروں سے چھا چکی تھی اور ائیر پورٹ انتظامیہ خدائی تقدیر کے مطابق بار بار حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کا نام لے رہی تھی اس لیے کسی نے اس طرف توجہ نہ کی اور اللہ تعالیٰ نے خلافت کی حفاظت کرتے ہوئے جماعت احمدیہ میں اِس انعامِ الٰہی کو جاری و ساری رکھا۔

نہ بجھا سکیں انہیں آندھیاں جو چراغ ہم نے جلائے تھے
کبھی لَو ذرا سی جو کم ہوئی تو لہو سے ہم نے اُبھار دی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ربوہ سے لندن ہجرت کے فوراً بعد 4 مئی 1984ء کو احبابِ جماعت کے نام ایک پُر شوکت، محبت بھرا اور جذبات سے بھرپور ایک پیغام تحریر فرمایا جس سے احبابِ جماعت کے حوصلے بہت بلند ہوئے۔

اس میں حضورؒ نے فرمایا:

”زمینی لوگوں سے ہمیں کوئی امید نہیں، ہماری نگاہیں صرف آسمان کی طرف اٹھتی ہیں اور آسمان ہی کی طرف ہماری گریہ وزاری کا شور بلند ہو رہا ہے۔ یہ شور اب دبنے کا نہیں بلکہ بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے گا۔ سجدہ گاہوں میں بہنے والے ہمارے آنسو تو اب رکنے کے نہیں اب تو انہیں بہنا ہے اور بہتے چلے جانا ہے ... یہاں تک کہ وہ دن آئے گا اور خدا کی قسم! وہ دن دُور نہیں جب رحمتِ باری خود ہم پر جھکے گی اور قدموں سے اُٹھا کر اپنے سینے سے لگالے گی اور اپنے پیار کی گود میں بٹھائے گی اور اس کی شفقت کا ہاتھ ہمارے آنسو پونچھے گا.... اس کے پیار کی سرگوشیاں ہمیں سنائی دیں گی کہ اے میرے بندو! میرے در کے فقیرو! میری خاطر تم بہت روئے اب میری خاطر اپنے آنسو خشک کر لو..... غموں کے دن بیت گئے اور خوشیوں کا زمانہ آگیا اٹھو اور بلند آواز سے میری حمد کے ترانے گاؤ۔ آسمان کی طرف نظریں اٹھاؤ اور فوج در فوج میری نصرت کے فرشتوں کو نازل ہوتے ہوئے دیکھو۔ دیکھو! کس طرح غم کی ہر تقدیر کو خوشی کی تقدیر میں تبدیل کیا جائے گا اور ہر دکھ کے اندھیرے کو روشنی میں بدل دیا جائے گا۔ ایسا ہو گا اور ضرور ہو گا۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ سیدنا طاہر نمبر 27 دسمبر 2003ء صفحہ 24)

سامعین! حضور رحمہ اللہ کے لندن پہنچنے کے بعد جو تقویت خلافت کے نظام کو ملی وہ تاریخ احمدیت میں ایک نئے باب کے اضافہ کا موجب ہوئی۔ ساری دنیا سے حضرت خلیفۃ المسیح کے ڈائریکٹ رابطے ہو گئے، جماعتیں مستعد ہوئیں۔ خلیفۃ المسیح کے دنیا بھر سے رابطے بڑھے۔ بہت سی مساجد کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جلسہ سالانہ میں حاضری میں اضافہ ہونے کی وجہ سے خلافت کو استحکام ملا۔ آپؒ کے ہی دَور میں جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر عالمی بیعت شروع ہوئی۔ ہر سال جماعت احمدیہ میں نئے شامل ہونے والوں میں سے جو جلسہ سالانہ UK میں شامل ہوتے وہ دیگر شرکائے جلسہ سمیت حضور کے ہاتھ پر بیعت کرتے۔ اس بیعت کو MTA کی براہ راست نشریات کے ذریعہ دنیا بھر میں دیکھا جاتا اور اس طرح دنیا بھر کے احمدی تجدید بیعت کرتے اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ خلیفۃ المسیح سے ملاقاتوں میں آسانیاں پیدا ہونے سے خلافت کی محبت احبابِ جماعت کے دلوں میں بڑھتی گئی۔ احبابِ جماعت کی قرآنی تعلیمات اور سنتِ رسول کے مطابق اصلاح و تعلیم و تربیت دیکھنے کو ملی اور وہ نظارے دیکھنے کو ملے جن کا ذکر خاکسار آغاز

میں اپنی تقریر میں کر آیا ہے اور ہر احمدی مجسم اسلامی تصویر بن کر اُبھرا۔ آپؒ کے دَور میں احبابِ جماعت میں اخوّت اور بھائی چارہ بڑھا۔ حضرت خلیفۃ المسیحؒ کے مسجد فضل لندن میں براجمان ہونے سے قبل چند نمازی مسجد میں نظر آتے تھے۔ آپؒ کے تشریف لانے پر مسجد فضل کی رونقوں میں اضافہ ہوا اور یہ تعداد دسیوں سے نکل کر ہزاروں میں داخل ہوئی۔ لوگ مسجد فضل کے باہر احاطہ میں بھی نماز پڑھتے دکھائی دیتے۔ یہ سب کچھ خلافت کے استحکام میں اضافہ کا باعث بنا۔ عشاقِ خلافت کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ آج آپؒ کی وفات کے 21 سال گزرنے کے بعد دنیا بھر میں جماعتِ احمدیہ ایک اور مسلمان فرقہ کے طور پر پہچانی جانے لگی ہے۔ لوگ اور اسکولز و کالجز کے طلبہ اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے احمدیہ مساجد کا رُخ کرتے ہیں۔ احمدیت کے Fame میں اضافہ ہوا اور یہ اُس استحکام اور تقویت کا نتیجہ ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی لندن ہجرت کے بعد خلافت کو ملی۔ اللھم زد فزد

معزز سامعین! اب مَیں نہایت اختصار کے ساتھ اُن چھ امور میں سے چند ایک پر روشنی ڈالتا ہوں۔ سب سے پہلے خوف کی حالت کو امن میں بدل کر خلافت کو استحکام بخشا۔ حضورؒ کے انتخاب کے بعد ابتدائی ایام بہت نازک اور ابتلاء کے دن تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ آیت استخلاف کے مطابق کیے گئے وعدوں کو خلافت کے ذریعہ پورا فرمایا اور خوف کے حالات کو امن میں بدل دیا۔ حضورؒ نے فرمایا۔

”ربوہ کی ایک ایک گلی گواہ ہے بڑے سے بڑا ابتلا جو ممکن ہو سکتا تھا، تصور میں آسکتا تھا وہ آیا اور گزر گیا اور کوئی زخم نہیں پہنچا سکا جماعت کو اور انتہائی وفا کے ساتھ کامل صبر کے ساتھ ساتھ جماعت اس عہد پر قائم رہی کہ ہم خلافت احمدیہ سے وابستہ رہیں گے اور اس کی خاطر اپنا سب کچھ لٹا دینے کے لیے تیار ہوں گے۔“

(خطبہ جمعہ مورخہ 18 جون 1982ء بحوالہ خطباتِ طاہر جلد اوّل صفحہ 17)

پھر خدا کی توحید کا پرچار ہے۔ خدا کی توحید اور اُس کے پیار کو احباب جماعت کے دلوں میں جاگزین کرنے سے بھی خلافت کو استحکام ملتا ہے۔ آپؒ نے بارہا اپنے خطابات، خطبات اور درس و تدریس میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذکر فرمایا ہے۔

جیسا کہ 14/اپریل 1989ء کو حضور رحمہ اللہ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”ہمارا تو Birth Mark آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا کی محبت ہے اسے کس طرح مٹاؤ گے۔ ہمارے گھروں کو جلادو، ہمارے جسموں کو جلادو، ہمارے اموال لوٹ لو، ہماری عورتوں، بچوں اور مردوں کو فنا کردو مگر خدا کی قسم! محمد مصطفیٰؐ کے خدا کی قسم!! اور کائنات کے خدا کی قسم!!! کہ احمدیت کے دل میں محمد مصطفیٰؐ اور اللہ کی محبت کا جو Birth Mark ہے اس کو تم نہیں مٹاسکتے۔ تمہیں طاقت کیا، استطاعت کیا ہے کہ ان دلوں تک پہنچ سکو؟ تمہاری آگیں جسموں تک جاکر ختم ہو جائیں گی۔ ہاں دلوں تک پہنچنے والی ایک آگ ہے جو خدا جلاتا ہے اور جب وہ فیصلہ کرے گا تمہارے دل پر بھڑکائی جائے گی تو دنیا کی کوئی طاقت تمہیں اس آگ کے اثرات سے بچا نہیں سکتی۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14/اپریل 1989ء)

سامعین! اللہ تعالیٰ نے خلافت کی ایک اور برکت اور استحکام کو یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا (النور:56) کے الفاظ میں بیان فرمایا ہے اور اسی کا ذکر آیت استخلاف کے بعد آنے والی آیت میں وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ کے الفاظ میں قیامِ نماز کی ہدایت دے کر فرمایا ہے کہ اگر خلافت کی برکات میں دوام چاہتے ہو اور لازماً ہر احمدی اس برکت میں مدامت کا متمنی ہو گا تو پھر نمازوں کا قیام کرو۔ اِسی سلسلہ میں حضورؒ کا رہنما طریق جو ہم نے دیکھا وہ یہ تھا آپؒ سردی، گرمی، آندھی، بارش، طوفان میں مسجد ضرور تشریف لاکر نماز پڑھاتے رہے اور آخری علالت کے وقت آپؒ کاندھوں کے سہارے مسجد میں تشریف لائے اور جہاں تک احباب جماعت کو باجماعت نمازی بنانے اور عبادت گزار بنانے کا تعلق ہے آپؒ نے فرمایا:

”عبادت کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ہم ہوا میں سانس لیتے ہیں۔ کئی قسم کے زندہ رہنے کے طریق ہیں جو انسان کو لازم کئے گئے ہیں مگر ہوا اور سانس کا جو رشتہ زندگی سے ہے ایسا مستقل دائمی لازمی اور ہر لمحہ جاری رہنے والا رشتہ اور کسی چیز کا نہیں۔ پس عبادت کو یہی رشتہ انسان کی روحانی زندگی سے ہے۔ یہ عبادت ذکر الٰہی کی صورت میں ہمہ وقت جاری رہ سکتی ہے لیکن وہ نماز جو قرآن کریم نے ہمیں سکھائی اور سنت نے جسے ہمارے سامنے تفصیل سے پیش کیا یہ وہ کم سے کم نماز ہے، کم سے کم ذکر الٰہی ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے میں خصوصیت کے ساتھ آج پھر جماعت کو نماز کی اہمیت کی طرف متوجہ کرنا

چاہتا ہوں۔..... میں حال کے موجودہ دور کی بات نہیں کر رہا میں مستقبل کی بات کر رہا ہوں۔ وہ لوگ جو آج نمازی ہیں جب تک ان کی اولادیں نمازی نہ بن جائیں جب تک ان کی آئندہ نسلیں ان کی آنکھوں کے سامنے نماز پر قائم نہ ہو جائیں۔ اس وقت تک احمدیت کے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ اس وقت تک احمدیت کے مستقبل کے متعلق خوش آئند امنگیں رکھنے کا ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا۔ اس لئے بالعموم ہر فرد بشر، ہر احمدی بالغ سے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو میں بڑے عجز کے ساتھ یہ استدعا کرتا ہوں کہ اپنے گھروں میں اپنی آئندہ نسلوں کی نمازوں کی حالت پر غور کریں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22 جولائی 1988ء، خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 508-507)

عبادت گزار بندے بنانے کے حوالہ سے بات ہو رہی ہے تو حضورؒ نے عبادت کرنے کے لیے سینکڑوں مساجد کی تعمیر کی طرف توجہ دلائی۔ جرمنی میں سو مساجد کی تحریک فرمائی کیونکہ مساجد کے مقاصد میں سے یہ ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہیے۔ پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو۔ محض للہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو۔ تب خدا برکت دے گا۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 93)

لہٰذا جہاں بھی مسیح محمدی کے متبعین اور پیروکاروں نے بود و باش کیا، وہاں انہوں نے خلفاء کی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے، خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال کی قربانی پیش کرتے ہوئے، نیز احمدی خواتین نے اپنے زیورات اور کنگن وغیرہ بھی راہ خدا میں پیش کرنے کی سعادت پاتے ہوئے مساجد تعمیر کیں۔ خواہ وہ یورپ ہو، ایشیا ہو، افریقہ ہو یا امریکہ یا جزائر ہوں دنیا کے تمام برّاعظموں اور کونے کونے میں مساجد تعمیر کی جارہی ہیں، جن سے خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا پرچار ہو رہا ہے۔

سامعین! لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا کے حوالے سے بات استحکامِ خلافت کی اگر کروں تو خلیج کی جنگ میں آپؒ نے اپنے خطابات میں مغربی طاقتوں بالخصوص امریکہ کو للکار کر بعض نصائح کیں جس پر بعض احباب جماعت نے حضورؒ کی خدمت میں تحریر فرمایا کہ ایسا کرنے سے حضور کی جان کو خطرہ ہے تو حضورؒ نے خطبہ میں فرمایا:

''امریکہ کے صدر جب بات کرتے ہیں عراق کے متعلق یا دوسری قوموں کے متعلق جو ان سے تعاون نہ کر رہی ہوں تو یوں لگتا ہے جیسے دنیا میں ایک خدا اُتر آیا ہے اور خدا بات کر رہا ہے اور جو موحد ہو وہ تکبر کے سامنے سر جھکا ہی نہیں سکتا پس تکبر کے خلاف آواز بلند کرنا موحد کا اوّلین فریضہ ہے اور جماعت دنیا کے موحدین میں صف اوّل کی موحد جماعت بلکہ توحید کی علمبر دار جماعت ہے توحید کا جھنڈا آج جماعت احمدیہ کے ہاتھوں میں تھمایا گیا ہے اس لیے ہم شرک کے خلاف آواز بلند کریں گے۔ ہر تکبر کے خلاف آواز بلند کریں گے اور دنیا کا کوئی خوف ہماری اس آواز کا گلا نہیں گھونٹ سکتا کیونکہ وہ مصنوعی خدا جو دنیا کی تقدیر پر قابض ہونے کی کوشش کرتے ہیں ان کے سامنے سر جھکانا اور موحد ہونا بیک وقت ممکن نہیں۔ جب مَیں ایسے تبصرے کرتا ہوں تو تو بعض احمدی مجھے لکھتے ہیں کہ ہمیں آپ کی فکر پیدا ہوتی ہے آپ کیوں ایسی باتیں کرتے ہیں۔ مَیں اُن کو یاد دلاتا ہوں کہ مَیں اس لیے ایسی باتیں کرتا ہوں کہ میرے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسی ہی باتیں کیا کرتے تھے۔ جب آپؐ نے توحید کے حق میں آواز بلند کی تو مکہ کیا تمام دنیا نے آپ کی مخالفت کی تھی...... پس مجھے کس بات سے ڈراتے ہیں۔ امریکہ کی طاقت ہو یا یہود کی طاقت ہو یا انگریز کی طاقت ہو یا تمام دنیا کی اجتماعی طاقتیں ہوں اگر توحید کی آواز بلند کرتے ہوئے پارہ پارہ بھی ہو جاؤں تو خدا کی قسم میرے جسم کا ذرہ ذرہ یہ اعلان کرے گا فُزۡتُ بِرَبِّ الۡکَعۡبَہ۔ فُزۡتُ بِرَبِّ الۡکَعۡبَہ مَیں خدائے کعبہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں کامیاب ہو گیا اور یہی وہ آواز ہے جو آج تمام دنیا کے احمدیوں کے دلوں سے اور ان کے جسموں کے ذرے ذرے سے اٹھنی چاہیے۔''

(خلیج کا بحران خطبہ 25 جنوری 1991ء صفحہ 182-181)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے زمانے میں مالی قربانی کی بے شمار تحریکات ہوئیں دنیا بھر میں جماعت کی ترقی اور پھیلاؤ کے ساتھ جو نئے تقاضے مصالحِ اسلام اور ترقی اسلام کے لیے سامنے آئے ان کو پورا

کرنے کے لیے افرادِ جماعت نے دل کھول کر اپنے اموال پیش کیے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ان مالی قربانیوں میں احباب جماعت جن میں عورتیں بچے بوڑھے مرد سب شامل تھے خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مالی قربانی کے سلسلہ میں حضورؒ فرماتے ہیں:

”پس جب خدا تعالیٰ الٰہی جماعتوں کو خطرات میں سے گزارتا ہے اور ابتلاؤں میں سے گزارتا ہے اور پھر ان کو خرچ کرنے کی طرف بھی بلاتا ہے کہ ان خطرات اور مشکلات کے وقت میں میری راہ میں خرچ کرو تو عملاً یہ ایک ایسے دَور کی خوشخبری ہے جو بہت رحمتوں اور برکتوں والا دَور بعد میں آنے والا ہے اور اس سے پہلے دلوں کے زنگ دُور ہو رہے ہوتے ہیں اور صفائیاں ہو رہی ہوتی ہیں..... اللہ تعالیٰ تنگی ڈالنے کے لیے تم سے نہیں لے رہا وسعتیں عطا کرنے کے کے لیے لے رہا ہے۔ گویا خدا کی راہ میں جتنا خرچ کرو گے اتنا تمہیں وسعتیں نصیب ہوں گی۔ ہر جہت میں وسعت نصیب ہو گی، تمہارا مال بڑھے گا، تمہارا رعب بھی بڑھے گا، تماہرے نفوس میں بھی برکت پڑے گی، نئے خطے تمہیں نصیب ہوں گے، تمہارے مکانوں کو وسیع کیا جائے گا، تمہارے تعلقات وسیع ہوں گے۔“

(خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 541 خطبہ جمعہ 28 ستمبر 1984ء)

سامعین! ہم آج بھی دیکھتے ہیں کہ حضورؒ کے الفاظ کیسے حرف بہ حرف پورے ہو رہے ہیں۔ حضور رحمہ اللہ کے دَور کی چند اہم تحریکات میں سے بیت الحمد کا منصوبہ، سیّدنا بلال فنڈ، جرمنی میں تحریک سو مساجد، امریکہ میں پانچ نئے مراکز و مساجد کے قیام کی تحریک، جدید پرنٹنگ پریس کے قیام کے لیے تحریک، ہیومینٹی فرسٹ، مریم شادی فنڈ جیسی اہم تحریکات شامل ہیں۔

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا کہ

”مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“

اس الہام میں یہ بھی ایک اشارہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ کو ناکام ونامراد کرنے کے لیے معاندین کی تدبیریں بظاہر اتنی مضبوط ہوں گی کہ شائد کسی کے لیے ان کا مقابلہ کرنا آسان نہ ہو گا لیکن خدائے قادر وتوانا نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو یہ بشارت دی کہ وہ خود دشمن کی تدبیروں کو پامال کر دے گا اور جماعت کا پیغام دنیا بھر میں پہنچانے کے بھی سامان ہوں گے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع

رحمہ اللہ کے دَور میں دنیا بھر میں ایک اہم تبلیغ کا ذریعہ MTA بنا۔ خلیفۂ وقت اور جماعت کے درمیان رابطے کا ایک نہایت اہم اور مرکزی ذریعہ وہ خطباتِ جمعہ اور خطابات ہوتے ہیں جو خلیفۂ وقت ارشاد فرماتے ہیں۔ حضور رحمہ اللہ کی پاکستان سے لندن ہجرت کے بعد آپ کے خطبات اور خطابات کی آزادانہ ادائیگی کا سلسلہ شروع ہوا۔ ابتدا میں تو کیسٹس ریکارڈ کر کے پاکستان اور دیگر ممالک کی جماعتوں میں بھجوائی جاتی تھیں پھر وڈیو بھی ریکارڈ کی گئیں تا کہ لوگ ان خطبات کو سن سکیں کیونکہ خلیفۃ المسیح اور جماعت احمدیہ کے درمیان جو محبت اور فدائیت کا تعلق ہے اس کی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملتی اور جب خلیفۃ المسیح کی اپنی آواز میں کوئی پیغام افرادِ جماعت تک پہنچتا ہے تو اس کا اثر غیر معمولی ہوتا ہے۔ خدمتِ دین اور قربانیوں کے نئے جذبے دلوں کو زندہ کر دیتے ہیں۔ حضور رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”میرا تجربہ ہے کہ خلیفۂ وقت کی طرف سے جو بات کوئی دوسرا پہنچاتا ہے اس کا اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا براہِ راست خلیفۂ وقت سے کوئی بات سنی جائے۔ میرا اپنا زندگی کا لمبا عرصہ دوسرے خلفاء کے تابع ان کی ہدایات کے مطابق چلنے کی کوشش میں صَرف ہوا ہے اور مَیں جانتا ہوں کہ کوئی پیغام پہنچائے کہ فلاں خطبہ میں خلیفہ نے یہ بات کی تھی اور خطبہ میں خود حاضر ہو کر وہ بات سننا دونوں باتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔“

(خطبہ جمعہ 8 جنوری 1993ء خطبات طاہر جلد 12 صفحہ 20)

1991ء میں جلسہ سالانہ قادیان پر حضور رحمہ اللہ قادیان تشریف لے گئے اور اس تاریخی جلسہ کی کاروائی کو بذریعہ سیٹلائٹ فون پر براہ راست سنوایا گیا اور اس کے بعد خدا تعالیٰ نے اسلام کا پیغام پہنچانے کی ایک راہ ایم ٹی اے کی صورت میں مہیا کر دی۔ 31 جنوری 1992ء کو ایم ٹی اے کا باقاعدگی سے آغاز ہوا اور آج دنیا بھر میں اس کی نشریات لائیو دکھائی جاتی ہیں۔

الغرض تینوں خلفاء کی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دَور میں بھی خلافت مستحکم ہوتی چلی گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" حضرت صاحب کی زندگی کا دوسرا عظیم الشان مقصد خلافتِ احمدیہ کے استحکام اور نظامِ جماعت کی مضبوطی کی صورت میں دکھائی دیتا ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے خلافتِ احمدیہ کے ہر پہلو سے استحکام کے لیے انتھک محنت کی ہے۔ چنانچہ آپ کی زندگی میں نمایاں شان سے خلافت کا مقام ہر دل میں اُجاگر اور قائم ہوا۔ آپ نے اپنے دَورِ خلافت کے پہلے خطبہ میں ہی خلافت کو آئندہ ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رہنے کی بشارت دے دی تھی جو بڑی شان سے آپ کی وفات کے وقت پوری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل اور احسان سے جماعت احمدیہ کو ہر ایک فتنہ سے محفوظ رکھا اور ایک ہاتھ پر سب کو اکٹھا کر دیا۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ خصوصی اشاعت سیدنا طاہر نمبر مطبوعہ 27 دسمبر 2003ء)

خلافت جو ملی ہے مومنوں کو ایک نعمت
یہ نعمت تب ملے، احکام اسلام پر جب تعمُّل ہے
کیا ہے عہدِ بیعت جب، تو پھر اس کے اشارے پر
فدا ہونے میں کس کو اک ذرا سا بھی تامُّل ہے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿38﴾ ﴿مشاہدات۔390﴾

خلافت خامسہ اور استحکام خلافت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:56-57)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

یہ خدا کا ہی بڑا فضل ہے کہ وطن وطن میں ہے روشنی
اگر ایک چاند ہے چھپ گیا تو نیا بھی آ کے ضیاء کرے
ترے ساتھ بھی ہے وہی خدا جو سدا سے کرتا رہا وفا
ترے منہ سے جو بھی نکل گیا، ہے مرا یقیں، وہ خدا کرے
ترے لفظ لفظ حقیقتیں، یہ جو حکم ہیں یا نصیحتیں
مری روح بھی، مرا جسم بھی، مرا رؤاں رؤاں وفا کرے

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ ”خلافت خامسہ اور استحکامِ خلافت“

تقریر کے آغاز پر اپنے پیارے سامعین کو یہ بتا دینا ضروری ہے کہ خلفاء کے مابین ترقیات و فتوحات کا موازنہ کرنا مناسب نہیں ہوتا۔ مختلف نوعیت کی ترقیات اور ترقیات مختلف اوقات میں مختلف نوعیت کی ہوتی ہیں اور ہر خلیفہ قرآنی آیت قُلۡ كُلٌّ يَّعۡمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ (بنی اسرائیل:85) کے مطابق اپنی اپنی خداداد صلاحیتوں اور قویٰ کو بروئے کار لا کر جماعت کی ترقی اور احبابِ جماعت کی تعلیم و تربیت کرتا ہے اور استحکامِ خلافت و حفاظتِ خلافت کے لئے مستعد رہتا ہے۔ 2003ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات کے بعد حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ نے زمامِ خلافت سنبھالی اور آج 21 سالہ دَورِ خلافت میں کوئی دن، کوئی گھڑی ایسی نہیں گزری جس میں آپ استحکامِ خلافت کے لئے مستعد نظر نہ آئے ہوں۔ یہ آج برملا کہا جاسکتا ہے کہ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ نے پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد خلافت کی بناء رکھی تھی خلافت خامسہ کے دور میں وہ ایک تناور درخت بن گیا ہے جس کی ٹھنڈی چھاؤں میں کروڑوں روحانی باشندے بسیرا کرتے اور اپنے آپ کو محفوظ پاتے ہیں۔ اِس مبارک درخت کی ہری بھری شاخوں، کونپلوں اور سدا بہار رنگ برنگے، خوشبودار پھولوں سے اندازہ لگا کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کے باغوں میں بہار سال میں ایک دفعہ آتی ہے جبکہ یہ درخت سدا بہار ہے۔ اور اس پر بسیرا کرنے والے طیور پر حضرت مسیح موعودؑ کے یہ الفاظ کہ اے میرے درختِ وجود کی سرسبز شاخو پورے اُتر رہے ہیں۔ اس 21 سالہ دور کا استحکامِ خلافت کے حوالے سے وقت کی رعایت سے سرسری سا جائزہ حاضرین کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ آپ نے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات پر آپؒ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

”اے جانے والے! تو نے اس پیاری جماعت کو جو خوشخبری دی تھی وہ حرف بحرف پوری ہوئی اور یہ جماعت پھر بنیان مرصوص کی طرح خلافت کے قیام اور استحکام کی طرف کھڑی ہوئی۔ ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم ...... خلافت احمدیہ کو قائم رکھنے کی خاطر ہر قربانی دینے کے لئے تیار رہیں گے۔“ (الفضل انٹر نیشنل 2/ مئی 2003ء)

شرائط بیعت اور استحکام خلافت

سامعین! حضور انور نے آغاز خلافت میں ہی جب تجدید بیعت ہو رہی تھی خطبات کا ایک سلسلہ شروع فرمایا۔ جس میں بیعت کی اہمیت، اس کی برکات اور تاثیرات بیان کرنے کے ساتھ ساتھ دس شرائط بیعت کو تفصیل سے بیان فرمایا اور آغاز خلافت میں ہی احباب جماعت کے ذہنوں کو خلافت کے استحکام اور بقا کی طرف مائل کر کے ان کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ فرمایا اور یوں احمدی کو مضبوطی کے ساتھ خلافت کے ساتھ باندھ دیا۔ جو استحکام خلافت کا باعث بنا۔ بعدازاں یہ خطبات "شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں" کے عنوان سے طبع بھی ہو گئے۔ شرائطِ بیعت کی اہمیت و افادیت پر خطابت کا سلسلہ گاہے بگاہے جاری رکھا۔

نظام وصیت اور استحکام خلافت

حضرت مسیح موعودؑ نے 1905ء میں ایک مختصر رسالہ "الوصیت" تحریر فرمایا جس میں آپؑ نے ایک طرف نظام خلافت کی خبر دی تو دوسری طرف نظام وصیت کا اعلان فرمایا۔ خلافت کے قیام کا تعلق بھی اعمالِ صالحہ سے ہے اور نظام وصیت بھی کامل مومن، باخدا لوگ پیدا کرنے کے لئے، دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے لوگ پیدا کرنے کے لئے وجود میں آیا۔ گویا دونوں نظام ایک دوسرے کے ممد و معاون ہیں خلافت باخدا اور خدا نما لوگ پیدا کرنے کا ذریعہ ہے اور نظام وصیت خلافت کے محافظ اور وفادار بنانے کا طریق ہے لہٰذا جس حد تک نظام وصیت مضبوط ہو گا۔ نظام خلافت مستحکم و مربوط ہوتا چلا جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2004ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ میں اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ 2008ء تک جماعتوں میں چندہ دہندگان کا کم از کم نصف ضرور اس مبارک نظام سے منسلک ہو۔ تا جہاں جماعت کا مالی نظام مضبوط ہو وہاں متقی، پرہیز گار، نمازی دیندار لوگ جماعت کو نصیب ہوں۔ آپ کی اس خواہش پر دنیا بھر کے احمدیوں نے لبیک کہا اور 38 ہزار سے یہ تعداد بڑھ کر لاکھوں میں داخل ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"یہ نظام وصیت بھی ذہنوں اور مالوں کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے...... یہاں پاک کرنے کے ذریعے سے یہ مطلب ہے کہ پاک ذرائع سے کمائی ہوئی جو دولت ہے اس کو جب پاک مقاصد کے لئے خرچ کیا جائے گا تو

اس سے تمہارے اندر جہاں روحانی تبدیلیاں پیدا ہوں گی وہاں تمہارے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت پڑے گی جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے دعا کی ہے رسالہ الوصیت میں اور تین دفعہ یہ دعا کی ہے کہ ایسے لوگوں کو جو اس نظام میں شامل ہوں نیک اور پاک لوگوں کی جماعت بنا دے...... جہاں اس نظام میں شامل ہونے والے تقویٰ میں ترقی کریں گے وہاں جماعت کی مضبوطی کا باعث بھی بنیں گے۔"

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 559-560)

ایم ٹی اے اور استحکام خلافت

سامعین! گو MTA کا مبارک پوداسیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دور میں لگا اور اس نے بہت ترقی پائی۔ تاہم ہمارے موجودہ امام کے دور میں خلافت کی مضبوطی کے لئے اس نے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح جہاں کہیں بھی ہیں اس نے دنیا بھر کی جماعت کو رابطہ میں رکھا۔ حضور کے خطبات، خطابات، دورہ جات ایمانوں کو جلا بخشنے کا موجب بنے۔ احمدیوں کے دلوں میں خلیفۃ المسیح سے محبت کا اضافہ ہوا۔ خلافت سے تعلق بڑھا اور وحدت پیدا ہوئی۔ حضور کے دور میں عربوں اور یورپ کے لئے الگ الگ چینل کا بھی آغاز ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ایم ٹی اے نے تو ہر احمدی کو جو ایم ٹی اے دیکھتا ہے دنیا میں منعقد ہونے والے جلسوں کے نظارے دکھا کر ایک ایسی وحدت میں پرو دیا ہے جس نے مختلف قوموں کے احمدیوں کے مزاج اور روایات بھی ایک کر دیئے ہیں۔"

(الفضل انٹرنیشنل 18 جولائی 2008ء)

پھر ایک موقع پر فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے کی جو نعمت اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے۔ اس نے جماعتوں میں وحدت اور خلافت سے ایک تعلق کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 2 جنوری 2009ء)

خطبات اور استحکام خلافت

حضور انور کے خطبات جو ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست سنے جاتے ہیں۔ احباب جماعت میں وحدت پیدا کرنے کا موجب بنتے ہیں۔ ایک ہی وقت میں حضور کا خطبہ ساری دنیا میں موجود کروڑوں افراد سنتے اور فوراً عمل کرنے کو دوڑتے ہیں۔ حضور انور نہایت درد کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے احباب جماعت کی تعلیم وتربیت اور اصلاحِ احوال پر نصائح فرماتے ہیں اور ہر احمدی سب سے پہلا مخاطب اپنے آپ کو سمجھتا ہے۔

حضور فرماتے ہیں:

”ہر احمدی کو چاہئے کہ جب بھی کوئی نصیحت سنے یا خلیفہ وقت کی طرف سے کسی معاملے میں توجہ دلائی جائے تو سب سے پہلا مخاطب اپنے آپ کو سمجھے۔“

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 257)

”میں جس ملک میں خطبہ یا تقریر میں کوئی بات کروں...... جہاں جہاں بھی احمدی موجود ہیں وہ سب اس کے مخاطب ہوتے ہیں جب ہم یہ سمجھیں گے تو تبھی ہم میں یک رنگی پیدا ہو گی اور تبھی ہم ایک رب العالمین کو ماننے والے کہلا سکیں گے۔“

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 597)

اس کے علاوہ جو عظیم برکت سلامتی کی صورت میں ہر جمعہ کے روز تمام احمدیوں کو ملتی ہے وہ بھی ناقابل بیان ہے۔ حضور خطبہ سے قبل السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر دنیا بھر کے احمدیوں کو سلامتی کی دعا دیتے ہیں اور جواباً ساری دنیا کے احمدی خلیفۃ المسیح پر سلامتی بھیج کر وحدت اور یکرنگی کا مظاہرہ کر رہے ہوتے ہیں۔

دلدادہ و دلدار ہوئے یک دل و یک جاں
دریائے محبت ہے جو ہر سمت رواں ہے

نظام شوریٰ اور استحکام خلافت

سامعین! ہمارے پیارے موجودہ امام نے اپنے دور میں دنیا بھر میں منعقد ہونے والی مجالس ہائے شوریٰ پر خطبات اور پیغامات کے ذریعہ جہاں انتظامیہ کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ فرمایا وہاں ممبران شوریٰ کو ان کے فرائض سے مطلع فرمایا اور تقویٰ کو پیش نظر رکھ کر آراء دینے اور خلیفۃ المسیح کی طرف سے منظوری کے بعد فیصلہ جات کو ایک سال تک اپنے اپنے حلقوں میں لاگو کرنے کی طرف توجہ دلائی اور یوں آپ کے تاریخ ساز دور میں نظام شوریٰ مضبوط بنیادوں پر قائم ہوا جو نظام خلافت کی تقویت کا باعث بنا۔

آپ فرماتے ہیں:

”نظام خلافت کے بعد دوسرا اہم اور مقدس ادارہ جماعت میں شوریٰ کا ادارہ ہی ہے اور جب خلیفہ وقت اس لئے بلا رہا ہو اور احباب جماعت بھی لوگوں کو اپنے میں سے منتخب کر کے اس لئے بھیج رہے ہوں کہ جاؤ! اللہ تعالیٰ کی تعلیم دنیا میں پھیلانے، احباب جماعت کی تربیت اور دوسرے مسائل حل کرنے اور خدمت انسانیت کرنے کے لئے خلیفہ وقت نے مشوروں کے لئے بلایا ہے اس کو مشورے دو تو کس قدر ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔ اگر یہ تصور لے کر مجلس شوریٰ میں بیٹھیں تو پوری طرح مجلس کی کارروائی سننے اور استغفار کرنے اور درود بھیجنے کے علاوہ کوئی دوسرا خیال ذہن میں آ ہی نہیں سکتا تا کہ جب بھی اس مجلس میں رائے دینے کے لئے کھڑا کیا جائے تو صحیح اور مکمل ذمہ داری کے ساتھ رائے دے سکیں کیونکہ یہ آراء خلیفہ وقت کے پاس پہنچتی ہیں اور خلیفہ وقت یہ حسن ظن رکھتا ہے کہ ممبران نے بڑے غور سے سوچ سمجھ کر کسی معاملے میں رائے قائم کی ہوگی۔“

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 196)

عبادات اور استحکام خلافت

سامعین! خلافت کا ایک گہرا تعلق عبادات سے ہے۔ سورۃ النور کی آیت استخلاف میں بھی خلافت کے قیام، اس کی حفاظت اور استحکام کو جن شرائط کے ساتھ باندھا ہے ان میں سر فہرست نماز ہی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انقلاب آفرین دور میں احباب جماعت کو متعدد بار نماز کے قیام کی طرف توجہ دلائی۔ بالخصوص خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے خطبات اور خطابات میں بار ہا اس امر کا

عندیہ دیا کہ اگر خلافت سے فیض میں تسلسل چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے عبد بننے کے حقوق ادا کریں۔ اس کی عبادت میں جُت جائیں اور نماز باجماعت کا قیام کریں۔ حضور کے ان اِرشادات، ہدایات اور نصائح کی روشنی میں دنیا بھر کے احمدی احباب نے اپنی نمازوں کی طرف بھرپور توجہ کی اور اپنے اندر ایک نمایاں تبدیلی محسوس کی جو استحکام خلافت کا موجب بنی۔ خلافت جوبلی کے موقع پر شکر کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔

”آج جب ہم خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر شکر کے جذبات سے لبریز ہیں اور خوشی منا رہے ہیں۔ دین کے اس سب سے اہم رکن کی طرف خاص طور پر ہر احمدی کی توجہ ہونی چاہئے کیونکہ خلافت کا وعدہ ان ایمان والوں کے ساتھ ہے جو نمازوں کے قیام کی طرف توجہ دینے والے ہیں۔ پس اگر حقیقی رنگ میں خلافت کے انعام پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بننا ہے تاکہ اس انعام سے ہمیشہ فیض پاتے رہیں تو اپنی نمازوں کے قیام کی طرف خاص توجہ دینا ہر احمدی کے لئے انتہائی ضروری ہے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 14 مارچ 2008ء)

پھر فرمایا:

”عبادتوں کے معیار قائم رکھیں تاکہ سب سے بڑی نعمت جو خلافت کی نعمت ہے وہ آپ پر ہمیشہ قائم رہے۔“

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 708)

تعلیم قرآن اور استحکام خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبات میں جس درد کے ساتھ احباب جماعت کو قرآن کریم کی تلاوت، اس کے ترجمہ اور اس کی تفسیر کی طرف توجہ دلائی وہ ایمانوں کی بڑھوتری کا موجب بنی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ حضور نے ڈنمارک اور ناروے میں توہین آمیز کارٹون کی اشاعت پر جو تاریخی خطبات ارشاد فرمائے ان میں بھی احباب کو ترجمہ کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ دلائی۔ جس سے احباب جماعت کا علم بڑھا اور احمدیت اور خلافت بارے

پائے جانے والے شکوک و شبہات کا جواب بآسانی دے پائے جو تقویت اور مضبوطی کا باعث بنے اور خلافت اس مبارک قدم سے مضبوط ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

”اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ یعنی قرآن کریم کے فرمانبردار ہو جاؤ اور ہر قسم کی بدعت و رسم سے مجتنب ہو جاؤ...... اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ہمیں حضرت مسیح موعود کے ذریعہ حبل اللہ یعنی قرآن کریم کو پکڑنے کی توفیق دی۔ ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ حبل اللہ سے مراد قرآن کریم ہے۔ قرآن کریم کو پڑھنا، سمجھنا اور اس پر عمل کرنا حبل اللہ کو پکڑنا ہے۔ آج خلافت سے وفا اور اطاعت کا تعلق رکھنے والا ہی حبل اللہ کو پکڑنے والا ہے۔“

(الفضل انٹر نیشنل 22/اگست 2008ء)

مالی جہاد اور استحکام خلافت

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک دور میں چندوں میں بے انتہا اضافہ ہوا۔ بیسیوں مالی تحریکات ہوئیں۔ جن میں احباب جماعت نے دل کھول کر حصہ لیا۔ آپ ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

”دوسری بات...... نمازوں کے ساتھ مالی قربانیوں کی طرف توجہ ہے...... میں نے نماز کے سلسلے میں ذکر کیا تھا کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے خلافت کے ذریعہ تمکنت عطا کرنے کا وعدہ فرماتا ہے وہاں اسے اپنی عبادت سے مشروط کرتا ہے اور اگلی آیت میں عبادت کی وضاحت کی کہ نماز کو قائم کرنے والے لوگ ہوں گے لیکن جہاں یہ ذکر ہے کہ نماز کو قائم کرنے والے ہوں گے وہ صرف نماز کے بارے میں ہی نہیں فرمایا بلکہ ساتھ ہی فرمایا کہ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ (النور 57:) کہ زکوٰۃ ادا کرو۔ زکوٰۃ اور مالی قربانی بھی استحکام خلافت اور تمہارے اس انعام پانے کا ذریعہ ہے۔“

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 152)

تحریکات اور استحکام خلافت

سامعین! حضور نے احباب جماعت کی فلاح و بہبود اور روحانی، جسمانی اور اخلاقی ترقیات کے لئے سینکڑوں تحریکات فرمائیں۔ جن کی تعمیل سے اطاعت و فرمانبرداری کا جذبہ ترقی پایا۔ جماعت نے مالی، اخلاقی، روحانی ترقی حاصل کی اور خلافت مستحکم ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں:

”خلفاء کی طرف سے مختلف وقتوں میں مختلف تحریکات بھی ہوتی رہتی ہیں۔ روحانی ترقی کے لئے بھی جیسا کہ مساجد کو آباد کرنے کے بارہ میں، نمازوں کے قیام کے بارہ میں، اولاد کی تربیت کے بارہ میں، اپنے اندر اخلاقی قدریں بلند کرنے کے بارہ میں، وسعت حوصلہ پیدا کرنے کے بارہ میں، دعوت الی اللہ کے بارہ میں، یا متفرق مالی تحریکات ہیں۔ تو یہی باتیں ہیں جن کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔“

(خطبات مسرور جلد اول صفحہ 343-344)

اطاعت اور استحکام خلافت

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبات کے ذریعہ احباب جماعت کو یہ چیز باور کرادی ہے کہ اطاعت کا دامن کبھی نہیں چھوڑنا کیونکہ اطاعت دین کا ستون ہے اور جماعت کی مضبوطی کا باعث ہے اس لئے ہر احمدی نے ہر عہدیدار کی اطاعت کرنی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

”ایک دن تمام دنیا پر احمدیت کا اور اسلام کا غلبہ ہو گا لیکن یہ سب کچھ تبھی ہو گا جب ہم خلافت کے نظام سے وابستہ رہیں گے اور خلافت کے ہر حکم پر لبیک کہنے کو اپنے ذاتی کاموں پر ترجیح دیں گے۔“

(خطبات لجنہ اجتماع برطانیہ یکم مئی 2004ء از الازھار لذوات الخمار جلد اول)

پھر فرمایا:

”مومن کی ایک بہت بڑی خصوصیت اطاعت ہے۔ امن قائم کرنے کے لئے تھوڑا سا نقصان بھی برداشت کرنا ہو تو کر لینا چاہئے اور اطاعت کو ہر چیز پر حاوی کرنا چاہئے اور اس کو ہر چیز پر مقدم سمجھنا چاہئے۔ اللہ کی رضا کے حصول کی کوشش کرنا اور اس پر توکل کرنا ایسی چیز ہے جس پر اللہ تعالیٰ انعامات سے نوازتا ہے اور پھر ایسے ذرائع سے مدد فرماتا ہے کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔“

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 295)

عہدیداران اور استحکام خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ عہدیداران کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یاد رکھیں امراء بھی، صدران بھی اور عہدیداران بھی اور ذیلی تنظیموں کے عہدیداران بھی کہ وہ خلیفہ وقت کے مقرر کردہ انتظامی نظام کا ایک حصہ ہیں اور اس لحاظ سے خلیفہ وقت کے نمائندے ہیں۔ اس لئے ان کی سوچ اپنے کاموں کو اپنے فرائض کو انجام دینے کے لئے اسی طرح چلنی چاہئے جس طرح خلیفہ وقت کی اور انہیں ہدایات پر عمل ہونا چاہئے جو مرکزی طور پر دی جاتی ہیں۔ اگر اس طرح نہیں کرتے تو پھر اپنے عہدے کا حق ادا نہیں کر رہے۔ جو اس کے انصاف کے تقاضے ہیں وہ پورے نہیں کر رہے۔"

(خطبات مسرور جلد2 صفحہ 951)

مربیان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"واقفین زندگی اور مربیان سے بھی مَیں یہ کہتا ہوں کہ دنیا چاہے آپ کے مقام کو سمجھے یا نہ سمجھے لیکن اللہ کی راہ میں قربانی کا جو آپ نے عہد کیا ہے اور پھر اس کو نیک نیتی سے خدا کی خاطر نبھا رہے ہیں تو دنیا کے لوگوں کی ذرا بھی پرواہ نہ کریں۔ چاہے اپنوں کے چرکے ہوں یا غیروں کے چرکے ہوں جو بھی لگتے ہیں ان پر خدا کے آگے جھکیں۔ آپ جماعتی نظام میں تعلیم و تربیت کے لئے، دنیا کو اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے، خلیفہ وقت کے نمائندے ہیں۔ یہ آپ کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ خلیفہ وقت نے بہت سی ایسی باتوں پر آپ پر انحصار کیا ہوتا ہے جن پر بعض فیصلے ہوتے ہیں۔ اس لئے اس ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے ہر دنیاوی اونچ نیچ کو دل سے نکال دیں اور یکسوئی سے وہ کام سرانجام دیں جو آپ کے سپرد کئے گئے ہیں۔"

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 953)

نظام جماعت اور استحکام خلافت

حضرات! نظام جماعت اور نظام خلافت ایک ہی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ ایک کو دوسرے سے تقویت ملتی ہے۔ جس حد تک نظام جماعت مضبوط ہو گا اس حد تک نظام خلافت مستحکم ہو گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے نظام جماعت کو مضبوط کرنے کے لئے جو سعی فرمائی وہ جہاد سے کم نہیں۔ آپ نے اپنے خطبات، خطابات اور پیغامات میں نظام جماعت کی اہمیت اور اس کی برکات کھول کھول کر بیان فرمائیں

اور فرمایا کہ کسی شخص کو نظام جماعت کے خلاف بات کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی کیونکہ آہستہ آہستہ یہ اعتراض بڑھتا بڑھتا خلیفہ وقت پر بھی آجاتا ہے۔ آپ نے فرمایا:

”نظام جماعت اور خلافت کا ایک تقدّس ہے جو کبھی آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دے گا کہ لوگوں میں بیٹھ کر یہ باتیں کی جائیں۔“

(خطبات مسرور جلد اول صفحہ 13)

پھر فرمایا:

”اگر کسی مجلس میں نظام کے خلاف یا نظام کے کسی کارکن کے خلاف باتیں ہو رہی ہوں تو اس کو پہلے تو وہیں بات کرنے والے کو سمجھا کر اس بات کو ختم کر دینا زیادہ مناسب ہے اور وہیں اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر اصلاح کی کوئی صورت نہ ہو تو پھر بالا افسران تک اطلاع کرنی چاہئے۔“

(خطبات مسرور جلد اول صفحہ 232)

دورے اور استحکام خلافت

سامعین! جماعتوں میں خلیفۃ المسیح کے مبارک قدم رنجہ فرمانے سے جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل کثرت سے نازل ہوتے ہیں اور برکات ملتی ہیں وہاں یہ دورے خلافت کے استحکام کا موجب بنتے ہیں کیونکہ مختلف ممالک میں اکثریت ایسے دوستوں کی ہوتی ہے جنہوں نے خلیفۃ المسیح سے براہ راست فیض نہیں پایا ہوتا اور یوں براہ راست فیض پا کر ہر فرد جماعت ایک تبدیلی محسوس کرتا ہے اور خلافت سے تعلق اور وابستگی مضبوط ہوتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دور خلافت میں قریبی ممالک کا تو متعدد بار دورہ فرمایا۔ دور دراز ممالک میں بنفس نفیس تشریف لے جا کر احباب جماعت کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ جہاں ان کے کاموں کو سراہا وہاں ان کی کمزوریوں کی نشان دہی فرما کر اصلاح کی طرف توجہ دلائی۔ سینکڑوں مساجد کے سنگ بنیاد رکھنے اور افتتاحی تقاریب میں شرکت فرما کر جہاں احباب جماعت کے ایمانوں کو جلا بخشنے کا موجب بنے وہاں غیروں سے ملاقات کر کے جماعت احمدیہ اور خلافت بارے پائے جانے والے شکوک وشبہات دور

فرمائے۔ اکثر جگہوں پر جلسہ ہائے سالانہ پر ایمان افروز، پُر معارف، دلپذیر خطابات فرما کر جماعتوں میں تیزی لانے اور خلافت کے ساتھ احباب جماعت کے تعلق کو مزید پختہ کرنے کا باعث بنے۔

جامعات اور استحکام خلافت

سامعین! خلافت خامسہ سے قبل قادیان اور ربوہ کے علاوہ 6 ممالک میں جامعات کھل چکے تھے۔ خلافت خامسہ میں کینیڈا، یوکے اور جرمنی کے علاوہ دسیوں ممالک میں جامعات کا اضافہ ہوا۔ حضور نے کینیڈا کے جامعہ کی افتتاحی تقریب میں بھجوائے گئے اپنے پیغام میں تحریر فرمایا کہ یہاں سے قرآن دان، واعظ اور علماء پیدا ہوں جو دنیا کی ہدایت کا ذریعہ ہوں۔

یہ تمام جامعات حضور انور کی براہ راست نگرانی میں کام کر رہے ہیں اور ان سے فارغ ہونے والے مربی بھی دیگر مربیان کی طرح حضور کے نمائندہ کے طور پر ساری دنیا میں پھیلے خلافت کی حفاظت اور استحکام کے لئے کام کر رہے ہیں۔

احباب جماعت کا تقویٰ، تزکیہ نفس اور استحکام خلافت

حضور انور کے خطبات کے پیش نظر تو ہر دن ہر فرد جماعت میں نمایاں تبدیلی کا پیغام لے کر آرہا ہوتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کا سفر جاری و ساری ہے۔ احباب جماعت کا یہ اخلاص، یہ نیکی، یہ تقویٰ لازماً اور لازماً استحکام خلافت تک منتج ہوتا ہے۔

حضور فرماتے ہیں:

”تقویٰ ایک انتہائی اہم چیز ہے جس کا ایک انسان کو اگر فہم و ادراک حاصل ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر کاربند ہو سکتا ہے۔ اس کا پرتو بن سکتا ہے اور ان کو پھیلانے والا بن سکتا ہے۔“

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 257)

لغویات و بدعات سے پرہیز اور استحکام خلافت

جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے دینی تعلیم احباب جماعت کے دلوں میں راسخ کرنے کے لئے مساعی فرمائی وہاں غیر دینی حرکات و سکنات سے بچنے کے لئے براہ راست نگرانی بھی کی اور خطبات بھی دیئے۔ جن میں شادی بیاہ کے موقع پر پائی جانے والی بدعات و رسومات کے علاوہ جدید ایجادات بالخصوص

انٹر نیٹ کے غلط استعمال کے بھیانک نتائج اور دیگر لغویات سے پرہیز پر خطبات ارشاد فرمائے اور جماعتی نظام اور ذیلی تنظیموں کے نظام کو حرکت میں لا کر نگرانی کروائی۔ جس کی بدولت احباب جماعت نے غیر دینی تعلیمات ورسومات سے دور رہنے کے قصد کئے جو خلافت کی مضبوطی کا باعث بنے۔ آپ نے دعا گو بابوں اور تعویذ گنڈوں کے سدباب پر بھی خطبات ارشاد فرمائے۔ آپ فرماتے ہیں:

”لغویات اور فضولیات میں نہ پڑیں اور استحکام خلافت کے لئے دعائیں کریں تا کہ خلافت کی برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں۔“

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 320)

”اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کروانے والی اگلی نسل کو پروان چڑھانا ہے۔ اگلی نسل کی تربیت کرنی ہے اس کے رسول سے محبت کرنے والی نسل کو پروان چڑھانا ہے۔ حضرت مسیح موعود اور خلافت احمدیہ سے وفا کرنے والی نسل کو پروان چڑھانا ہے۔“

(الازہار لذوات الخمار جلد 3 حصہ اول صفحہ 195-196)

جہاں حضور انور نے اپنے دور خلافت میں اور بہت سی کمیوں اور کمزوریوں اور خامیوں کی نشاندہی کر کے ان سے بچنے کی تلقین فرمائی وہاں غیر از جماعت میں رشتہ نہ کرنے کے معاملہ پر سختی سے عمل درآمد کروایا۔ جو استحکام خلافت کا موجب ہوا۔ آپ فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں اس بات پہ خاص طور پر توجہ دلائی ہے کہ احمدی لڑکیاں احمدی لڑکوں سے شادی کریں تا کہ آئندہ نسلیں احمدیت پر قائم رہیں...... ہمیشہ یاد رکھیں کہ جب تک آپ اس بات کو پلّے باندھے رکھیں گی کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے اس وقت تک آپ اللہ تعالیٰ کے انعاموں سے فیض پاتی رہیں گی اور اسی طرح لڑکے بھی فیض پاتے رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے انعاموں کے وارث بنتے رہیں گے۔ پس خلافت احمدیہ کے 100 سال پورے ہونے پر ہر احمدی یہ عہد کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو سب سے اوّل رکھے گا۔“

(الفضل انٹرنیشنل 9 مئی 2008ء)

امن اور استحکام خلافت

سورۃ النور کی آیت استخلاف میں خلافت کی ایک برکت "امن" بیان ہوئی ہے۔ جماعت احمدیہ خلافت کی اسی برکت کے صدقے بیرونی اور اندرونی سطح پر امن میں ہے۔ آج دینی معاشرہ، ماحول جس خلفشار کا شکار ہے۔ لڑائی جھگڑا، دہشت گردی، لوٹ مار، قتل وغارت کا بازار گرم ہے۔ اپنی طاقت اور قوت اور وحدت کھو چکی ہے۔ آئے روز ہنگامے جلوس اور توڑ پھوڑ معمول بن چکا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نہ صرف خود امن میں ہے بلکہ اوروں کے لئے بھی امن مہیا کرتی ہے اور ماحول میں پائی جانے والے اختلافات سے بالاتر ہو کر اپنے امام کی اقتداء میں اپنی انرجی اور قوت کو اشاعتِ اسلام کے لئے خرچ کرتی ہے اور خلافت کے سائے تلے دن دونی رات چونی ترقی کر رہی ہے اور یوں ہم تمام احباب خلافت کے حصار میں ہیں اور ہماری اس دینی ادا سے خلافت محفوظ سے محفوظ تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔

حضور پُر نور نے صد سالہ خلافت جوبلی کے سال برطانوی ممبران پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے انہیں یوں یقین دلایا:

"ان شاء اللہ خلافت احمدیہ ہمیشہ دنیا میں امن وآشتی کی علمبردار رہے گی اور دنیا میں جہاں جہاں احمدی آباد ہیں وہ اپنے اپنے وطنوں کے وفادار شہری رہیں گے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 2/ جنوری 2009ء)

خلافت سے محبت اور استحکام خلافت

سامعین! جماعت میں احباب جماعت اور خلافت میں پیار ومحبت کا رشتہ دو طرفہ ہے۔ ہر دو کو ایک دوسرے سے پیار و محبت ہے۔ احباب جماعت کی اپنے پیارے امام سے محبت اور عقیدت کے تعلق کو جماعت سے باہر تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اسی محبت وپیار سے خلافت دن بدن مستحکم ہوتی جا رہی ہے۔ آپ اس امر کا خود اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خلافت کے لئے لوگوں میں کس قدر اخلاص ہے۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہی نیک عمل اور اخلاص جماعت احمدیہ میں ہمیشہ استحکام اور قیام خلافت کا باعث بنتا چلا جائے گا۔"

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 315)

ایک اور جگہ پر فرمایا:

”اپنے بزرگوں کی اس قربانی کو یاد کریں اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ انہوں نے جو قیام اور استحکام خلافت کے لئے بھی بہت قربانیاں دیں۔ آپ میں سے بہت بڑی تعداد جو میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں یا جو میری زبان میں میری باتیں سمجھ سکتے ہیں اپنے اندر خاص تبدیلیاں پیدا کریں۔ پہلے سے بڑھ کر ایمان و اخلاص میں ترقی کریں۔ ان لوگوں کی طرف دیکھیں جو باوجود زبان براہ راست نہ سمجھنے کے، باوجود بہت کم رابطے کے، بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے زندگی میں پہلی دفعہ کسی خلیفہ کو دیکھا ہوگا اخلاص و وفا میں بڑھ رہے ہیں... جن کی گود میں خلافت سے محبت کرنے والے بچے پروان چڑھیں گے اس وقت تک خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں۔“ (خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 321)

صد سالہ خلافت جوبلی اور استحکام خلافت

خلافت کے مبارک الٰہی نظام کے قیام کو 100 سال پورے ہونے پر دنیا بھر میں تقاریب منعقد ہوئیں۔ جن میں سے بعضوں میں حضور انور نے بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ 27 مئی 2008ء کے تاریخی دن Excel سنٹر لندن میں ایک پُر وقار تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں حضور نے ولولہ انگیز پُر معارف خطاب فرمایا اور خلافت کے استحکام اور اس سے وفا کے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جانے کے لئے دنیا بھر میں بسنے والے جاں نثاروں سے ایک عظیم الشان عہد لیا۔ جن پروانوں کو MTA کی وساطت سے اس مبارک تقریب میں شمولیت کا موقع ملا ان میں ہر ایک اس بات کا گواہ ہے کہ گو اس تقریب میں شمولیت کے وقت ہمارے قدم زمین پر تھے مگر ہم روحانی طور پر پرواز کر کے آستانہ الوہیت میں حاضر ہیں اور ایک ایک لمحہ خلافت سے پیار، محبت، وفا کی طرف دعوت دے رہا تھا۔ خلافت کے استحکام کے حوالے سے احباب جماعت سے لئے گئے عہد کے الفاظ یہ تھے۔

”ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے۔ اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 25 جولائی 2008ء صفحہ 12)

اس سے قبل 2005ء میں صد سالہ خلافت جوبلی کیلئے حضور نے دعاؤں اور نوافل کا ایک جامع پروگرام احباب کے سامنے پیش فرمایا۔ جس میں مختلف دعاؤں کے ورد کرنے کی تلقین کے بعد فرمایا:

”پھر جماعت کی ترقی اور خلافت کے قیام اور استحکام کیلئے ضرور روزانہ دو نفل ادا کرنے چاہئیں۔“

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 323)

گزشتہ سو سال میں خلافت کی برکات سے ایک طرف جماعت نے غیر معمولی ترقی کی اور احباب جماعت میں نمایاں روحانی تبدیلی آئی تو دوسری طرف اندرونی اور بیرونی فتنے اٹھے۔ خلافت کو مٹانے کی مکروہ سازشیں اور منصوبے ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی اس قائم کردہ خلافت کی حفاظت فرمائی اور یہ شجر خلافت پھولتا پھلتا اور پھل لاتا رہا۔ تمکنت دین کا اندرونی اور بیرونی سطح پر نہایت مستحکم نظام قائم ہوا۔ ہر خوف امن میں بدلا۔ اور اس خلافت کے ذریعہ جماعت کو عالمی وحدت حاصل ہوئی اور توحید حقیقی کے عالمی قیام کا عمل تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم خلافت کے ساتھ اپنے تعلق کو پہلے سے مضبوط کریں اور اپنی نسلوں کو اس مبارک نظام کے ساتھ جوڑے رکھیں۔ حضور فرماتے ہیں:

”آج جماعت احمدیہ کا خلافت سے جو رشتہ قائم ہے وہ بھی اس لئے ہے کہ اس عہد بیعت کے تحت ہر احمدی اصل میں حضرت مسیح موعود کے ساتھ تعلق جوڑ رہا ہے اور پھر اس سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالیٰ سے تعلق قائم ہوتا ہے۔“

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 115)

سامعینِ کرام! کس کس لحاظ سے خلافتِ خامسہ میں استحکامِ خلافت کا ذکر کروں۔ آپ ایدہ اللہ کے دور میں ذیلی تنظیمیں مستحکم ہوئیں۔ اِن کی مضبوطی دراصل خلافت کے استحکام کا مُوجب بن رہی ہے۔ ورچوئل ملاقاتوں، ایک ہی وقت دو روزناموں یعنی الفضل آن لائن اور گلدستہ علم و ادب لندن نے استحکامِ خلافت پر بڑا اہم کردار ادا کیا۔ عابد خان صاحب کی ڈائری استحکامِ خلافت میں بڑی ممد ثابت ہوئی اور دنیا بھر کی پارلیمنٹوں سے حضور ایدہ اللہ کے خطابات نے احباب کے دلوں و دماغ میں ایک نئی روح دی۔

خلافت کے استحکام کے لئے اپنی کوششوں کو جاری رکھنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا ایک یہ بھی ہے کہ اپنے ماحول میں اپنے اردگرد بھی نظر رکھیں۔ اپنوں کو بھی سمجھائیں اور غیروں کو بھی سمجھائیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ خلافت احمدیہ کے قیام و استحکام کے لئے بھرپور کوشش کرنے کی اس روح کو اپنی نسلوں میں بھی پیدا کریں جو ایک مومن کیلئے ضروری ہے جس سے خلافت کے انعام کی آپ مستحق بنتی چلی جائیں گی۔"

(الفضل انٹرنیشنل 29/اگست 2008ء)

خدا کی عطا ہے نظامِ خلافت
صراطِ ھُدیٰ ہے نظامِ خلافت

(کمپوزڈبائی۔ زاہد محمود)



﴿39﴾ ﴿مشاہدات۔399﴾

تحریکات خلافتِ خامسہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:56-57)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

خدا کی عطا ہے نظامِ خلافت
صراطِ ھُدیٰ ہے نظامِ خلافت

معزز سامعین! آج مجھے حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیان فرمودہ تحریکات آپ معزز سامعین کے سامنے بیان کرنی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ہر فرستادہ اپنے اپنے دور میں اپنے پیروں کاروں کی تعلیم و تربیت، اصلاحِ احوال اور اُن کی استعدادوں کی سربلندی کے لئے مختلف اوقات میں تحریکات کرتے رہتے ہیں۔ قرآن کریم در حقیقت

اسلامی تحریکات کا ہی ایک مجموعہ ہے کہ یہ کرو اور یہ نہ کرو۔ پھر احادیث تحریکات سے بھری پڑی ہے۔ اِس دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی وفات کے بعد آپؑ کے خلفاء اپنے ماننے والوں کے لئے تحریکات کرتے رہے۔ آج ہمارے امام حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ جماعت کی ترقی اور احبابِ جماعت کی فلاح و بہبود کے لئے مسلسل 21 سالوں سے تحریکات کرتے چلے آرہے ہیں۔ تحریکات صرف خلیفۃُ المسیح کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے قول یا بُول ہی کا نام نہیں بلکہ آپ کی ہر حرکت و سکون میں بھی تحریکات چھپی پڑی ہیں۔ صحابہ رسولؐ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاموشی کے ساتھ پڑھتے تھے اور پھر اُس عمل کو حرزِ جان بنا لیتے تھے۔ آج مجھے حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی وہ تحریکات اختصار کے ساتھ بیان کرنی ہیں جو آپ نے وقتاً فوقتاً اپنے خطبات، خطابات اور پیغامات میں کیں۔ اِن میں سے بعض تحریکات مالی ہیں بعض اخلاقیات سے تعلق رکھتی ہیں، بعض اصلاحِ احوال و اصلاحِ معاشرہ سے ہیں۔ حضور انور نے جماعت کی علمی و عملی ترقی کے لئے بہت سی بابرکت سکیموں کا اعلان فرمایا ہے۔ یوں تو آپ کا ہر خطبہ جمعہ، ہر تقریر، ہر تحریر، ہر پیغام اور ہر ہدایت ہی ایک تحریک کا رنگ رکھتی ہے لیکن وہ امور جن پر حضور انور نے خصوصیت سے زور دیا، مسلسل ہدایات دیں۔ اِن میں سے وقت کی مناسبت سے چند ایک کا ذکر کر دیتا ہوں۔

خلافت سے زندہ تعلق رکھنے تحریک

سامعین! حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مبارک عرصہ دورِ خلافت میں متعدد بار خلافت سے زندہ اور گہرا تعلق قائم رکھنے اور مکمل طور پر اطاعت کا جوُا پہنے رکھنے کے طرف مسلسل ترغیب دلائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”اپنے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ سے جوڑ کر اور پھر خلافت سے کامل اطاعت کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ یہی چیز ہے جو جماعت میں مضبوطی اور روحانیت میں ترقی کا باعث بنے گی۔ خلافت کی پہچان اور اس کا صحیح علم اور ادراک اس طرح جماعت میں پیدا ہونا چاہئے کہ خلیفہ وقت کے ہر فیصلے کو بخوشی قبول کرنے والے ہوں۔“

(الفضل 18 مارچ 2014ء)

ایم ٹی اے سے استفادہ کی تحریک

فرمایا۔ ”کم از کم آپ کو میرے خطبات، تقاریر اور میرے دیگر پروگرام دیکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔“

(الفضل 5 نومبر 2013ء)

نیز فرمایا۔

”ہر احمدی کو روزانہ کچھ وقت مقرر کر کے اس کا کوئی نہ کوئی پروگرام ضرور سننا چاہئے۔“

(الفضل یکم نومبر 2013ء)

قیام نماز کی تحریک

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ آغاز خلافت سے ہی افراد جماعت کو نمازوں کی ادائیگی کی طرف مسلسل توجہ دلاتے رہے ہیں۔ چنانچہ ایک موقع پر آپ نے فرمایا:

”اگر نظام خلافت سے فیض پانا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کرو کہ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ یعنی میری عبادت کرو اس پر عمل کرنا ہو گا... دنیا کی ہر جماعت میں جہاں جہاں بھی احمدی آباد ہیں نمازوں کے قیام کی خاص طور پر کوشش کریں۔“

(الفضل 29 مئی 2007ء)

پھر فرمایا:

”اصلاح کا کام بہت بڑا ہے کسی کی اصلاح کرنے میں ہرگز تھکنا نہیں بلکہ چار ہزار دفعہ بھی کہنا پڑے تو کہیں۔ نہ تھکنا ہے اور نہ مایوس ہونا ہے نرمی سے سمجھاتے چلے جانا ہے۔“

(الفضل 22 مئی 2006ء)

دو نوافل اور نفلی روزہ کی تحریک

دنیا بھر میں خصوصاً پاکستان میں جماعت کی بڑھتی ہوئی مخالفت کے پیش نظر حضور انور نے 3 دسمبر 2010ء کو روزانہ 2 نوافل ادا کرنے کی تحریک فرمائی۔

(الفضل 18 جنوری 2011ء)

اسی طرح حضور انور نے 7 اکتوبر 2011ء کو ہفتہ وار ایک روزہ رکھنے کا بھی ارشاد فرمایا۔

(الفضل 29 نومبر 2011ء)

پھر حضور انور نے فروری 2016ء کے خطبہ جمعہ میں ہفتہ وار 40 نفلی روزوں کی تحریک فرمائی۔

مساجد کی تعمیر کے لئے تحریکات

سامعین! حضور نے فرمایا:

"مساجد کی ایک مد ہونی چاہئے اس میں جب بچے پاس ہو جائیں تو اس وقت یا کسی اور خوشی کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر میں چندہ دیا کریں۔"

(الفضل 23 فروری 2006ء)

حضور انور نے جرمنی میں سو مساجد سکیم کی تکمیل کی تحریک فرمائی۔

(الفضل 22 مئی 2004ء)

اسی طرح تمام دنیا میں مساجد کی تعمیر اور توسیع کی تحریک فرمائی۔ اور یہ سلسلہ ابھی بھی جاری ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کی تحریک

حضور انور نے 28 مئی 2004ء کے خطبہ جمعہ میں زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

"ایک اہم چندہ جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ کا بھی ایک نصاب ہے اور معین شرح ہے۔ عموماً اس طرف توجہ کم ہوتی ہے۔"

(الفضل 24 اگست 2004ء)

اس کے علاوہ چندہ شرح کے مطابق دینے، اپنی آمد درست لکھوانے اور اس کے مطابق چندہ دینے اور اس بارہ میں قول سدید اختیار کرنے کی تحریک کثرت سے فرمائی۔

تعلیم القرآن کے متعلق تحریکات

فرمایا:

”ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ وہ خود بھی اور اس کے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے اور اس کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں۔ پھر ترجمہ پڑھیں پھر حضرت مسیح موعود کی تفسیر پڑھیں... سب ذیلی تنظیموں کو اس سلسلہ میں کوشش کرنی چاہئے۔“

(الفضل 7 دسمبر 2004ء)

29 جولائی 2014ء کو حضور نے رمضان المبارک کے اختتامی درس میں فرمایا کہ مبلغین اور مربیان اپنی مقامی زبانوں میں تفسیر کبیر کا درس دیا کریں اور جہاں مربیان نہیں ہیں وہاں کوئی صاحب علم اس کا ترجمہ کرکے درس دے یا انگلش میں فائیو والیوم کمنڑی کا درس ہو۔ نیز فرمایا۔

”آج ہم احمدیوں کی ذمہ داری ہے ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآنی تعلیم پر نہ صرف عمل کرنے والا ہو اپنے اوپر لاگو کرنے والا ہو بلکہ آگے بھی پھیلائے۔“

(الفضل 11 نومبر 2005ء)

حضور نے فرمایا کہ بعض احمدی اپنے بچوں کے ختم قرآن پر آمین کی تقریب منعقد کرا لیتے ہیں اور بعد میں اس بات کا اہتمام نہیں کرتے کہ بچے باقاعدگی سے تلاوت کریں۔ یہ بات درست نہیں۔ مسلسل توجہ سے اس بات کی نگرانی کرنی چاہیے۔

(الفضل 07 فروری 2012ء)

وقف عارضی میں شمولیت کی تحریک

حضور انور نے مجلس مشاورت پاکستان 2004ء میں ربوہ کے علاوہ 5 ہزار واقفین عارضی مہیا کرنے کی تحریک کی۔

دعوت الیٰ اللہ کی تحریکات

فرمایا:

"دعوت الیٰ اللہ کریں۔ حکمت سے کریں۔ ایک تسلسل سے کریں۔ مستقل مزاجی سے کریں اور ٹھنڈے مزاج کے ساتھ مستقل مزاجی کے ساتھ کرتے چلے جائیں۔ دوسرے کے جذبات کا بھی خیال رکھیں اور دلیل کے لئے ہمیشہ قرآن کریم اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتابوں سے حوالے نکالیں۔"

(الفضل 21 دسمبر 2004ء)

اغیار کے حملوں کا جواب کیسے دیا جائے

سامعین! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ناپاک کارٹونوں کا جواب دینے کے لئے حضور انور نے سیرت النبیؐ کے جلسوں اور خطوط اور مضامین لکھنے کی تحریک فرمائی۔

(الفضل 7 اپریل 2006ء)

یورپ اور امریکہ میں وقتاً فوقتاً آزادی اظہار کے نام پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کی ناپاک کوشش کی جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں حضور انور نے متعدد اور تفصیلی خطبات دیئے اور جماعت کو لائحہ عمل دیتے ہوئے فرمایا کہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت سے مطالعہ کریں اور حضرت مصلح موعودؓ کی کتاب Life of Muhammad خود بھی پڑھیں اور لائبریریوں میں رکھوائیں۔

(الفضل 27 نومبر 2012ء)

نیز قرآن کریم پڑھنے، پڑھانے، اِس کا ترجمہ سیکھنے، اِس کی اشاعت کے حوالے سے بھی تحریکات فرمائیں۔

نومبائعین سے رابطوں کی تحریک

فرمایا:

"ہر بیعت کرنے والے کو 3 سال بعد جماعت کا فعال حصہ ہونا چاہئے۔"

(الفضل 15 فروری 2006ء)

سابقہ بیعت کنندگان کو تلاش کر کے کم از کم 70 فیصد کو واپس لانے اور جماعت کے نظام کا حصہ بنانے کی تحریک فرمائی۔ (خلفائے احمدیت کی تحریکات صفحہ 513)

نیز ”انہیں مالی نظام میں شامل کریں۔“

(الفضل 28 مارچ 2006ء)

وقف نو اور جامعہ کے لیے تحریکات

فرمایا:

”اب تک تو واقفین نو کی تعداد ہزاروں میں ہے لیکن جس طرح جماعت کی تعداد بڑھ رہی ہے اور جس طرح والدین کی اس طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے انشاء اللہ لاکھوں کی تعداد ہو جائے گی اور پھر ظاہر ہے ہر ملک میں جامعہ احمدیہ کھولنا پڑے گا۔“

(الفضل 7 دسمبر 2005ء)

حضور انور نے واقفین نو کی تربیت اور مختلف شعبہ جات میں ان کی ترقیات کے لیے تفصیلی خطبات دیے اور فرمایا کہ ان کی تعداد کا ایک معقول حصہ جامعہ احمدیہ میں آنا چاہئے۔

(الفضل 10 جولائی 2013ء)

نظام وصیت میں شمولیت کی تحریک

سامعین! نظام وصیت حضرت مسیح موعودؑ نے 1905ء میں جاری فرمایا۔ حضور انور نے یکم اگست 2004ء تا 2005ء ایک سال میں 15 ہزار نئی وصایا کرنے اور 2008ء تک ہر ملک اور ہر جماعت میں تمام کمانے والے افراد کے کم از کم 50 فیصد کے نظام وصیت میں شامل ہونے کی تحریک فرمائی۔

(الفضل 8 دسمبر 2005ء)

نیز تمام عہدیداران کو نظام وصیت میں شمولیت کی تحریک فرمائی۔

(الفضل 15 ستمبر 2004ء)

ذیلی تنظیموں کو نظام وصیت میں شمولیت کے لیے خاص مہم چلانے کی تحریک فرمائی۔

(الفضل 25 مارچ 2005ء)

عملی اصلاح کی تحریک

حضور انور نے 22 نومبر 2013ء سے خطبات کا ایک سلسلہ شروع کیا جن میں جماعت کو عملی اصلاح کی طرف خصوصیت سے متوجہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"عملی حالتوں کی درستی کے لیے بہت محنت اور مسلسل نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔"

(الفضل 25 فروری 2014ء)

اس مقصد کے لیے حضور انور نے قوت ارادی، قوت علمی اور قوت عملی بڑھانے پر زور دیا۔ نیز فرمایا کہ ایمان میں اضافے کے لیے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات بابت تعلق باللہ اور نشانات اور معجزات کا کثرت سے ذکر کیا جائے۔ آپ نے ممبران مجلس مشاورت 2014ء کے نام پیغام میں فرمایا:

"میرا یہ پیغام ہر عہدیدار تک پہنچادیں اور خود بھی اس پر عمل کریں کہ ہم نے عملی اصلاح کی طرف ایک خاص جذبے اور شوق سے پہلے سے بڑھ کر قدم اٹھانا ہے۔"

(الفضل 27 مارچ 2014ء)

حضور نے خطبہ جمعہ 13 اپریل 2018ء میں خصوصیت سے حضرت مسیح موعود کی کتاب کشتی نوح کو پڑھنے اور سننے، سنانے کی ہدایت فرمائی کیونکہ وہ عملی اصلاح کا بہترین ذریعہ ہے۔

خدمت خلق کی تحریک

تمام احمدی ڈاکٹروں، اساتذہ، وکیلوں، احمدی انجینئرز، آرکیٹیکٹس اور تمام پیشہ وروں اور ہنر مندوں کو خدمت خلق کی تحریک فرمائی۔

(الفضل 13 جنوری 2004ء)

مریضوں کی عیادت اور ان کی امداد کی تحریک۔

(خلفائے سلسلہ کی تحریک صفحہ 549-550)

یتامیٰ کی خدمت کی تحریک۔

(الفضل 19 نومبر 2004ء)

غریب بچیوں کی شادی کے لیے مریم شادی فنڈ میں حصہ لینے کی تحریک۔

(الفضل 6 دسمبر 2005ء)

بیوت الحمد سکیم میں شرکت کی تحریک۔

(خلفائے سلسلہ کی تحریکات صفحہ 561)

2020ء میں کرونا وبا کے ایام میں خصوصیت سے خدمت انسانیت کی تحریک فرمائی۔

(خطبہ جمعہ 17 و 24 اپریل 2020ء)

تحریک جدید کے متعلق تحریکات

دفتر پنجم اور دفتر ششم کا اجرا فرما کر اِن میں شمولیت کی تحریک فرمائی۔ دفتر اول کے کھاتے زندہ کرنے کی تحریک فرمائی۔ اپنے بچوں اور نو مبائعین کو شمولیت کی تحریک فرمائی اور مطالبات تحریک جدید پر عمل کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔

وقف جدید کے متعلق تحریکات

سامعین! وقفِ جدید کے شاملین بڑھانے، دفتر اطفال میں اضافہ کرنے کی تحریک کے علاوہ ایک کروڑ شاملین کی تحریک فرمائی۔

(الفضل 26 اپریل 2005ء)

اعلیٰ تعلیم کے حصول کی تحریکات

ہر احمدی بچے کو کم از کم ایف اے ضرور کرنا چاہیے۔ سیکرٹریان تعلیم کو فعال ہونے کی ہدایت فرمائی۔ سائنسی علوم کے حصول کی طرف توجہ دلائی نیز فرمایا۔ کوئی بچہ مالی کمزوری کی وجہ سے تعلیم نہ چھوڑے۔ اِس کے لئے امداد طلبہ کی تحریک فرمائی۔

نوجوانوں کو ہر شعبہ زندگی میں جانے کی تحریک

فرمایا کہ ہمارے نوجوان ہر شعبہ میں جانے چاہئیں گورنمنٹ کی سروس، مختلف اداروں اور سول سروس میں بھی ہوں ہر فیلڈ میں جائیں ہر شعبہ میں ہماری نمائندگی ہونی چاہیے۔ سیکرٹری تعلیم باقاعدہ طلبہ کی کونسلنگ کریں اور ان کو گائیڈ کریں۔

(الفضل 26 اکتوبر 2013ء)

عہدیداران کو نمونہ بننے کی تحریک

سامعین! حضور انور نے متعدد خطبات میں تمام عہدیداران، امراء، مربیان اور واقفین زندگی کو اعلیٰ نمونے قائم کرنے کی تحریک فرمائی۔

حضورانور نے فرمایا کہ احباب جماعت سے نرمی اور محبت کا سلوک کریں۔ ان کے دکھ درد بانٹیں اور ان کے لیے نیک نمونہ بن جائیں۔ اس سے جماعت میں بھی پاک تبدیلیاں پیدا ہوں گی۔ فرمایا:

''وہ تمام افراد جنہیں عہدہ کی ذمہ داری سونپ کر ایک لحاظ سے امین ٹھہرایا گیا ہے انہیں لوگوں کے ساتھ شفقت، محبت اور احترام سے پیش آنا چاہئے۔ انہیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ان کے دل نرم اور ممبران جماعت کی محبت سے پر ہوں۔''

(مجلس شوریٰ برطانیہ سے خطاب)

سلام کی عادت کی تحریک

حضور انور نے 7 جون 2003ء کو لندن میں چلڈرن کلاس سے خطاب کرتے ہوئے ربوہ کے بچوں کے نام خصوصی پیغام میں فرمایا:

''ربوہ کے ماحول کو ایسا بنادیں کہ ہر طرف سے سلام سلام آوازیں آرہی ہوں... بچوں کو چاہئے کہ اپنے بڑوں کو بھی توجہ دلائیں اور خود بھی خاص توجہ کریں اور مساجد میں زیادہ سے زیادہ جائیں اور مساجد کو آباد کریں۔''

(الفضل 12 جون 2003ء)

بدرسوم اور لغویات ترک کرنے کی تحریک

فرمایا:

''جہاں بھی ایسی رسمیں دیکھیں جن سے ہلکا سا بھی شائبہ شرک کا ہوتا ہو ان سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔''

(الفضل یکم جون 2004ء)

ذیلی تنظیمیں اس بات کا جائزہ لیں اور ایسے جو بدعات پھیلانے والے ہیں اس سدباب کرنے کی کوشش کریں۔

(الفضل 30 دسمبر 2004ء)

ہمارے نوجوانوں کو چاہئے کہ کوشش کریں کہ سگریٹ نوشی ترک کریں۔

(الفضل یکم جون 2004ء)

انٹرنیٹ کے مضر پہلوؤں سے بچنے کی تحریک

فرمایا:

”آجکل معاشرے میں عمومی طور پر برائیاں بڑھ رہی ہیں۔ ٹی وی، انٹرنیٹ، فون کے تحریری پیغامات، ٹیکسٹ میسجز اور Facebook وغیرہ اور اسی قسم کی دوسری لغویات نے معاشرے کو لپیٹ میں لیا ہوا ہے اور اس خطرہ کو میں بار بار بیان کر کے ہوشیار کر رہا ہوں۔ جدید ایجادات سے فائدہ اٹھائیں۔“

(الفضل 30 نومبر 2010ء)

امن عالم کی تحریکات اور اِس کے لئے دعاؤں کی تحریکات

دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے حضور انور خود بھی متحرک ہیں اور جماعت کو اس کے لیے مسلسل توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ ابھی حال ہی میں اسرائیل اور فلسطین کی جنگ میں مسلسل ہر خطبہ میں دعا کی تحریک کر کے احبابِ جماعت کو اپنے اردگرد اور علاقے میں بسنے والے سیاستدانوں اور معاشرہ کے معزز لوگوں سے رابطے بڑھا کر اسرائیل کے مظالم سے آگاہ کر کے آواز بلند کرنے کے لئے متعدد بار احبابِ جماعت کو توجہ دلائی۔ متوقع ہولناک تیسری عالمی جنگ سے بچنے کے لئے دعا کی تحریک کرتے خلیفۃُ المسیح دکھائی دئے۔ حضور نے دنیا کے طاقتور حکمرانوں کو خطوط لکھے۔ عالمی اور سیاسی اداروں کی تقریبات اور ملاقاتوں میں اس کا تذکرہ فرمایا۔ برٹش پارلیمنٹ، نیوزی لینڈ کی پارلیمنٹ، ڈچ پارلیمنٹ، کیپیٹل ہل امریکہ میں حضور انور امن عالم کے حوالے سے خطابات فرما چکے ہیں۔

دعاؤں کی تحریکات

سامعین! حضور انور مسلسل دعاؤں کی تحریک کرتے رہتے ہیں۔ چند خاص تحریکات کا ذکر بطور یاددہانی میں کر دیتا ہوں۔

حضور نے خلافت جوبلی کے لیے 27 مئی 2005ء کو دعاؤں کے ایک عظیم منصوبے کا اعلان کیا جس کی تفصیل یہ ہے:

سورۃ الفاتحہ۔ (روزانہ کم از کم سات مرتبہ پڑھیں)

رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ۔ (البقرۃ: 251) (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَيۡتَنَا وَهَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ۔ (آل عمران: 9) (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجۡعَلُكَ فِيۡ نُحُوۡرِهِمۡ وَنَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شُرُوۡرِهِمۡ (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

أَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ رَبِّيۡ مِنۡ كُلِّ ذَنۡبٍ وَّأَتُوۡبُ إِلَيۡهِ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ سُبۡحَانَ اللّٰهِ الۡعَظِيۡم۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

مکمل درود شریف۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

سامعین! اس کے علاوہ حضور انور تمام احمدیوں کی حفاظت اور دشمن کے شر سے بچنے کے لیے، شہداء، اسیران اور ان کے خاندانوں کے لیے، دشمن پر خدا تعالیٰ کی گرفت کرنے اور بد اعمال سے روکنے اور عالم اسلام کے لیے عموماً اور شام، عراق، فلسطین، یمن وغیرہ کے لیے خصوصاً دعاؤں کی تحریک فرما چکے ہیں۔

مزید دعاؤں کی تحریک

اِن کے علاوہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 8 مارچ 2013ء میں احباب جماعت کو درج ذیل دعائیں پڑھنے کی تحریک فرمائی:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّفِى الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (البقرۃ: 202)

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۗ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔(البقرۃ:287)

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِي وَانْصُرْنِي وَارْحَمْنِي۔

يَا رَبِّ فَاسْمَعْ دُعَائِي وَ مَزِّقْ اَعْدَائَكَ وَ اَعْدَائِي وَ اَنْجِزْ وَعْدَكَ وَانْصُرْ عَبْدَكَ وَاَرِنَا اَيَّامَكَ وَ شَهِّرْ لَنَا حُسَامَكَ وَلَا تَذَرْ مِنَ الْكَافِرِيْنَ شَرِيْرًا

خطبہ جمعہ 2 فروری 2018ء میں حضور انور نے ساتھ المومن کی ابتدائی چار آیات اور آیۃ الکرسی کی تلاوت کی تحریک فرمائی۔ بعد ازاں 16 فروری 2018ء کے خطبہ جمعہ میں اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق رات کو سوتے وقت آیۃ الکرسی اور آخری تین سورتیں پڑھنے کی تحریک فرمائی اور حال ہی میں رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔(البقرۃ:202) کو نماز میں قیام کے دوران تین بار پڑھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اِس میں اَلنَّار سے مراد بموں کی آگ بھی ہے۔

تحریکات کا تو ایک دفتر ہے۔ جیسا کہ مَیں نے آغاز پر عرض کی کہ خلیفۃُ المسیح کا ہر قول اور فعل تحریک کا رنگ رکھتا ہے۔ مَیں نے چند ایک ضروری ضروری تحریکات کا ذکر کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِن پر عمل پیرا ہونے اور رہنے کی توفیق دیتا رہے۔ کیونکہ ہر احمدی جو ان پر عمل کرتا ہے نئی زندگی پاتا ہے اور ہر جماعت جو ان پر کاربند ہوتی ہے نئی حیات سے ہم کنار ہوتی ہے۔ اگر ساری جماعت اصل روح کے ساتھ ان تحریکات پر مداومت اختیار کر لے تو تاریکیاں جلد ہی چھٹ جائیں گی اور یہ روشنی سے یہ کائنات بھر جائے گی۔ اللہ کرے کہ جلد ایسا ہو۔(آمین)

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب

اُسے دے چکے مال و جان بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرم عبد السمیع خاں صاحب آف کینیڈا کے ایک مضمون سے بھی مدد لی گئی ہے۔فجزاہ اللہ تعالیٰ)

(کمپوزڈ بائی: سید عمار احمد۔ جرمنی)



﴿40﴾ ﴿مشاہدات۔379﴾

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ الودود کی محیر العقول یادداشت کے چند دلچسپ واقعات

وہ جس پہ رات ستارے لیے اترتی ہے
وہ ایک شخص دعا ہی دعا ہمارے لیے
وہ نور نور دمکتا ہوا سا اک چہرا
وہ آئنوں میں حیا ہی حیا ہمارے لیے

سامعین! آج مجھے اپنی تقریر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ الودود کی محیر العقول یادداشت کے چند دلچسپ واقعات پیش کرنے ہیں۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارے بہترین امام وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ تم اُن کے لیے دعا کرتے ہو، وہ تمہارے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ (مسلم کتاب الامارۃ)

اگر ہم مذکورہ بالا حدیث میں بیان مضمون کو دنیا بھر میں مختلف نظاموں، سوسائٹیوں، جمعیتوں، کمیونٹیوں، حتّٰی کہ ملکوں کے سربراہوں پر لاگو کریں تو اِن کے ماتحتوں اور رعایا میں مذکورہ بالا حدیث میں بیان ہر دو حصوں میں سے پہلا حصہ یعنی جن سے تم محبت کرتے ہو اور تم ان کے لیے دعا کرتے ہو، تو شاید بعض کیفیتوں میں پورا ہوتا نظر آئے لیکن دوسرا حصہ یعنی وہ تم سے محبت کرتے ہوں اور وہ تمہارے لیے دعائیں کرتے ہوں کسی طور پر کسی پر بھی اطلاق نہیں پاتا۔ ہاں سطح زمین پر ایک خوش نصیب جماعت ”جماعتِ احمدیہ“ ہے جس کے امام اور پیروکاروں میں اوپر بیان حدیث کا مضمون پوری شان اور آن بان کے ساتھ مَن وعَن اطلاق پاتا ہے۔ یہ ایک ایسا مبارک نظام یعنی ”نظامِ خلافت“ ہے جس میں خلیفۂ وقت

کی ہستی میں جماعت احمدیہ کو ایک درد رکھنے والا اور دعا گو وجود نصیب ہے۔ حضرت خلیفۂ وقت سنتِ نبویؐ کی اقتداء میں جماعت مومنین کے لئے ایک ایسے باپ کی مانند ہے جس کی آغوش میں محبت کی گرمی، تحفظ کا احساس اور دعاؤں کے خزانوں سے تمام افراد جماعت جھولیاں بھرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی نعمت ہے جو سوائے جماعت احمدیہ کے کُل عالم میں کسی کو میسر نہیں۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔ مگر ان کے لئے نہیں ہے۔ تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولا کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اسکو چین نہیں آتا۔ لیکن کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہو جس کہ ہزاروں نہیں لاکھوں بیمار ہوں۔“

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 156)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”کون سا ڈکٹیٹر ہے جو اپنے ملک کی رعایا سے ذاتی تعلق بھی رکھتا ہو۔ خلیفۂ وقت کا تو دنیا میں پھیلے ہوئے ہر قوم اور ہر نسل کے احمدی سے ذاتی تعلق ہے۔ ان کے ذاتی خطوط آتے ہیں جن میں ان کے ذاتی معاملات کا ذکر ہوتا ہے۔ ان روزانہ کے خطوط کو ہی اگر دیکھیں تو دنیا والوں کے لئے ایک یہ ناقابل یقین بات ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو دنیا میں بسنے والے ہر احمدی کی تکلیف پر توجہ دیتی ہے۔ ان کے لئے خلیفۂ وقت دعا کرتا ہے۔

کون سا دنیاوی لیڈر ہے جو بیماروں کے لئے دعائیں بھی کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جو اپنی قوم کی بچیوں کے رشتوں کے لئے بے چین اور ان کے لئے دعا کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جس کو بچوں کی تعلیم کی فکر ہو۔ حکومت بیشک تعلیمی ادارے بھی کھولتی ہے۔ صحت کے ادارے بھی کھولتی ہے۔ تعلیم تو مہیا کرتی ہے لیکن بچوں کی تعلیم جو اس دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ان کی فکر صرف آج خلیفۂ وقت کو ہے۔ جماعت احمدیہ کے افراد ہی وہ خوش قسمت ہیں جن کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے کہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ ان کی صحت

کی فکر خلیفہ ٔوقت کو رہتی ہے۔ رشتے کے مسائل ہیں۔ غرض کہ کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی ایسا نہیں جس پر خلیفہ ٔوقت کی نظر نہ ہو اور اس کے حل کے لئے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو۔ اس سے دعائیں نہ مانگتا ہو۔ مَیں بھی اور میرے سے پہلے خلفاء بھی یہی کچھ کرتے رہے۔

مَیں نے ایک خاکہ کھینچا ہے بے شمار کاموں کا جو خلیفہ وقت کے سپرد خدا تعالیٰ نے کئے ہیں اور انہیں اس نے کرنا ہے۔ دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشم تصور میں مَیں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 06/جون 2014ء بمقام فرانکفرٹ۔ جرمنی)

سامعین! آج خلفائے احمدیت کی افرادِ جماعت سے محبت و شفقت کی اس طویل داستان کے نظارے گزشتہ ایک صدی سے زائد عرصہ کی تاریخ میں سنہرے حروف سے رقم شدہ ہیں اور دوسری طرف مریدوں میں سے ہر چھوٹا بڑا، بوڑھا نوجوان اور مرد و خواتین اپنے امام سے نہ صرف مثالی محبت کرتے ہیں بلکہ اُن کی صحت و سلامتی، اُن کے مقاصدِ عالیہ میں کامیابی کے لئے اور اُن کے افرادِ خانہ کے لئے ہمہ تن دعاؤں میں مصروف نظر آتے ہیں گویا کہ ایک شاعر کے یہ الفاظ ہر جہت سے پورا اُترتے دکھائی دیتے ہیں۔

چاہت کا جب مزا ہے کہ وہ بھی ہوں بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

پیارے بھائیو! جیسا کہ تقریر کے عنوان سے عیاں ہے کہ آج مجھے اپنی تقریر میں چند ایسے روح پرور اور ایمان افروز واقعات سنانے ہیں جن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی اپنے مخلصین اور وفاداروں سے نہ صرف محبت و پیار عیاں ہو بلکہ اس محبت میں پرانے بیتے واقعات بھی حضور کو یاد ہوں۔ جن سے ہمارے ایمان و ایقان میں ترقی ہو۔ تو لو سنئے!

مکرمہ امۃ الباری ناصر۔ امریکہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ الودود کی احباب جماعت سے محبت، دعا کی قبولیت اور مُحیّرُ العقول یادداشت کا ایک دلچسپ واقعہ یوں لکھتی ہیں کہ جلسہ سالانہ یوکے 2007ء

منعقدہ حدیقۃ المہدی غیر معمولی بارشوں کی وجہ سے ایک تاریخی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔ ہم بھی اُن خوش نصیبوں میں شامل تھے جو اِس یادگار جلسے میں شامل ہوئے۔ اس جلسے پر ایک ایسا واقعہ ہوا جس کا سرور زندگی بھر تازہ رہے گا۔ ہم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اپنے احباب سے یک جہتی اور قبولیتِ دعا کے ایک واقعہ کے گواہ بنے۔ اِس سال شدید بارش ہوئی اتنی کہ انتظامیہ نے جمعہ کے روز اعلان کر دیا کہ کل جلسہ کی کارروائی شرکائے جلسہ اپنے اپنے گھروں میں سنیں گے چنانچہ ہم نے ہفتہ کو گھر میں اور اتوار کو مسجد بیت الفتوح میں جلسہ سنا۔ مگر جمعہ کے روز ہم بسوں کے ذریعہ جلسہ گاہ

حدیقۃ المہدی پہنچ تو گئے تھے ۔ سر سبز درخت ، ابر آلود آسمان اور بڑی بڑی مارکیز نظر آ رہی تھیں۔ مگر مارکیز تک پہنچیں کیسے؟ ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ تھا۔ رجسٹریشن کاؤنٹرز پر خواتین مستعدی سے کام میں مصروف تھیں۔ کارکنات نے لمبے لمبے بوٹ پہن رکھے تھے ۔ باقی خواتین اپنے معمول کے جوتوں میں چَھپ چَھپ کیچڑ میں چلتے ہوئے سب کام کر رہی تھیں۔ کیچڑ سے بچانے اور راستہ بنانے کے لیے پلاسٹک اور ربڑ کے میٹس سے جو پگڈنڈیاں بنائی گئی تھیں وہ بھی کیچڑ میں ڈوب گئی تھیں۔ کئی جگہ چپلیں اور سینڈلیں کیچڑ میں لاوارث پڑی نظر آئیں یقیناً ان کو ساتھ لے کر چلنا اتنا مشکل ہو گیا ہو گا کہ تعلق توڑنا بہتر لگا ہو گا۔ جوں توں جلسہ کی مارکی تک پہنچے یہاں یہ اچھا انتظام تھا کہ جوتوں کے لیے پولیتھین کے بیگ تھما دیے گئے۔ جلسہ گاہ پر نظر پڑتے ہی دل خوش ہو گیا اسی منظر کے لیے تو آنکھیں ترستی تھیں شناسا مسکراتے چہرے، کھلی باہیں، السلام علیکم کے تحفے سب کچھ موجود تھا۔ فوراً ہی اذان ہو گئی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی روح پرور امامت میں نماز جمعہ ادا کی۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔ وقفہ ہوا تو زوروں کی بھوک لگ چکی تھی۔ کھانے کی مارکی کچھ فاصلے پر تھی اور حال وہی تھا۔

اک اور دریا کا سامنا تھا منیر مجھ کو
میں ایک دریا کے پار اترا تو میں نے دیکھا

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے لنگر خانہ کی دال روٹی کی خوشبو آ رہی تھی۔ یہ کھانا ساری عمر بڑے شوق سے کھایا ہے مگر کیچڑ میں کھڑے ہو کر پہلی دفعہ کھایا۔ جلسہ کی کارروائی کے بعد یہ طے تھا کہ ہم بس سٹینڈ پر

آ جائیں۔ میرے خاوند ناصر صاحب، میرے داماد عمر اور بچے بھی وہیں ملیں گے۔ بس سٹاپ پر بھی ایک جم غفیر تھا۔ یہاں بھی بارش شروع ہو گئی بھیگنے لگے۔ کھڑے کھڑے بھیگتے بھیگتے تھک گئے۔ شام کا ملگجی اندھیرا گہرا ہونے لگا۔ رات نے اپنی زلفیں کھول دیں۔ بھیگے موسم میں پیا کا انتظار، انتظار، انتظار یہ سب باتیں شاعری میں اچھی لگتی ہیں مگر ہوتی بہت دشوار ہیں۔ دل سے ایک بے ساختہ دعا نکلی کہ ناصر اور عمر پہلے آجائیں تاکہ ایک دفعہ پھر ہمیں بارش میں نہ کھڑا ہونا پڑے اور یہ دعا فوراً قبول ہو گئی ہماری گاڑی کی بتیاں روشن ہو گئیں۔ بچے بری طرح بھیگے ہوئے تھے بلکہ کانپ رہے تھے خیال تھا کہ بیٹھتے ہی تھکن، بوریت، کوفت، موسم اور انتظام میں خامیوں کا شکوہ شروع ہو جائے گا۔ مگر یہ تو سب بہت خوش تھے اور خوشی کی وجہ جو بتائی وہ ساری عمر خوش رہنے کے قابل تھی۔ ناصر صاحب نے بتایا کہ جب وہ سر پر رومال رکھے بارش میں کھڑے تھے تو پیارے حضور کیچڑ میں چلتے ہوئے تشریف لے آئے۔ اُن کو اپنے درمیان دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ آپ نے سب کو تسلّی دی اور ناصر صاحب کی طرف دیکھا کہ سر پر رومال رکھ کر بارش سے بچنے کی کوشش میں ہیں فرمایا۔

آپ چھتری کیوں نہیں لائے تھے؟

انہوں نے عرض کیا صبح فورکاسٹ میں بارش نہیں تھی

حضور نے فرمایا:

یہاں کا موسم بہت بے اعتبار ہے۔

پیارے حضور کو جب علم ہوا ہو گا کہ لوگ بارش میں بھیگ رہے ہیں تو اپنا آرام چھوڑ کر باہر آ گئے سب کا حوصلہ بڑھایا خود بھی بارش میں کھڑے رہے۔ حضور انور کو اپنے درمیان پا کر ساری توجہ آپ کی طرف ہو گئی پھر تو بسیں لیٹ ہونے کی کسے پرواہ تھی۔

اگست 2007ء کے خطبہ جمعہ میں پیارے آقا نے بھیگنے والوں کو یاد فرمایا:

”عورتیں بچے بسوں کے انتظار میں کئی کئی گھنٹے بارش میں بھیگتے رہے اور بڑے آرام سے کھڑے رہے معمولی سا کہیں کوئی واقعہ پیش آیا ہو گا لیکن عمومی طور پر بڑے آرام سے کھڑے رہے بعض چار پانچ گھنٹے تک کھڑے رہے بلکہ اکثر نے شاید رات کا کھانا بھی نہیں کھایا تو ان کو یوں کھڑا دیکھ کر کچھ دیر کے لئے میں

بھی ان کے پاس گیا تو یوں کھڑے ہنس رہے تھے اور خوش تھے جیسے انتہائی آرام دہ موسم میں کھڑے ہوں حالانکہ اس وقت بارش ہو رہی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ جماعت بھی عجیب جماعت ہے پیار آتا ہے اس جماعت پر۔ بچوں کو، بوڑھوں کو، عورتوں کو بھیگتے دیکھ کر مجھے بے چینی شروع ہو گئی تھی بلکہ پوری رات ہی بے چینی رہی میں استغفار بھی کرتا رہا، اللہ تعالیٰ سے ان کی صحت و سلامتی کی بھیک بھی مانگتا رہا کہ اس موسم کی وجہ سے ان کو کوئی تکلیف نہ ہو"

(الفضل انٹرنیشنل 24 اگست 2007 تا 30 اگست 2007ء)

سامعین کرام! اب آپ پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طلسماتی یادداشت اور حاضر دماغی کا محیر العقول واقعہ سنئے۔ جو اِس واقعہ کے آٹھ سال بعد جولائی 2015ء میں ہوا۔ جلسہ سالانہ یوکے 2015ء میں شمولیت کی سعادت پانے والوں میں خاکسار کا بڑا بیٹا، بہو اور بچے بھی شامل تھے۔ جلسے کے بعد 27/ اگست کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی نعمت میسر آئی۔ ملاقات کے دوران ڈیوٹی دینے والوں کی حسن کارکردگی کا ذکر ہوا تو بہو مکرمہ فوزیہ منصور صاحبہ نے انتظامات کے عمدہ ہونے کے ذکر میں اپنا ایک اچھا تجربہ عرض کیا کہ 'حضور! مَیں ابھی گیٹ سے کچھ فاصلے پر تھی کہ بارش شروع ہو گئی ایک ڈیوٹی دینے والے لڑکے نے جو مجھے جانتا بھی نہیں تھا اپنی چھتری مجھے تھما دی اور کہا کہ آپ گیٹ تک پہنچیں گی تو مَیں بھاگ کر آپ سے چھتری لے لوں گا۔ اس طرح میرا بارش سے بچاؤ ہو گیا اور اس نے گیٹ پر آ کر اپنی چھتری لے لی، حضور نے مسکرا کر فرمایا:

اُس نے سوچا ہو گا آپ کے سسر بارش میں بھیگے تھے آپ بھی نہ بھیگیں۔

ناصر صاحب بھی حیران ہو کر بار بار کہہ رہے تھے۔ ہم جیسے حقیر فقیر بھی حضور کو یاد رہے۔ تھا تو یہ ایک چھوٹا سا جملہ مگر اس ایک جملے میں شکر کے کئی پہلو ہیں۔ جو ہمارے خاندان کے لئے نعمت عظمیٰ ہیں۔

اگر ہر بال ہو جائے سخن ور
تو پھر بھی شکر ہے امکاں سے باہر

آپ کی دعا کی قبولیت، تبحر علمی، یاد داشت، قیافہ شناسی، ذرہ نوازی اور حسن سلوک کے نادر ونایاب واقعات زبان زدِ عام ہیں۔ جنہیں سن کر دل حمد و ثنا سے بھر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے حضور کو خیر وعافیت کے ساتھ بابرکت بامراد طویل زندگی سے نوازے اور ہم پہلے سے بڑھ کر آپ سے فیض پاتے رہیں۔ آمین اللھم آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2021ء)

سامعین! اب مکرم منور احمد خورشید صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ انگلستان کے ایک مضمون بعنوان ”خلافت کی عنایات کی چند خوبصورت یادیں“ سے دو تین واقعات تقریر کے عنوان کی مناسبت سے پیش ہیں۔ لکھتے ہیں۔

ایک شب مَیں اپنے کمرہ میں سویا ہوا تھا۔ اچانک طبیعت خراب ہو گئی۔ میری ادویات نچلے کمرہ میں تھیں۔ مَیں اٹھا اور نچلے کمرہ میں چلا گیا۔ اس دوران غالباً بلڈ پریشر کے کم ہونے کے باعث مَیں بے ہوش ہو گیا۔ اگلے روز مَیں نے اپنی بیماری سے صحت یابی کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں دعائیہ خط تحریر کیا۔

اس واقعہ کے کافی عرصہ بعد مَیں حضور انور کی خدمت میں فیملی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ جیسے ہی ہم لوگ حضور کے آفس میں داخل ہوئے تو حضور نے اپنی سدا بہار مسکراہٹ کے ساتھ استقبال فرمایا۔ پھر ساتھ ہی فرمایا کہ رات کو طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔ دوائی کے لئے نیچے آتے ہیں اور پھر بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ دوائی رات کو اپنے قریب کیوں نہیں رکھ لیتے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی یہ باتیں سن کر میں حیران و پریشان ہو گیا کہ کس طرح ممکن ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف میری درخواست دعا والی تحریر کو از خود پڑھا ہے بلکہ اس کے مضمون کو اب تک مِن وعَن اپنے دل ودماغ میں مستحضر رکھا ہوا ہے۔ سبحان اللہ

اسی طرح ایک دن میرا بیٹا عزیزم محمد احمد خورشید مربی سلسلہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ عزیز نے شیروانی پہن رکھی تھی۔ حضور انور نے فرمایا کہ شیروانی کہاں سے لی ہے؟ اُس نے بتایا کہ یہ میرے والد صاحب کی ہے۔ چند ماہ کے بعد میری بھی حضور انور سے ملاقات تھی۔

مَیں نے بھی شیر وانی پہن رکھی تھی۔ فرمایا کہ پچھلے دنوں محمد احمد نے بھی آپ کی شیر وانی پہن رکھی تھی۔ مَیں نے عرض کی کہ حضور! یہ سب شیر وانیاں آپ کی طرف سے مختلف عیدوں پر تحفہ ملی ہیں۔ فرمایا کہ یہ شیر وانیاں میری نہیں ہوتیں۔ مجھے ملتی ہیں اور مَیں آپ لوگوں کو دے دیتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ مَیں آپ کو اپنی شیر وانی دوں گا۔ تھوڑی دیر باتیں ہوئیں۔ اس کے بعد حضور یکدم اپنی کرسی سے اٹھے اور تشریف لے گئے۔ میرے ساتھ میری اہلیہ بھی تھیں۔ کافی دیر ہو گئی آپ واپس تشریف نہیں لائے۔ ہم پریشان ہو گئے کہ کیا ہو گیا ہے۔ حضور کہاں تشریف لے گئے ہیں۔ کیا ہم چلے جائیں یا بیٹھے رہیں۔ عجیب گو مگو کی کیفیت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضور واپس تشریف لے آئے۔ آپ کے دست مبارک میں ایک شیر وانی تھی۔ فرمایا کہ مولوی صاحب! اسے پہنیں اور ابھی پہنیں۔ اب میں نے پہلے بھی شیر وانی پہن رکھی تھی۔ اس کے بٹن کھولنا ایک کارِ دارد تھا۔ اب تصور کریں۔ میرے سامنے بادشاہ کھڑے ہیں۔ ان کے دستِ مبارک میں شیر وانی ہے۔ مَیں نے عرض کی کہ حضور! آپ تشریف رکھیں۔ مَیں پہن لیتا ہوں لیکن میرے آقا بدستور کھڑے رہے جس کی وجہ سے میرے لئے اپنی شیر وانی کے بٹن کھولنا دو بھر ہو گئے۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ آرام سے بٹن کھولیں۔ خیر! مَیں نے بٹن کھولے، شیر وانی اتاری۔ پھر حضور سے دوسری شیر وانی لے کر پہن لی۔ فرمایا کہ یہ شیر وانی میری اپنی ہے۔ سبحان اللہ! اپنے غلاموں سے کیسی ذرہ نوازی ہے۔ ایسی محبتوں کو کوئی کیسے بھول سکتا ہے۔

سامعین! پھر آپ مرحوم ایک اور واقعہ یوں لکھتے ہیں کہ سال 2016ء کی بات ہے۔ عید سعید کا دن تھا۔ ان دنوں میری رہائش مچم میں تھی۔ مَیں اپنی اہلیہ کے ساتھ اپنی گاڑی میں نماز عید کے لئے مسجد بیت الفتوح کے لئے روانہ ہوا۔ ہم نے گاڑی مسجد کے سامنے مارٹن پارک میں حسبِ انتظام پارک کرنی تھی۔ جب مَیں پارک کے عقبی گیٹ کی طرف جا رہا تھا تو اچانک مَیں نے دیکھا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کار مخالف سمت سے آ رہی ہے۔ کچھ ہی دیر بعد آپ کی کار میری گاڑی کے مخالف سمت سے گزر کر آگے نکل گئی۔ اس طرح اچانک زیارت سے عید کی خوشی دوبالا ہوئی۔

عید کے کافی دنوں کے بعد میرے بیٹے عزیزم محمد احمد خورشید کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات تھی۔ دوران ملاقات آپ نے میرے بیٹے سے فرمایا آپ کے ابو کے ڈیالیسز ہوتے ہیں؟۔ بیٹے نے اثبات

میں جواب دیا۔ اس پر فرمایا کہ عید کے روز تو وہ ڈرائیو کر رہے تھے۔ یہ بات بظاہر بہت معمولی ہے۔ مگر اس میں سوچنے والوں کے لئے بڑا ہی گہرا سبق ہے کہ کس طرح ہمارے پیارے آقا ہم خادموں کی ادنیٰ ادنیٰ باتوں کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ نہ صرف حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس غلام کو پہچان لیا بلکہ آپ کو میری بیماری کا بھی علم تھا۔ پھر بیماری کی حالت میں میرے اس طرح ڈرائیو کرنے پر فکر مندی کا اظہار فرمایا۔

دلجوئی اور چہرہ شناسائی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی یادداشت اور چہرہ شناسائی کی صفت ناقابل یقین حد تک غیر معمولی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلا کا حافظہ عنایت فرما رکھا ہے۔ انگلستان میں میرے کافی عزیز رہتے ہیں۔ ان میں سے جب بھی کوئی عزیز یا عزیزہ ملاقات کے لئے حاضر ہوتے ہیں تو ہمیشہ ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ انہیں دیکھ کر فرماتے ہیں کہ آپ خورشید صاحب کے کیا لگتے ہیں؟ ان عزیزان میں میرے بہن بھائیوں، میرے بچوں کے علاوہ میرے نواسے، بھانجیاں بھانجے، بھتیجے اور کزن بھی شامل ہیں۔ مجھے پیارے آقا کے اس حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے کمال کے حافظہ اور یادداشت پر حیرانگی ہوتی ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2021ء)

سامعین! ابو سعید حنیف احمد محمود صاحب لکھتے ہیں کہ میں بھی بارہا اِس بات پر گواہ ہوں کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی یادداشت سے نواز رکھا ہے۔ مَیں نے اپنے ساتھ بیتا ہوا ایک واقعہ اپنی سوانح حیات میں بھی قلم بند کیا ہے کہ کچھ عرصہ قبل پیارے حضور کے دائیں ہاتھ میں قلم کے زیادہ استعمال سے درد کی شکایت پیدا ہوئی۔ حضور انور نے ہاتھ میں Wrist Brace کا استعمال فرمایا۔ انہی دنوں میری الفضل کے حوالہ سے ملاقات تھی۔ مَیں حضور کے ہاتھ پر Wrist Brace کو دیکھ کر بہت پریشان ہوا مگر مجھے وجہ پوچھنے کی جرات نہ ہوئی۔ بعد ازاں خاکسار نے خط کے ذریعے عیادت کی اور لکھا کہ حضور! مَیں تو بہت کم لکھتا ہوں اس کے باوجود میری شہادت کی انگلی پر انگوٹھے کی طرف پین کے استعمال کی وجہ سے نشان بن گیا ہے۔ حضور تو قلم کا استعمال بہت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کو شفا دے۔ آمین

قریباً ایک ماہ بعد جب خاکسار پاکستان واپسی کے لئے ملاقات پر دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ تو سلام دعا کے بعد پیارے حضور کا پہلا سوال یہ تھا کہ کون سی انگلی پر لکھنے سے نشان بن گیا ہے؟ پھر اگلا سوال یہ تھا کہ

روزانہ کتنے الفاظ لکھ لیتے ہیں؟ 1000، 2000، 3000، 4000 یا اس سے زیادہ۔ میں نے عرض کی 4000 تو ہو جاتے ہوں گے۔ فرمایا بڑا لکھ لیتے ہیں۔

قربان جاؤں اپنے آقا کے، کہ ایک ماہ گزرنے پر بھی انگلی کے نشان کو یاد رکھا۔

(میرا گلشن حیات صفحہ 120، 121)

سامعین! مزید تحریر کرتے ہیں کہ اسی طرح سال 2017ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ کے لئے مجھے ویزہ کا انکار ہو گیا۔ اور ایک لاکھ روپے کے قریب رقم کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔ جس کی دُکھے دل کے ساتھ پیارے حضور کو اطلاع کر کے دعا کی درخواست کر دی گئی۔ مسز کے پاس ویزہ ہونے کی وجہ سے وہ عازم سفر ہوئیں اور لندن پہنچتے ہی مسز کی حضور انور سے ملاقات طے تھی۔ ملاقات میں حضور نے ازراہ تفنن مسز سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "پھر اپنے میاں کو چھوڑ آئی ہیں" مسز نے جواباً عرض کی کہ حضور! ویزہ ہی نہیں لگا۔ تو حضور نے ازراہ مذاق فرمایا "گلاس بھی ٹوٹ گیا اور شربت بھی ہاتھ نہ لگا" یعنی رقم بھی گئی اور ویزہ بھی نہ ملا۔

اور پورے ایک سال بعد حضور نے جلسہ سالانہ 2018ء کے موقع پر بطور نمائندہ نظارت اصلاحِ وارشاد میری منظوری دی۔ میرا یہ غالب گمان تھا کہ اس خطیر رقم کا نقصان پیارے حضور نے جلسہ سالانہ پر نمائندہ بنا کر احسن رنگ میں پورا کیا ہے۔ یہ گمان اُس وقت سچا ثابت ہوا جب خاکسار اپنی اہلیہ کے ساتھ ملاقات کے لئے خلافت کے دربار میں حاضر ہوا تو مجھے مخاطب ہو کر حضور نے فرمایا "کس نے آپ کو لندن بلوایا؟" خاکسار نے عرض کی کہ پیارے حضور نے۔ گویا کہ حضور کے ذہن میں تھا کہ گزشتہ سال ویزہ نہ لگنے کی وجہ سے ایک بھاری رقم کا نقصان برداشت کرنے کے علاوہ جلسہ پر بھی شامل نہ ہو سکے اور برطانیہ میں مقیم بچوں سے ملاقات بھی نہ کر سکے تھے۔ سبحان اللہ! حضور نے کیا ہی اچھے اور عمدہ طریق سے Compensate فرمایا۔

(میرا گلشن حیات صفحہ 146-147)

اب مَیں حاضرینِ مجلس کے سامنے ایک اور ایمان افروز واقعہ رکھنے جا رہا ہوں جو روزنامہ الفضل ربوہ 14/ جنوری 2013ء صفحہ 4 میں مطبوعہ ہے۔ حنیف محمود صاحب ہی لکھتے ہیں کہ

''اِسی طرح کا ایک واقعہ 2009ء میں میری بیٹی عزیزہ بقعۃ النور کے ساتھ پیش آیا۔ وہ جرمنی میں مقیم ہیں۔ خاکسار کو اپنی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ اِس سال جلسہ سالانہ برطانیہ میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ جرمنی سے یہ بچی ہمیں ملنے کو بے چین تھی۔ اِن کا لندن کا ویزہ Reject ہو چکا تھا۔ بیٹی نے حضور سے دعا کی درخواست کی کہ حضور دعا کریں کہ ویزہ لگ جائے۔ والدین کو ملنے کو دل بے چین ہے۔ حضور کی دعا کے طفیل اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور اپیل پر ویزہ لگ گیا۔ وہ جلسہ سالانہ پر آئی۔ ہم سے ملاقات کی خواہش بھی پوری ہوئی۔ جلسہ کے بعد حضورِ انور سے ملاقات میں حضور نے فرمایا کہ خود یہاں آکر مزے لے رہی ہے اور مجھے بتلایا تک نہیں۔ مَیں جلسہ کے دوسرے روز لجنہ سے خطاب کے لئے جب جا رہا تھا تو آپ اُس وقت بھی میرے ذہن میں تھیں کہ نجانے وہ بچی اِس وقت یہاں مارکی میں موجود ہے یا نہیں۔'' سبحان اللہ۔ اپنے عقیدت مندوں سے اِس قدر پیار اور شفقت۔

سامعین! اب مکرمہ درثمین احمد صاحبہ آف جرمنی کا اُن کی زبانی سماعت فرمائیں۔ وہ لکھتی ہیں۔

ایک واقعہ 2014ء کا ہے۔ اس سال خاکسار کے والد پاکستان سے لندن برطانیہ کے جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے اور ہم لوگ جرمنی سے برطانیہ گئے تھے۔ یوں اُن سے ملاقات کا ذریعہ بھی ہو گیا اور اُن کے طفیل ہماری حضور انور سے ملاقات بھی ہو گئی۔ قصہ کچھ یوں ہے کہ ابو جان کی ملاقات تھی حضور انور کے ساتھ۔ مجھے بھی فیملی کے ساتھ ملاقات کا موقعہ مل گیا۔ یہ جلسہ سے ایک دو روز پہلے کا واقعہ ہے۔ اسی جلسہ سالانہ پر میری چھوٹی بہن (جو کہ مسقط میں مقیم ہے) کو اپنی یونیورسٹی میں اوّل پوزیشن حاصل کرنے پر عورتوں والے اجلاس میں حضور انور سے سونے کا تمغہ ملنا تھا۔ مگر وہ چند ذاتی وجوہات کی بناء پر خود نہیں پہنچ پائی اور یہ سعادت بھی میرے حصے میں آئی کہ مَیں اس کا تمغہ حضور انور کے دستِ مبارک سے وصول کروں۔ چنانچہ جب ہفتہ کے روز میں اس کا تمغہ وصول کرنے اسٹیج پر گئی تو حضور انور نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا آج پھر آگئی ہو؟ یہ الفاظ سن کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ حضور انور نے مجھے پہچان لیا کہ دو تین دن قبل ملاقات

ہوئی تھی۔ یہ بات اور یہ واقعہ اتنا پیارا ہے کہ جب بھی مَیں آنکھیں موندتی ہوں تو چشمِ تصور میں وہ منظر میری نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے اور ہر بار مجھے ایک نئی لذت سے ہمکنار کرتا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2021ء)

حاضرین! اب مَیں مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب مبلغ سلسلہ امریکہ کے دلربا دینے والے دو واقعات آپ کو سنواتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں۔ ایک دفعہ حضور کینیڈا تشریف لائے۔ میری اور ظہیر احمد باجوہ صاحبِ کی اکٹھی ملاقات تھی۔ دوران ملاقات حضور نے باجوہ صاحب کو فرمایا کہ شمشاد صاحب جب گھانا میں تھے تو ان کو گوشت کھانے کی عادت تھی اور گوشت ملتا نہیں تھا۔ تو شمشاد صاحبِ تھوڑا سا گوشت لے کر اس میں کبھی دال اور کبھی کوئی سبزی ڈال لیتے تھے اور جب وہ ختم ہونے لگتا اور پانی ڈال لیتے تھے۔ حضور نے اتنا ہی فرمایا تھا کہ باجوہ صاحب کہنے لگے کہ حضور ”اسی وجہ سے میں شاہ صاحب کا مرید ہوں۔“ اس پر حضور نے فرمایا کہ ”نہیں۔ مرید تم نے ایک ہی کا رہنا ہے۔ شاہ صاحب سے تم کام کرنا سیکھو کہ کس طرح کام کیا جاتا ہے۔ مرید تم نے ایک ہی کا رہنا ہے۔“

اسی طرح حضور نے فرمایا کہ شمشاد صاحب گھانا میں ڈبل روٹی بھی نہیں کھاتے تھے۔ مَیں نے عرض کی حضور! ڈبل روٹی تو مَیں اب بھی نہیں کھاتا۔ حضور نے فرمایا: کبھی کبھی کھا لینی چاہئے۔ میٹنگ کے اختتام پر خاکسار گیسٹ ہاؤس گیا اور جاتے ہی سب سے پہلے ڈبل روٹی کھائی تا حضور کی بات پر عمل ہو جائے اور اب اس کے بعد کبھی کبھی روٹی کی موجودگی میں بھی ڈبل روٹی ہی کھا لیتا ہوں تا نصیحت پر عمل ہو جائے اور ثواب ہو۔

ایک دفعہ مَیں لندن آیا ہوا تھا۔ مَیں نے حضور انور سے اجازت چاہی کہ مجھے بھی از راہ شفقت صبح سیر میں ایک دن اپنے ساتھ جانے کی اجازت عنایت فرمائیں۔ دربارِ خلافت سے اجازت ہونے پر مجھے بھی سیر پر حضور کے ساتھ جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضور 20 منٹ کی سیر کے بعد واپس آگئے مجھے ابھی سیر کی تشنگی باقی تھی مَیں دوبارہ سیر کرنے اِسی جگہ واپس چلا گیا۔ دو دن بعد میری حضور سے ملاقات تھی۔ حضور نے مجھ سے سیر بارے پوچھ لیا کہ کیسی تھی۔ مَیں نے بتا دیا کہ بہت چھوٹی تھی مَیں دوبارہ سیر پر گیا تھا۔ حضور مسکرا دئے لیکن چند سالوں کے بعد میری لندن آمد پر میری درخواست پر حضور نے دوبارہ

اجازت مرحمت فرمائی اور اُس روز حضور نے قریباً 45 منٹ سیر کی اور اختتام پر فرمانے لگے کہ آج تو سیر کافی تھی۔ سبحان اللہ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2021ء)

حضرات! اِس طرح کے بے شمار واقعات ہیں۔ وقت کی رعایت سے یہاں بیان کرنا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے آقا کو صحت و سلامتی کے ساتھ دراز عمر عطا فرمائے اور ہر دو جانب سے محبتوں کا تبادلہ ہوتا رہے۔

اللھم ایّد امامنا وکن معہ حیث ما کان وانصرہ نصرًا عزیزًا

اے عقلِ رسا اور تیرا اب نہیں کچھ کام
دیوانوں کی فہرست میں اک نام بڑھا دے



﴿41﴾ ﴿مشاہدات۔ 391﴾

خلیفہ راشد اوّل۔ سیرت و سوانح حضرت ابو بکر صدیقؓ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (النور:56)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔

خلافت لازم و ملزومِ شانِ ہر نبوت ہے
خلافت بعد میں روشن نشانِ ہر رسالت ہے

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان "سیرت و سوانح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ" پر مشتمل ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مسلمانوں کے لیے جہاں ایک عظیم صدمہ کا سبب بنی وہاں اُن کے دلوں میں مستقبل کا خوف بھی پیدا ہوا کہ اب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیا ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق ان کی اس خوف کی حالت کو اَمن میں بدل دیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مہاجرین اور انصار نے متفقہ طور ربیع الاوّل 11 ہجری میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ کے طور پر منتخب کر لیا۔ تاریخ اسلام میں اگر ہم دیکھیں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے مشہور و معروف نام ہمیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی نظر آتا ہے۔ آپؓ چونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں تقریباً اڑھائی تین سال چھوٹے تھے اور اپنی نیک طبیعت کی وجہ سے آپؓ کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کافی دوستی تھی۔ پیدائش پر آپؓ کا نام عبد الکعبہ رکھا گیا تھا مگر جب اسلام

قبول کیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کا نام عبد اللہ رکھا۔ لوگ آپؓ کی خوبصورتی کی وجہ سے آپؓ کو عتیق بھی کہتے تھے۔ آپؓ کی کنیت ابو بکر تھی۔ بَکرٌ کے معنی ہیں جوان اونٹ۔ آپؓ کو چونکہ اونٹوں کی پرورش سے بہت دلچسپی تھی اس وجہ سے لوگ آپؓ کو ابو بکر کہنے لگ گئے۔ والد کا نام عثمان ابو قحافہ اور والدہ کا نام ام الخیر تھا اور دونوں کا ہی تعلق قبیلہ قریش سے تھا۔ مسلمان ہونے سے پہلے آپؓ کا پیشہ تجارت تھا جس کے سلسلے میں آپؓ دور دراز کے سفر بھی کیا کرتے تھے اور اہلِ قریش آپؓ کی دیانت، عقلمندی، اچھے اخلاق اور اچھا مشورہ دینے کی وجہ سے آپؓ کو بہت پسند کرتے تھے۔ زمانہ جاہلیت سے ہی حضرت ابو بکرؓ کو شرک سے نفرت تھی اور اجتناب کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مطابق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حلیہ کچھ یوں تھا:

”حضرت ابو بکرؓ گورے رنگ کے شخص تھے۔ دبلے پتلے تھے۔ رخساروں پر گوشت کم تھا۔ کمر ذرا خمیدہ تھی، ذرا جھکی ہوئی تھی کہ آپؓ کا تہبند بھی کمر پر نہیں رکتا تھا اور نیچے سرک جاتا تھا۔ چہرہ کم گوشت والا تھا۔ آنکھیں اندر کی طرف تھیں اور پیشانی بلند تھی۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 140۔ ”ابوبکر الصدیق“ ومن بنی تیم بن مرّۃ بن کعب)

سامعین! جیسا کی اوپر بیان کر آیا ہوں کہ آپؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست بھی تھے تو جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ فرمایا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مکّہ سے باہر کہیں گئے ہوئے تھے۔ جب واپس آئے تو مکہ کے کچھ سردار ملنے آئے اور کہا کہ ابو طالب کے بھتیجے نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ ان کے واپس جانے کے بعد آپؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپؐ سے پوچھا کہ کیا آپ نے خدا کا نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ کو سمجھانے لگے مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا آپ مجھے بتائیں کہ کیا آپ اپنے آپ کو خدا کا نبی کہتے ہیں؟ رسول اللہؐ نے فرمایا ہاں!۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ کہنے لگے کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ خدا کے رسول ہیں۔ اس طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لانے والوں میں سب سے پہلے مرد تھے۔ ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کے بارے میں فرمایا کہ ”مَیں نے جس کو بھی اسلام کا پیغام پہنچایا وہ مسلمان ہونے میں کچھ نہ کچھ جھجکا سوائے ابو بکر کے جو بغیر کسی جھجک کے فوراً ہی مسلمان ہو گئے“

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ تھا جس کی فطرت میں سعادت کا تیل اور بتّی پہلے سے موجود تھے۔''یعنی اس میں جلنے کی صلاحیت تھی، روشن ہونے کی صلاحیت تھی۔ ''اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم نے اس کو فی الفور متاثر کر کے روشن کر دیا۔ اس نے آپؐ سے کوئی بحث نہیں کی۔ کوئی نشان اور معجزہ نہ مانگا۔ معاً سن کر صرف اتنا ہی پوچھا کہ کیا آپؐ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں۔ تو بول اٹھے کہ آپؐ گواہ رہیں۔ میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں۔ یہ تجربہ کیا گیا ہے کہ سوال کرنے والے بہت کم ہدایت پاتے ہیں۔ ہاں حسنِ ظن اور صبر سے کام لینے والے ہدایت سے پورے طور پر حصہ لیتے ہیں۔ اس کا نمونہ ابو بکرؓ اور ابو جہل دونوں موجود ہیں۔ ابو بکرؓ نے جھگڑا نہ کیا اور نشان نہ مانگے۔ مگر اس کو وہ دیا گیا جو نشان مانگنے والوں کو نہ مِلا۔ اس نے نشان پر نشان دیکھے اور خود ایک عظیم الشّان نشان بنا۔ ابو جہل نے حجت کی اور مخالفت اور جہالت سے باز نہ آیا۔ اس نے نشان پر نشان دیکھے مگر دیکھ نہ سکا۔ آخر خود دوسروں کے لئے نشان ہو کر مخالفت ہی میں ہلاک ہوا۔''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 165 ایڈیشن 1984ء)

معزز سامعین! حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اُن لوگوں میں سے ہیں جو تاریخ کا رخ موڑ دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپؓ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''قطعی طور پر اسلام کے لیے بھی اور رسولوں کے لیے بھی فخر ہیں۔''

(سر الخلافہ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 354)

آپؓ کے لقب صدیق کے بارہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کے آزاد کردہ غلام ابو وہب نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے لے جایا گیا یعنی واقعہ اسراء میں تو مَیں نے جبریل سے کہا یقیناً میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی یعنی میری بات کو سچ نہیں مانے گی تو جبریل نے کہا۔ یُصَدِّقُكَ اَبُوْبَكْرٍ وَهُوَ الصِّدِّيْقُ۔ یعنی آپؐ کی تصدیق ابو بکرؓ کریں گے اور وہ صدیق ہیں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ 127، ''ابوبکر الصدیق'')

مسلمان ہونے کے بعد مکّہ والوں کی ہر سختی اور ہر ظلم برداشت کیا لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑا۔ آپؓ نے اپنی ساری زندگی اسلام کے لیے وقف کر دی۔ پہلے چھُپ چھُپ کر اسلام کی تبلیغ کرتے تھے پھر کھلے عام تبلیغ کرتے رہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بھی آپؓ نے ہی خرید کر آزاد کیا تھا۔ آپؓ نے اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہت صعوبتیں برداشت کیں۔ ایک مرتبہ قریش کے بہت سے سردار خانہ کعبہ میں بیٹھے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی طواف اور نماز کے لیے وہاں آ گئے۔ عقبہ بن ابی معیط کی نظر پڑی تو اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ رسول اللہؐ پر حملہ کر دیا اور اتنا مارا کہ آپؐ بے ہوش ہو گئے۔ عقبہ نے اپنی چادر آپؐ کے گلے میں ڈال کر آپؐ کو گھسیٹنا شروع کر دیا۔ کسی نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اطلاع دی آپؓ دوڑتے ہوئے آئے اور غصّے میں بھرے ہوئے کافروں میں جا گھُسے کسی کو مارا، کسی کو ہٹایا اور اس طرح رسول کریمؐ کو بچاتے اور ساتھ یہ کہتے جاتے کہ "افسوس ہے تم پر! تم اس شخص کو مارتے ہو جو کہتا ہے اللہ میرا ربّ ہے" کافر اس بات پر اتنا غصے میں آئے کہ آپؓ کو پکڑ کر مارنا شروع کر دیا۔ اتنا مارا کہ سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا۔ آپؓ مار کھاتے جاتے اور کہتے جاتے "اے عزّت و جلال والے خدا! تُو بہت بابرکت ہے"۔ آخر آپؓ کے رشتہ داروں نے آپؓ کو چھڑایا۔ آپؓ کی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب آپؓ گھر پہنچے تو یہ حال تھا کہ آپؓ کے سر پر جس جگہ ہاتھ لگاتے وہاں سے بال اتر جاتے تھے۔

(سوانح حضرت ابو بکرؓ از مرزا غلام احمد ایم اے صفحہ 12-11)

سامعین! حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مالی قربانی بھی تاریخ کا ایک حصہ ہے۔ جنگوں کی وجہ سے اکثر جنگی سامان کے لیے مال کی ضرورت ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالی امداد کے لیے کہا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "ایک جہاد کے موقع کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں مجھے خیال آیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمیشہ مجھ سے بڑھ جاتے ہیں۔ آج مَیں ان سے بڑھوں گا۔ یہ خیال کر کے مَیں گھر گیا اور اپنے مال میں سے آدھا مال نکال کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے لے آیا۔ وہ زمانہ اسلام کے لئے انتہائی مصیبت کا دَور تھا۔ لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا سارا مال لے آئے" ایک جگہ حضرت مصلح موعودؓ نے

فرمایا کہ ”حضرت ابو بکرؓ اپنا سارا اثاثہ حتیٰ کہ لحاف اور چارپائیاں بھی اٹھا کر لے آئے۔“ بہر حال ”اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔“ سارا مال۔ ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ابو بکرؓ! گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسولؐ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ یہ سن کر مجھے سخت شرمندگی ہوئی اور مَیں نے سمجھا کہ آج مَیں نے سارا زور لگا کر ابو بکرؓ سے بڑھنا چاہا تھا مگر آج بھی مجھ سے ابو بکرؓ بڑھ گئے۔“

(فضائل القرآن 3، انوار العلوم جلد 11 صفحہ 577)

سامعین! خدمتِ انسانیت اور مسابقت اِلَی الخیر کا ایک اور واقعہ سنئیے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کے کنارے پر رہنے والی ایک بوڑھی اور نابینا عورت کا خیال رکھا کرتے تھے۔ آپ اُس کے لیے پانی لاتے اور اُس کا کام کاج کرتے۔ ایک مرتبہ آپؓ جب اُس کے گھر گئے تو یہ معلوم ہوا کہ کوئی شخص آپ سے پہلے آیا ہے جس نے اس بڑھیا کے کام کر دیے ہیں۔ اگلی دفعہ آپؓ اس بڑھیا کے گھر جلدی گئے تا کہ دوسرا شخص پہلے نہ آ جائے۔ حضرت عمرؓ چھپ کر بیٹھ گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ یہ حضرت ابو بکرؓ ہیں جو اس بڑھیا کے گھر آتے تھے اور اُس وقت حضرت ابو بکرؓ خلیفہ تھے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! یہ آپؓ ہی ہو سکتے تھے۔

(تاریخ الخلفاء از جلال الدین السیوطی حالات ابو بکر الصدیقؓ صفحہ 64)

جب مکہ میں مسلمانوں کے لیے حالات بہت خراب ہو گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت کا فیصلہ کیا تو اس سفر کا سارا انتظام حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا۔ اس ہجرت کا واقعہ غارِ ثور کے حوالے سے بہت مشہور ہے اور اس واقعہ کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِیَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِی الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبہ:40) کہ اگر تم اس (رسول) کی مدد نہ بھی کرو تو اللہ (پہلے بھی) اس کی مدد کر چکا ہے جب اسے اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا (وطن سے) نکال دیا تھا اس حال میں کہ وہ دو میں سے ایک تھا۔ جب وہ دونوں غار میں تھے۔ اور وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

ہجرت کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ غارِ ثور میں ٹھہرے تو کفارِ مکہ اور رؤسائے قریش آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کرتے ہوئے جب غارِ ثور کے پہاڑ کے پاس پہنچے تو سراغ رساں نے کہا: مجھے پتہ نہیں چل رہا کہ اس کے بعد ان دونوں نے کہاں اپنے قدم رکھے ہیں اور جب وہ غار کے قریب ہو گئے تو سراغ رساں نے کہا کہ اللہ کی قسم! جس کی تلاش میں تم لوگ آئے ہو وہ یہاں سے آگے نہیں گیا۔ غار کے دہانے پر اس سراغ رساں نے جب یہ ساری بات کی اور کسی نے چاہا بھی کہ غار کے اندر جھانک کر دیکھا جائے تو اُمیّہ بن خَلَف نے تلخ اور بے پروائی کے سے انداز میں کہا کہ یہ جالا (اور درخت) تو مَیں محمد کی پیدائش سے پہلے یہاں دیکھ رہا ہوں۔ تم لوگوں کا دماغ چل گیا ہے۔ وہ یہاں کہاں ہو سکتا ہے اور یہاں سے چلو کسی اَور جگہ اس کی تلاش کریں اور یہ کہتے ہوئے سب لوگ وہاں سے واپس چلے آئے۔

(المواہب اللدنیہ لعلامہ قسطلانی جلد 1 صفحہ 292-293)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ سیرت خاتم النبیین میں لکھتے ہیں کہ

”روایت آتی ہے کہ قریش اس قدر قریب پہنچ گئے تھے کہ ان کے پاؤں غار کے اندر سے نظر آتے تھے اور ان کی آواز سنائی دیتی تھی۔ اس موقعہ پر حضرت ابو بکرؓ نے گھبرا کر مگر آہستہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! قریش اتنے قریب ہیں کہ ان کے پاؤں نظر آرہے ہیں اور اگر وہ ذرا آگے ہو کر جھانکیں تو ہم کو دیکھ سکتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ یعنی ہرگز کوئی فکر نہ کرو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر فرمایا وَمَا ظَنُّكَ يَا اَبَابَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اَللّٰهُ ثَالِثُهُمَا۔ یعنی اے ابو بکرؓ! تم ان دو شخصوں کے متعلق کیا گمان کرتے ہو جن کے ساتھ تیسرا خدا ہے۔ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ جب قریش غار کے منہ کے پاس پہنچے تو حضرت ابو بکرؓ سخت گھبرا گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گھبراہٹ کو دیکھا تو تسلی دی کہ کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ نے رِقّت بھری آواز میں کہا: اِنْ قُتِلْتُ فَاَنَا رَجُلٌ وَاحِدٌ وَاِنْ قُتِلْتَ اَنْتَ هَلَكَتِ الْاُمَّةُ۔ یعنی یا رسول اللہؐ! اگر مَیں مارا جاؤں تو مَیں تو بس ایک اکیلی جان ہوں لیکن اگر خدانخواستہ آپؐ پر کوئی آنچ آئے تو پھر تو گویا ساری امت کی امت مِٹ گئی۔ اس پر آپؐ نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر یہ الفاظ فرمائے کہ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ (سورۃ

التوبہ:40) یعنی اے ابو بکرؓ! ہر گز کوئی فکر نہ کرو کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے اور ہم دونوں اس کی حفاظت میں ہیں۔ یعنی تم تو میری وجہ سے فکر مند ہو اور تمہیں اپنے جوش اخلاص میں اپنی جان کا کوئی غم نہیں مگر خدا تعالیٰ اس وقت نہ صرف میرا محافظ ہے بلکہ تمہارا بھی اور وہ ہم دونوں کو دشمن کے شر سے محفوظ رکھے گا۔"

(سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 264-265)

حضرات! غارِ ثور میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم آرام کرنے کے لیے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے رانوں پر سر رکھ کر لیٹ گئے۔ حضورؐ سو رہے تھے کہ ایک سوراخ سے ایک سانپ باہر نکلا حضرت ابو بکرؓ نے اسے مارنے کے لیے اس کے سر پر اپنا پیر رکھ دیا۔ سانپ نے آپؓ کے پیر پر کاٹ لیا۔ حضور کے آرام کے خیال سے آپؓ اسی طرح بیٹھے رہے اور ذرا نہیں ہلے لیکن درد اتنی تھی کہ آنسو نکل پڑے۔ ایک آنسو حضورؐ کے چہرے پر ٹپکا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھُل گئی۔ پوچھا ابو بکر! کیا بات ہے؟ کہنے لگے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت اپنے مُنہ کا لُعاب اس جگہ پر لگا دیا جس سے درد کم ہو گئی۔

(سوانح حضرت ابو بکر صدیقؓ از حضرت مرزا بشیر احمد ایم۔اے صفحہ 18-17)

آپؓ غارِ ثور میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین روز رہے۔ اس لیے آپؓ کو "یارِ غار" بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

"(حضرت) ابو بکر صدیقؓ کے محاسن اور خصوصی فضائل میں سے ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ سفر ہجرت میں آپ کو رفاقت کے لئے خاص کیا گیا اور مخلوق میں سے سب سے بہترین شخص (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مشکلات میں آپ ان کے شریک تھے اور آپ مصائب کے آغاز سے ہی حضورؐ کے خاص انیس بنائے گئے تھے تا کہ محبوبِ خداؐ کے ساتھ آپؓ کا خاص تعلق ثابت ہو اور اس میں بھید یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ خوب معلوم تھا کہ صدیقِ اکبرؓ صحابہؓ میں سے زیادہ شجاع، متقی اور ان سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اور مردِ میدان تھے اور یہ کہ سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا تھے۔ آپؓ ابتدا سے ہی حضورؐ کی مالی مدد کرتے اور آپؐ کے اہم امور کا خیال فرماتے تھے۔ سو اللہ نے تکلیف دہ

وقت اور مشکل حالات میں اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آپؓ کے ذریعہ تسلی فرمائی اور الصّدیق کے نام اور نبی ثقلینؐ کے قرب سے مخصوص فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ثَانِیَ اثْنَیْنِ کی خلعتِ فاخرہ سے فیضیاب فرمایا اور اپنے خاص الخاص بندوں میں سے بنایا"۔

(سر الخلافہ مترجم صفحہ 59-60، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 338-339)

میرے بھائیو! مَیں آپ کو آپؓ کی یہ عظیم خدمت بھی بتاتا چلوں کہ جمعِ قرآن حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد زریں کا بے مثال اور عظیم کارنامہ ہے۔ حضرت علیؓ اس کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت ابو بکر صدیقؓ پر رحمت نازل فرمائے۔ وہی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قرآن مجید کو کتابی صورت میں محفوظ کیا تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب فضائل القرآن روایت نمبر 30856 مترجم جلد 8 صفحہ 827)

ہجرتِ مدینہ کے بعد کفار کے حملوں کے نتیجہ میں ہونے والی جنگوں غزوہ اُحد، غزوہ بنی مصطلق، غزوہ احزاب، غزوہ خیبر، غزوہ حنین و طائف اور غزوہ تبوک میں حضرت ابو بکر صدیقؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ شامل ہوئے۔ متعدد مواقع پر نہ صرف مالی قربانی کی مثالیں قائم کیں بلکہ اِستقامت و شجاعت کا بہترین مظاہرہ کیا۔ 6 ہجری کو حُدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں اور قریش مکہ کے مابین ہونے والے معاہدہ پر مسلمانوں کی طرف سے رسول کریمؐ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیقؓ و حضرت عمرؓ اور کچھ اور صحابہ نے دستخط کیے۔ 9 ہجری کو بہت سے مسلمان حج کے لیے روانہ ہوئے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سال حج پر تشریف نہیں لے گئے۔ آپؐ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو حج پر جانے والوں کا امیر بنایا۔ 10 ہجری میں رسول کریمؐ حج کے لیے گئے۔ یہ آپؐ کا آخری حج تھا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ آپؐ کے ساتھ ہی تھے۔ واپسی پر آپؐ بیمار ہوئے اور بیمار ہی تھے کہ ایک دن مسجد میں آئے منبر پر بیٹھے اور تقریر کی۔ کہنے لگے "خدا نے اپنے ایک بندے سے کہا کہ وہ دنیا اور خدا میں سے کوئی ایک چُن لے اور اُس نے خدا کے ساتھ کو چُن لیا ہے"..... حضرت ابو بکر صدیقؓ سمجھ گئے اور رونے لگے آپؐ نے ابو بکر صدیقؓ کو تسلی دی پھر کہا "مسجد میں جتنے لوگوں کے دروازے کھلتے ہیں سب بند کر دو صرف ابو بکر کا دروازہ کھلا رہنے دو"۔ ایک اور موقع پر آپؐ نے فرمایا "کوئی آدمی ایسا نہیں جس کے احسان مجھ پر ابو بکر سے زیادہ ہوں"

سامعین! یہ تھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حیثیت حتّٰی کہ آپ رسول کریمؐ نے اپنے آخری وقت میں طبیعت زیادہ خراب ہونے پر حکم دیا کہ ”ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں“۔ چنانچہ آپؐ کی وفات تک حضرت ابو بکرؓ ہی امامت کرواتے رہے۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں فرمایا: ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نمازیں پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے عرض کیا: حضرت ابو بکرؓ جب آپؐ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو وہ رونے کی وجہ سے لوگوں کو سنا نہ سکیں گے۔ اس لیے آپؐ حضرت عمرؓ کو کہیں کہ وہ لوگوں کو نمازیں پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں مَیں نے پھر حضرت حفصہؓ سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؓ کہیں کہ حضرت ابو بکرؓ جب آپؐ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو سنا نہیں سکیں گے۔ اس لیے آپؐ حضرت عمرؓ سے کہیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ حضرت حفصہؓ نے ایسا ہی کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے کہ خاموش رہو۔ تم تو یوسف والی عورتیں ہو۔ ابو بکرؓ سے کہو۔ وہی لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب اھل العلم و الفضل احق بالامانۃ حدیث 679)

حضرت مصلح موعودؓ ایک جگہ بیان فرماتے ہیں کہ

”حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپؐ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو بوجہ سخت ضعف کے نماز پڑھانے پر قادر نہ تھے اس لیے آپؐ نے حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ جب حضرت ابو بکرؓ نے نماز پڑھانی شروع کی تو آپؐ نے کچھ آرام محسوس کیا اور نماز کے لیے نکلے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دینے کے بعد جب نماز شروع ہو گئی تو آپؐ نے مرض میں کچھ خفت محسوس کی۔ پس آپؐ نکلے کہ دو آدمی آپؐ کو سہارا دے کر لے جا رہے تھے۔“ کہتی ہیں کہ ”اور اس وقت میری آنکھوں کے سامنے وہ نظارہ ہے کہ شدت درد کی وجہ سے آپؐ کے قدم زمین سے چھوتے جاتے تھے۔ آپؐ کو دیکھ کر حضرت ابو بکرؓ نے ارادہ کیا کہ پیچھے ہٹ آئیں۔ اس ارادہ کو معلوم کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ کی طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو۔ پھر آپؐ کو وہاں لایا گیا اور آپؐ حضرت

ابو بکرؓ کے پاس بیٹھ گئے۔ اس کے بعد رسول کریمؐ نے نماز پڑھنی شروع کی اور حضرت ابو بکرؓ نے آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کی اور باقی لوگ حضرت ابو بکرؓ کی نماز کی اتباع کرنے لگے۔"

(سیرۃ النبیؐ، انوار العلوم جلد 1 صفحہ 506-507)

سامعین کرام! حضرت ابو بکرؓ کو خلافت کے بعد جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ان میں سے پہلی مشکل یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا غم تھا جو ہر مسلمان کو تھا لیکن سب سے بڑھ کر حضرت ابو بکرؓ جو بچپن کے ساتھی تھے ان کو بہت زیادہ دکھ تھا اور اس کے علاوہ ان کا وفا کا جو مقام تھا اور بیعت کی گہرائی میں جا کر اس کا ادراک تھا وہ کسی اَور کو تو نہیں تھا لیکن اس وقت انہوں نے بڑی جرأت کا مظاہرہ کیا، ایمان کا مظاہرہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا حادثہ اس قدر شدید اور المناک تھا کہ بڑے بڑے صحابہ مارے غم کے حواس کھو بیٹھے تھے۔ حضرت عمرؓ جیسے بہادر کا محبت کی اس دیوانگی میں اَور بھی بُرا حال تھا۔ وہ تلوار لے کر کھڑے ہو گئے کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں تو مَیں اس کا سر تن سے جدا کر دوں گا اور یہ ایک ایسا ردّ عمل تھا کہ مسلمان اس بات کو سن کر اس شش و پنج کی کیفیت میں مبتلا ہو گئے تھے کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقعی فوت ہو گئے ہیں کہ نہیں۔؟ اور قریب تھا کہ یہ عشاق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں توحید کے بنیادی سبق کو بھولتے ہوئے یہ کہنے لگ جاتے کہ نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی فوت نہیں ہو سکتے اور نہ ہی فوت ہوئے ہیں۔ اس وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ مسجد نبوی میں تشریف لائے اور وہاں جمع شدہ سب لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اے لوگو! مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ۔ جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے ہیں اور جو کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا وہ خوش ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور کبھی فوت نہیں ہو گا۔ باوجود بے انتہا محبت کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؓ کو تھی جس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں تھا لیکن توحید کا درس آپؓ نے دیا۔ پھر فرمایا۔ وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِئنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ (آل عمران:145) کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف اللہ کے ایک رسول تھے اور آپؐ سے پہلے جتنے رسول گزرے ہیں سب فوت ہو چکے ہیں۔ پھر آپؐ کیوں نہ

فوت ہوں گے۔ اگر آپؐ فوت ہو جائیں گے یا قتل کیے جائیں گے تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے اور اسلام کو چھوڑ دو گے؟ اس طرح حضرت ابو بکرؓ نے کمال ہمت اور حکمت سے اس وقت غم کی اس کیفیت میں صحابہ کی ڈھارس بندھائی اور غم کے مارے ان عشاق کے دلوں پر مرہم لگانے کا سبب بنے اور دوسری طرف توحید کی لرزتی ہوئی عمارت کو سنبھالا دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"پھر وہ خیالات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بارے میں بعض صحابہ کے دل میں پیدا ہو گئے تھے ایک عام جلسہ میں قرآن شریف کی آیت کا حوالہ دے کر ان تمام خیالات کو دور کر دیا اور ساتھ ہی اس غلط خیال کی بھی بیخ کنی کر دی جو حضرت مسیح کی حیات کی نسبت احادیث نبویہ میں پوری غور نہ کرنے کی وجہ سے بعض کے دلوں میں پایا جاتا تھا۔"

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 184)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"حضرت ابو بکرؓ اسلام کے آدمِ ثانی ہیں۔ اُس زمانہ میں بھی مسیلمہ نے اباحتی رنگ میں لوگوں کو جمع کر رکھا تھا۔ ایسے وقت میں حضرت ابو بکرؓ خلیفہ ہوئے تو انسان خیال کر سکتا ہے کہ کس قدر مشکلات پیدا ہوئی ہوں گی۔ اگر وہ قوی دِل نہ ہوتا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان کا رنگ اس کے ایمان میں نہ ہوتا تو بہت ہی مشکل پڑتی اور گھبرا جاتا لیکن صدیقؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم سایہ تھا۔ آپؐ کے اخلاق کا اثر اس پر پڑا ہوا تھا اور دل نورِ یقین سے بھرا ہوا تھا۔ اس لیے وہ شجاعت اور استقلال دکھایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ ان کی زندگی اسلام کی زندگی تھی۔ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اس پر کسی لمبی بحث کی حاجت ہی نہیں۔ اس زمانہ کے حالات پڑھ لو اور پھر جو اسلام کی خدمت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کی ہے اس کا اندازہ کر لو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس اسلام کے لئے آدمِ ثانی ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر آنحضرت صلعم کے بعد ابو بکرؓ کا وجود نہ ہوتا تو اسلام بھی نہ ہوتا۔ ابو بکر صدیقؓ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے اسلام کو دوبارہ قائم کیا۔ اپنی قوتِ ایمانی سے کل باغیوں کو سزا دی اور امن کو قائم کر دیا۔ اسی طرح پر جیسے خدا تعالیٰ نے فرمایا اور وعدہ کیا تھا کہ میں سچے خلیفہ پر امن

کو قائم کروں گا۔ یہ پیشگوئی حضرت صدیقؓ کی خلافت پر پوری ہوئی اور آسمان نے اور زمین نے عملی طور پر شہادت دے دی۔ پس یہ صدیق کی تعریف ہے کہ اس میں صدق اس مرتبہ اور کمال کا ہونا چاہئے۔ نظائر سے مسائل بہت جلد حل ہو جاتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 380-381 ایڈیشن 1984ء)

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے سب سے پہلے جو کام سر انجام دیے یا جو کارنامے سب سے پہلے ان کی ذات کے ساتھ وابستہ ہیں انہیں اوّلیاتِ ابو بکرؓ کا نام دیا گیا ہے۔ آپؓ سب سے پہلے اسلام لائے۔ دوسرے یہ کہ مکہ میں آپؓ نے اپنے گھر کے سامنے سب سے پہلے مسجد بنائی۔ پھر تیسرا یہ کہ مکہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں سب سے پہلے قریش مکہ سے قتال کیا۔ چوتھا یہ کہ سب سے پہلے متعدّد غلاموں اور باندیوں کو جو اسلام لانے کی پاداش میں ظلم و ستم کا شکار تھے خرید کر آزاد کیا۔ پانچواں یہ کہ سب سے پہلے قرآن کریم کو ایک جلد میں جمع کیا۔ چھٹا یہ کہ سب سے پہلے انہوں نے قرآن کا نام مُصْحَف رکھا۔ ساتواں یہ کہ سب سے پہلے خلیفۂ راشد قرار پائے۔ آٹھواں یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سب سے پہلے امیر الحج مقرر ہوئے۔ نواں یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سب سے پہلے نماز میں مسلمانوں کی امامت کی۔ دسواں یہ کہ اسلام میں سب سے پہلے بیت المال قائم کیا۔ گیارہ یہ کہ اسلام میں سب سے پہلے خلیفہ ہیں جن کا مسلمانوں نے وظیفہ مقرر کیا۔ بارھواں یہ کہ سب سے پہلے خلیفہ جنہوں نے اپنا جانشین نامزد کیا۔ حضرت عمرؓ کو آپ نے نامزد فرمایا تھا۔ تیرھواں یہ کہ وہ پہلے خلیفہ ہیں جن کی بیعتِ خلافت کے وقت ان کے والد حضرت ابو قحافہ زندہ تھے۔ چودھواں یہ کہ وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہیں اسلام میں کوئی لقب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا۔ پندرھواں یہ کہ سب سے پہلے شخص جن کی چار پشتوں کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ ان کے والد صحابی حضرت ابو قحافہؓ، حضرت ابو بکرؓ خود صحابی، ان کے بیٹے حضرت عبد الرحمٰن بن ابو بکرؓ اور ان کے پوتے حضرت محمد بن عبد الرحمٰن بن ابو بکرؓ یہ سب صحابہ تھے۔

(الصدیق از پروفیسر علی محسن صدیقی، صفحہ 381-382)

ایک مشہور مستشرق سر ولیم میور (Sir William Muir) لکھتا ہے کہ

حضرت ابو بکرؓ کا عہدِ حکومت مختصر تھا لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام ابو بکر سے زیادہ کسی اَور کا ممنون نہیں۔

(The Caliphate its rise, decline and fall by Sir William Muir. P. 86 The religious tract society 1892)

سامعین! اسلام کے پہلے خلیفہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار 12 ربیع الاوّل 11 ہجری سے جمادی الآخر 13 ہجری تک سوا دو سال امورِ خلافت و دیگر فرائض سر انجام دیتے ہوئے اپنے حبیبؐ کی عمر کے مطابق 63 سال کی عمر میں اپنے خدا کے حضور حاضر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور پہلی خلافت علی منہاج النبوہ میں مبارک نظام خلافت کی بناء آپ کے ذریعہ رکھی گئی اب دوسری بار قائم ہونے والی خلافت علی منہاج النبوہ میں اِس تسلسل کو جاری رکھے۔ آمین

خلافت فاتحِ عالم خلافت بابِ نصرت ہے
خلافت ایک طاقت ہے خدا کا دستِ قدرت ہے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿42﴾ ﴿مشاہدات۔392﴾

خلیفہ راشد دوم۔ سیرت و سوانح حضرت عمر فاروق

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (النور:56)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔

خلافت لازم و ملزومِ شانِ ہر نبوت ہے
خلافت بعد میں روشن نشانِ ہر رسالت ہے

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ''سیرت و سوانح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ'' پر مشتمل ہے۔

ہمارے پیارے آقا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

''میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کے پیچھے بھی تم چلو گے کامیاب ہو جاؤ گے''

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح جلد 11 صفحہ 162 حدیث 6018 کتاب المناقب باب مناقب الصحابہ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو کہ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ ہیں انہی روشن ستاروں میں سے ایک ہیں جنہوں نے اسلام کی بلندی کے لیے عظیم الشان خدمات سر انجام دیں۔

سامعین! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہجرت نبویؐ سے 40 برس قبل پیدا ہوئے۔ اس طرح آپؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے 13 سال عمر میں چھوٹے تھے۔ آپؓ کا سلسلہ نسب آٹھویں پُشت میں (کعب بن لوئی پر جا کر) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ آپ کا نام عمر، کنیت ابو حفصہ اور لقب فاروق تھا۔ (ماخوذ از حضرت عمرؓ از منصور احمد نور الدین صفحہ 1)

آپ کے والد خطاب قریش کے بڑے سرداروں میں سے تھے اور آپؓ کی والدہ حنتمہ ابن ہشام کی بیٹی تھیں جن کا قریش قبیلہ میں ایک بڑا رتبہ تھا۔ اس زمانے میں جب عرب زیادہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے پڑھنا لکھنا سیکھا۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت قریش میں صرف 17 آدمی لکھنا پڑھنا جانتے تھے اُن میں سے ایک حضرت عمر بن الخطابؓ بھی تھے۔ حضرت عمرؓ دراز قد اور مضبوط جسم کے مالک تھے۔ سر کے اگلے حصہ پر بال نہیں تھے۔ رنگ سرخی مائل اور مونچھیں گھنی تھیں جن کے کناروں پر سرخی جھلکتی تھی اور آپؓ کے رخسار ہلکے پھلکے تھے۔

(الاصابة فی تمییز الصحابة جلد 4 صفحہ 484 عمر بن الخطاب مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت 2005ء)

آپؓ کُشتی کے بڑے ماہر تھے، تلوار بہت اچھی چلاتے تھے، تقریر بہت اچھی کر لیتے تھے اور گھڑ سواری کے شوقین تھے۔ جب ذرا بڑے ہوئے تو والد کے حکم پر اونٹ چَرانا شروع کئے اور پھر جوان ہونے پر تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کے بعد قریش میں دو بڑے اسلام مخالف شخص تھے ایک ابو جہل اور دوسرے عمر فاروق۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت سے ان دونوں کے لیے اسلام قبول کرنے کی دعا فرمائی کہ یا اللہ! تُو عمر ابن الخطاب یا عمر بن ہشام (ابو جہل) میں سے کوئی ایک ضرور اسلام کو عطا کر دے۔ اس طرح یہ اعزاز حضرت عمرؓ کے حصہ میں آیا اور اسلام کا سب سے بڑا دشمن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبولیت دُعا کی وجہ سے کچھ عرصہ کے بعد اسلام کا سب سے بڑا دوست اور جاں نثار بن گیا اور یوں آپؓ عمر الخطاب سے حضرت عمرِ فاروق بن کر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ کے مصداق ٹھہرے۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو 'فاروق' کے لقب سے نوازا تھا۔

(ماخوذ از اسد الغابة فی معرفة الصحابة جلد 4 صفحہ 143 دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

حضرت ایوب بن موسیٰؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے حق کو عمرؓ کی زبان و دل پر قائم کر دیا اور وہ 'فاروق' ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ سے حق و باطل میں فرق کر دیا۔

(اسد الغابة فی معرفة الصحابة جلد 4 صفحہ 143)

سامعین! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ بھی بہت دلچسپ اور ایمان افروز ہے۔ گرمیوں کی ایک دوپہر کو قریش کے سردار اکٹھے ہوئے اور مشورہ کرنے لگے کیوں نہ محمد (ؐ) کو شہید کر دیا جائے اور روز روز کا جھگڑا ختم ہو جائے۔ حضرت عمرؓ نے یہ سنا تو فوراً بولے "میں تیار ہوں" آپؓ نے تلوار نکالی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ راستے میں انہیں نعیم بن عبد اللہ ملے۔ پوچھا عمر! اتنے غصے میں کہاں جا رہے ہو؟ جواب دیا اس شخص کو قتل کرنے جو میرے دین کو، میرے بتوں کو بُرا بھلا کہتا ہے۔ میرا خیال ہے تم بھی اپنے دین سے ہٹ سے گئے ہو اگر مجھے پتہ چل جاتا تو پہلے تمہیں قتل کرتا۔ نعیم نے کہا۔ پہلے اپنے گھر والوں کی خبر تو لو پتہ ہے تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔ حضرت عمرؓ یہ بات سن کر غصہ میں آگ بگولہ ہو گئے اور حضورؐ کی طرف جانے کی بجائے اپنی بہن کے گھر چل پڑے۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو آپؓ کو اندر سے کچھ پڑھنے کی آواز سنائی دی۔ ان کے بہن نے کہا کون؟ آپ بولے عمر بن خطاب۔ حضرت عمرؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ میرے لیے دروازہ کھولا گیا اور مَیں اندر داخل ہو گیا اور ان سے کہا یہ مَیں نے تم سے کیا سنا ہے؟ انہوں نے کہا تم نے کیا سنا ہے؟ اس مکالمے میں بات بڑھ گئی اور مَیں نے بہنوئی کا سر پکڑ لیا اور اس کو مارا اور اسے لہولہان کر دیا۔ میری بہن اٹھی اور اس نے مجھے سر سے پکڑ لیا اور کہا یہ تمہاری خواہش کے خلاف ہوا ہے یعنی ہمارا اسلام لانا تمہاری خواہش کے خلاف ہے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو بھی غصہ میں ایک تھپڑ دے مارا جس سے ان کی بہن کے چہرے سے بھی خون بہنے لگا۔ اس پر وہ کہنے لگیں۔ کیا تم ہمیں صرف اس لیے مار رہے ہو کہ ہم کہتے ہیں کہ اللہ ایک ہے۔ عمرؓ نے کہا "ہاں"۔ بہن بولیں تو پھر جتنا چاہے مار لو مَیں گواہی دیتی ہوں اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں۔

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے جب بہنوئی کا خون دیکھا تو مجھے شرمندگی ہوئی اور میں بیٹھ گیا اور کہا مجھے یہ کتاب دکھاؤ۔ میری بہن نے کہا کہ اسے صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔ اگر سچ بول رہے ہو تو جاؤ اور غسل کرو۔ چنانچہ میں نے غسل کیا اور آکر بیٹھ گیا تو انہوں نے وہ صحیفہ میرے لیے نکالا۔ اس میں تھا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ میں نے کہا یہ نام تو بڑے طیب اور پاکیزہ ہیں۔ اس کے بعد تھا۔ طٰہٰ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰۤی یہاں سے لے کر لَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی تک، طٰہٰ کی آیت 2 سے 9 تک تھیں۔ کہتے ہیں

میرے دل میں اس کلام کی بڑی عظمت پیدا ہوئی۔ میں نے کہا قریش اس سے بھاگتے ہیں۔ میں نے اسلام قبول کر لیا اور میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ میری بہن نے بتایا کہ وہ دارِ ارقم میں ہیں۔ مَیں وہاں پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو وہاں موجود صحابہ جمع ہو گئے۔ حضرت حمزہؓ نے ان سے کہا تم لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا عمرؓ۔ حضرت حمزہؓ نے کہا کہ خواہ عمرؓ ہی ہو اس کے لیے دروازہ کھول دو۔ اگر وہ باہر دروازے پہ کھڑا ہے۔ اگر وہ اچھے ارادے سے آئے ہیں تو ہم انہیں قبول کر لیں گے اور اگر وہ بُری نیت سے آئے ہیں تو ہم اسے قتل کر دیں گے۔ یہ باتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سن لیں۔ آپؐ باہر تشریف لائے تو حضرت عمرؓ نے کلمہ شہادت پڑھا اس پر گھر میں موجود تمام صحابہ نے بلند آواز سے اللہ اکبر! کہا جس کو اہل مکہ نے سنا۔

(تاریخ الخلفاء از جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی صفحہ 91-92)

سامعین! حضرت عمر فاروقؓ نے جب اسلام قبول کر لیا تو اپنی تمام تر صلاحیتیں اسلام کے لیے وقف کر دیں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت عمرؓ نے مختلف دروازوں پر دستک دے کر کہا کہ مَیں مسلمان ہو گیا ہوں وہ جانتے تھے کہ جو مسلمان ہوتا ہے اسے تختۂ مشق بنایا جاتا ہے۔ خود بیان کرتے ہیں کہ ”مَیں نے چاہا کہ مَیں بھی اس لذّت سے حصہ پاؤں جس میں کمزور اور بے یار و مددگار مسلمان مبتلا ہیں۔“

(ماخوذ حضرت عمرؓ از منصور احمد نور الدین صفحہ 8-9)

سامعین! اللہ تعالیٰ نے جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کے ساتھ مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دیا تو آپؓ بھی ہجرت کرنے والوں میں شامل تھے۔ آپؓ ہی ایک آدمی تھے جنہوں نے چھُپ کر نہیں بلکہ کھلم کھلا ہجرت فرمائی۔ جب آپؓ مکہ سے جانے لگے تو تلوار لٹکائی، تیروں اور نیزوں کو لیا اور گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ سب سے پہلے خانہ کعبہ گئے وہاں پر مکہ کے بڑے بڑے رئیس جمع تھے۔ آپؓ نے خانہ کعبہ کا سات دفعہ چکر لگایا.... پھر ان سے کہا ”مَیں مدینہ جا رہا ہوں کس کی ہمت ہے جو مجھے روکے؟ اور اگر کوئی اپنی بیوی کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کرنا چاہتا ہے تو سامنے آئے۔“ لیکن کسی کو ہمت نہ ہوئی جو آپؓ کو روکتا۔ راستے میں قُباء ایک جگہ تھی وہاں پر آپؓ ٹھہر گئے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔

(سوانح حضرت عمرؓ از مرزا فرید احمد صفحہ 12)

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کشف میں دیکھا عمر فاروقؓ نے بہت لمبی قمیض پہن رکھی ہے اور لوگ بھی ہیں ان کی قمیصیں چھوٹی بڑی ہیں لیکن حضرت عمرؓ کی قمیص بہت لمبی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! آپؐ نے اس کی کیا تعبیر کی۔ فرمایا ''قمیص سے مراد دین ہے''

(روزنامہ الفضل 5 نومبر 2009ء)

آپؓ کا اسلام قبول کرنے والوں میں چالیسواں نمبر تھا لیکن خدا اور اس کے رسولؐ کی محبت میں بہت آگے نکل گئے تھے۔ آپؓ سے اللہ نے بہت دفعہ باتیں کیں یعنی آپؓ کو بہت الہام ہوتے تھے اور بعض دفعہ ایسا ہوتا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی مشورہ دیتے تو قرآن مجید کی کوئی آیت اس کے حق میں نازل ہو جاتی۔

(سوانح حضرت عمرؓ از مرزا فرید احمد صفحہ 12)

آپؓ جنگ بدر، جنگِ اُحد، جنگِ خندق اور صلح حدیبیہ میں بھی شامل ہوئے۔

سامعین! جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپؓ نے دکھ درد سے تلوار نکال لی فرمایا جو کہے گا کہ رسول اللہؐ فوت ہو گئے ہیں مَیں اُس کی گردن اُڑادوں گا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیقؓ جو مکہ سے باہر گئے ہوئے تھے لَوٹ آئے۔ آپؓ نے حضرت عمرؓ کی جو یہ بات سنی تو فرمانے لگے لوگو سنو! جو شخص محمد کی عبادت کرتا تھا وہ یاد رکھے کہ محمدؐ وفات پا گئے ہیں لیکن جو خدا کی عبادت کرتا ہے اسے پتا ہونا چاہیے۔ اللہ زندہ ہے اور وہ کبھی نہیں مرے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ ترجمہ: ''یعنی محمدؐ صرف ایک رسول ہے اس سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں پس اگر وہ وفات پا جائے یا قتل کیا جائے تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے'' (اٰل عمران: 145) حضرت عمرؓ نے جو یہ سُنا تو زمین پر گر پڑے اور پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا.... حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ''جب مَیں نے یہ آیت سنی تو میرے پاؤں لڑکھڑا گئے اور مَیں زمین پر گر گیا کہ واقعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔''

(سوانح حضرت عمرؓ از مرزا فرید احمد صفحہ 15-14)

سامعین! حضرت ابو بکر صدیقؓ نے الٰہی منشاء اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق اپنی زندگی کے آخری ایام میں بعض صائبُ الرّائے صحابہؓ کے مشورہ سے حضرت عمرؓ کو خلیفۃ الرسولؐ نامزد کر

دیا تھا یعنی آپؓ عملاً (21 جمادی الآخر 13 ہجری کے آواخر میں) حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات کے دن سے ہی خلافت کے فرائض کی ادائیگی میں مصروفِ عمل ہوئے۔

(خلافت روشنی صبح ازال از ہادی علی چوہدری صفحہ 147)

خلیفہ ہوتے ہی حضرت عمر فاروقؓ نے خدا سے التجاء کی

''اے اللہ! مَیں ضعیف ہوں مجھے قوت عطا کیجئیو۔ مَیں سخت ہوں مجھے نرمی عطا فرمانا۔ مَیں بخیل ہوں مجھے سخی بنانا''

سامعین! حضرت عمرؓ راتوں کو مدینہ کے گلی کوچوں میں پھِر کر حاجت مندوں، بھوکوں، ناداروں کا پتا کرتے تھے اور ان کی ضروریات پوری کرتے تھے۔ وہ بیت المال کی ایک ایک پائی کا حساب رکھتے تھے۔ اس کے مال کی حفاظت کرتے تھے۔ وہ مجاہدین جو محاذ پر ہیں ان کی ضروریات کا خیال رکھتے۔ سفر میں ہوتے تو رات کو جاگ کر قافلہ کی نگہداشت فرماتے.... جنہیں عُمّال پر مقرر فرماتے اُن کے اعمال پر کڑی نظر رکھتے۔ آپؓ نے ہر پیدا ہونے والے بچے کا گزارہ مقرر کیا۔ اللہ نے جب مسلمانوں کو فراخی عطا فرمائی تو حضرت عمر فاروقؓ نے سٹیٹ کے ہر شہری کا گزارہ مقرر کیا یہ گزارہ اُس کی ضرورت اور خدمت کی بنا پر تھا۔...وہ شخص جس کے عہد میں اسلام عراق، شام، مصر، الجزیرہ، آرمینیا، آذر بائیجان، فارس، خوزستان تک پھیل گیا جس کی ہیبت اور رُعب سے عُمّال کانپتے تھے ان کا لباس اتنا سادہ ہوتا کہ بسا اوقات قمیص پر پیوند لگے ہوتے۔

(روزنامہ الفضل 5 نومبر 2009ء)

مکّہ سے مدینہ ہجرت کے بعد کھلے عام نماز پڑھنے کا موقعہ ملا تو یہ سوال ہوا کہ نماز کے لیے سب کو اکٹھا کیسے کیا جائے۔ سب نے اپنی اپنی تجاویز پیش کیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا، مَیں نے خواب میں ایک شخص کو نماز کے لیے اس طرح پکارتے ہوئے سنا ہے۔ آپؓ نے اذان کے الفاظ سنائے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند آئے۔ یہ الفاظ آپؐ نے حضرت بلال کو سکھائے اور اذان دینے کا حکم فرمایا۔

معزز سامعین! حضرت عمرؓ ہمیشہ بے سہاروں کی مدد کرتے۔ اگر کوئی کسی پر ظلم کرتا تو ظالم کو سزا دینے میں وہ کسی کا لحاظ نہ کرتے۔ ایک بار مکّہ میں سخت قحط پڑ گیا۔ بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے فصلیں نہ ہوئیں۔

حضرت عمرؓ سے لوگوں کی پریشانی دیکھی نہ جاتی تھی۔ ساری رات رو رو کر دعا مانگا کرتے تھے۔ دوسرے ملکوں کے گورنروں کو امداد کے لیے خطوط لکھے۔ جب اناج کے قافلے آئے تو اپنی نگرانی میں اناج تقسیم کروایا۔ مدینہ میں ایک جگہ کھانا پکتا آپؓ خود بھی وہی کھاتے جو دوسرے لوگ کھاتے تھے۔ آپؓ نے ہی جیل خانے اور بیت المال کا قیام فرمایا۔ فوج ترتیب دی۔ مفتوحہ علاقوں میں درس القرآن جاری کروایا اور لاتعداد مساجد تعمیر کروائیں۔ بیت المال کے اموال کی حفاظت کا کس قدر خیال تھا کہ ایک دوپہر کو شدید گرمی میں پیچھے رہ جانے والے دو اونٹوں کو خود ہانک کر آپؓ چراگاہ میں لے کر جا رہے تھے کہ کہیں ادھر ادھر گم نہ ہو جائیں۔ اتفاق سے حضرت عثمانؓ نے جب دیکھا تو کہا کہ یہ کام ہم کر لیتے ہیں، آپؓ سائے میں آجائیں۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: تم لوگ آرام سے سائے میں بیٹھو۔ یہ میرا کام ہے۔ یہ مَیں ہی کروں گا۔

(ماخوذ از اسد الغابة فی معرفة الصحابة جلد 3 صفحہ 667 عمر بن الخطاب)

حضرت عمرؓ میں وسعتِ حوصلہ کس حد تک تھی۔ اس بارے میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔ اے لوگو! تم میں کوئی بھی شخص اگر مجھ میں ٹیڑھا پن دیکھے تو اسے سیدھا کر دے۔ ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا اگر ہم آپؓ میں ٹیڑھا پن دیکھیں گے تو اسے اپنی تلواروں سے سیدھا کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اس امّت میں ایسا بھی آدمی پیدا کیا ہے جو عمر کے ٹیڑھے پن کو اپنی تلوار سے سیدھا کرے گا۔

(سیرت عمر بن خطاب از علی محمد الصلابی صفحہ 106)

مذہبی آزادی میں آپ کس قدر محتاط تھے۔ اس بارے میں ایک واقعہ ہے۔ ایک دفعہ ایک بوڑھی نصرانی عورت اپنی کسی ضرورت سے حضرت عمرؓ کے پاس آئی تو آپؓ نے اس سے کہا مسلمان ہو جاؤ محفوظ رہو گی۔ اللہ نے محمدؐ کو حق کے ساتھ بھیجا تھا۔ اس نے جواب دیا میں بوڑھی عورت ہوں اور موت میرے قریب ہے۔ آپؓ نے اس کی ضرورت پوری کر دی لیکن ڈرے کہ کہیں آپؓ کا یہ کام اس کی ضرورت سے غلط فائدہ اٹھا کر اسے مجبوراً مسلمان بنانے کے مترادف نہ ہو جائے۔ اس لیے آپؓ نے اس عمل سے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور کہا اے اللہ! مَیں نے اسے سیدھی راہ دکھائی تھی اسے مجبور نہیں کیا تھا۔

(ماخوذ از سیدنا عمر بن خطاب از ڈاکٹر علی محمد الصلابی۔ صفحہ 101)

امام شَعبی فرماتے ہیں:

مَیں نے حضرت قَبِیصہ بن جابر کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ میں حضرت عمر بن خطابؓ کے ساتھ رہا ہوں۔ میں نے آپ سے زیادہ کتاب اللہ کو پڑھنے والا اور اللہ کے دین کو سمجھنے والا اور آپ سے اچھا اس کی درس و تدریس کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

(تاریخ دمشق الکبیر لابن عساکر مجلد 11۔ جزء 21 صفحہ 128)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جو مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تھا اُس کے بارے میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے جو اُمتیں تھیں ان میں سے محدّث (بعض کو کثرت سے الہام و کشوف ہوں) ہوا کرتے تھے اور اگر میری اُمّت میں سے کوئی ایسا ہے تو وہ عمرؓ ہیں۔

(ترجمہ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں شاندار خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"صدیق رضی اللہ عنہ اور فاروق رضی اللہ عنہ خدا کے عالی مرتبہ امیر قافلہ ہیں، وہ بلند پہاڑ ہیں، انہوں نے شہروں اور بیان بان نشینوں کو حق کی طرف بلایا یہاں تک کہ ان کی دعوت اَقصائے بلاد تک پہنچی، ان کی خلافت اثمارِ اسلام سے گرانبار اور خوشبوئے کامرانی و کامیابی سے معطر و ممسوح تھی۔"

(سرّ الخلافہ، روحانی خزائن جلد 8)

حضرت عمرؓ کے فضائل اور مناقب کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"بعض واقعات پیشگوئیوں کے جن کا ایک ہی دفعہ ظاہر ہونا امید رکھا گیا ہے وہ تدریجاً ظاہر ہوں یا کسی اَور شخص کے واسطہ سے ظاہر ہوں جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی کہ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں آپؐ کے ہاتھ پر رکھی گئی ہیں حالانکہ ظاہر ہے کہ پیشگوئی کے ظہور سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے تھے اور آنجنابؐ نے نہ قیصر اور کسریٰ کے خزانہ کو دیکھا اور نہ کنجیاں دیکھیں مگر چونکہ مقدّر تھا کہ وہ کنجیاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملیں کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی

طور پر گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی تھا اس لیے عالمِ وحی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ قرار دیا گیا۔"

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد14 صفحہ 265)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک خطبہ جمعہ میں حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:

"ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت عمرؓ کے پاس خُمس پیش کیا گیا تو آپؓ نے فرمایا: یہ اس قدر کثیر مالِ غنیمت ہے کہ کسی چھت تلے نہ سما سکے گا۔ لہٰذا مَیں بہت جلد اس کو تقسیم کر دوں گا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور عبداللہ بن ارقم مسجد کے صحن میں اس مال کی رات بھر چوکیداری کرتے رہے۔ مال آیا مسجد کے صحن میں رکھا گیا تو یہ دو صحابہ اس کی حفاظت کرتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت عمرؓ لوگوں کے ساتھ مسجد میں آئے اور مال غنیمت سے کپڑا اٹھایا گیا تو آپؓ نے یاقوت، زَبَرْجَد اور بیش قیمت جواہرات دیکھے اور رو پڑے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا: اے امیر المومنینؓ! آپؓ کیوں رو رہے ہیں۔ اللہ کی قَسم! یہ تو شکر کا مقام ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے اس چیز نے نہیں رلایا۔ اللہ کی قَسم! اللہ جس قوم کو یہ عطا فرماتا ہے تو ان میں آپس میں حسد اور بغض بڑھ جاتا ہے۔ اس خیال نے مجھے رلایا ہے کہ یہ دولت جو تمہارے پاس آ رہی ہے اس سے کہیں تم لوگوں کے درمیان بھائی چارے کی بجائے حسد اور بغض نہ بڑھ جائے اور جس قوم میں آپس میں حسد بڑھ جائے تو ان میں پھر خانہ جنگی شروع ہو جاتی ہے۔"

(ماخوذ از تاریخ الطبری جلد2 صفحہ 468-471 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"یہ بڑے غور اور فکر والی بات ہے اور یہ استغفار کرنے والی بات بھی ہے یہ جو آپؓ نے بیان فرمائی ہے اور یہی ہم دیکھ رہے ہیں کہ مسلمانوں میں حسد اور بغض دولت کے آنے کے ساتھ ساتھ بڑھتا ہی چلا گیا۔ جن کے پاس تیل کی دولت ہے ان میں بھی ہے یا انفرادی طور پر دیکھیں تو جس کے پاس کچھ اَور دولت آئی ہے تب بھی یہی حال ہے۔ تقویٰ میں کمی ہے۔"

(خطبہ جمعہ 30 جولائی 2021ء)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا عرصہ دس سال چھ ماہ ہے۔ آپؓ کو آپ کے ایک غلام نے 28 ذوالحجہ 23 ہجری کو نماز فجر کے دوران قاتلانہ حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا جس کے تین دن بعد یکم محرم بروز ہفتہ 24 ہجری کو آپؓ جام شہادت نوش فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

خلافت فاتحِ عالم خلافت بابِ نصرت ہے
خلافت ایک طاقت ہے خدا کا دستِ قدرت ہے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿43﴾ ﴿مشاہدات۔393﴾

خلیفہ راشد سوم۔ سیرت و سوانح حضرتِ عثمان غنیؓ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (التوبہ:100)

ترجمہ: اور مہاجرین اور انصار میں سے سبقت لے جانے والے اوّلین اور وہ لوگ جنہوں نے حُسنِ عمل کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے اور اس نے ان کے لئے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ وہ ہمیشہ ان میں رہنے والے ہیں۔ یہ بہت عظیم کامیابی ہے۔

خلافت لازم و ملزومِ شانِ ہر نبوت ہے
خلافت بعد میں روشن نشانِ ہر رسالت ہے

معزز سامعین! آج میری تقریر کا موضوع" سیرت و سوانح حضرتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ " پر مشتمل ہے۔

پیارے سامعین! حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروقؓ کی وفات کے بعد 24 ہجری کو مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ کے طور پر منتخب ہوئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی طرح حضرت عثمانؓ کا بچپن بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزرا تھا۔ حضرت عثمانؓ قبیلہ قریش بنو اُمیّہ میں اصحابِ فیل کے واقعہ کے پانچ سال بعد بمطابق سن 575 عیسوی میں مکّہ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام عفّان اور والدہ کا نام اُرویٰ تھا۔ اپنے والد کی طرف سے پانچویں پشت میں اور والدہ کی طرف سے چوتھی پشت میں آپؓ کا تعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرہ سے جاملتا تھا۔ آپؓ عثمان بن عفان کے نام سے مشہور تھے۔ آپؓ

کی کنیت ابو عمرو تھی اور لقب غنی تھا۔ آپؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں میں چوتھے نمبر پر تھے۔ آپؓ کے والد کپڑے کے تاجر تھے اس لئے آپؓ کی پرورش بڑے نازو نعم سے ہوئی۔ بچپن سے ہی آپؓ کی طبعیت نیکی کی طرف مائل تھی۔ آپ نے اُس زمانہ کے دستور کے مطابق تعلیم حاصل کی۔ آپؓ کی طبیعت میں بے حد صبر و تحمل، بردباری، سادگی اور خوش اخلاقی تھی۔ آپؓ بے حد محنتی اور ایمان دار تھے۔

سامعین! جب حضرت عثمانؓ کی عمر 33 برس کی ہوئی تو آپؓ کو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ذریعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پیغام کا علم ہوا۔ پیغام سننے کے فوراً بعد آپؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا کہ مجھے فوراً آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلیں تا کہ مَیں بیعت کر کے مسلمان ہو جاؤں۔ حضرت ابو بکرؓ کے لیے یہ بہت خوشی کی بات تھی کیونکہ اُن کے دوستوں میں اُس وقت تک کسی نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ جب حضرت عثمانؓ کے خاندان کو اس بات کا علم ہوا تو وہ آپ سے بہت ناراض ہوئے۔ آپؓ کے چچا کو پتہ چلا تو بڑے غصے میں آئے اور آپؓ کو ایک درخت کے ساتھ باندھ کر خوب پیٹا، لیکن وہ جتنا پیٹتے جاتے تھے آپؓ کے دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اُتنی ہی بڑھتی جاتی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسلام میں داخل ہونے والے پیش رو گروہ میں شامل ہوئے جنہیں السّابِقون الاوّلون کہا جاتا ہے اور آپؓ اصحابِ عشرہ مبشرہ میں بھی شامل ہیں جن کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبانِ مبارک سے خاص طور پر جنت کی بشارت دی تھی اور جو آپؐ کے نہایت مقرّب صحابی اور مشیر شمار ہوتے تھے۔ پھر حضرت عثمانؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین لوگوں میں شمار ہونے کے بارے میں جو روایات ملتی ہیں اس میں محمد بن حَنَفِیّہ کی روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت علیؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ انہوں نے کہا ابو بکرؓ۔ میں نے پوچھا ان کے بعد کون؟ انہوں نے کہا پھر عمرؓ۔ پھر میں نے ڈرتے ہوئے پوچھا کہ پھر کون؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ حضرت عثمانؓ۔ پھر میں نے کہا اے میرے باپ! ان کے بعد کیا آپؓ؟ تو آپؓ نے جواب دیا کہ میں تو مسلمانوں میں سے ایک عام آدمی ہوں۔

(سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی التفضیل حدیث نمبر 4629)

سامعین! جب بیعت رضوان ہوئی تو حضرت عثمانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مکہ میں ایلچی بن کر گئے۔ یہاں لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت رضوان کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چونکہ عثمان اللہ اور اس کے رسول کے کام کے لیے گئے ہوئے ہیں لہٰذا مَیں خود اُن کی طرف سے بیعت کرتا ہوں۔ یہ ارشاد فرما کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دستِ مبارک تمام لوگوں کے ہاتھوں اور جانوں سے کس قدر افضل و برتر ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت رقیہؓ کی شادی حضرت عثمانؓ سے کی جو غزوۂ بدر کے ایام میں وفات پا گئیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری بیٹی حضرت اُمِّ کلثومؓ سے حضرت عثمان کی شادی کر دی اس وجہ سے آپؓ کو ذوالنورین کہا جانے لگا۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ لامام حجر العسقلانی، جزء4 صفحہ 377، عثمان بن عفان)

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ کو ذوالنورین اس لیے کہا جاتا تھا کہ آپؓ ہر رات نماز تہجد میں بہت زیادہ تلاوت قرآن کریم کیا کرتے تھے چونکہ قرآن نور ہے اور قیام اللیل بھی نور ہے اس لیے آپؓ ذوالنورین یعنی "دونوروں والا" کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

(سیرۃ امیر المؤمنین عثمان بن عفان شخصیتہ وعصرہ از علی محمد الصلابی، صفحہ 16)

حضرت عثمان بن عفانؓ نے مکہ میں ہی حضرت رقیہؓ سے شادی کر لی اور ان کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ حضرت رقیہؓ اور حضرت عثمانؓ دونوں ہی خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اَحْسَنَ زَوْجَیْنِ رَاٰھُمَا اِنْسَانٌ رُقَیَّۃُ وَزَوْجُھَا عُثْمَانُ۔ سب سے خوبصورت جوڑا جو کسی انسان نے دیکھا ہو وہ حضرت رقیہؓ اور ان کے شوہر حضرت عثمانؓ ہیں۔

(شرح علامہ زرقانی جزء4 صفحہ 322-323)

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ حبشہ کی طرف ہجرت کے لیے نکلے تو ان کے ساتھ حضرت رقیہؓ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک ان کی خبر پہنچنے میں تاخیر ہو گئی۔ پتہ نہیں لگ رہا تھا کہ ہجرت کی ہے تو کہاں تک پہنچے ہیں، کیا حال ہے؟ تو آپؐ باہر نکل کر ان کے

متعلق خبر کا انتظار کرتے رہتے۔ پھر ایک عورت آئی اور اس نے آپؐ کو ان کے بارے میں بتایا۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد عثمان وہ پہلا شخص ہے جس نے اپنے اہل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی ہے۔

(مجمع الزوائد و منبع الفوائد جزء 9 صفحہ 58، کتاب المناقب باب هجرته)

سامعین! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر کے لیے روانہ ہوئے تو حضرت عثمانؓ کو اپنی بیٹی حضرت رقیہؓ کے پاس چھوڑا۔ وہ بیمار تھیں اور انہوں نے اس روز وفات پائی جس دن حضرت زید بن حارثہؓ مدینہ کی طرف فتح کی خوشخبری لے کر آئے جو اللہ تعالیٰ نے بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کے لیے بدر کے مالِ غنیمت میں حصہ مقرر فرمایا اور آپؓ کا حصہ جنگ بدر میں شامل ہونے والوں کے برابر تھا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث صفحہ 41)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن کے بعد حضرت ام کلثومؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:
اے میری پیاری بیٹی! تم نے اپنے شوہر کو کیسا پایا؟
ام کلثوم نے عرض کیا وہ بہترین شوہر ہیں۔

(سیرة امیر المؤمنین عثمان بن عفان شخصیته وعصره از علی محمد الصلابی، صفحہ 41)

اب مَیں اپنے سامعین کو حضرتِ عثمانؓ کے بلند مرتبہ کا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ سے گزرے تو دیکھا کہ حضرت عثمانؓ وہاں بیٹھے تھے اور حضرت ام کلثومؓ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے غم میں رو رہے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپؐ کے دونوں ساتھی یعنی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے عثمان! تم کس وجہ سے رو رہے ہو؟ حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ میرا آپؐ سے دامادی کا تعلق ختم ہو گیا ہے۔ دونوں لڑکیاں میرے سے بیاہی گئیں، دونوں فوت ہو گئیں۔ اب دامادی کا تعلق ختم ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ مت رو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر میری سو بیٹیاں ہوتیں اور ایک ایک کر کے

فوت ہو جاتیں تو میں ہر ایک کے بعد دوسری کو تجھ سے بیاہ دیتا یہاں تک کہ سو میں سے ایک بھی باقی نہ رہتی۔ یہ ایک محبت اور تعلق کا اظہار تھا جو دونوں طرف سے ہوا۔ حضرت عثمانؓ کو اس بات کا غم کہ اب دامادی کا رشتہ ختم ہو گیا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال دلجوئی فرماتے ہوئے یہ یقین دہانی فرمائی کہ یہ تعلق تو قائم ہے، تم اس بات پر پریشان نہ ہو۔

سامعین! پھر لکھا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے دوران فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس بعض صحابہ ہوں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا ہم آپ کی خدمت میں ابو بکرؓ کو نہ بلالیں؟ آپؐ خاموش رہے۔ پھر ہم نے کہا کیا ہم آپؐ کی خدمت میں عمرؓ کو نہ بلالیں؟ آپؐ خاموش رہے۔ پھر ہم نے کہا کیا ہم آپ کی خدمت میں عثمانؓ کو نہ بلالیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ وہ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے تنہائی میں ملے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے گفتگو فرمانے لگے اور عثمانؓ کے چہرے کا رنگ بدل رہا تھا۔ قیس کہتے ہیں مجھ سے ابو سَہلَہ جو حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام تھے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عثمان بن عفانؓ نے یوم الدار کے موقع پر بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک تاکیدی ارشاد فرمایا تھا۔ اَنَا صَابِرٌ عَلَیْہِ۔ میں اس پر مضبوطی سے قائم ہوں۔ یوم الدار اس دن کو کہا جاتا ہے جس دن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منافقوں نے آپؓ کے گھر میں محصور کر دیا تھا اور پھر انتہائی بے دردی سے شہید کر دیا۔

(سنن ابن ماجه افتتاح الكتاب......فضل عثمان رضی الله عنه حديث نمبر 113 معہ حاشیہ)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا: اے عثمان! ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے ایک قمیص پہنائے۔ اگر لوگ تجھ سے اس قمیص کے اتارنے کا مطالبہ کریں تو تُو ان کے کہنے پر اسے ہرگز نہ اتارنا۔ اِس قمیص سے مراد خلافت تھی۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب باب منع النبیؐ عثمان)

پھر آپؓ کے مناقب میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی گھر میں مہاجرین کے ایک گروہ کے ساتھ تھے جن میں ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبد الرحمٰن بن عوفؓ، اور سعد بن ابی وقاصؓ تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص اپنے ہم کفو کے ہمراہ کھڑا ہو جائے۔ پھر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمانؓ کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور ان سے معانقہ کیا اور فرمایا اَنْتَ وَلِیِّ فِی الدُّنْیَا وَوَلِیِّ فِی الْاٰخِرَۃِ کہ تم دنیامیں بھی میرے دوست ہو اور آخرت میں بھی میرے دوست ہو۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد الجزء التاسع صفحہ 66، کتاب المناقب)

سامعین! روایت میں یہ آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اخلاق میں سب سے زیادہ مشابہت حضرت عثمانؓ کی تھی۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی کے پاس تشریف لائے جبکہ وہ حضرت عثمانؓ کا سر دھو رہی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا: اے میری بیٹی! ابو عبد اللہ یعنی عثمان سے بہترین سلوک سے پیش آیا کرو کیونکہ وہ میرے صحابہ میں سے اخلاق کے لحاظ سے سب سے زیادہ میرے مشابہ ہے۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد الجزء التاسع صفحہ 58)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے ساتھ انتہائی محبت تھی۔ آپؓ اپنے محبوب آقا کی فقیرانہ اور زاہدانہ زندگی کو دیکھ کر اکثر بیقرار رہتے اور جب کبھی موقع ملتا آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحائف پیش کرتے۔ ایک دفعہ چار دن تک جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اہل و عیال نے فقر و فاقہ کیا تو حضرت عثمانؓ کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپؓ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور آپؓ نے اسی وقت بہت سارا سامان خورد و نوش اور تین سو درہم لا کر بطور نذرانہ پیش کیے۔

حضرت ابو بکر کے دورِ خلافت میں حضرت عثمانؓ ان صحابہ اور اہل شوریٰ میں سے تھے جن سے اہم ترین مسائل میں رائے لی جاتی تھی۔ بعض ضروری خط لکھنا بھی آپؓ کے ذمہ تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ اگرچہ عمر میں آپؓ سے چھوٹے تھے اور آپؓ کے بعد ایمان لائے تھے لیکن آپؓ حضرت عمرؓ کی اسی طرح اطاعت کرتے تھے جس طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ کی کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ بھی آپؓ کی بہت قدر کرتے تھے اور حضرت عمرؓ نے جب استحکام سلطنت کے لیے مختلف محکمے بنائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو صدقات کے حساب کتاب پر مامور فرمایا۔ آپؓ امین خلافت کہلائے۔

سامعین! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عثمانؓ کو کثرتِ رائے سے خلیفہ ثالث منتخب کیا گیا۔ حضرت عمرؓ جو نظام چھوڑ گئے تھے آپؓ نے اسی کو جاری رکھا البتہ بعد میں ضرورت کے مطابق

بعض گورنر تبدیل فرمائے۔ حضرت عثمانؓ کے عہد میں بھی رومیوں اور ایرانیوں کے ساتھ کئی جنگیں ہوئی شام کے ملک پہلے چار صوبوں پر مشتمل تھا بعد میں فلسطین بھی شامل کر لیا گیا۔ حضرت عثمانؓ کی فتوحات میں شمالی افریقہ کی فتح ایک شاندار فتح تھی۔ آپؓ کے عہد کی فتوحات کا سلسلہ 35 ہجری تک جاری رہا اور اسلامی سلطنت بہت وسیع ہو گئی۔ آپؓ کے دَور کا ایک نمایاں کام اور فیض یہ ہے کہ آپ نے تمام مسلمانوں کو قرآن کریم کی ایک قراءت پر جمع کر دیا۔ قریش کی اصل قراءت کے مطابق جس میں قرآن کریم نازل ہوا تھا صحیفہ تیار کروایا۔ اس پر تمام امّت ہمیشہ کے لیے قائم ہے۔ آپؓ نے تمام لوگوں کے لیے وظائف مقرر فرمائے۔ مستحقین کو جاگیریں دیں۔ جانوروں کے لیے چراگاہیں بنوائیں۔ آپؓ کے دَور میں عالم اسلام میں خوشحالی کا دَور تھا۔ حضرت عثمانؓ چونکہ کافی مالدار آدمی تھے آپؓ نے نہ صرف خود غلام آزاد کئے بلکہ کئی مالکوں کو غلاموں کی قیمت ادا کر کے انہیں آزاد کیا۔

سامعین! آپؓ کی مالی قربانیوں کا ذکر کریں تو سب سے پہلے غزوہ تبوک کی بات کرتے ہیں۔ اِس موقع پر مسلمانوں کا جنگی لشکر کافی بڑا تھا اور اتنے بڑے لشکر کے لیے کھانے پینے کا انتظام کرنا بھی کوئی معمولی کام نہ تھا۔ اس موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ جن میں سے سو اناج سے لدے ہوئے تھے، سو یا پچاس گھوڑے، دس ہزار دینار نقد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے اور فوج کے ایک تہائی کے لیے ہر قسم کی ضروریات بھی پیش فرمائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمانؓ کی اس غیر معمولی قربانی سے اس قدر خوش ہوئے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اب عثمان جو چاہیں کریں خدا اس کو نہیں پوچھے گا۔ گویا آپؓ کی انتہا درجہ کی نیکی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اظہارِ خوشنودی تھا جس میں یہ اشارہ تھا کہ آپ سے سوائے نیکی کے کوئی اور فعل سرزد نہ ہو گا جو حضرت عثمانؓ کا ہی حصہ ہے۔ حضرت عثمانؓ خود بھی اس غزوہ میں شامل ہوئے تھے۔ حضرت عثمانؓ کی مالی قربانیوں کی وجہ سے آپؓ کو غنی کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

پھر ہجرت مدینہ کے بعد مہاجرین کی آبادکاری میں کافی مشکلات پیش آئیں جن میں سے ایک بڑا مسئلہ پینے کے پانی کا تھا۔ وہاں میٹھے پانی کا صرف ایک کنواں تھا جو کہ ایک یہودی کا تھا وہ کنویں کا پانی فروخت کیا کرتا تھا۔ جن مسلمانوں کی مالی حالت اچھی تھی وہ تو اس سے پانی خرید لیتے تھے لیکن باقی لوگوں کو کھارا پانی ہی

استعمال کرنا پڑتا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یک روز مسلمانوں میں تحریک فرمائی کہ یہودی سے کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا جائے۔ حضرت عثمانؓ سے مسلمانوں کی یہ حالت دیکھی نہ جاتی تھی لہٰذا آپؓ نے یہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔ اس طرح ایک تو مسلمانوں کی تنگی ختم ہو گئی دوسرے آپؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی بھی حاصل کی۔

آپؓ نے 26 ہجری میں مسجد حرام سے ملحقہ بعض مکانات خرید کر ان کی زمین کو مسجد حرام میں شامل کر کے اس کی توسیع کروائی۔ اسی طرح آپؓ نے اپنے پاس سے پیسہ خرچ کر کے 29 ہجری میں مسجد نبوی کی توسیع اور تعمیرِ نو کروائی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت خوش اخلاق تھے اور آپؓ کی شرافت، شرم و حیا اور جود و سخا کی وجہ سے آپ کے قریش کے شرفاء کے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے۔ آپؓ کو خدا تعالیٰ نے عقل و فراست سے نوازا تھا اس لیے دعوت الی اللہ کا کوئی موقع آپؓ ضائع نہیں کرتے تھے اور آپؓ کی مقبولیت اور نیک شہرت کی وجہ سے لوگ کھُل کر آپ سے تبادلہ خیال کرتے اور کئی کئی دن آپ کے پاس رہ کر آپؓ کی مہمان نوازی سے لطف اندوز ہوتے تھے۔

سامعین کرام! حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں جہاں اسلام کو مزید ترقیات نصیب ہوئیں وہاں حضرت عثمانؓ کی خلافت کے نصف آخر میں فتنوں نے بھی سر اٹھایا۔ بعض غیر تربیت یافتہ نَو مسلمانوں نے پرانے مسلمانوں کے ساتھ مِل کر حسد اور رقابت شروع کر دی اور خلیفہ کی طرف سے مقرر کیے ہوئے حکمرانوں پر تنقید کی۔ مال ودولت کے لالچ میں اور شریعت کی پابندیوں سے آزادی حاصل کرنے کے لیے وہ چاہنے لگے کہ یہ نظام ان کے ہاتھ آ جائے... تھوڑے عرصے کے بعد باغی ہزاروں کی تعداد میں مدینہ میں داخل ہوئے اور آپؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا..... باغیوں نے حضرت عثمانؓ کے گھر کو آگ لگا دی اور ان میں سے بعض بد بخت ساتھ والے مکان کی دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوئے اور حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔ یہ 18 ذولحجہ 35 ہجری بمطابق 21 مئی 654ء کا واقعہ ہے۔ جس وقت آپؓ کو شہید کیا گیا اس وقت آپؓ

قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے اور آپ کی عمر82 سال تھی۔ اگلے روز آپؓ کی وصیت کے مطابق حضرت زبیرؓ نے آپؓ کی نماز جنازہ پڑھائی اور پھر جنت البقیع میں تدفین کی گئی۔

(سوانح حضرت عثمانؓ از محمود مجیب اصغر صفحہ 53-74)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں:

''میں تو یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا جب تک ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سا رنگ پیدا نہ ہو۔ وہ دنیا سے محبت نہ کرتے تھے بلکہ انہوں نے اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں۔''

(لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 294)

خلافت فاتحِ عالم خلافت بابِ نصرت ہے
خلافت ایک طاقت ہے خدا کا دستِ قدرت ہے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿44﴾ ﴿مشاہدات۔394﴾

خلیفہ راشد چہارم۔ سیرت و سوانح حضرت علی المرتضیٰؓ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَاَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ۔ وَاخۡفِضۡ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (الشعرا:216-215)

ترجمہ: اور اپنے اہلِ خاندان یعنی اقرباء کو ڈرا۔ اور اپنا پَر مومنوں میں سے ان کے لئے جو تیری پیروی کرتے ہیں، جھکا دے۔

خلافت لازم و ملزومِ شانِ ہر نبوت ہے
خلافت بعد میں روشن نشانِ ہر رسالت ہے

معزز سامعین! آج میری تقریر کا موضوع ''سیرت و سوانح حضرت علی رضی اللہ عنہ'' پر مشتمل ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے خلیفہ مقرر ہوئے۔ آپؓ کا نام علی، کنیت جو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی ابو الحسن و ابو تُراب تھی اور آپؓ کا لقب حیدر تھا۔ آپؓ کے والد کا نام ابو طالب اور والدہ کا نام فاطمہ بنتِ اسد بن ہاشم تھا۔ یہ وہ پہلی ہاشمی خاتون تھیں جن کے بطن سے ایک عظیم الشان ہاشمی رونق افروز ہوا۔ یہ سب سے پہلے اسلام لائیں اور ہجرت کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچازاد بھائی تھے۔ حضرت علیؓ کے والد ابو طالب مکّہ کے ذی اثر بزرگ تھے۔ حضرت علیؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے دس سال قبل پیدا ہوئے۔ ابو طالب کے کثیر العیال ہونے اور معاشی تنگی کو دیکھتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ ہم کو اس مصیبت اور پریشانی میں چچا

کا ہاتھ بٹانا چاہیے چنانچہ حضرت عباسؓ نے جعفرؓ کی کفالت کی ذمہ داری لے لی اور حضرت علیؓ کی خوش نصیبی تھی کہ آپؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کفالت کے لیے اپنے پاس رکھ لیا۔

(سیر الصحابہ جلد 1 صفحہ 250)

سامعین! حضرت علیؓ صرف دس گیارہ سال کے تھے کہ جب انہوں نے اسلام قبول کر لیا اس طرح آپؓ بچوں میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت علیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیرہ سال مکہ میں رہے اور بچپن سے گزرتے ہوئے نوجوانی کی عمر کو پہنچے۔ اس عرصہ میں آپؓ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مستقل رفاقت حاصل رہی۔ کفار و مشرکین کی مجالس میں حضرت علیؓ عموماً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے۔ ایک روایت میں حضرت علیؓ اس زمانے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "مَیں رسول اللہؐ کے پیچھے پیچھے یوں رہتا تھا جیسے اونٹنی کا بچہ اونٹنی کے پیچھے پیچھے رہتا ہے۔"

(ملخص از سوانح حضرت علیؓ از محمود مجیب اصغر صفحہ 8-10)

آپؓ کا قد درمیانہ تھا۔ آنکھیں سیاہ تھیں۔ آپؓ کا جسم فربہ تھا۔ کندھے چوڑے تھے۔ حضرت خدیجہؓ کے بعد سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علیؓ تھے۔ اس وقت حضرت علیؓ کی عمر تیرہ برس تھی۔

سامعین! حضرت مصلح موعودؓ حضرت علیؓ کے قبول اسلام کا واقعہ بہت خوبصورت انداز میں یوں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جب آپؐ کے گھر میں خدا تعالیٰ کی وحی کے متعلق باتیں ہوئیں تو زید بن حارث غلام جو آپ کے گھر میں رہتا تھا آگے بڑھا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! میں آپ پر ایمان لاتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت علیؓ جن کی عمر اس وقت گیارہ سال کی تھی اور وہ ابھی بالکل بچہ ہی تھے اور وہ دروازہ کے ساتھ کھڑے ہو کر اس گفتگو کو سن رہے تھے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہؓ کے درمیان ہو رہی تھی۔ جب انہوں نے یہ سنا کہ خدا کا پیغام آیا ہے تو وہ علیؓ جو ایک ہونہار اور ہوشیار بچہ تھا۔ وہ علیؓ جس کے اندر نیکی تھی۔ وہ علیؓ جس کے نیکی کے جذبات جوش مارتے رہتے تھے مگر نشو و نما نہ پا سکے تھے۔ وہ علیؓ جس کے احساسات بہت بلند تھے مگر ابھی تک سینے کے اندر دبے ہوئے تھے اور وہ علیؓ جس کے اندر اللہ تعالیٰ نے قبولیت کا مادہ

ودیعت کیا تھا مگر ابھی تک اسے کوئی موقع نہ مل سکا تھا اس نے جب دیکھا کہ اب میرے جذبات کے ابھرنے کا وقت آ گیا ہے۔ اس نے جب دیکھا کہ اب میرے احساسات کے نشوونما کا موقع آ گیا ہے۔ اس نے جب دیکھا کہ اب خدا مجھے اپنی طرف بلا رہا ہے تو وہ بچہ سا علیؓ اپنے درد سے معمور سینے کے ساتھ لجاتا اور شرماتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! جس بات پر میری چچی ایمان لائی ہے اور جس بات پر زید ایمان لایا ہے اس پر میں بھی ایمان لاتا ہوں۔“

(انوار العلوم جلد 19 صفحہ 127-128)

حضرت علیؓ نے چونکہ ایام طفولیت سے ہی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ سایہ تربیت پائی تھی اس لیے آپؓ قدرتاً محاسن اخلاق اور حسنِ تربیت کا ایک نمونہ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”علیؓ تو جامع فضائل تھا اور ایمانی قوتوں کے ساتھ تَوام تھا۔“

(حجۃ اللہ، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 182)

سامعین! حضرت علیؓ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اندازہ اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی کہ وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ۔ (الشعراء: 215) اور تُو اپنے اہل خاندان یعنی اقربا کو ڈرا۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنے تمام رشتہ داروں کو تبلیغ کے لیے اکٹھا کیا اور ایک دعوت کا اہتمام کیا.... آپؐ نے سب کو مخاطب ہو کر فرمایا ”اے بنو عبد المطلب! خدا کی قسم مَیں تمہارے سامنے دنیا و آخرت کی بہترین نعمت پیش کرتا ہوں، بولو تم میں سے کون اس شرط پر میرا ساتھ دیتا ہے کہ وہ میرا معاون و مددگار ہو گا“۔ اس کے جواب میں سارے خاموش رہے.... یہ عالم دیکھ کر حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور یوں کہنے لگے ”گو مَیں عمر میں سب سے چھوٹا ہوں اور میری آنکھیں بھی دُکھتی ہیں اور میری ٹانگیں پتلی ہیں تاہم مَیں آپؐ کا مُعاون ہوں اور دست و بازو بنوں گا“

(حضرت علیؓ از سید مبشر احمد ایاز صفحہ 3)

سامعین کرام! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ ہجرت کے سفر کے ساتھ دو ایسے صحابہؓ کا نام تاریخ میں ہمیشہ سنہری حروف میں لکھا جائے گا جو نبی کریمؐ سے محبت و وفا اور اعتماد کے رشتوں میں سب پر سبقت لے

گئے ان میں ایک حضرت ابو بکر صدیقؓ تھے جو آنحضورؐ کے ہمسفر بنے اور دوسرے حضرت علیؓ تھے جن کے حصے میں یہ قربانی آئی کہ وہ ہجرت کی پُر خطر رات کو آنحضورؐ کی جگہ اُنؐ کے بستر مبارک پر لیٹ گئے۔رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ ہجرت کرتے وقت حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ ہمارے جانے کے بعد تم مکّہ میں تھوڑا عرصہ قیام کر کے لوگوں کی امانتیں اور وصایا وغیرہ جو ہمارے پاس محفوظ ہیں وہ ان کو پہنچا دینا اس کے بعد چلے آنا۔ چنانچہ احکام رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی آپؓ نے حرف بہ حرف تعمیل کی۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ 196-195)

حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا نقشہ کچھ اس طرح بیان فرمایا ہے:

"مکہ کے لوگ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادہ سے ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکان کے ارد گرد اکٹھے ہو گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہجرت کے ارادہ سے گھر سے نکل پڑے تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹا دیا اور اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس امر کا ثبوت دے دیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آپؐ کی جگہ خود صلیب پر لٹکنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ تو عشق ذاتی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم دوسرے نبیوں کی قوموں سے بڑھ گئی تھی"

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 7)

ان تمام امور سے فارغ ہو کر حضرت علیؓ نے بھی مکہ کو الوداع کہا اور مدینہ ہجرت فرمائی اور رسول کریمؐ کے ساتھ ہی قیام فرما ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو دو مرتبہ اپنا بھائی قرار دیا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کے درمیان مکے میں مؤاخات قائم فرمائی۔ پھر آپؐ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مدینے میں ہجرت کے بعد مؤاخات قائم فرمائی اور دونوں مرتبہ حضرت علیؓ سے فرمایا۔ اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃ تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

(اسد الغابہ لمعرفۃ الصحابہ لابن اثیر جلد 4 صفحہ 88)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر میدان میں حضرت علیؓ کی تربیت فرمائی جس سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں حضرت علی رضی اللہ کے مقام کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت علیؓ غزوۂ بدر سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے سوائے غزوۂ تبوک کے۔ غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اہل وعیال کی نگہداشت کے لیے مقرر فرمایا تھا۔

حضرت سعد ابن وقاصؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں جب آپؓ کو مدینہ منورہ میں رہنے کا حکم دیا تو آپؓ نے عرض کیا: ”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے یہاں بچوں اور عورتوں پر اپنا خلیفہ بنا کر چھوڑے جاتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ مَیں تمہیں اس طرح چھوڑے جاتا ہوں جس طرح موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کو چھوڑ گئے تھے؟ بس فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد آپ کی حیثیت نبی کی نہیں ہو گی۔“

(صحیح البخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ تَبُوكَ)

سامعین کرام! سادگی اور انکساری حضرت علیؓ کی صفات میں سے ایک اہم صفت ہے۔ آپؓ کے پاس دنیوی دولت نہیں تھی لیکن دل کے غنی تھے۔ کبھی کوئی سائل آپؓ کے در سے خالی ہاتھ نہ لَوٹتا تھا حتیٰ کہ گھر میں جو بھی تھوڑا بہت سامان ہوتا مانگنے والے کو دے دیتے۔ اپنے ہاتھ سے محنت مزدوری کرنے میں کوئی عار نہ تھا۔ مزاج میں اتنی بے تکلفی تھی فرشِ خاک پر بے تکلف سو جاتے تھے۔ حضرت علیؓ کے مشورہ کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور آپؓ کی اصابتِ رائے پر عہدِ نبویؐ سے ہی اعتماد کیا جاتا تھا۔ بچپن میں جب آپؓ کافروں کو مسلمانوں پر ظلم کرتے دیکھتے تو آپؓ کے دل میں بہت طاقتور بننے اور ظالموں کا مقابلہ کرنے کی خواہش تھی۔ جُوں جُوں آپؓ بڑے ہوتے گئے آپ کا جسم مضبوط ہوتا گیا۔ آپ کے بازوؤں میں بہت طاقت تھی۔ کُشتی، گھڑسواری اور تیر اندازی میں کوئی آپؓ کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

جنگ خیبر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے ہاتھ میں جنڈا تھماتے ہوئے فرمایا۔ آج یہ جھنڈا مَیں ایسے شخص کو دوں گا جو خدا اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اس وقت حضرت علی کی آنکھیں سخت دکھ رہی تھیں۔ آپؐ نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگا دیا اور آنکھیں فوراً اچھی

ہو گئیں۔ جس روز آپؓ کو یہ جھنڈا دیا گیا اسی روز خدا تعالیٰ کی مدد سے آپؓ نے خیبر کے قلعہ کو فتح کر لیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس فتح سے اتنے خوش ہوئے کہ آپؓ کو "شیر خدا" کا خطاب دیا۔

سامعین! جنگ بدر کے بعد 2 ہجری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مزید قربت کا شرف اس طرح حاصل ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بہت ہی پیاری بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے کر دیا۔ حضرت علی نے اس نکاح کا انتظام اپنی زرہ بیچ کر کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نکاح خود پڑھایا۔ رخصتی کے بعد آپؐ اُن کے گھر گئے۔ حضرت فاطمہؓ سے کہا میرے پاس پانی لاؤ۔ وہ اٹھیں اور گھر میں رکھے ہوئے ایک پیالے میں پانی لائیں۔ آپؐ نے اسے لیا اور اس میں کُلی کی پھر حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ آگے بڑھو وہ آگے ہوئیں۔ آپ نے ان پر اور ان کے سر پر کچھ پانی چھڑکا۔ اسی طرح حضرت علیؓ کے ساتھ کیا اور دونوں میاں بیوی کو خیر و برکت کی یہ دُعا دی کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اے اللہ! اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ دعوت ولیمہ کھجور، جَو، پنیر اور حَیس پر مشتمل تھا۔ حَیس اس کھانے کو کہتے ہیں جو کھجور اور گھی اور پنیر وغیرہ سے ملا کے بنایا جاتا ہے۔ حضرت اسماء بنت عُمیس بیان کرتی ہیں کہ اس زمانے میں اس دعوت ولیمہ سے بہتر کوئی ولیمہ نہیں ہوا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب النکاح)

غزوۂ احد میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لوگ ہٹ گئے تو حضرت علیؓ نے شہداء کی لاشوں میں دیکھنا شروع کیا تو ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ تب میں نے کہا۔ خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بھاگنے والے تھے اور نہ ہی میں نے آپؐ کو شہداء میں پایا ہے لیکن اللہ ہم سے ناراض ہوا اور اس نے اپنے نبی کو اٹھا لیا ہے۔ پس اب میرے لیے بھلائی یہی ہے کہ میں لڑوں یہاں تک کہ قتل کر دیا جاؤں۔ پھر میں نے اپنی تلوار کی میان توڑ ڈالی اور کفار پر حملہ کیا۔ وہ اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان ہیں۔

(اسد الغابہ لمعرفۃ الصحابہ لابن اثیر جلد 04 صفحہ 94)

سامعین کرام! یہ عشق و وفا کی وہ داستانیں ہیں جو بچپن کے عہد سے شروع ہوئیں اور ہر موقعے پر اپنا جلوہ دکھاتی رہی ہیں۔

حضرت عثمانؓ کے دَور میں مسلمانوں میں فتنہ نے سر اٹھا لیا تھا جس کی وجہ سے حضرت عثمان کی شہادت ہوئی۔ اس کے بعد لوگوں نے حضرت علیؓ سے اس منصب کے قبول کرنے کے لیے سخت اصرار کیا۔ انہوں نے پہلے اس بارِ گراں کو اٹھانے سے انکار کر دیا لیکن آخر میں مہاجرین اور انصار کے اصرار پر ذمہ داری سنبھالنے پر تیار ہو گئے۔ اس واقعہ کے تیسرے دن 21 ذوالحجہ سوموار کے دن مسجدِ نبویؐ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت ہوئی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دَورِ خلافت میں شام کی سرحدوں پر فوجی چوکیاں قائم کیں۔ بیتُ المال کی حفاظت کا بہتر انتظام کیا۔ مختلف جگہوں پر کنوئیں، نہریں اور جانوروں کے لیے چراگاہیں بنائیں۔ آپؓ کے زمانہ میں دارالخلافہ مدینہ سے کوفہ منتقل ہوا۔ یمن میں اسلام کی روشنی آپؓ کی کوششوں سے پھیلی۔ آپؓ کے دَور میں بیت المال کے دروازے غربا اور مساکین کے لیے کھلے تھے اور اس میں جو بھی رقم جمع ہوتی نہایت فیاضی کے ساتھ مستحقین میں تقسیم کر دی جاتی تھی۔ آپؓ کی خلافت میں بد قسمتی سے مسلمان منافقوں اور دشمنوں کی سازشوں کی وجہ سے آپس میں ہی لڑنے لگ گئے تھے جس کی وجہ سے آپؓ کافی پریشان رہتے اور رو رو کر خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتے کہ اے اللہ! مسلمانوں پر رحم کر۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تیس سال کے بعد 21 رمضان المبارک 40ھ کو جب آپؓ نماز فجر کے لیے مسجد تشریف لا رہے تھے تو راستے میں آپؓ کا سامنا ابن ملجم سے ہوا اور اس نے اچانک آپ رضی اللہ عنہ پر تلوار کا ایک بھرپور وار کیا۔ وار اتنا شدید تھا کہ آپؓ کی پیشانی کنپٹی تک کٹ گئی اور تلوار دماغ تک جا کر ٹھہر گئی۔ اتنی دیر میں چاروں طرف لوگ دوڑ پڑے اور قاتل کو پکڑ لیا۔ یہ زخم بہت کاری تھا لیکن اس کے باوجود حضرت علی رضی اللہ عنہ دو روز تک بقید حیات رہے مگر بروز اتوار کی شب آپؓ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ نے آپ رضی اللہ عنہ کو غسل دیا۔ امام حسنؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور دار الامارات کوفہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔ وفات کے وقت حضرت علیؓ کی عمر 63 سال تھی اور آپؓ کی خلافت کا عرصہ 4 سال 9 ماہ تھا۔

معزز سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر بہت ہی خوبصورت انداز میں فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''حضرت علی رضی اللہ متقی، پاک اور خدائے رحمان کے محبوب ترین بندوں میں سے تھے۔ آپ ہم عصروں میں سے چنیدہ اور زمانے کے سرداروں میں سے تھے۔ آپ اللہ کے غالب شیر اور مردِ خدائے حنان تھے آپ کشادہ دست پاک دل اور بے مثال بہادر تھے۔

میدان جنگ میں انہیں اپنی جگہ سے ہٹایا نہیں جا سکتا تھا۔ خواہ دشمنوں کی فوج بھی آپ کے مقابل پر ہوتی۔ آپ نے اپنی عمر سادگی میں گزاری۔ اور آپ زہد و ورع میں بنی نوع انسان کی انتہاء کو پہنچے ہوئے تھے۔ اپنی جائیداد کا عطیہ دینے اور لوگوں کے مصائب کو رفع کرنے میں اور یتامیٰ اور مساکین اور ہمسائیوں کی خبر گیری میں آپ مرد اوّل تھے۔ آپ معرکہ ہائے رزم میں ہر طرح کی بہادری میں نمایاں تھے اور شمشیر وسنان کی جنگ میں کارہائے نمایاں دکھلانے والے تھے۔ بایں ہمہ آپ بڑے شیریں اور فصیح اللسان تھے۔ آپ کی گفتگو دل کی گہرائیوں میں اتر جاتی تھی۔ ذہنوں کے زنگ دور ہو جاتے تھے اور دلیل کے نور سے مطلع چکا چوندھ ہو جاتا تھا۔ آپ ہر قسم کے اسلوب کلام پر قادر تھے اور جس نے بھی آپ کا اس میدان میں مقابلہ کیا تو اسے ایک مغلوب آدمی کی طرح عذر خواہ ہونا پڑا۔ آپ ہر کار خیر میں اور اسالیب فصاحت وبلاغت میں کامل تھے۔ اور جس نے بھی آپ کے کمالات کا انکار کیا گویا وہ بے حیائی کی راہ پر چل پڑا۔ آپ بے قراروں کی دلجوئی کے لئے تیار رہتے۔ قانع اور غربت سے پریشان کو کھانا کھلانے کا حکم دیتے تھے اور اللہ کے مقرب بندوں میں سے تھے۔ بایں ہمہ آپ قرآن کریم کا جام نوش کرنے میں سر فہرست تھے اور قرآن کے دقائق کے ادراک میں آپ کو ایک عجیب فہم عطا ہوا تھا۔''

(ترجمہ از عربی سر الخلافۃ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 358)

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است

ترجمہ: میری جان اور دل حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال پر فدا ہے اور میری خاک آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کوچہ پر نثار ہے۔

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴾45﴿ ﴾مشاہدات۔ 401﴿

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ
(سیرت وسوانح)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:56)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

مٹ نہیں سکتا تصور سے وہ نقشِ دلنشیں
وہ مُحبِّ مہدئ آخر زماںؑ وہ نور دیں
جس کی ہمت سے عیاں کون و مکاں کی وسعتیں
وہ خودی کا آسماں وہ عجز و طاعت کی زمیں
جان و دل سے ہر گھڑی تھے حامئ دینِ مبیں
نُورِ دیں تھے یا ستونِ عرشِ ربُّ العالمین

معزز سامعین! آج میری تقریر کا موضوع ”سیرت و سوانح الحاج حضرت حافظ حکیم مولانا نور الدین بھیروی خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ“ ہے۔

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ تمام حکمتوں کے مالک خدائے رب ذوالجلال نے ازل سے یہ طریق رکھا ہے کہ جب بھی نبی یا رسول اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اس کے کاموں کو مکمل کرنے کے لیے، اُن کو ترقی میں بڑھانے کے لیے اللہ تعالیٰ ایک بار پھر دنیا کو اپنی قدرت ثانیہ کا کرشمہ دکھاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رہنمائی میں مومنین اپنے میں سے ہی خدا تعالیٰ کے کسی ایک نیک بندے کو چُن لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ہی اِذن سے اس منتخب بندے کو خلافت کا تاج پہنایا جاتا ہے اور یہ خلیفۃ الرسول کہلاتا ہے۔ اس طرح خلیفہ ٔ کی نگرانی میں خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ دینی کام جاری و ساری رہتے ہیں۔

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جماعتی نظام چلانے اور اسلام کا غلبہ دنیا پر جلد حاصل کرنے کے لئے 27 مئی 1908ء کو خلافت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات سے قبل ہی اپنے رسالہ الوصیت میں خبر دی تھی۔ لہٰذا جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ حضرت حافظ حکیم مولوی نور الدینؓ منتخب ہوئے جو کہ ایک بہت بڑے عالمِ دین تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔

حضرت حافظ مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ 1984ء میں پنجاب کے ایک قدیم شہر بھیرہ میں پیدا ہوئے۔ آپؓ کے والد کا نام حافظ غلام رسول اور والدہ کا نام نور بخت تھا۔ 32ویں پشت میں آپؓ کا شجرہ نسب حضرت عمر فاروقؓ سے جا ملتا ہے۔ آپؓ کی گیارہ پُشتوں سے حفاظ کا سلسلہ برابر چلا آتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے اس مقدس خاندان کو ابتداء سے ہی قرآن کریم سے والہانہ شَغف رہا ہے۔ آپؓ نے قرآن کی ابتدائی تعلیم اپنی والدہ سے حاصل کی پھر لاہور اور راولپنڈی میں تعلیم حاصل کی۔ نارمل سکول سے فارغ ہونے کے بعد پنڈ دادنخان میں سکول کے ہیڈ ماسٹر بھی رہے لیکن کچھ عرصہ کے بعد نوکری چھوڑ دی۔ مختلف شہروں کے سفر اختیار کرتے ہوئے عربی، فارسی، منطق، فلسفہ اور طب کے علوم سیکھے۔ قرآن کریم سے ہمیشہ سے دلی لگاؤ تھا اور اس کے معارف آپؓ پر کھلتے رہتے تھے۔ چونکہ طب میں بھی

مہارت حاصل تھی تو ایک مرتبہ ایک مہاراجہ کا علاج کیا تو اس نے اس قدر روپیہ دیا کہ آپؓ پر حج فرض ہو گیا چنانچہ آپؓ حج کے لیے مکہ و مدینہ تشریف لے گئے۔ حج بھی کیا اور وہاں پر کئی علماء سے حدیث کا علم بھی حاصل کیا۔ اس وقت آپؓ کی عمر 24 سال تھی۔ واپس آکر بھیرہ میں درس و تدریس اور مطب کا آغاز کیا۔ آپؓ مریضوں کو نسخے لکھ کر دینے کے ساتھ ساتھ انہیں احادیث وغیرہ بھی پڑھاتے تھے۔ ریاست جموں کشمیر میں شاہی طبیب بھی رہے۔

سامعین کرام! آپ کی سادگی کا نمونہ تاریخ احمدیت جلد سوم میں یوں کھینچا گیا ہے کہ باوجود اپنی شان اور وجاہت کے آپ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے، آپ کی طبیعت میں تکلف اور بناوٹ بالکل نہ تھی۔ اکثر پاجامہ اور کھلا کرتہ پہنتے اور سر پر عام طور پر لُنگی کا استعمال کرتے، صدری کا استعمال بھی کرتے تھے۔ شیخ مولا بخش صاحب سیالکوٹی آپ کے لئے اکثر گرگابی کا تحفہ لایا کرتے تھے مگر آپ اس کی ایڑھی بٹھا لیتے۔ اکثر لکھتے ہوئے کلک اور دیسی سیاہی استعمال کرتے، کبھی کبھی نب والے قلم سے بھی لکھ لیتے مگر اس سے بالکل مانوس نہیں تھے یا اس کو پسند ہی نہیں فرماتے تھے۔ آپ مطب کے مشرقی دروازہ کے شمالی حصہ کے قریب صف پر بیٹھتے تھے۔ صف پر ادنیٰ درجہ کی اون کا بچھونا ہوتا تھا ساتھ تکیہ رکھا ہوتا۔ سامنے معمولی سی تپائی ہوتی تھی مگر یہ پابندی نہیں تھی کہ لازماً اس پر رکھ کر ہی لکھیں اکثر دوزانو بیٹھ کر لکھتے۔ آپ کی مرغوب غذا یہ تھی کہ شوربے میں روٹی بھگو لیتے تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 539)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا غائبانہ تعارف ایک شخص کے ذریعہ ہوا اور آپؓ کی نظر سے حضورؑ کا ایک اشتہار بھی گزرا۔ آپؓ نے مارچ 1985ء میں قادیان جا کر حضور علیہ السلام سے ملاقات کی۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ نہیں کیا تھا اور نہ ہی بیعت لیتے تھے تاہم اپنی فراست صدیقی سے آپؓ نے حضورؑ کو شناخت کیا اور آپ علیہ السلام کے گرویدہ ہو گئے۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں یہ درخواست کر رکھی تھی کہ آپؑ جب کبھی بھی بیعت لیں تو سب سے پہلی بیعت میری ہو۔ جب حضور علیہ السلام کو خدا کی طرف سے بیعت کا حکم ملا تو 23 مارچ 1989ء کو حضرت مولوی صاحب نے سب سے پہلے بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

سامعین! حضرت مولوی صاحبؓ، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے عقیدت، محبت، فدائیت اور وارفتگی میں عدیم النظیر مقام رکھتے تھے۔ مسیح پاکؑ کے ایک اشارہ پر اپنا شہر، اپنا وطن، کاروبار اور تمام املاک چھوڑ کر قادیان میں آبسے اور پھر کبھی بھی اپنے وطن کا خیال تک دل میں نہ آنے دیا۔ آپؓ فرمایا کرتے تھے:

"مَیں سچ کہتا ہوں کہ اگر اب کوئی مجھے ایک لاکھ کیا ایک کروڑ روپیہ یومیہ بھی دے اور قادیان سے باہر رکھنا چاہے میں نہیں رہ سکتا۔ ہاں امام علیہ السلام کے حکم کی تعمیل میں، پھر خواہ مجھے ایک کوڑی بھی نہ ملے۔ پس میری دولت میرا مال، میری ضرورتیں اس امام کے اتباع تک ہیں اور دوسری ساری ضرورتوں کو اس ایک وجود پر قربان کرتا ہوں۔"

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 132)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے متعلق فرمایا:

"میرے مقام کی محبت کے لیے وہ اپنے اصلی وطن کی یاد کو چھوڑ دیتا ہے اور میرے ہر ایک امر میں میری اس طرح پیروی کرتا ہے جیسے نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے اور مَیں اس کو اپنی رضا میں فانیوں کی طرح دیکھتا ہوں"

آپؓ کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا کا زندہ نشان تھا کہ خدا تعالیٰ مجھے کوئی ایسا مددگار عطا فرمائے جو میرا دست و بازو ہو کر کام کر سکے۔ سامعین دیکھیں! حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت مولوی نورالدینؓ کا ذکر کن خوبصورت الفاظ میں کیا ہے ان کو پڑھ کر دل رشک کے جذبات سے لبریز ہو جاتا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں:

"مَیں رات دن خدا تعالیٰ کے حضور چلّاتا تھا اور کہتا تھا کے اے میرے رب! میرا کون ناصر و مددگار ہے مَیں تنہا اور ذلیل ہوں۔ پس جبکہ دعا کا ہاتھ پَے در پَے اُٹھا اور آسمان کی فضا میری دعا سے بھر گئی تو اللہ تعالیٰ نے میری عاجزی اور دعا کو قبول کیا اور رب العالمین کی رحمت نے جوش مارا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص صدیق عطا فرمایا جو میرے مددگاروں کی آنکھ ہے.... اس کا نام اس کی نورانی صفات کی طرح

نورالدین ہے.... پس مجھ کو اس کے ملنے سے ایسے خوشی ہوئی کہ گویا کوئی جدا شدہ عضو مل گیا اور ایسا سُرور ہوا جس طرح کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاروقؓ کے ملنے سے خوش ہوئے تھے اور جب وہ میرے پاس آیا اور مجھ سے ملا اور میری نظر اس پر پڑی تو میں نے اس کو دیکھا کہ وہ میرے رب کی آیات میں سے ایک آیت ہے اور مجھے یقین ہو گیا کہ میری دعا کا نتیجہ ہے جس پر میں مداوت کرتا تھا اور میری فراست نے مجھے بتادیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں میں سے ہے۔"

(ترجمہ از آئینہ کمالات اسلام طبع اوّل صفحہ 581-582)

معزز سامعین! یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے جس شخص کے ہاتھ پر جماعت مسیح موعودؑ کو اکٹھا کیا وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کئی باتوں میں مشابہت رکھتے تھے۔ مثلاً حضرت ابو بکر صدیقؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت پر بغیر کسی تردد اور شک کے ایمان لانے والوں میں پہلے شخص تھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت الحاج حکیم مولوی نور الدینؓ نے سب سے پہلے قبول کیا اور اپنے خط میں لکھا اٰمَنَّا وَصَدَّ قْنَا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کے حق میں فرمایا کہ مجھے کسی شخص کے مال سے کبھی ایسا نفع نہیں پہنچا جیسا کہ ابو بکر کے مال سے۔

(ترمذی)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت مولوی نور الدینؓ کے بارے میں فرماتے ہیں
"مجھ کو کسی شخص کے مال نے اس قدر نفع نہیں پہنچایا جس قدر اس کے مال نے جو کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے دیا اور کئی سال سے دے رہا ہے۔"

(ترجمہ از عربی عبارت روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 582)

جس طرح حضرت ابو بکرؓ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پہلا خلیفہ تسلیم کیا گیا اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپؓ کو تمام اراکین جماعت نے آپؑ کا پہلا خلیفہ منتخب کر لیا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کے بارے میں یہ شعر تحریر فرما کر حضرت مولوی صاحبؓ کی اعلیٰ صفات کو امر فرما دیا۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امّت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نورِ یقیں بودے

یعنی کیا ہی اچھا ہوتا اگر اُمّت میں سے ہر ایک نور الدین ہوتا یہ تب ہوتا اگر ہر دل نورِ یقین سے بھرا ہوتا۔
ہمارے موجودہ پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مولوی صاحب کے متعلق فرماتے ہیں:

”یہ ایک زبردست اعزاز ہے جو کہ زمانے کے امام نے اپنے ماننے والوں کے لیے ہر چیز کا معیار حضرت مولانا نورالدین کے معیار کو بنا دیا کہ اگر ہر ایک نورالدین بن جائے تو ایک انقلاب برپا ہو سکتا ہے“

(خطبہ جمعہ 13 نومبر 2015ء)

آپؓ کی والہانہ اطاعت اور وارفتگی کی ایک مشہور مثال فی الفور دہلی کے سفر پر روانہ ہو جانا ہے۔ لکھا ہے کہ 23/ اکتوبر 1905ء کو حضرت اقدس علیہ السلام ام المومنین رضی اللہ عنہا کو آپ کے خویش و اقارب سے ملانے کے لئے دہلی تشریف لے گئے۔ ابھی دہلی پہنچے چند دن ہی ہوئے تھے کہ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ بیمار ہو گئے۔ اس پر حضور کو خیال آیا کہ اگر مولوی نورالدین صاحب کو بھی دہلی بلا لیا جائے تو بہتر ہو گا۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب کو تار دلوا دیا۔ جس میں تار لکھنے والے نے امیجی ایٹ یعنی بلا توقف کے الفاظ لکھ دیئے۔ جب یہ تار قادیان پہنچا تو حضرت مولوی صاحب اپنے مطب میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس خیال سے کہ حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو۔ اسی حالت میں فوراً چل پڑے۔ نہ گھر گئے نہ لباس بدلا نہ بستر لیا اور لطف یہ کہ ریل کا کرایہ بھی پاس نہ تھا۔ گھر والوں کو پتہ چلا تو انہوں نے ایک آدمی کے ہاتھ کمبل تو بھجوا دیا مگر خرچ بھجوانے کا انہیں بھی خیال نہ آیا اور ممکن ہے گھر میں اتنا روپیہ ہو بھی نہ۔ آپ جب بٹالہ پہنچے تو ایک متمول ہندو رئیس نے جو گویا آپ کی انتظار ہی کر رہا تھا، عرض کی کہ میری بیوی بیمار ہے۔ مہربانی فرما کر اسے دیکھ کر نسخہ لکھ دیجئے۔ فرمایا میں نے اس گاڑی پر دہلی جانا ہے۔ اس رئیس نے کہا۔ میں اپنی بیوی کو

یہاں ہی لے آتا ہوں۔ چنانچہ وہ لے آیا۔ آپ نے اسے دیکھ کر نسخہ لکھ دیا۔ وہ ہندو چپکے سے دہلی کا ٹکٹ خرید لایا۔ اور معقول رقم بطور نذرانہ بھی پیش کی اور اس طرح سے آپ دہلی فوراً پہنچ کر حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

(ماخوذ از الفضل 8 نومبر 1939ء صفحہ 6-7 جلد 27 نمبر 256)

سامعین! اسی طرح ایک اور واقعہ جس سے آپؓ کا خدا تعالیٰ پر توکل کا پتہ چلتا ہے یہ واقعہ خود حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

”ایک دفعہ میں اچھے استاد کی تلاش میں وطن سے دور چلا گیا تین دن کا بھوکا تھا مگر کسی سے سوال نہیں کیا۔ مغرب کے وقت ایک مسجد میں چلا گیا مگر وہاں کسی نے مجھے نہیں پوچھا اور نماز پڑھ کر سب چلے گئے۔ جب میں اکیلا تھا تو باہر سے آواز آئی نور الدین! نور الدین! یہ کھانا آکر جلد پکڑ لو۔ میں گیا تو ایک مجمع میں بڑا پُر تکلف کھانا تھا مَیں نے پکڑ لیا۔ مَیں نے یہ بھی نہیں پوچھا کہ یہ کھانا کہاں سے آیا؟ کیونکہ مجھے علم تھا کہ خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ مَیں نے خوب کھایا اور پھر برتن مسجد کی ایک دیوار کے ساتھ کھونٹی پر لٹکا دیا۔ جب مَیں آٹھ دس دن کے بعد واپس آیا تو وہ برتن وہیں آویزاں تھا جس سے مجھے یقین ہو گیا کہ کھانا گاؤں کے کسی آدمی نے نہیں بھجوایا تھا۔ خدا تعالیٰ نے ہی بھجوایا تھا۔“

(حیات نور صفحہ 25-24)

توکّل کے صحیح مقام پر جو لوگ ہوتے ہیں وہ کسی سے منہ سے مانگتے نہیں۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کی توجہ اس طرف پھیر دیتا ہے اور انتظام کر دیتا ہے لیکن وہ خود جن کو اللہ پہ توکّل ہوتا ہے وہ خود کسی کے پاس نہیں جاتے بلکہ اللہ تعالیٰ ان کی ضروریات پوری کرنے کے لئے خود بھیجتا ہے۔ تو یہ توکّل کا بہت اعلیٰ مقام ہے جو آپ کو حاصل تھا۔

سامعین! حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے انتہا محبت تھی۔ ایک مرتبہ آپ مطب میں بیٹھے تھے۔ ارد گرد لوگوں کا حلقہ تھا۔ ایک شخص نے آکر کہا کہ مولوی صاحب! حضور یاد فرماتے ہیں۔ یہ سنتے ہی اس طرح گھبراہٹ کے ساتھ اٹھے کہ پگڑی باندھتے جاتے تھے اور جوتا گھسیٹتے جاتے تھے۔ گویا دل میں یہ تھا کہ حضورؑ کے حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو۔ پھر جب منصب

خلافت پر فائز ہوئے تو اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تم جانتے ہو۔ نورالدین کا یہاں ایک معشوق ہوتا تھا جسے مرزا کہتے تھے۔ نورالدین اس کے پیچھے یوں دیوانہ وار پھرا کرتا تھا کہ اسے اپنے جوتے اور پگڑی کا بھی ہوش نہیں ہوا کرتا تھا۔

(حیات نور صفحہ 188)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے بارے میں کئی دفعہ ہم سن چکے ہیں کہ جب اُن سے کسی نے پوچھا حضرت مولوی صاحب آپ تو پہلے ہی بڑے بزرگ تھے، آپ کو حضرت مرزا صاحب کی بیعت میں آ کے کیا ملا۔ حضرت خلیفہ اوّل نے جواب دیا۔ دیکھو اور تو بہت سارے فائدے ہیں وہ تو ہیں ہی، ایک فائدہ میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ پہلے مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار خواب میں کیا کرتا تھا، اب کھلی آنکھیں، جاگتی حالت میں، کشفی حالت میں کرتا ہوں تو یہ انقلاب ہے جو مجھ میں مرزا صاحب نے پیدا کیا۔

(حیات نور صفحہ 194)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی زندگی تو ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے اور ان کو پڑھا جائے تو ایمان اور یقین میں اضافہ ہوتا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی 26 مئی 1908ء کو لاہور میں وفات ہوئی اور آپ کا جسد اطہر بذریعہ ریل قادیان لے جایا گیا۔ جماعت پر شدید غم کی کیفیت تھی۔ 27 مئی کو حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ کو اللہ نے ویسے ہی کھڑا کیا جیسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کیا تھا۔ تمام احباب جماعت کی نظر آپ کی طرف اٹھی کہ آپ ہی بیعت لیں۔ چنانچہ آپؓ نے 27 مئی کو قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر کے طور پر احباب جماعت سے بیعت لی اور اس سے پہلے ایک پر معارف خطاب بھی ارشاد فرمایا جس میں ایک ہاتھ پر جمع ہونے اور خلیفہ کی اطاعت پر زور تھا۔ پھر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

دور خلافت اولیٰ کے آغاز میں ہی آپؓ نے بیت المال کا ایک مستقل محکمہ قائم فرمایا۔ آپؓ نے واعظین سلسلہ کے تقرر کی تحریک فرمائی۔ قادیان مستقل ہجرت کرنے سے قبل آپؓ کی بھیرہ میں انتہائی قیمتی جائیداد تھی۔ 1908 میں آپؓ نے خلیفہ بننے کے کچھ عرصہ بعد ہی وہ جائیداد صدر انجمن احمدیہ کے نام کر دی۔ جنوری 1909ء میں آپؓ نے یتامیٰ اور مساکین فنڈ کی اعانت کے لئے ایک تحریک فرمائی اور

100 روپیہ آپ نے خود بھی اس میں عطا فرمایا۔ مدرسہ احمدیہ کا قیام فرمایا۔ مسجد اقصیٰ کی توسیع کی گئی۔ 1906ء میں لڑکوں اور لڑکیوں کو مسائل نماز سے عام فہم الفاظ میں آگاہ کرنے کے لئے جنوری میں دینیات کا پہلا رسالہ شائع فرمایا جو کہ بہت مقبول ہوا۔ اخبار الفضل جاری کیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ قرآن کریم سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ آپ کا اوڑھنا بچھونا سب قرآن ہی تھا اور آپ نے حکمت کے موتیوں کی جو برسات فرمائی وہ سب آپ نے قرآنِ کریم سے اخذ کئے۔ علم طب کے اکثر نسخہ جات بھی آپ نے قرآنِ کریم پر گہرا غور و خوض کر کے بیان فرمائے اور ایک خلقِ کثیر کو فائدہ پہنچایا۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے سوا کوئی ایسی کتاب نہیں ہے کہ اس کو جتنی بار پڑھو، جس قدر پڑھو اور جتنا اس پر غور کرو اس قدر لطف اور راحت بڑھتی جاوے گی طبیعت اکتانے کی بجائے چاہے گی کہ اور وقت اس پر صرف کرو۔ عمل کرنے کے لئے کم از کم جوش پیدا ہوتا ہے اور دل میں ایمان، یقین اور عرفان کی لہریں اٹھتی ہیں۔“

(حقائق الفرقان جلد 1 صفحہ 34)

معزز سامعین! 17-18 جنوری سے آپ رضی اللہ عنہ کی طبیعت خراب ہونی شروع ہوئی۔ 27 / فروری کو آپؓ حضرت نواب محمد علی خانصاحب کی کوٹھی دارالسلام جو باہر کی سائیڈ پر تھی میں منتقل ہو گئے۔ 4 مارچ کو آپ نے بعد از نماز عصر جب ضعف زیادہ ہوا تو قلم کاغذ منگوا کر وصیت لکھی اور وہ احباب کو تین مرتبہ سنائی گئی۔ مولوی محمد علی صاحب نے پڑھ کر سنائی۔ 14 مارچ 1914ء کو دوپہر 2 بج کر 20 منٹ پر آخر وہ تکلیف دہ گھڑی بھی آگئی جب مسیح موعودؑ کے اس عاشق صادق کی روح اپنے خالق حقیقی سے جا ملی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ آپؓ کے متعلق فرماتے ہیں:

”حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو عشق اور محبت کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تھا اسے ہر وہ احمدی جس نے آپ کے بارے میں کچھ نہ کچھ پڑھا ہو یا سنا ہو جانتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محض للہ عقدِ اخوت اور محبت کی کوئی مثال اگر دی جا سکتی ہے تو وہ حضرت مولانا حکیم

نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال ہے۔ اقرارِ اطاعت کرنے کے بعد اگر اس کے انتہائی معیاری نمونے دکھا کر اس پر قائم رہنے کی مثال کوئی دی جا سکتی ہے تو وہ حضرت مولانا نورالدینؓ کی ہے۔ تمام دنیوی رشتوں سے بڑھ کر بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے اگر کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے رشتہ جوڑا تو اس کی اعلیٰ ترین مثال حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ہے۔ خادمانہ حالت کا بیمثال نمونہ اگر کسی نے قائم کیا تو وہ حضرت حکیم الامّت مولانا نورالدینؓ نے قائم کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے عجز وانکسار میں اگر ہمیں کوئی انتہائی اعلیٰ مقام پر نظر آتا ہے تو جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اس کا بھی اعلیٰ معیار حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے قائم کیا۔"

(خطبہ جمعہ 13 نومبر 2015ء)

اللہ حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بابرکت ذات پر اپنی بے انتہاء رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور آپ کی مبارک سیرت کو اپنانے کی ہمیں توفیق دے۔ آمین

کچھ حوالے مجھ کو تیری زندگی کے یاد ہیں
ان کی بنیادوں پہ یادوں کے محل آباد ہیں
دل میں اٹھتی ہے کسک میں نے تجھے دیکھا نہیں
دیکھتے تھے جو تجھے ان سب کے دل تو شاد ہیں

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴾46﴿ ﴾مشاہدات۔402﴿

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

(سیرت و سوانح)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الانعام:163)

ترجمہ: تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

احمدِ مُرسل کے ثانی حسن میں احسان میں
خوبیاں تجھ سی نہیں ہرگز کسی انسان میں
تُو مقدّس باپ کے ہم رنگ اے محمود ہے
نصرتِ اسلام روحِ والد و مولود ہے
یہ حقیقت وہ ہے جو خود شاہد و مشہود ہے
لاجرم لاریب تُو ہی مصلح موعود ہے

معزز سامعین! آج میری تقریر کا موضوع ”سیرت و سوانح حضرت الحاج مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح موعود رضی اللہ عنہ“ ہے۔

خدا تعالیٰ اس دنیا میں بعض افراد ایسے بھی پیدا کرتا ہے جن کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ قوموں کی تقدیریں بدل دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اُن کو دنیا میں ایک نمونہ بنا کر بھیجتا ہے۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا شمار بھی ایسی ہی شخصیات میں سے ہوتا ہے۔

خدا نے خود اسے "فضلِ عمر" کہہ کے پکارا تھا۔ حضرت عمرؓ سا دبدبہ ویسی ہی شوکت اس کو حاصل تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق فرمایا فَتَزَوَّجُ وَ یُوْلَدُ لَہٗ (مشکوٰۃ) یعنی مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے ہاں فرزند ہو گا۔ یہاں کسی عام شادی اور اولاد کی بات نہیں بلکہ مسیح موعود کی خاص شادی اور موعود بیٹے کی خبر دی گئی تھی۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری شادی خاص بشارات کے تحت ہوئی تھی۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کے بعد اسلام کو باقی ادیان سے افضل اور زندہ مذہب ثابت کرنے کے لیے لسانی اور قلمی جدوجہد کا آغاز کیا تو بعض آریہ سماج کے لیڈروں نے آپؑ سے اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا کوئی نشان طلب کیا۔ حضور علیہ السلام نے یہ چیلنج قبول کیا اور خدا تعالیٰ کے حضور عجز و نیاز کے ساتھ دعائیں کیں۔ 1886ء میں آپؑ نے ہوشیار پور کا سفر اختیار کیا اور وہاں چالیس روز چلہ کشی کی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ایک موعود بیٹے کی خوشخبری دی۔ چنانچہ آپؑ نے 20 فروری 1886ء کو ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں وہ پیش گوئی تھی۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہو گا اک دن محبوب میرا

اس مشہور و معروف پیشگوئی کے الفاظ سامعین یہ ہیں کہ

"اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃُ اللہ ہے کیونکہ خُدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دِل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَ الْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نُور آتا ہے نُور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خُدا کا سایہ

اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

(اشتہار 20 ر فروری 1886ء)

اُولوالعزم و جواں ہمت تھا وہ عالی گہر ایسا
زمانے بھر سے ٹکرانے کی ہمت اس کو حاصل تھی
رضا کے عطر سے ممسوح کر کے اُس کو بھیجا تھا
وہ ایسا گُل تھا کہ ہر گُل کی نکہت اس کو حاصل تھی

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ مورخہ 12 جنوری 1889ء بروز ہفتہ قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کی حرم ثانی حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کے بطن سے حضور کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت الٰہی بشارتوں کے مطابق ہوئی جو ہستی باری تعالیٰ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ الہام الٰہی میں آپ کا نام محمود، بشیر ثانی اور فضل عمر بھی رکھا گیا اور کلمۃ اللہ نیز فخر رُسل کے خطابات سے نوازا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں الہاماً یہ بھی بتایا گیا کہ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا، خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا، وہ جلد جلد بڑھے گا، اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا، زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے آپؓ کی پیدائش پر ایک اشتہار شائع کیا جس میں آپؓ کی پیدائش کی خوشخبری دیتے ہوئے دس شرائط بیعت کا بھی اعلان فرمایا اور کچھ عرصہ کے بعد 1889ء میں پہلی بیعت کا آغاز فرمایا گویا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی پیدائش اور جماعت احمدیہ کا آغاز ایک ہی وقت میں ہوئے۔

چونکہ آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہت سی بشارات ملی تھیں اِس لئے حضور علیہ السلام آپ رضی اللہ عنہ کا بہت خیال رکھتے۔ بچپن سے ہی آپ رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں

دین کی طرف رغبت تھی۔ دُعا میں شغف تھا اور نمازیں بہت توجہ سے ادا کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تعلیم کی عمر کو پہنچے تو مقامی سکول میں آپ کو داخل کرایا گیا مگر طالب علمی کے زمانہ میں چونکہ آپ کی صحت خراب رہتی تھی اس لئے آپ کو دنیاوی تعلیم سے زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔ آپ کے استاد حضرت مسیح موعودؑ سے آپ کی تعلیمی حالت کا ذکر کرتے تو حضور فرمایا کرتے تھے کہ اس کی صحت اچھی نہیں ہے۔ جتنا یہ شوق سے پڑھے اسے پڑھنے دو، زیادہ زور نہ دو۔ خدا تعالیٰ نے پیش گوئی کے مطابق خود آپ کو ظاہری و باطنی تعلیم دی۔ جس کو دنیا نے دیکھا۔

(جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ از شیخ خورشید احمد صفحہ 67-65)

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہی آپؓ کو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنی خاص تربیت میں لے لیا۔ آپ نے ان کی صحبت اور فیض سے بہت فائدہ اٹھایا۔ قرآن شریف، حدیثوں کی بعض کتابیں آپ نے حضرت مولوی صاحب سے ہی پڑھیں۔ قرآن کریم کا ترجمہ تین ماہ میں پڑھا دیا۔ پھر بخاری بھی تین ماہ میں پڑھا دی، کچھ طب بھی پڑھائی اور چند عربی کے رسالے پڑھائے۔ قرآنی علوم کا انکشاف تو موہبت الٰہی ہوتی ہے مگر یہ درست ہے کہ قرآن کریم کا شوق حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے ہی پیدا کیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کی عمر 17، 18 سال کی تھی ایک دن خواب میں ایک فرشتہ ظاہر ہوا اور اس نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھائی۔ اس کے بعد سے تفسیر قرآن کا علم خدا تعالیٰ خود عطا کرتا چلا گیا۔

سامعین! 26 مئی 1908ء کو جب حضرت مسیح موعودؑ وفات پا گئے۔ آپ 19 برس کے تھے۔ اس وقت آپ نے یہ عظیم الشان عہد کیا کہ الٰہی! اگر سارے لوگ بھی حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کو چھوڑ جائیں گے تو پھر بھی میں اپنے عہد پر قائم رہوں گا اور حضرت مسیح موعودؑ جس مقصد کے لئے مبعوث ہوئے تھے اسے پورا کرنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ یہ عہد آپ رضی اللہ عنہ کی اولوالعزمی اور غیرتِ دینی کی ایک روشن دلیل ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ زندگی کا ایک ایک دن اس امر کا گواہ ہے جو آپ نے عہد کیا وہ پورا کر دکھایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو خدا تعالیٰ سے بے انتہا محبت تھی۔ آپ کی تمام زندگی قرآن مجید کی آیت کے مطابق گزری کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لہذا آپؓ کے دور خلافت کا

ایک ایک دن شاہد ہے کہ مخالفتوں کی آندھیاں چلیں، فتنے اٹھے، جماعت کو نیست و نابود کرنے کی کوششیں کی گئیں مگر آپ کو اللہ تعالیٰ پر کامل توکل رہااور اللہ تعالیٰ کا سایہ بھی ہر آن آپ پر رہا۔

اسی طرح قرآن مجید سے آپ کو بے نظیر عشق تھا۔ آپؓ نے قرآن مجید کی تفسیر تاریخ احمدیت کا روشن باب ہے۔ جن دنوں آپ نے تفسیر کبیر لکھ رہے تھے آپؓ کو نہ اپنے آرام کا خیال رہتا تھا نہ سونے کا نہ کھانے کا۔ بس ایک دھن تھی کہ کام ختم ہو جائے رات کو عشاء کی نماز کے بعد لکھنے بیٹھتے ہیں تو کئی دفعہ ایسا ہوا کہ صبح کی اذان ہو گئی اور لکھتے چلے گئے۔ ڈاکٹر کہتے تھے کہ آرام کریں زیادہ محنت نہ کریں مگر آپ کو ایک دھن تھی کہ قرآن کے ترجمہ کا کام ختم ہو جائے۔

13 مارچ 1914ء کو جب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فوت ہوئے تو اس دن عصر کی نماز کے وقت سب لوگ مسجد نور قادیان میں جمع ہو گئے جہاں حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وصیت پڑھ کر سنائی اور لوگوں سے درخواست کی کہ وصیت کے مطابق کسی شخص کو خلیفہ مقرر کریں۔ اس پر آپؓ کا نام پیش ہوا پہلے تو آپؓ نے انکار کیا لیکن لوگوں کا جوش اور اصرار دیکھ کر آپؓ سمجھ گئے کہ خدا تعالیٰ کا یہی فیصلہ ہے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے بیعت لے لی۔ غیر مبائعین نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات پر خلافت کو ختم کرنے کے لیے بہت زور لگایا لیکن خدا کے فضل سے ان کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔

سامعین کرام! حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا عہدِ خلافت اسلام کی ترقی اور بے نظیر کامیابیوں کا درخشاں دَور ہے۔ اس باون سالہ دور میں خدا تعالیٰ کی غیر معمولی نصرتوں کے ایسے عجیب در عجیب نشانات ظاہر ہوئے کہ ایک دنیا ورطۂ حیرت میں پڑ گئی اور دشمن سے دشمن کو بھی یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہ رہا کہ اس زمانہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ نے غیر معمولی ترقی کی ہے اور یہ کہ امام جماعت احمدیہ بے نظیر صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے اس باون سالہ عہدِ خلافت میں مخالفتوں کے بہت سے طوفان اٹھے۔ اندرونی اور بیرونی فتنوں نے سر اٹھایا مگر آپ رضی اللہ عنہ کے پائے استقلال میں ذرا سی جنبش نہ ہوئی اور یہ الٰہی قافلہ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ اپنی منزل کی جانب بدستور بڑھتا گیا۔ ہر فتنہ کے بعد جماعت میں قربانی اور فدائیت کی روح میں نمایاں ترقی ہوئی اور قدم آگے ہی آگے بڑھتا گیا۔ جس

وقت منکرینِ خلافت مرکز سلسلہ کو چھوڑ کر گئے اس وقت انجمن کے خزانے میں چند آنوں کے سوا کچھ نہ تھا لیکن جس وقت آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اس وقت صدر انجمن اور تحریک جدید کا بجٹ 71 لاکھ نواسی ہزار تک پہنچ چکا تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتلایا تھا وہ لفظاً لفظاً پورا ہوا۔ حضرت فضل عمر جلد جلد بڑھے اور دنیا کے کناروں تک اشاعتِ اسلام کے مراکز قائم کر کے شہرت پائی۔

خلافت اُولیٰ کے دور میں آپ نے ہندوستان کے مختلف علاقوں نیز بلادِ عرب و مصر کا سفر کیا۔ حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ 1911ء میں آپ نے مجلس انصار اللہ قائم فرمائی اور 1913ء میں اخبار الفضل جاری کیا اور اس کی ادارت کے فرائض اپنی خلافت کے دَور تک نہایت عمدگی اور قابلیت سے سر انجام دیئے۔ بیرونی ممالک میں تبلیغ کے کام کو وسیع پیمانے پر چلانے کیلئے 1934ء میں تحریک جدید جاری فرمائی۔

1947ء میں پاکستان قائم ہونے پر ملک میں خطرناک فسادات شروع ہو گئے۔ قادیان کو بھارت میں شامل کر دیا گیا۔ جہاں اور لوگ لاکھوں کی تعداد میں لُوٹے اور مارے گئے وہاں احمدی جماعت کے اکثر افراد حضور رضی اللہ عنہ کی راہنمائی میں بڑی عمدگی اور حفاظت کے ساتھ ایک خاص انتظام کے تحت پاکستان پہنچ گئے لیکن پاکستان پہنچنے کے بعد جگہ جگہ بکھر گئے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تھوڑے عرصہ میں ہی ربوہ کی زمین حکومت سے خرید کر وہاں جماعت احمدیہ کے نئے مرکز کی بنیاد رکھی اور اس کا نام ربوہ رکھا گیا۔ یورپ، ایشیا، افریقہ اور امریکہ کے مختلف ممالک اور جزائر میں نئے تبلیغی مشن قائم ہوئے، سینکڑوں مساجد تعمیر ہوئیں، قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم ہوئے اور کثرت کے ساتھ اسلامی لٹریچر مختلف زبانوں میں شائع کیا گیا اور لاکھوں افراد اسلام کے نور سے منور ہوئے۔ اندرون ملک دیہاتی علاقوں میں تبلیغ کے کام کو مؤثر رنگ میں چلانے کے لئے 1957ء میں ”وقفِ جدید انجمن احمدیہ“ کے نام سے تیسری انجمن قائم کی۔

جماعت میں قوتِ عمل کو بیدار رکھنے کیلئے آپ رضی اللہ عنہ نے جماعت میں ذیلی تنظیمیں یعنی انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ قائم فرمائیں تاکہ مرد اور عورتیں، بچے اور

جو ان سب اپنے اپنے رنگ میں آزادانہ طور پر تعلیم و تربیت کا کام جاری رکھ سکیں اور نئی نسل میں قیادت کی صلاحیتیں اُجاگر ہوں۔ ان تنظیموں کا قیام جماعت پر احسانِ عظیم ہے۔

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے طبقہ نسواں پر عظیم الشان احسانات ہیں۔ آپ کے دور خلافت میں احمدی عورت نے علم میں، عمل میں، قربانی میں، نیکی و طہارت میں آپ کے زیر سایہ جس قدر ترقی کی اس کی مثال کسی قوم میں نہیں مل سکتی۔ 1922ء میں آپ نے لجنہ اماء اللہ کا قیام فرما کر مستورات میں یہ احساس پیدا کیا کہ وہ بنی نوع انسان کا ایک جزولاینفک ہیں۔ اور قوموں کی ترقی میں ان کا بھی ہاتھ ہے۔ آپؓ نے فرمایا تھا کہ ''اگر پچاس فیصد عورتوں کی اصلاح کر لو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی'' اور ہم دیکھتے ہیں کہ آج یہ بات کس قدر سچ ہو رہی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جماعت میں اسلامی نظامِ شوریٰ کو زندہ رکھنے کیلئے مجلس شوریٰ کا قیام فرمایا۔ قرآنی علوم کی اشاعت اور ترویج کے لئے درس قرآن کا سلسلہ جماعت میں جاری رکھا۔ تفسیر کبیر کے نام سے کئی جلدوں میں قرآن کریم کی ایک ضخیم تفسیر لکھی جس میں قرآنی حقائق و معارف کو ایسے اچھوتے انداز میں پیش کیا کہ دل تسلی پاتے اور اسلام کی حقانیت خوب واضح ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ہر طبقہ کے لوگوں میں قرآنی علوم کو چسکا پیدا کرنے کے لئے قرآن کریم کی ایک نہایت مختصر مگر عام فہم تفسیر الگ تحریر فرمائی جس کا نام ''تفسیر صغیر'' ہے۔

سامعین کرام! 1954ء میں آپ رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ علاج سے زخم تو بظاہر مندمل ہو گئے لیکن تکلیف جاری رہی اس لئے 1955ء میں آپ رضی اللہ عنہ دوسری مرتبہ بغرض علاج یورپ تشریف لے گئے۔ مندرجہ بالا سانحہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی صحت برابر گرتی چلی گئی یہاں تک کہ وہ المناک گھڑی آ پہنچی جب آپ رضی اللہ عنہ تقدیر الٰہی کے ماتحت اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ 7 اور 8 نومبر 1965ء کی درمیانی شب تھی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث نے 9 نومبر کو بہشتی مقبرہ ربوہ کے وسیع احاطہ میں نماز جنازہ پڑھائی اور پچاس ہزار افراد نے دلی دعاؤں اور اشکبار آنکھوں کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کو سپرد خاک کیا۔

(دینی معلومات کا بنیادی نصاب صفحہ 183 شائع کردہ مجلس انصار اللہ پاکستان)

چل دیا آج وہ فخرِ عصرِ رواں
جس کی ہستی پہ اِس دَور کو ناز تھا

معزز سامعین! خلافت ثانیہ کا مبارک دور 14 مارچ 1914ء کو شروع ہوا اور 8 نومبر 1965ء کو ختم ہوا۔ یہ ایک تاریخ ساز دور تھا حضرت مصلح موعودؓ نے اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی ترقی کے لئے عظیم الشان کارنامے سرانجام دیئے جس نے جماعت کی علمی وروحانی ترقی اور تعلیم وتربیت میں نہایت اہم کردار ادا کیا اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کے ساتھ جماعت کامیابی وکامرانی کے ساتھ فتح ونصرت کی نئی منزلوں کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دل میں اسلام اور جماعت کی ترقی کا ہمیشہ خیال رہتا تھا۔ آپؓ فرماتے ہیں:

"آپ لوگ جو میرے اس اعلان کے مصدق ہیں آپ کا اولین فرض یہ ہے کہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں اور اپنے خون کا آخری قطرہ تک اسلام اور احمدیت کی فتح اور کامیابی کے لئے بہانے کو تیار ہو جائیں... اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو، اگر تم اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر سمجھتے ہو تو قدم بقدم اور شانہ بشانہ میرے ساتھ بڑھتے چلے آؤ تا کہ ہم کفر کے قلب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا گاڑ دیں اور باطل کو ہمیشہ کے لئے صفحہ عالم سے نیست ونابود کر دیں اور ان شاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔ زمین اور آسمان ٹل سکتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی باتیں کبھی ٹل نہیں سکتیں"

(الموعود۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 615-616)

یوم مصلح موعودؓ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمیں ہماری ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

"پس آج ہمارا بھی کام ہے کہ اپنے اپنے دائرے میں مصلح بننے کی کوشش کریں۔ اپنے علم سے، اپنے قول سے، اپنے عمل سے اسلام کے خوبصورت پیغام کو ہر طرف پھیلا دیں۔ اصلاح نفس کی طرف بھی توجہ دیں۔ اصلاح اولاد کی طرف بھی توجہ دیں اور اصلاح معاشرہ کی طرف بھی توجہ دیں اور اس اصلاح اور

پیغام کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے بھرپور کوشش کریں۔ جس کا منبع اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا تھا۔ پس اگر ہم اس سوچ کے ساتھ اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں گے تو یوم مصلح موعود کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔"

(خطبات مسرور جلد 9 صفحہ 91)

بالیقیں اپنی اولوالعزمی میں تو اک فرد ہے
اے خدا کے شیر! تو اک آسمانی مرد ہے
تیرے دم سے اے مسیحی روح فاروقی دماغ
خانہ اسلام کا روشن ہوا دھندلا چراغ

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿47﴾ ﴿مشاہدات۔403﴾

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

(سیرت وسوانح)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَیَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡاَشۡہَادُ (المومن:52)

ترجمہ: یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور اُن کی جو ایمان لائے اِس دنیا کی زندگی میں بھی مدد کریں گے اور اُس دن بھی جب گواہ کھڑے ہوں گے۔

میر محفل کبھی تھا وہ جانِ جہاں
دیکھ کے جس کو ہر شخص خورسند تھا
نافلہ تھا مسیح کا وہ عالی گہر
اور فضلِ عمر کا وہ فرزند تھا

معزز سامعین! آج میری تقریر کا موضوع ”سیرت وسوانح حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ“ پر مبنی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے شمار الٰہی خبروں میں عظیم بشارتیں آپؑ کے ہاں ہونے والی اولاد کے متعلق دی تھیں۔ ان ہی عظیم بشارتوں میں ایک بشارت ”نافلہ“ بیٹے کے بارے میں دی گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا:

”اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَافِلَۃً لَّکَ نَافِلَۃً مِّنْ عِنْدِیْ یعنی ہم ایک اور لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو کہ نافلہ ہو گا یعنی لڑکے کا لڑکا۔ یہ نافلہ ہماری طرف سے ہے۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 229-228)

ان بشارتوں کے عین مطابق 16 نومبر 1909ء کو سیّدنا حضرت مصلح الموعودؓ کے ہاں حضرت سیّدہ محمودہ بیگمؓ کے بطن سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام مرزا ناصر احمد رکھا گیا جو حضرت مسیح موعودؑ کا نَافِلَہ یعنی پوتا تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے بعد حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے تیسرے روحانی جانشین کے طور پر مقرر ہوا۔ جیسا کہ مندرجہ بالا قرآن کریم کی سورہ مومن آیت 52 میں ہے کہ ہم اپنے پیغمبروں اور ایمانداروں کو دنیا و آخرت میں مدد دیا کرتے ہیں۔ اسی الٰہی قانون کے مطابق خدا تعالیٰ نے امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جس وجود کو قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر کے طور پر منصب خلافت پر فائز فرمایا اس مبارک وجود کی بھی خدا تعالیٰ نے ہر آن تائید و نصرت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس موعود بچے کی ولادت کی بشارت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو بھی دی تھی چنانچہ آپؓ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

”مجھے بھی خدا نے خبر دی ہے کہ مَیں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہو گا اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہو گا“

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 320)

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو بچپن میں ہی آپ کی مقدس دادی جان حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ نے اپنا بیٹا بنا لیا اور اپنی آغوشِ تربیت میں لے لیا۔ چنانچہ حضرت اماں جانؓ کی بیٹی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ فرماتی ہیں کہ

”حضرت اماں جان ناصر احمد کو بچپن میں اکثر یحییٰ کہا کرتیں اور فرماتی تھیں کہ یہ میرا مبارک ہے، یحییٰ ہے جو مجھے بدلہ مبارک ملا ہے۔“

(بشارات ربانیہ مؤلفہ حضرت مولانا جلال الدین شمس صفحہ 17)

سامعین کرام! آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو 13 سال کی عمر میں حفظ قرآن کی توفیق ملی۔ جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے بچوں کی آمین منعقد کی تو اس کے لیے ایک دعائیہ نظم بھی لکھی جو پڑھ کر سنائی گئی۔

ایک شعر اس میں یہ بھی ہے

میرا ناصر میرا فرزند اکبر
ملا ہے جس کو حق سے تاج افسر

بعد ازاں آپ نے حضرت مولانا سیّد محمد سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ سے عربی اور اُردو کی تدریس حاصل کی۔ پھر مدرسہ احمدیہ میں دینی علوم کی تعلیم کیلئے باقاعدہ داخل ہوئے اور جولائی 1929ء میں آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے پنجاب یونیورسٹی سے ''مولوی فاضل'' کا امتحان پاس کیا اور گورنمنٹ کالج لاہور سے 1934ء میں بی۔اے کی ڈگری حاصل کی۔ پڑھائی کے ساتھ ساتھ آپ کھیلوں میں بھی باقاعدہ حصہ لیتے تھے اور اپنی جسمانی، علمی اور اخلاقی قویٰ کی نشو نما کے لیے کوشاں رہتے تھے۔ آپؒ ہاکی اور فٹ بال بھی کھیلتے تھے۔ آپؒ کو گھڑ سواری کا بھی بہت شوق تھا۔ ایک مرتبہ آپؒ گھوڑے سے گرے اور کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ آپ نے نہایت صبر اور شجاعت کا اظہار کیا۔ آپؒ بچپن سے ہی نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ آپ میں صبر اور برداشت بہت تھی۔ بہت وسیع حوصلہ تھے اور بہادر تھے۔ آپ وقت کے پابند تھے۔ وقت پر اُٹھنا، سکول جانا، نمازوں کے لیے جانا، کھیلنے کے لیے جانا، وقت پر کھانا اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے تھے۔ آپ کی طبیعت میں کسی قسم کا لالچ نہیں تھا۔ نفاست پسند تھے اور صفائی کا بہت خیال رکھتے تھے۔

سامعین! اگست 1934ء میں آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی شادی ہوئی۔ 6 ستمبر 1934ء کو بغرض تعلیم انگلستان کیلئے روانہ ہوئے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی سے ایم۔اے کی ڈگری حاصل کر کے نومبر 1938ء میں واپس تشریف لائے۔ انگلستان میں بھی قیام کے دوران لوگوں نے آپ کی پاکیزہ زندگی کا مشاہدہ کیا۔ ایک مرتبہ بشیر احمد رفیق صاحب نے جہاں آپؒ انگلینڈ میں اپنے قیام کے دوران چھٹیوں میں ایک فارم ہاؤس وقت گزارا کرتے تھے، اس کی مالکہ سے آپؒ کے بارے میں پوچھا تو اس خاتون نے بتایا کہ

''وہ سامنے کمرہ ہے جس میں ہمیشہ وہ ٹھہرا کرتے تھے اور صبح صبح جب مَیں اُن کے کمرہ کے آگے سے گزرتی تو ایک عجیب بھنبھناہٹ کی مسحور کن آواز آیا کرتی تھی۔ ایک دن مَیں نے ناصر سے پوچھا کہ تم صبح

سویرے کیا پڑھتے ہو جس میں کبھی ناغہ نہیں ہوتا تو ناصر نے بتایا کہ وہ اپنی مقدس کتاب قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔"

(بحوالہ ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر 1983ء صفحہ 170)

یورپ سے واپسی پر جون 1939ء سے اپریل 1944ء تک جامعہ احمدیہ کے پرنسپل رہے۔ 1953ء میں پنجاب میں فسادات ہوئے اور مارشل لا کا نفاذ ہوا تو اس وقت آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس طرح سنت یوسفی کے مطابق آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو کچھ عرصہ قید و بند کی صعوبتیں جھیلنا پڑیں۔ آپؒ کو خلیفۂ وقت سے بے انتہا محبت اور اطاعت تھی۔ ایک مرتبہ آپ کو خلیفۂ وقت کی طرف سے ارشاد ہوا کہ جماعت کے مرکز جدید ربوہ میں نئی بلڈنگ بنوا کر کالج ربوہ منتقل کیا جائے۔ آپ کامل اطاعت کے ساتھ فوراً ربوہ آکر کالج کی عمارت بنوانے لگے اور سخت دھوپ میں کھڑے ہو کر نہایت تھوڑی رقم میں کالج کی عمارت مکمل کروائی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ پر 1954ء میں قاتلانہ حملہ ہوا تھا جس کے بعد آپؓ لمبا عرصہ بیمار رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی لمبی بیماری کے دوران آپؒ پر ذمہ داریوں کا بوجھ بہت بڑھ گیا۔ آپ چونکہ حضرت مصلح موعودؓ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ اندرونی فتنے بھی۔ باپ کی لمبی بیماری، جماعتی کام، غیر معمولی ذمہ داریاں اور کئی قسم کی آزمائشیں اگر کوئی اور ہوتا تو گھبرا کر شاید صبر کا دامن چھوڑ دیتا لیکن آپؒ ثابت قدم رہے اور خدا تعالیٰ پر توکل کر کے خدمت میں مصروف رہے اور اللہ سے ہی مدد مانگتے رہے۔

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں ہی آئندہ نئے خلیفہ کے انتخاب کے لیے ایک مجلس مقرر فرمادی تھی جو مجلس انتخابِ خلافت کے نام سے موسوم ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات پر مؤرخہ 7 نومبر 1965ء کو بعد نماز عشاء مسجد مبارک ربوہ میں مجلس انتخاب خلافت کا اجلاس بہ صدارت جناب حضرت مرزا عزیز احمد صاحب رضی اللہ عنہ ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ منعقد ہوا جس میں حسب قواعد ہر ممبر نے خلافت سے وابستگی کا حلف اٹھایا اور اس کے بعد حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو آئندہ کے لئے خلیفۃ المسیح اور امیر المؤمنین منتخب کیا۔ اراکین مجلس انتخاب نے اسی وقت آپ

رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کی جس کے بعد آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا اور پھر تمام موجود احباب نے رات کے ساڑھے دس بجے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کی۔

(حیات ناصرؒ جلد 1 صفحہ 358)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خلافت کا بابرکت دَور سترہ سال تک ممتد رہا۔ حضورؒ نے اپنے عہد خلافت میں بے شمار تحریکات فرمائیں جو کہ غیر معمولی طور پر کامیاب ہوئیں اور جماعت کی ترقی کا باعث بنیں ان میں سے کچھ کا ذکر حاضر خدمت ہے۔

17 دسمبر 1965ء کو جب ملک میں غلّہ کی کمی محسوس ہو رہی تھی۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے امرا اور خوشحال طبقہ کو تحریک کی کہ وہ غربا، مساکین اور یتامیٰ کے لئے مناسب بندوبست کریں اور کوئی احمدی ایسا نہ ہو جو بھوکا سوئے۔ اس پر جماعت نے بصد شوق عمل کیا اور کر رہی ہے۔ 1965ء میں اس تعلق اور محبت کے اظہار کے لئے جو جماعت کو حضرت فضل عمر سے ہے، آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے 25 لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے فضل عمر فاؤنڈیشن قائم کرنے کی تحریک فرمائی۔ جماعت نے بفضلِ ایزدی 36 لاکھ سے زائد رقم اس مد میں پیش کی۔ اس فنڈ سے فضل عمر لائبریری قائم ہو چکی ہے۔ تعلیم القرآن کے لیے ایک تحریک فرمائی جس کا مقصد یہ ہے کہ جماعت میں کوئی فرد بھی ایسا نہ رہے جو قرآن کریم ناظرہ نہ جانتا ہو۔ جو ناظرہ پڑھ سکتے ہوں وہ ترجمہ سیکھیں اور قرآنی معارف سے آگاہ ہوں۔ پھر وقفِ عارضی کی تحریک ہے۔ اس تحریک کے تحت واقفین دو سے چھ ہفتوں تک اپنے خرچ پر کسی مقررہ مقام پر جاکر قرآن کریم پڑھاتے اور تربیت کا کام کرتے ہیں۔ آپؒ نے مجلس موصیان کا قیام فرمایا۔ موصیوں کے لئے یہ ضروری قرار دیا کہ وہ اپنے گھروں میں تعلیم القرآن کا انتظام کریں اور نگرانی کریں کہ کوئی فرد ایسا نہ رہے کہ جو قرآن کریم نہ جانتا ہو۔

سامعین! خلافت ثالثہ کا ایک اہم کارنامہ قرآن کریم کی وسیع اشاعت ہے۔ اس غرض کے لئے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے یورپ، امریکہ اور افریقہ کے مختلف ممالک میں ہوٹلوں میں قرآن کریم رکھنے کی ایک مہم جاری فرمائی جس کے نتیجہ میں درجنوں ممالک کے ہوٹلوں (Hotels) میں کلام پاک کے ہزارہا نسخے رکھوائے گئے۔ آپؒ کو قرآن سے عشق تھا۔ آپؒ کے دل میں یہ تحریک شدت سے پیدا ہوئی کہ سورۃ

البقرہ کی ابتدائی سترہ آیات ہر کوئی حفظ کرے اور اس کے معنی اور تفسیر سیکھے۔ لہذا اس الٰہی تحریک کو آپؒ نے جماعت میں جاری کیا۔

سامعین کرام! آپ رحمہ اللہ کی ایک عظیم الشان تحریک "محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں" بھی ہے۔ حضورؒ خود بھی محبت اور شفقت کا مجسمہ تھے۔ آپؒ نے مغربی جرمنی میں ایک موقع پر اپنی زندگی کا مطمح نظر بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ

"یہاں بھی محبت کا پیغام لے کر آیا ہوں اور وہ یہی ہے کہ انسان، انسان سے محبت کرے۔ محبت کے نتیجہ میں ہی مَحبت پیدا ہوتی ہے۔ ہمیشہ محبت ہی غالب آتی ہے اور تعصب کے لیے سدا سے شکست مقدر ہے۔"

(دورہ مغرب 1400ھ صفحہ 55)

اسی طرح اپنے دورہ اسپین میں پیدرو کے مقام پر پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھتے ہوئے فرمایا "اسلام ہمیں باہم محبت اور اُلفت سے رہنے کی تعلیم دیتا ہے ہمیں انکساری سکھاتا ہے اور بتاتا ہے کہ انسانوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے وقت ہمیں مسلم اور غیر مسلم میں کسی قسم کی تمیز روا نہیں رکھنی چاہیے انسانیت کا یہی تقاضا ہے۔ میرا پیغام صرف یہ کہ

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

"محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں"

پیارے بھائیو! آج یہ الفاظ ہماری زندگیوں کا ایک حصہ بن چکے ہیں اور دنیا ہمیں ان الفاظ کے ساتھ پہچانتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دَور میں ہی محترم سر ایم سنگھاٹے نے قبول احمدیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑے برکت کے حصول کے لیے منگوائے اور یوں "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" پہلی بار خلافت ثالثہ کے دَور میں پورا ہوا۔

(ماخوذ از جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ، مکرم خورشید احمد، صفحہ 104)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی دعاؤں کے ثمرات کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کے مایہ ناز فرزند ڈاکٹر عبد السلام صاحب کو فزکس کے شعبہ میں نوبل انعام ملا اور اس طرح جماعت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی کہ

”میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔“

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 409)

آپ رحمہ اللہ کی خلافت کے دسویں سال 1974ء میں ایک عالمی سازش کے تحت پاکستان میں احمدیت کی مخالفت میں ایک تحریک چلائی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو پہلے ایک تحقیقاتی ٹربیونل میں بیان دینے کے لیے لاہور طلب کیا گیا جہاں پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی معجزانہ طور پر حفاظت فرمائی۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ ایک وفد کے ہمراہ اسلام آباد قومی اسمبلی کے سامنے پیش ہوئے۔ آپ نے 22 اور 23 جولائی 1974ء کو محضر نامہ پیش کیا۔ گیارہ دن تک آپ پر جراح ہوتی رہی اور آپ اُن کے اعتراضات کے جوابات دیتے رہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ اللہ استہزاء کرنے والوں کے لیے کافی ہے۔ چنانچہ وہ جو بھی اور جس انداز میں بھی آپ سے سوال کرتے آپ انہیں اس رنگ میں جواب دیتے کہ ان کے منہ بند ہو جاتے اور سوال کرنے والا خود شرمندہ ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت مسلسل آپؒ کے شامل رہی۔

معزز سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی سیرت کے کئی روشن پہلو ہیں لیکن سب سے روشن پہلو آپؒ کی مقناطیسی شخصیت اور مسکراتا ہوا نورانی چہرہ تھا جو تعلق باللہ اور عشقِ الٰہی اور زبردست توکل علی اللہ کے نتیجہ میں تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ایک الہام ”عشق الٰہی وسّے منہ پر ولیاں ایہہ نشانی“ کے مصداق تھے۔ آپؒ اکثر کشوف و رویا اور الہام الٰہی سے مشرف ہوتے رہے لیکن اظہار بہت کم کرتے۔ ایک مرتبہ فرمایا:

”مَیں نے اپنے خدا کی آواز کو بارہا سنا ہے اور اس نے مشکل وقتوں میں خود میری راہنمائی فرمائی ہے۔“

(الفضل 28 اگست 1978ء)

سامعین! قیام اسلام آباد (پاکستان) کے دوران 26 مئی 1982ء کو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت علیل ہو گئی۔ بروقت علاج سے بفضل تعالیٰ افاقہ ہو گیا لیکن 31 مئی کو اچانک طبیعت پھر خراب ہوئی۔ ڈاکٹری تشخیص سے معلوم ہوا کہ دل کا شدید حملہ ہوا ہے۔ علاج کی ہر ممکن کوشش کی گئی اور 8 جون تک صحت میں بتدریج بہتری پیدا ہوتی گئی لیکن 8 اور 9 جون یعنی منگل اور بدھ کی درمیانی شب پونے بارہ بجے کے قریب دل کے دورہ کا شدید حملہ ہوا اور بقضائے الٰہی پونے ایک بجے رات "بیت الفضل" اسلام آباد پاکستان میں آپ اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

9 جون 1982ء کو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کا جسدِ اطہر اسلام آباد سے ربوہ لایا گیا۔ 10 جون کو سیّدنا حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بعد نماز عصر احاطہ بہشتی مقبرہ میں نماز جنازہ پڑھائی جس میں ایک لاکھ کے قریب احباب شریک ہوئے۔ نماز جنازہ کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے پہلو میں جانب شرق حضور کی تدفین عمل میں آئی۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے 73 برس کی عمر پائی۔

(حیات ناصر جلد 1 صفحہ 428، 77 از محمود مجیب اصغر صاحب)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"پھر خلافت ثالثہ کا دور آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے بعد پھر اندرونی اور بیرونی دشمن تیز ہوا۔ لیکن کیا ہوا؟ کیا جماعت میں کوئی کمی ہوئی؟ نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق پہلے سے بڑھ کر ترقیات کے دروازے کھولے۔ مشنوں میں مزید توسیع ہوئی۔ افریقہ میں بھی، یورپ میں بھی اور پھر افریقہ کے دورے کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے نصرت جہاں سکیم کا اجراء فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق، ایک رؤیا کے مطابق ہسپتال کھولے گئے، سکول کھولے گئے، ہسپتالوں میں اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں مریض شفا پا چکے ہیں.....

یاد رکھیں! وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ

آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح پہلے وہ نواز تا رہا ہے اور انشاء اللہ نواز تا رہے گا۔ پس ضرورت ہے تو اس بات کی کہ کہیں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کرکے خود ٹھوکر نہ کھا جائے۔ اپنی عاقبت خراب نہ کرلے۔ پس دعائیں کرتے ہوئے اور اس کی طرف جھکتے ہوئے اور اس کا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اس کے آستانہ پر پڑے رہیں اور اس مضبوط کڑے کو ہاتھ ڈالے رکھیں تو پھر کوئی بھی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا"۔

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 21 مئی 2004ء)

اس کی صورت حسیں، اس کی سیرت حسیں
وہ شگفتہ دہن، وہ کشادہ جبیں
درس اہلِ وفا کو یہی دے گیا
پیار سب سے کسی سے بھی نفرت نہیں

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿48﴾ ﴿مشاہدات۔404﴾

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

(سیرت وسوانح)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۗ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۗ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:56)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

پاس تھا ہر معترض کے واسطے شافی جواب
وہ مدلل، وہ مدبر، وہ مقرر دلنشیں
اس کی آنکھیں تھیں کہ یا تھیں نور کی دو مشعلیں
چاند سا چہرہ منور اور ستارا تھی جبیں

معزز سامعین! آج جس موضوع پر مجھے اظہارِ خیال کا موقع ملا ہے وہ ہے ”سیرت و سوانح حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ“

سامعین! خدا تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو دو بیٹیوں کی پیدائش کے بعد حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہؓ کے بطن سے ایک خوبصورت بیٹا 18/دسمبر 1928ء کو قادیان میں عطا فرمایا جس کا نام طاہر احمد رکھا گیا۔ آپؒ بہت شگفتہ مزاج اور ہنس مکھ تھے۔ یاداشت بہت اچھی تھی۔ دوستوں کے ساتھ کھیلنے کا بھی شوق تھا، ہلکی پھلکی شرارت بھی کر لیا کرتے تھے۔ جب چھوٹے تھے تو دوستوں کے ساتھ مقابلوں میں بھی حصہ لیتے تھے مثلاً دیوار پر چلنے کا مقابلہ یا بارش کے پانی سے بھرے ہوئے گڑھوں کو پھلانگنے کا مقابلہ، کچھ بڑے ہوئے تو فٹ بال اور کبڈی میں بھرپور حصہ لیتے رہے۔ کبڈی میں تو آپؒ نے خاصی شہرت حاصل کی اور ربوہ میں آپ نے نیشنل سطح پر ایک ٹورنامنٹ "طاہر کبڈی ٹورنامنٹ" کے نام سے جاری فرمایا۔

آپؒ کا بچپن ہی تھا جب قادیان میں ایک کنواں کھودا جا رہا تھا۔ آپؒ نے مزدوروں کو دیکھا کہ وہ کس طرح رسّہ پکڑ کر پاؤں کنویں کی دیوار سے اٹکا کر نیچے اُترتے ہیں اور پھر اسی طرح اوپر چڑھ کر باہر آتے ہیں۔ شام ڈھلے جب مزدور چلے گئے تو آپؒ نے بھی کنویں میں اترنے کی ٹھانی۔ جونہی رسّہ پکڑا کنویں میں اترے تو ٹانگیں بہت چھوٹی تھیں اور دیوار تک پہنچ نہ سکتی تھیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ آپؒ تیزی سے نیچے گرتے چلے گئے اور رسّے نے ہاتھ چھلنی کر دیے۔ اب آپؒ کو یہ ڈر تھا کہ امی جان نے زخمی ہاتھ دیکھے تو گھبرا جائیں گی اور سزا بھی مل سکتی ہے۔ چنانچہ آپؒ ڈاکٹر کے پاس گئے، صرف مرہم ہاتھوں پر لگائی اور پٹی نہ باندھی۔ اس طرح یہ تکلیف برداشت کرتے رہے لیکن کسی کو پتا نہ لگنے دیا۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ از نصیر احمد انجم صفحہ 5-4)

آپؒ کی والدہ حضرت اُمّ طاہرؓ ہر وقت آپ کے لیے خود بھی دعا کرتیں اور دوسروں سے یہ دعا کرواتیں کہ ''میرا ایک ہی بیٹا ہے، خدا کرے یہ خادم دین ہو۔ مَیں نے اسے خدا کے راستہ میں وقف کیا ہے'۔ پھر آنسوؤں کے ساتھ یہ جملے بار بار دہراتیں کہ خدایا! میرا طاری تیرا پرستار ہو، یہ عابد و زاہد ہو، اسے خادم دین بنائیو! اسے اپنے عشق اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق اور حضرت مسیح موعودؑ کے عشق میں سرشار کرنا۔"

(سیرت حضرت اُم طاہرؓ از ملک صلاح الدین صفحہ 224)

سامعین! حضورؒ خود فرماتے ہیں کہ مجھے تو چھوٹی عمر سے تہجد کا شوق تھا۔ بچپن سے ہی خدا نے دل میں ڈال دیا تھا کہ تہجد ضرور پڑھنی چاہیے اور اس کو میں نے آج تک حتی المقدور برقرار رکھا ہے۔ حضورؒ مزید فرماتے ہیں کہ میرے والد جماعت احمدیہ کے واجب الاحترام امام تھے اور لوگ ان کے پاس دعا کی درخواستیں لے کر آتے رہتے تھے لیکن ان کا اپنا طریق یہ تھا کہ آڑے وقت میں آپؓ ہم بچوں سے بھی فرماتے کہ

”آؤ بچو! دعا کرو۔ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائے۔ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ جماعت کا معین و مددگار ہو۔“

(روزنامہ الفضل 27 دسمبر 2003ء)

آپؒ نے 1944ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے میٹرک کیا۔ میٹرک کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے F.Sc. اور پھر پرائیویٹ B.A کیا۔ 1949ء میں جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا اور 1953ء میں امتیاز کے ساتھ شاہد پاس کیا۔ لندن یونیورسٹی کے School of Oriental Studies میں بھی تعلیم حاصل کی اور انگریزی زبان میں خصوصاً خوب مہارت حاصل کرلی۔ 1957ء میں آپؒ واپس ربوہ تشریف لے آئے۔ شروع سے ہی آپؒ کو مطالعہ کا بے پناہ شوق تھا اور غیر نصابی علمی کتب کا مطالعہ بڑے انہماک اور کثرت سے کیا کرتے تھے۔ سائنس کا مضمون بہت پسند تھا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمدؒ نے سترہ، اٹھارہ سال کی عمر میں تقاریر کے میدان میں قدم رکھا اور شروع ہی میں سننے والوں کو یہ احساس دلا دیا کہ آپؒ اِس صلاحیت کے اعتبار سے بھی ایک امتیازی شان کے حامل ہوں گے۔ چنانچہ قادیان میں بھی اور اسلامیہ کالج لاہور کے انعامی تقریری مقابلہ میں بھی آپؒ کی تقریر سننے والے جانتے تھے کہ آپؒ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میدان کے بھی زبردست شہسوار تھے۔ آپؒ کی یہ صلاحیت وقت کے ساتھ ساتھ ترقی کرتی گئی اور صیقل بھی ہوتی گئی۔ جامعہ احمدیہ سے تحصیل علم کے بعد جب آپؒ لندن گئے تو وہاں بھی دوران تعلیم اپنے ہم مکتب طلبہ، پروفیسروں اور دیگر علمی حلقوں میں اسلام کی حقانیت اور اس کی تعلیمات کو اعلیٰ اور بالا ثابت کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ مسجد فضل لندن میں اپنے پروفیسروں اور طلبہ کو مدعو کرکے انہیں بھی اسلام کے بارہ میں لیکچر دیتے، ان کے

ساتھ تبلیغی گفتگو کرتے اور انہیں جماعت کی کتب پیش کرتے۔ اسی طرح بعض اوقات مسجد دیکھنے اور اسلام کے بارے میں معلومات کے حصول کے لئے جو لوگ آتے، آپؒ انہیں بھی لیکچرز اور سوال وجواب کے ذریعہ اسلام کی حسین تعلیم سے روشناس کراتے۔

سامعین! آپؒ کی خطابت میں ایک کامل مقرّر اور خطیب کی جملہ صفات وجوہر بڑے توازن کے ساتھ اجاگر تھے۔ اس میں موقع و محل پر لطائف ومزاح کے نگینے بھی مرصّع ہوتے تھے، رقّت ولطافت بھی اور دلگداز پہلو بھی۔ عین وقت پر جوش وجلال بھی اپنی جولانی دکھاتا تھا اور بروقت انذار وتبشیر کی تجلّیات بھی جلوہ گر ہوتی تھیں۔ آپؒ کا خطاب برجستہ مگر برموقع اشعار سے بھی مزیّن ہوتا تھا اور واقعات، ضرب الامثال، برموقع لطائف اور پُر حکمت اشعار سے بھی پُر رونق ہوتا تھا۔ وہ دلائل ومنطق کے زیور سے آراستہ بھی ہوتا تھا اور تحدّیات سے رنگین اور زورآور بھی۔ آپ کی تقریر سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔

سامعین! حضور رحمہ اللہ نماز کی پابندی کا بہت خیال کرتے تھے۔ حضورؒ کی ایک صاحبزادی بیان کرتی ہیں کہ نماز آپؒ کی روح کی غذا تھی۔ کسی اَور کو بھی نماز پڑھتے دیکھ لیتے تو چہرہ خوشی سے چمکنے لگتا۔ اسی وجہ سے بچپن میں ہی یہ احساس ہم میں پیدا ہو گیا تھا کہ اگر ہم نماز پڑھ لیں تو بچپن کی باقی نادانیاں اور شرارتیں قابل معافی ہیں۔ جب کبھی باہر سے آتے تو پہلا سوال یہی کرتے کیا نماز پڑھ لی؟ اگر جواب ہاں میں ہوتا تو وہ دن ہمارا ہوتا۔ ابّا کا پیار ہمارے لیے چھلکنے لگتا۔"

(روزنامہ الفضل سیدنا طاہر نمبر 27 دسمبر 2003ء)

آپؒ کی نماز سے محبت کا یہ عالم تھا کہ انتہائی بیماری کے وقت بھی بعض دفعہ نزلہ سے آواز نہیں نکل رہی ہوتی تھی مگر نماز باجماعت کی ادائیگی کے لیے مسجد ضرور تشریف لے جاتے۔ حضورؒ کے ایک عزیز بیان کرتے ہیں کہ حضورؒ نماز باجماعت کی بے انتہا پابندی کرنے والے تھے۔ جب بھی کئی روزہ دورے سے واپس ربوہ آتے تو پہلا سوال یہی ہوتا کہ آج کل مسجد مبارک میں نمازوں کے اوقات کیا ہیں؟ پھر بہت سے لوگ خود تو باجماعت نماز کے پابند ہوتے ہیں لیکن اپنے تعلق داروں کے بارہ میں اتنے حساس نہیں ہوتے جتنا کہ حضورؒ تھے۔ بے انتہا توجہ تھی کہ آپؒ کے ارد گرد کوئی ایسا فرد نہ ہو جو نماز کے حوالے سے کمزوری کا شکار ہو۔

حضورؒ کے پرائیویٹ سیکرٹری مکرم منیر احمد جاوید صاحب لکھتے ہیں کہ

"آپؒ کو نماز سے اس قدر عشق تھا کہ عام آدمی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ آپؒ بیماری میں کمزوری کے باوجود کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے رہے۔ آخری بیماری کے دوران شدید کمزوری کے باوجود آپؒ سہارا لے کر اور چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتے ہوئے مسجد میں نماز پڑھانے کے لیے تشریف لاتے۔ موسم خواہ سرد ہوتا یا گرم یا بارش ہو رہی ہوتی یا برف باری ہوتی تو آپؒ ہمیشہ مسجد میں ہی جاکر نماز ادا کیا کرتے تھے۔ انتہائی سردی میں بحری جہاز کے کھلے ڈیک پر بھی آپؒ نے نماز پڑھائی اور سخت گرمی اور مچھروں کی یلغار کے وقت بھی نمازیں پڑھائیں۔ یورپ کے سفروں میں سڑک کے کنارے مناسب جگہ دیکھ کر نمازوں کے لیے رُکنے کی ہدایت تو ہمیشہ جاری رہی۔ آپؒ کی زندگی قُرَّۃُ عَیۡنِیۡ فِی الصَّلٰوۃ کا نمونہ تھی کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔"

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ از نصیر احمد انجم صفحہ 30-29)

سامعین کرام! قرآن کریم سے آپؒ کو جو محبت تھی اس کا اظہار آپؒ کے دروس قرآن سے بھی ہوتا ہے اور ترجمۃ القرآن کلاس سے بھی۔ قرآن کریم کا ترجمہ خود ہی سیکھا اس کے بارے میں آپؒ فرماتے ہیں

"یہ تو مَیں نے خود پڑھا ہے۔ کلاس میں تو ہم پڑھا کرتے تھے، استاد بھی پڑھاتے تھے مگر اصل ترجمہ مَیں نے خود ہی پڑھا ہے۔"

(خلافت جوبلی سوونئیر 2008ء صفحہ 108)

ترجمۃ القرآن کلاس کے بارے میں آپؒ نے خود فرمایا:

"میں نے ترجمہ قرآن عربی گرامر کے تمام پہلوؤں کو سامنے رکھ کر تیار کیا ہے... میں نے بھی ترجمہ سیکھنے کے لیے دعائیں کی ہیں میری تعلیم القرآن کلاس میری زندگی کا ماحصل ہے پس ترجمہ قرآن سیکھنے کے لیے اس سے فائدہ اٹھائیں۔"

آپؒ نے محبت قرآن سے لبریز ہو کر ایک دفعہ فرمایا:

"آج اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی عظمت کی خاطر قرآنی دلائل کی تلوار میرے ہاتھ میں تھمائی ہے اور میں قرآن پر حملہ نہیں ہونے دوں گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں پر حملہ نہیں

ہونے دوں گا۔ جس طرف سے آئیں، جس بھیس میں آئیں ان کے مقدر میں شکست اور نامرادی لکھی جاچکی ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے دوبارہ قرآن کریم کی عظمت کے گیت گانے کے جو دن آئے ہیں، آج یہ ذمہ داری مسیح موعودؑ کی غلامی میں میرے سپرد ہے۔''

حضورؒ کی تلاوتِ قرآن کے بارے میں آپؒ کے بچپن کے ایک استاد بیان فرماتے ہیں کہ ننھا طاہر اس عمر میں بھی بڑی توجہ سے قرآن کریم کی تلاوت کرتا اور دیکھنے والے کو صاف محسوس ہوتا کہ تلاوت کرتے وقت اسے دلی خوشی اور لذّت محسوس ہورہی ہے۔ ایسی خوشی کہ دیکھنے والا بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔

آپؒ کی زندگی کا ایک بہت دلکش اور دلگداز پہلو آپؒ کا عشق رسولؐ ہے۔ سامعین! یہ تو ہم سے اکثر نے دیکھا ہے کہ جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس نام آپؒ کی زبان پر آتا تو آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوجاتیں، آواز بھرا جاتی اور بمشکل اپنے جذبات پر قابو پاکر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مکمل فرمایا کرتے تھے۔ آپؒ نے بارہا جماعت کو حضور اکرمؐ پر درود وسلام بھیجنے کی نصیحت فرمائی۔

1957ء میں آپؒ کی شادی حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو چار بیٹیوں سے نوازا۔ آپؒ ایک مثالی شوہر اور شفیق باپ تھے۔ آپؒ نے بچیوں کو بہت پیار دیا۔ انہیں اپنے فارم پر احمد نگر لے جاتے اور پیار ہی پیار میں آپؒ ان کی تربیت بھی فرماتے۔ رات کو انہیں کہانیاں بھی سناتے جو بالعموم انبیاء کے واقعات پر مشتمل ہوتیں۔ سادگی اور سچی انکساری حضورؒ کی شخصیت کا خوبصورت اور نمایاں پہلو تھا۔ آپؒ ہمیشہ اپنے ذاتی کام خود کرلیا کرتے تھے۔ گھر میں کام کرنے والوں کی موجودگی کے باوجود کوئی کام اپنے ہاتھ سے کرنا عار نہ سمجھتے تھے۔ خلافت سے پہلے بعض دفعہ اپنے کپڑے بھی خود دھولیتے تھے۔ خلافت کے بعد مصروفیات کی وجہ سے ایسے کام تو نہیں کرتے تھے مگر اپنا ناشتہ بیماری شروع ہونے تک خود ہی بنا لیتے تھے۔ حسب ضرورت ہر قسم کا کام کرلیتے تھے چیزیں بھی مرمت کرلیتے۔

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ایک انتہائی شفیق والد تھے ۔ حضورؒ کی پدری شفقت کا اظہار حضورؒ کی صاحبزادیوں کے بیانات سے بھی ہوتا ہے۔

حضورؒ کی ایک صاحبزادی بیان کرتی ہیں کہ

”حضورؒ کو ہر شخص کی صلاحیتوں کو ابھارنے اور ان سے استفادہ کرنے اور صحیح رخ پر لانے کا خاص ملکہ حاصل تھا۔ خواہ وہ شخص کوئی معمولی اور کم فہم بچہ ہی کیوں نہ ہو۔ مجھے یاد ہے بچپن میں ابّا اپنی ڈاک دیکھنا شروع کرتے تو آپؒ کے قرب میں بیٹھنے کی خواہش میں، مَیں آپؒ کے ساتھ بیٹھ جاتی اور آپؒ کے کاغذات کو چھیڑنے لگتی۔ اس پر حضورؒ نے مجھے کہا کہ تم میری پرائیویٹ سیکرٹری بن جاؤ۔ جس طرح مَیں بتاؤں، میرے کاغذ ترتیب سے لگایا کرو۔ بجائے اس کے کہ مجھے ڈانٹ کر اُٹھادیا جاتا مجھے اپنا پرائیویٹ سیکرٹری کہہ کر دل خوش کر دیا بلکہ احساس ذمہ داری بھی پیدا کر دیا۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ سیّدنا طاہر نمبر 27 دسمبر 2003ء)

سامعین! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے کے دل میں شروع سے ہی مخلوق خدا کی ہمدردی اور محبت کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اسی ہمدردی اور محبت کی بنا پر آپؒ نے 1960ء سے 1965ء تک ہومیو پیتھی کی ادویات مفت لوگوں کو دیتے تھے۔ آپ کے فیض سے ہزاروں مریضوں کی مسیحائی ہوئی اور ایک معمولی کمرے سے شروع ہونے والی فری ہومیو پیتھی کی ڈسپنسری آج ہزاروں شفاخانوں میں بدل چکی ہے اور لاکھوں افراد آپ کے ہومیو پیتھی کے لیکچرز سے استفادہ خود بھی کرتے ہیں دوسروں کے لیے بھی شفا کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ایک مرتبہ وقفِ جدید کی ڈسپنسری میں ایک بچہ آیا۔ حضور نے اُس سے پوچھا کہ کون سی دوائی لینی ہے اُس نے کہا دوائی نہیں لینی۔ آپؒ نے فرمایا پھر کیا لینا ہے؟ اس نے کہا کہ میرا ایک چھوٹا بھائی بھی ہے اور رات کو گرمی ہوتی ہے اور ہمیں مچھر کاٹتا ہے ہمارے پاس پنکھا بھی نہیں ہے آپ ہمیں پنکھا لے دیں۔ آپؒ نے انہیں پنکھا لے دیا اور تانگے پر رکھ کر ان کے گھر پہنچوایا۔

سامعین! 8 اور 9 جون 1982ء کی درمیانی شب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا وصال ہوا اور 10 جون 1982ء کو مسجد مبارک ربوہ میں انتخابِ خلافت کے لیے اجلاس ہوا جس میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کو خلیفۃ المسیح الرابع منتخب کیا گیا اور اس طرح ایک مرتبہ پھر خوف کو امن کی حالت میں بدلنے کا عمل دہرایا گیا۔ 26/اپریل 1984ء کو پاکستان کے ڈکٹیٹر ضیاء الحق کے آرڈیننس کی وجہ سے خلیفۂ وقت کا پاکستان میں رہ کر اپنے فرائض منصبی ادا کرنا ناممکن ہو گیا۔ جماعت کے عمائدین کے ساتھ

صلاح مشورے کے بعد خدائی اِذن سے آپؒ نے پاکستان سے ہجرت کرنے کا فیصلہ کیا اور آپؒ خدا کی حفاظت میں بخیریت ہالینڈ سے ہوتے ہوئے 30/ اپریل 1984ء کو لنڈن پہنچ گئے۔

خلیفہ منتخب ہونے کے بعد آپؒ کی مصروفیات میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا حالانکہ آپ پہلے بھی بہت فعال زندگی گزارتے تھے لیکن بعد میں دنیا بھر میں پھیلی عالمگیر جماعت احمدیہ کی اصلاح کی ذمہ داری میں اور اضافہ ہو گیا۔ آپؒ تہجد کے وقت جاگ جاتے اور آپ کی مصروفیت کا آغاز تہجد کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا جو کہ رات گئے تک جاری رہتا۔ آپؒ دفتر کھلنے کے اوقات سے بہت پہلے دفتر آجاتے تھے اور بعض اوقات رات کے دس بجے گھر واپس تشریف لے کر جاتے۔ روزانہ آنے والے سینکڑوں کی تعداد میں دعائیہ خطوط دیکھنے۔ دفتری ڈاک چیک کرنی۔ آئندہ کے منصوبے، ملاقاتیں، خطبات جمعہ کی تیاری آپؒ کی بے پناہ مصروفیات میں سے چند ایک ہیں۔

سامعین کرام! حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی مجالس عرفان کے بارے میں کون نہیں جانتا۔ جرمنی کے نیشنل امیر مکرم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب ذکر کرتے ہیں کہ

”مجالس عرفان تو ایک فیملی ملاقات کی طرح ہوتی تھیں۔ یہ ایک ذاتی سا معاملہ ہو گیا تھا۔ چاہے باہر گرمی ہوتی یا سردی جب اکٹھے بیٹھتے تو بڑا خاص قسم کا ماحول ہوتا تھا۔ خیمے کے اندر تقریباً پانچ ہزار لوگ ہوتے تھے مگر یہی احساس رہتا کہ ہم سب اکٹھے ہیں۔ حضورؒ ایک ایسا ماحول پیدا کر دیا کرتے کہ ہر کوئی آپؒ کے جادو میں جکڑا جاتا۔ ایک لمحے میں مزاح ہوتا تو دوسرے ہی لمحے آپؒ سنجیدہ ہوتے۔ یہ ایک ایسا ماحول تھا جس میں محبت اور اجتماعیت پنپ رہی تھی۔ حضورؒ ایک ایسے ہیرے کی مانند تھے جس سے ہر قسم کی روشنی پھوٹتی تھی۔ جب حضورؒ ہمارے درمیان تشریف فرما ہوتے تو دوسروں سے ممتاز ہو کر نہ بیٹھتے بلکہ ایسے بیٹھتے جیسے آپؒ سب کا حصہ ہوں۔“

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا انداز رہنمائی عبد اللہ واگس ہاؤزر)

سامعین! وقت کی کمی کے باعث حضورؒ کی چند تحریکات کا یہاں مختصر ذکر کرنا ضروری ہے۔

- 14/ مارچ 1986ء سیدنا بلالؓ فنڈ کا قیام۔
- 3/ اپریل 1987ء تحریک وقف نو کا آغاز۔

- 1989ء جرمنی میں تحریک سو مساجد۔
- 1993ء میں عالمی بیعت کا آغاز ہوا۔
- 7؍جنوری 1994ء الفضل انٹرنیشنل کا اجرا۔
- جنوری 1994ء میں MTA انٹرنیشنل کا آغاز۔
- جھوٹ کے خلاف جہاد کی تحریک۔
- 21؍فروری 2003ء کو مریم شادی فنڈ کا اجرا۔
- Humanity First کی تنظیم قائم فرمائی۔
- کفالت یتامیٰ کی تحریک شروع فرمائی۔

آپؒ کے کارناموں میں سے ایک اہم کارنامہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کا اجراء ہے۔ جو ایم ٹی اے کے نام سے مشہور ہوا اور آج ہر چہار سو اسلام احمدیت کی تبلیغ کا مُوجب بن رہا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی متعدد کتابیں تراجم کے ساتھ شائع ہو چکی ہیں جن میں چند ایک یہ ہیں۔

- مذہب کے نام پر خون۔
- وصال ابن مریم۔
- خلیج کا بحران اور نظام جہان نو۔
- الہام، عقل، علم اور سچائی۔
- قرآن کریم کا اردو ترجمہ مع تشریح۔

حضورؒ نے صاحبزادہ مرزا غلام قادر شہید کی شہادت پر آپ کی والدہ صاحبزادی قدسیہ بیگم صاحبہ کے نام ایک خط میں فرمایا:

”میرے لیے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بے حساب بخش دے۔ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً قرار دیتے ہوئے اپنے بندوں اور اپنی جنت میں داخل فرمائے۔ ہمیشہ دل کی یہی تڑپ رہی ہے۔ ہمیشہ دل کی یہی تڑپ رہے گی کہ اے کاش میرا انجام اُس کی نظر میں نیک ٹھہرے، آمین۔“

(مرزا غلام قادر شہید از امۃ الباری ناصر صفحہ 323)

مجھ سے بھی تو کبھی کہہ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً
رُوح بے تاب ہے رُوحوں کو بُلانے والے

معزز سامعین! ایک بھرپور اور کامیاب زندگی گزارنے کے بعد آپ رحمہ اللہ تعالیٰ لنڈن، انگلستان میں 19 اپریل 2003ء کو 75 سال کی عمر میں اپنے خالقِ حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔

تحسین تری عمر کہ اس عمر میں تُو نے
صد خضر کی عمروں سے سوا کام کیا ہے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿49﴾ ﴿مشاہدات۔405﴾

آؤ! حسنِ یار کی باتیں کریں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (النور:56)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔

آؤ لوگو! حضرت مسرور کی باتیں کریں
جو ہمیں بخشا گیا اس نور کی باتیں کریں
وہ خلیفہ پانچواں برحق مسیح پاک کا
ہاں مداوا وہ ہمارے دیدۂ نمناک کا

معزز سامعین! آج میری تقریر کا موضوع "آؤ! حسنِ یار کی باتیں کریں" ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے وعدے ہمیں وضاحت کے ساتھ نظر آتے ہیں۔ 1907ء دسمبر کے مہینے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ

اِنِّی مَعَكَ يَا مَسْرُوْرُ اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں۔ (تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 630)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ 15 ستمبر 1950ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم اور محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کے ہاں ربوہ میں پیدا ہوئے۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ

السلام کے پڑپوتے، حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے پوتے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے نواسے ہیں۔

جس کو مولا نے کہا بے شک میں تیرے ساتھ ہوں
میں ہی تیری صبح ہوں اور میں ہی تیری رات ہوں

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ سے میٹرک کیا اور تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے بی اے کیا۔ 1976ء میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے ایم ایس سی کی ڈگری ایگریکلچرل اکنامکس میں حاصل کی۔ 1977ء میں آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے زندگی وقف کی اور نصرت جہاں سکیم کے تحت اگست 1977ء کو غانا تشریف لے گئے۔ غانا (Ghana) میں آپ ایدہ اللہ تعالیٰ کا قیام 1977ء سے 1985ء تک رہا۔ اس دوران آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے بطور پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول اسارچر اور احمدیہ زرعی فارم ٹمالے (Tamale) شمالی غانا کے منیجر کے طور پر خدمات انجام دیں۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے غانا میں گندم اُگانے کا پہلی بار کامیاب تجربہ کیا۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ 1985ء میں غانا سے پاکستان تشریف لائے اور 17 مارچ 1985ء سے نائب وکیل المال ثانی کے طور پر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ کا تقرر ہوا۔ 18 جون 1994ء آپ ایدہ اللہ تعالیٰ ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ مقرر ہوئے۔ 10 دسمبر 1997ء کو ناظر اعلیٰ وامیر مقامی مقرر ہوئے اور تا انتخاب خلافت اس منصب پر مامور رہے۔ اگست 1998ء میں صدر مجلس کارپرداز مقرر ہوئے ۔ بحیثیت ناظر اعلیٰ آپ ناظر ضیافت اور ناظر زراعت بھی خدمات بجالاتے رہے۔

1999ء میں ایک مقدمہ میں اسیر ان راہِ مولیٰ رہنے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ 30 اپریل کو گرفتار ہوئے اور 10 مئی کو رہا ہوئے۔

سامعین کرام! حضورانور کے پاکیزہ کردار کا ذکر کرتے ہوئے ایک مخلص احمدی خاتون محترمہ سکینہ بی بی صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ

”مَیں بے سروسامانی کی حالت میں چار بچوں کے ہمراہ ربوہ آئی تھی تو بہت مشکل وقت تھا۔ کسی نے بتایا کہ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے گھر چلی جاؤ تو تمہاری مشکل آسان ہو جائے گی۔ اس پر مَیں

وہاں چلی گئی تو حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ نے مجھے خادمہ رکھ لیا۔ چند روز بعد ان کے صاحبزادے مرزا مسرور احمد صاحب، جو اس وقت طالب علم تھے، انہوں نے مجھے کہا کہ آپ روزانہ رات دو بجے مجھے جگا دیا کریں۔ چنانچہ یہ ڈیوٹی شروع ہو گئی اور تادیر چلتی رہی۔ لیکن مَیں جب بھی صبح جاتی تو دیکھتی کہ کبھی تو وہ نماز تہجد پڑھ رہے ہوتے اور کبھی نماز سے فارغ ہو کر جائے نماز پر ہی مطالعہ کر رہے ہوتے۔''

(خدیجہ جرمنی 2013ء شمارہ نمبر 1 صفحہ 139)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے اظہار کا ایک ذریعہ حضور انور نے یوں بیان فرمایا:

''یقیناً اللہ تعالیٰ کے فرشتے آپؐ پر درود بھیجتے ہوں گے، بھیج رہے ہوں گے، بھیج رہے ہیں۔ ہمارا بھی کام ہے جنہوں نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق اور امام الزماں کے سلسلہ اور اس کی جماعت سے منسلک کیا ہوا ہے کہ اپنی دعاؤں کو درود میں ڈھال دیں اور فضا میں اتنا درود صدق دل کے ساتھ بکھیریں کہ فضا کا ہر ذرہ درود سے مہک اٹھے اور ہماری تمام دعائیں اس درود کے وسیلے سے خدا تعالیٰ کے دربار میں پہنچ کر قبولیت کا درجہ پانے والی ہوں۔ یہ ہے اس پیار اور محبت کا اظہار جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہونا چاہیے اور آپؐ کی آل سے ہونا چاہیے۔''

(اسوہ رسول اور خاکوں کی حقیقت صفحہ 64)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو شکار کا شوق تھا اس بارے میں آپ ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے بچپن کی یادیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ہمارے والد صاحب کو شکار کا بڑا شوق تھا۔ ہر ہفتہ میں چھٹی کے دن وہ شکار پر ہمیں ساتھ لے جاتے تھے۔ فاختہ، خرگوش، تیتر اور اس کے علاوہ کبوتر بھی مل جایا کرتے تھے۔ اس لیے بچپن سے ہی اس کا شوق تھا۔ جلسے کے بعد پر الی آیا کرتی تھی تو فاختائیں اور چڑیاں وغیرہ بہت آتی تھیں۔ ائرگن سے ہم بڑے نشانے لیا کرتے تھے۔ اس کے بعد خوب بھون کر اس کے تکے بھی بنا کر کھایا کرتے تھے۔''

(خلافت جوبلی کے موقع پر تاریخی انٹرویو شائع کردہ خدام الاحمدیہ جرمنی صفحہ 8)

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی المناک وفات کے بعد جماعت بہت بے تابی سے اپنے نئے عظیم روحانی لیڈر کی منتظر تھی اور احمدی بڑی بے قراری سے دعاؤں میں مصروف

تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان عاجزانہ دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے 22 اپریل 2003ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کو قدرت ثانیہ کے مظہر خامس کے طور پر منتخب فرمایا اور ایک بار پھر ہمارے خوف کو امن سے بدل دیا۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے پہلی بیعت عام سے قبل مختصر خطاب فرمایا جس کے الفاظ یہ ہیں:

”احباب جماعت سے صرف ایک درخواست ہے کہ آج کل دعاؤں پر زور دیں، دعاؤں پر زور دیں، دعاؤں پر زور دیں۔ بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت فرمائے اور احمدیت کا یہ قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رَواں دَواں رہے۔“

(الفضل 24 اپریل 2003ء صفحہ 2)

خدا ہے جس سے بولتا فرشتے ہم کلام ہیں
امامِ وقت ہے وہی اُسی کے ہم غلام ہیں

سامعین! ایک مرتبہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا کہ خلیفہ منتخب ہونے پر آپ کے کیا جذبات تھے؟ حضور انور نے فرمایا کہ

”جب میرے نام کا اعلان ہوا تو میرا تاثر یہ تھا اور مَیں یہ دعا کر رہا تھا کہ حاضرین میں سے کوئی میرے لیے نہ کھڑا ہو۔ بلکہ پہلی دفعہ جب گنتی میں کوئی غلطی لگی تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو جو ہاتھ کھڑے تھے، مجھے یہی لگ رہا تھا کہ بہت تھوڑے سے ہاتھ ہیں۔ تو میں نے کہا شکر ہے چند ایک ہی ہاتھ کھڑے ہیں کوئی اَور نامزد ہو جائے گا۔ چونکہ پہلی دفعہ گنتی میں غلطی ہو گئی تھی اس لیے دوسری دفعہ پھر انہوں نے ہاتھ کھڑے کروائے تو میں نے دیکھا اور کہا کہ ہیں تو کافی لیکن ابھی بھی کافی ہاتھ باقی ہیں جو کسی اَور کے حق میں کھڑے ہوں گے۔ لیکن جب فائنل اناؤنسمنٹ ہوئی تو مَیں پوری طرح کانپ اٹھا۔“

(خلافت جوبلی کے موقع پر تاریخی انٹرویو شائع کردہ خدام الاحمدیہ جرمنی صفحہ 37-36)

خلیفہ منتخب ہونے کے بعد عملی زندگی میں جو تبدیلی ہوئی، اس بارے میں حضور انور نے فرمایا:

”میری زندگی کا معمول بالکل مختلف ہوا کرتا تھا۔ مَیں عملی طور پر ایک ایسا آدمی تھا جس کے لیے دفتر میں مسلسل دو گھنٹے بیٹھنا بھی مشکل تھا۔ تقریباً ہر دو گھنٹے بعد دفتر سے اٹھ کر راؤنڈ لگاتا اور مختلف دفاتر کو visit

کیا کرتا تھا۔ پھر واپس آکر دفتر میں بیٹھتا تھا۔ یہاں تک کہ ناظر اعلیٰ کی ذمہ داری ملنے کے بعد بھی میرا یہی دستور رہا، یہ ایک انتظامی عہدہ تھا۔ چنانچہ دفتر میں چھ سات گھنٹے گزارنے کے بعد مَیں اپنے فارم پر چلا جاتا تھا اور کچھ وقت وہاں گزارتا۔ اس دوران وہاں ایسے کام کیا کرتا تھا جس میں ذہنی بوجھ نہ ہو بلکہ اپنے ہاتھ سے مشقّت والا کام ہوتا تھا۔ بہر حال کہا جا سکتا ہے کہ خلافت کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد میرے معمولات میں ایک U-turn آگیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ مجھ سے کیسے ہو گیا۔ یہ اللہ ہی تھا جو تمام کاموں کا کرنے والا تھا۔ پہلی ہی رات میرے اندر ایک مکمل تبدیلی واقع ہو گئی تھی۔ میں صبح سے شام تک اور پھر رات گئے تک دفتر میں بیٹھ کر کام کرتا رہا۔ مجھے تقریر وغیرہ کرنے کا بالکل تجربہ نہیں تھا مگر خدا نے ان میں میری راہنمائی کی۔"

(خلافت جوبلی کے موقع پر تاریخی انٹرویو شائع کردہ خدام الاحمدیہ جرمنی صفحہ 38-37)

حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی زندگی بہت سادہ ہے۔ حضور انور کا دستر خوان عام سوچ سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ آپ ایدہ اللہ کی خوراک انتہائی سادہ اور کم ہوتی ہے۔ دو ڈشوں سے زیادہ تیار نہیں ہوتا۔ پلاؤ، ابلے چاول، دال، کدو، آلو گوشت جیسے عام کھانے ہوتے ہیں۔ حضور انور زیادہ سے زیادہ ایک یا ڈیڑھ پھلکا تناول فرماتے ہیں اور یہ پھلکا بھی ہمارے گھروں میں بنائی جانے والی عام روٹی سے آدھا ہوتا ہے۔ ناشتہ بھی بہت سادہ ہوتا ہے جس میں ایک آدھ پھلکا اور انڈا فرائی یا آلو کی بھُجیا وغیرہ ہوتی ہے اور میٹھے میں بھی صرف زردہ وغیرہ ہوتا ہے جو کہ حضور انور بہت کم استعمال فرماتے ہیں۔ کسی قسم کا پُر تکلف کھانا یا دستر خوان نہیں لگتا۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی سادہ طرزِ زندگی اور عاجزی، الفضل آن لائن 21 فروری 2022ء)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت میں انتہائی عاجزی و انکساری ہے۔ جس کا ذکر مکرم عابد خان نے اپنی اپریل 2017ء کی ڈائری میں کیا ہے۔ حضور انور جرمنی کے دورہ پر تھے اور رہائش معمول کے مطابق بیت السبوح فرینکفرٹ میں تھی۔ کچھ دنوں بعد چند مساجد کے افتتاح کی غرض سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہائش بیت السبوح فرینکفرٹ سے باہر رہی۔ جب حضور انور واپس بیت السبوح فرینکفرٹ تشریف لائے تو کچھ دن گزر جانے کے بعد اس بات کا علم ہوا کہ جب حضور انور بیت السبوح فرینکفرٹ واپس تشریف لائے تو آپ کی رہائش گاہ میں گرم پانی کی سہولت مہیا نہیں تھی اور کچھ وقت

حضور انور کے زیر استعمال ٹھنڈا پانی ہی رہا۔ آخر کچھ وقت یا شاید ایک دن کے بعد جا کر حضور انور نے اس کو ٹھیک کرنے کا فرمایا۔ حضور انور کے پریس سیکریٹری مکرم عابد خان مئی اور جون 2015ء کی ڈائری میں ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے خود حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو سردیوں میں اپنے دفتر میں گرم اوور کوٹ اور سکارف پہنے ہوئے دیکھا ہے۔ حضور انور کا ہیٹر کی سہولت موجود ہونے کے باوجود جماعتی خرچ کا خیال رکھنا عاجزی کی انتہا کی ایک ایسی اعلیٰ مثال ہے جس تک کوئی اور لیڈر کبھی نہیں پہنچ سکتا۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی سادہ طرزِ زندگی اور عاجزی، الفضل آن لائن 21 فروری 2022ء)

ان مختصر سی مثالوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ کی لیڈر شپ جیسی سادگی اور عاجزی کسی اور لیڈر شپ میں نہ ملتی ہے اور نہ ہی آئندہ ملے گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 22/اپریل 2003ء کو منصبِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد دنیا میں امن کے بارہ میں اسلام کا پیغام پہنچانے کے لیے مختلف ذرائع ابلاغ از قسم پرنٹ میڈیا اور ڈیجیٹل الیکٹرانک میڈیا، مختلف سربراہان مملکت اور عیسائیوں کے مذہبی پیشوا کو خطوط لکھ کر اور طاہر ہال مسجد بیت الفتوح لندن میں سالانہ امن کانفرنسز کے انعقاد سے ایک مہم شروع کر رکھی ہے۔ اسی طرح آپ نے دنیا کے مختلف ممالک کی پارلیمنٹس میں خطابات بھی ارشاد فرمائے۔

سامعین! تمام خلفائے احمدیت کے ادوار میں خطوط کے ذریعہ رابطہ، تعلیم و تربیت اور دعوت الی اللہ کا سلسلہ بدستور ترقی پذیر رہا تاہم خلافت خامسہ کے بابرکت عہد میں جماعت میں وسعت اور ذرائع رسل و رسائل میں برق رفتار ترقی کے ساتھ اس شعبہ میں ایک غیر معمولی تغیر آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بھی اس ذمہ داری سے خوب عہدہ برآ ہوئے۔ حضور انور کی دن بھر کی مصروفیات کا ایک پہلو وہ خطوط ہیں جو افراد جماعت کی طرف سے حضور انور کی خدمت میں بغرض راہنمائی، مشورہ اور دعا وغیرہ تحریر کیے جاتے ہیں اور ان کے جواب حضور انور کی طرف سے تحریر کیے جاتے ہیں۔ اکثر جوابی خطوط پر حضور انور کے دست مبارک سے دستخط ثبت ہوتے ہیں۔ یہ جوابات ایک طرف اُس احمدی کے لیے سکون طمانیت اور بے انتہا دلی مسرت کا موجب ہوتے ہیں تو دوسری طرف دعائیہ خطوط کے جوابات کے جلو میں قبولیت دعا کے حیران کن معجزانہ نشانات بھی موجود ہوتے ہیں۔ ہر احمدی گھرانہ اس کا

چشم دید گواہ ہے۔ ان دعاؤں کی برسات سے نہ صرف وہ مظلوم احمدی اور ان کے خاندان حصہ پاتے ہیں جو دنیا کے مختلف ممالک میں مذہب کے نام پہ ظلم وجبر کا نشانہ بنائے جاتے ہیں، شہادت کا رتبہ یا اسیری کی سعادت حاصل کرتے ہیں بلکہ عام احمدی بھی اپنے امام کی دعاؤں کی برکت سے اپنے آپ کو حصار امن وعافیت میں محفوظ پاتے ہیں۔ کیونکہ ان کا امام راتوں کو جاگ کر ان کے لیے دعائیں کر رہا ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں احمدیوں کے اموال و اولاد میں غیر معمولی برکت عطا ہوتی ہے۔ بہتیرے نرینہ اولاد سے بہرہ مند کیے جاتے ہیں، لاعلاج مریض معجزانہ شفا پاتے ہیں، طالبعلم اعلیٰ کامیابیاں حاصل کرتے ہیں اور ان میں بہتیرے ایسے ہیں جنہیں پیش از وقت حضور کی طرف سے جوابی مکتوب متعلقہ دعا کی قبولیت کے حوالہ سے جو بشارت دی جاتی ہے وہ من وعن اسی طرح پوری ہوتی ہے۔ یہ سلسلہ ہر خلافت میں جاری رہا لیکن خلافت خامسہ کے اکیس سالوں میں جبکہ جماعت دنیا کے دو سو بیس ممالک تک پھیل چکی ہے، ان دعاؤں کی وسعت اور ہمہ گیری میں بھی غیر معمولی اضافہ نظر آتا ہے۔ حضور انور کی دعاؤں سے ظہور میں آنے والے معجزات کا اظہار دنیا بھر میں بے شمار افراد کرتے ہیں۔ قبولیت دعا کے بے شمار واقعات ہیں لیکن یہاں مَیں ایک چھوٹا سا واقعہ بیان کروں گا۔

یہ واقعہ اشرف ضیا صاحب مربی سلسلہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سٹونیا میں ایک فیملی سے ملاقات ہوئی۔ مکرمہ میرلا صاحبہ کی والدہ عیسائی تھیں اور پروفیشن کے اعتبار سے ڈاکٹر تھیں۔ انہوں نے بتایا کہ میری والدہ صاحبہ کو کینسر ہے۔ بال جھڑنے شروع ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹرز نے جواب دے دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ناقابل علاج ہے۔ روتے ہوئے کہنے لگیں میری والدہ کے لیے دعا کریں۔ ہم نے کہا کہ ہمارے پیارے امام کی دعائیں اللہ تعالیٰ سنتا ہے۔ آپ خود جلسہ سالانہ جرمنی پر تشریف لائیں، حضور انور سے ملاقات بھی کر لیں اور دعا کے لیے بھی عرض کریں اور اس وقت فوری طور پر حضور اقدس کی خدمت میں دعائیہ خط لکھ دیں۔ جلسہ سالانہ قریب تھا۔ یہ جلسہ پر تشریف لائیں اور حضور انور سے ملاقات میں رونے لگ گئیں۔ حضور انور کے دریافت کرنے پر خاکسار نے عرض کیا کہ ان کی والدہ کو کینسر ہے اور ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے۔ حضور اقدس نے فرمایا: ڈاکٹرز کون ہوتے ہیں یہ کہنے والے۔ زندگی موت تو خدا کے ہاتھ میں ہے۔ ان شاء اللہ مَیں دعا بھی کروں گا اور ایک ہومیو پیتھک کا نسخہ بھی تجویز فرمایا۔ آپ نے

خاکسار سے فرمایا کہ انہیں سچی بوٹی کی گولیاں بھی منگوا کر دیں۔ حضور انور نے محترمہ کو تسلی دی اور اپنے دست مبارک سے نسخہ لکھ کر دیا۔ تین ماہ کے عرصہ کے اندر ہی ان کی والدہ صحت یاب ہو کر ڈیوٹی پر حاضر ہو گئیں۔ الحمدللہ

(خدیجہ جرمنی 2013ء شمارہ نمبر 1 صفحہ 143)

تمام عمر ہی مہکے تری محبت میں
ہم عمر بھر اسی خوشبو سے فیض یاب رہیں

سامعین کرام! حضرت مسیح موعودؑ کے صاحبزادے حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے بارہ میں یہ الہام کہ "وہ بادشاہ آیا"۔ ان کے پوتے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کی ذات میں اس رنگ میں پورا ہوا کہ آپ کو مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد قیامِ امنِ عالم کی خاطر دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں اور سربراہوں کو بذریعہ خطوط مخاطب کرنے کا موقع پیدا ہو گیا جو خلافت خامسہ کے کارہائے نمایاں کا ایک درخشاں اور تاریخی پہلو ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کے حکمرانوں کو درپیش عالمی خطرات کے تناظر میں قیام امن کی خاطر سنجیدہ تعاون اور جدوجہد کے لیے خطوط لکھنے کا اہتمام فرمایا۔ یہ خطوط پوپ بینیڈکٹ XVI، اسرائیل کے وزیر اعظم، صدر اسلامی جمہوریہ ایران، صدر متحدہ امریکہ، وزیر اعظم کینیڈا، سعودی عرب کے بادشاہ، عوامی جمہوریہ چین کے وزیر اعظم، وزیر اعظم برطانیہ، جرمنی کی چانسلر، صدر جمہوریہ فرانس، ملکہ معظمہ برطانیہ، صدر روسی فیڈریشن اور ایران کے مذہبی راہنما آیت اللہ خامنائی کی خدمت میں تحریر کیے گئے۔ ان خطوط کو بہت قدر اور احترام کی نظر سے دیکھا گیا اور ان کے دُور رس اثرات پیدا ہوئے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ

"وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد"

(رسالہ الوصیت)

بعض ایسی تائیدات ہیں جن کا ظہور پہلی بار خلافت خامسہ میں ہوا ہے۔ پھر بعض تائیدات مسلسل جاری رہنے والی نوعیت کی ہیں اور بعض موقع محل کے لحاظ سے وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتی ہیں۔

حضورانور نے دنیا کی مختلف پارلیمنٹس میں جا کر خطابات بھی فرمائے، جیسے یورپین پارلیمنٹ، کیپیٹل ہل (USA) وغیرہ میں جاکر مقتدر لوگوں کو امن، انصاف، عالمی اتحاد کے قیام اور مخلوق کی خدمت کی طرف بلایا۔ ایک وقت تھا کہ جب احمدی کسی ملک میں جاتے تو داخل نہ ہونے دیا جاتا یا گرفتار کر لیا جاتا اور اب ایسا وقت آ گیا ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ کو گارڈ آف آنرز، شہروں کی چابیاں اور قیمتی تحائف پیش کئے جاتے ہیں۔ بعض حکمران تقریبات کے موقع پر پرچم کشائی کرنے خود آتے ہیں جیسا کہ غانا میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جب لوائے احمدیت بلند کر رہے تھے تو غانا کے صدر بھی اپنے ملک کا جھنڈا بلند کر رہے تھے بالکل اسی طرح کینیڈا کی سب سے بڑی مسجد کے افتتاح موقع پر حضور کے ساتھ کینیڈا کے وزیر اعظم نے بھی جھنڈا لہرایا۔ اب احمدیوں کے امام کو دنیا کی اہم پارلیمنٹس اور فورمز سے خطاب کے لیے مدعو کیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے 2008ء میں برطانوی پارلیمنٹ ہاؤس آف کامنز، 2012ء میں ملٹری ہیڈ کوارٹرز کوبلنز جرمنی، کیپٹل ہل امریکہ اور یوروپین پارلیمنٹ برسلز، 2013ء میں ہاؤسز آف پارلیمنٹ لندن، نیوزی لینڈ نیشنل پارلیمنٹ ولنگٹن، 2015ء میں ڈچ پارلیمنٹ ہیگ اور 2016ء میں کینیڈین پارلیمنٹ میں خطاب کیا۔

سامعین کرام! اب یہاں مَیں خلافت خامسہ کے تحت ہونے والی چند ترقیات جن کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی دوسرے روز کے خطاب بر موقع جلسہ سالانہ یوکے 2023ء کے موقع پر فرمایا تھا بیان کروں گا۔

اب تک جماعت احمدیہ کی طرف سے قرآن کریم کے شائع شدہ تراجم میں کل زبانوں کی تعداد 76 ہے۔ دنیا کے 104 ممالک میں 620 سے زائد ریجنل لائبریریز کا قیام ہو چکا ہے جن کے لیے لندن اور قادیان سے کتب بھجوائی گئی ہیں۔ وکالت تعمیل و تنفیذ کی رپورٹ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی 88 کتب میں سے 87 کتب کے تراجم شائع ہو چکے ہیں اور باقی بھی تیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اِس وقت دنیا بھر میں واقفین نَو کی تعداد 80 ہزار 600 ہے، اِس میں 47 ہزار 222 لڑکے اور 33 ہزار 378 لڑکیاں ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 29 جولائی 2023ء)

اللہ تعالیٰ نے اعلائے کلمہ اسلام کے لیے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ذریعہ جو سلسلہ قائم فرمایا تھا آج اس کا قیام دو سو بیس ممالک میں ہو چکا ہے جن میں سے اڑتیس ممالک وہ ہیں جن میں عہد خلافت خامسہ میں احمدیت کا نفوذ ہوا ہے اور اس دَور میں اسّی لاکھ سے زائد افراد سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں۔ خلافتِ خامسہ میں تین ہزار سے زائد نئے مراکز تبلیغ قائم ہوئے۔ چھ ہزار سے زائد نئی مساجد کا قیام عمل میں آیا اور پندرہ ہزار سے زائد جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔

(انصارالدین مئی وجون 2023ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”یہ ...ان شاء اللہ تعالیٰ احمدیت کی ترقی اور فتوحات کا دَور ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ایسے باب کھلے ہیں اور کھل رہے ہیں کہ ہر آنے والا دن جماعت کی فتوحات کے دن قریب دکھا رہا ہے۔ میں تو جب اپنا جائزہ لیتا ہوں تو شرمسار ہوتا ہوں۔ میں تو ایک عاجز، ناکارہ، نااہل، پُر معصیت انسان ہوں۔ مجھے نہیں پتہ کہ اللہ تعالیٰ کی مجھے اس مقام پر فائز کرنے کی کیا حکمت تھی۔ لیکن میں یہ بات علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس دور کو اپنی بے انتہا تائید و نصرت سے نوازتا ہوا ترقی کی شاہراہوں پر بڑھاتا چلا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ اور کوئی نہیں جو اس دور میں احمدیت کی ترقی کو روک سکے اور نہ ہی آئندہ کبھی یہ ترقی رکنے والی ہے۔ خلفاء کا سلسلہ چلتا رہے گا اور احمدیت کا قدم آگے سے آگے ان شاء اللہ بڑھتا رہے گا۔“

(خطاب 27 مئی 2008ء)

تُو کم سُخن سہی تری گفتار ہے کمال
ہر لفظ پھول، لہجے کا گلزار ہے کمال
دنیا کے رہبروں کے لیے راہبر ہے تُو
اور امن و اتحاد کا پیغام بر ہے تُو
سلطان تُو ہے سلطنتِ دینِ امن کا
اب فتح کے اصول و قواعد تجھی سے ہیں

اے جانشینِ حضرت احمدؑ تجھے سلام
ہم خوش نصیب ہیں کہ ہوئے ہم ترے غلام
خوش بخت ہم کہ قافلہ سالار تُو ہُوا
دَر تیرہ، تار شب، سحر آثار تُو ہُوا

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿50﴾ ﴿مشاہدات۔414﴾

لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ کے آئینہ میں۔خلافت، رحمتِ خداوندی ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (النور:56-57)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

خلافت جو ملی ہے مومنوں کو ایک نعمت ہے
یہ نعمت تب ملے، احکامِ دیں پر جب تعمّل ہے
کیا ہے عہد بیعت جب، تو پھر اس کے اشارے پر
فدا ہونے میں کس کو اِک ذرا سا بھی تأمّل ہے

سامعین! آج میری تقریر کا عنوان سورۃ النور کا آخری حصہ لَعَلَّکُم تُرحَمُون کی روشنی میں خلافت، رحمتِ خداوندی ہے کو بیان کرنا ہے۔ جس کے معانی ہیں تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ سورۃ النور کی آیت 56 آیت

استخلاف کہلاتی ہے۔ جس کے معانی ہیں خلافت کی طلب کرنا یعنی خلیفہ بنانا یا جانشین کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے آیت 56 میں جہاں خلافت کی تین برکات کا ذکر کیا ہے وہاں آیت 57 میں خلافت کو دائمی بنانے یا رکھنے کے لئے تین شرائط قیامِ نماز، اِیتائے زکوٰۃ اور اطاعتِ رسول کا ذکر ہے اور معًا بعد فرمایا لَعَلَّکُم تُرحَمُون کہ اگر تم ان تین باتوں کو حرز جان بناؤ گے تو اللہ تعالیٰ کا رحم تم پر مسلسل ہوتا رہے گا اور تم پر اللہ کی نعمت خلافت کو جہاں دوام ملے گا وہاں یہ نعمت تم پر رحمت بن کر برستی رہے گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”اس تسلسل میں جو آخری آیت (النور:57۔ناقل) مَیں نے پڑھی ہے اُس میں تین باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ نماز کا قیام، زکوٰۃ کی ادائیگی اور کامل اطاعت تا کہ اللہ تعالیٰ رحم فرماتے ہوئے اپنے انعام جاری رکھے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جو اپنے انعام کا سلسلہ جاری فرمایا ہے اُس سے فیض پانے کے لئے ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو یاد رکھنا چاہئے کہ اُس کا وعدہ کامل اطاعت کرنے والوں کے ساتھ ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے ہیں کیونکہ کامل اطاعت کرنے والا وہی ہے جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے اور اُس کی عبادت کرنے والا ہو اور عبادت کرنے کی لئے بہترین ذریعہ جو ہمیں بتایا گیا وہ نمازوں کا قیام ہے۔ پس الٰہی جماعت کا حصہ وہی بن سکتا ہے جو نمازوں کے قیام کی بھرپور کوشش کرتا ہو۔“

(خطبہ جمعہ 27 مئی 2011ء)

سامعین کرام! جہاں تک خلافت کے رحمتِ خداوندی ہونے کا تعلق ہے وہ مسلّمہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں جہاں خلافت علیٰ منہاج النبوہ کے قیام کا ذکر کیا ہے وہاں جابر بادشاہت کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوہ کی آمد سے قبل فرمایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کر دے گا۔

اس تمام واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 21 مئی 2004 میں فرماتے ہیں:

"جو بات میں نے کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خوشخبریاں دی تھیں اور جو پیشگوئیاں آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اپنی امت کو بتائی تھیں اس کے مطابق مسیح موعودؑ کی آمد پر خلافت کا سلسلہ شروع ہونا تھا اور یہ خلافت کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق دائمی رہنا تھا اور رہنا ہے ان شاء اللہ۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوہ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہو گی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ پھر جب یہ دور ختم ہو گا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہو گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہو گی اور یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

(مسند احمد بن حنبل۔ مشکوٰۃ کتاب الرقاق الانذار والتحذیر الفصل الثالث)

پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس دور میں اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں اور اس دائمی خلافت کے عینی شاہد بن گئے ہیں بلکہ اس کو ماننے والوں میں شامل ہیں اور اس کی برکات سے فیض پانے والے بن گئے ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امّت ایک مبارک امّت ہے۔ یہ نہیں معلوم ہو سکے گا کہ اس کا اول زمانہ بہتر ہے یا آخری زمانہ، یعنی دونوں زمانے شان و شوکت والے ہوں گے۔"

الغرض ہم ببانگ دہل یہ کہہ سکتے ہیں کہ خلافت اور رحمتِ خداوندی کا بہت گہرا تعلق ہے۔ اسی تعلق کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"یاد رکھیں! وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی

اپنے پیارے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے، وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور ان شاء اللہ نوازتا رہے گا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21 مئی 2004ء)

سامعین! یہاں رحمت کے معانی سمجھنے ضروری ہیں کیونکہ ان نعمتوں کا تعلق سورۃ النور آیت 56 میں بیان برکات خلافت سے ہے۔ رحمت کا لفظ رحم سے مشتق ہے۔ جس کے معانی مہربانی، دردمندی، ہمدردی، عفو اور کرم کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی دو صفات رحمٰن اور رحیم اسی مادہ سے نکلی ہیں جن کے معانی مہربان کے ہیں۔ مفسرین نے ان دونوں صفات میں یہ فرق کیا ہے کہ رحمٰن کی صفت کُل دنیا کے لیے ہے جس میں انسان، حیوان، چرند پرند، حشرات اور نباتات وغیرہ سب آجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا، پانی، روشنی، سورج اور چاند وغیرہ نعمتیں ہم تمام کس و ناکس کے لئے پیدا کیں جبکہ رحیم کی صفت ان لوگوں سے وابستہ ہے جو اپنے اللہ سے مانگتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ اُن کی دعاؤں کے طفیل اُن کو نوازتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے تفسیر کبیر میں رحمان اور رحیم کے تحت لکھا ہے۔

"الرحمٰن الرحیم کے الفاظ سے طریق ربوبیت بتایا ہے اور وہ یہ کہ (1) اللہ تعالیٰ رحمٰن ہے اس نے ہر چیز کے لئے ایسے سامان پیدا کئے ہیں جو اس کی ترقی میں ممد ہوتے ہیں اور باریک در باریک سامان پیدا کر کے مخفی در مخفی قوتوں کو قوتِ ظہور عطا فرمائی ہے اور ترقی کے ذرائع بہم پہنچائے ہیں۔ انسان، حیوان، نباتات، جمادات سب اپنے گرد و پیش سے متاثر ہو رہے ہیں اور اپنے قیام یا اپنی تکمیل کے سامان حاصل کر رہے ہیں۔ (2) وہ رحیم ہے پس جب کوئی مخلوق اپنے فرائض کو اچھی طرح ادا کرتی ہے تو اس کی قدر دانی کی جاتی ہے اور اس پر خاص فضل کیا جاتا ہے اور مزید ترقی کی اس میں امنگ پیدا کی جاتی ہے اور اسی طرح یہ سلسلہ لامتناہی طور پر چلا جاتا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ 22-23)

پھر لکھتے ہیں:

"الرحمٰن ایسی صفت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کا استعمال دوسروں پر نہیں ہوتا سوائے اضافت کے.... رحیم کا لفظ بار بار رحم کرنے پر دلالت کرتا ہے اور بار بار رحم کے معنی یہ ہیں کہ ایک ہی فعل کا بار بار انعام ملتا ہے بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ جو شخص نیکی کی حقیقت کو سمجھتا ہے وہ بار بار نیک اعمال بجالاتا ہے اور کم سے کم اس کے دل میں بار بار نیک عمل بجالانے کی خواہش ضرور پائی جاتی ہے۔ پس ہر دفعہ جب نیک عمل کی جزا بندہ کو ملتی ہے اور نیکی کرنے کی طاقت اور اس کے بار بار بجالانے کی خواہش اور بھی ترقی کر جاتی ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اس پر پھر رحم کرتا ہے اور مومن کی نیکی کی خواہش اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے اور وہ نیکی کے کاموں میں اور بھی بڑھ جاتا ہے اور اس طرح رحم بار بار نازل ہوتا چلا جاتا ہے گویا اللہ تعالیٰ کا رحم صرف گزشتہ فعل پر انعام کا رنگ ہی نہیں رکھتا بلکہ آئندہ نیکی کے لئے ایک بیج کا کام بھی دیتا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ 23)

سامعین! اب ذرا الرحیم کے تحت اس معانی اور وضاحت کو سورۃ النور کی آیت 56-57 کے ساتھ ملا کر دیکھیں تو خلافت، رحمتِ خداوندی کا مضمون بہت کُھل کر سامنے آتا ہے کہ ایک مومن خلافت کے پلیٹ فارم سے نیکی کا سفر اختیار کرتا ہے اور نیکی و حسنات میں اپنے قدم آگے بڑھاتا چلا جاتا ہے تُوں تُوں اللہ تعالیٰ کے رحم کے نزول کے نتیجہ میں اسے مزید نیکیوں کی توفیق ملتی رہتی ہے اور بعض نیکیوں کے لئے یہ نیکی بیج کا کام کر جاتی ہے۔ وہ نمازوں کا مستقل عادی ہو جاتا ہے، وہ مستقل طور پر مالی قربانی میں حصہ لینے لگتا ہے اسے ہر وقت اطاعتِ رسول میں قدم مارنے کی فکر لاحق ہو جاتی ہے اور ہر اُس نیکی کو اپنانے کی توفیق پاتا ہے جس کی طرف آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ دلائی اور آج آپؐ کی اقتداء میں خلیفۃ المسیح اُسے یعنی مومن کو نیکی کی طرف بلاتے ہیں اور بدیوں سے نفرت ہوتی چلی جاتی ہے۔ جس سے خلافت کو دوام ملتا دکھائی دیتا ہے۔

سامعین! یہ تو تھی انفرادی ترقی نیکی کے میدان میں۔ آئیں! اب جائزہ لیں خلافت کے تحت جماعتی ترقیات کا جو اللہ تعالیٰ کے رحم کیساتھ جماعت کو ملتی چلی جارہی ہیں اور اس وقت تک جب تک مومنوں کی جماعت نیکیوں میں آگے بڑھنے کا عزم لے کر نیکیاں بجالاتی رہے گی تب تک اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم نازل ہوتا

رہے گا اور بار بار نازل ہو گا اور خلیفۃ المسیح "خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ" کا نعرہ بلند کرتے ہوئے تمام افرادِ جماعت کو ساتھ لے کر نیکیوں کے میدان میں فتوحات پاتے چلے جائیں گے۔ آج جماعت جو کروڑوں میں تبدیل ہوئی۔ قادیان سے ایک آواز 135 سالوں میں 220 ممالک میں پھیل چکی ہے اور اپنی مسلمانی کا لوہا منوا رہی ہے۔ 70 سے زائد قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم منظرِ عام پر آچکے ہیں۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ ہر چہار عالم میں اسلام احمدیت کا پیغام پہنچ رہا ہے۔ مساجد اور مشن ہاؤسز دنیا میں شہر بہ شہر، قریہ بہ قریہ تعمیر ہو رہے ہیں۔ مبلغین و معلمین و مربیانِ کرام کی تعداد ہزاروں میں ہو چکی ہے۔ قادیان میں ایک مدرسۃ الاحمدیہ قائم ہوا تھا مبلغین کی تیاری کے لئے۔ اب دسیوں ممالک میں مجاہدین کی تیاری کے لئے جامعات قائم ہو چکے ہیں۔ یہ تمام ترقیات رحمتِ باری تعالیٰ کی مرہونِ منّت ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"اس دنیا کی کامیابیاں انہیں رحیمیت کے طفیل حاصل ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحیمیت کے اس قسم کے جلوے روز ہمیں نظر آتے ہیں۔ پس بعض خدائے رحیم سے محض دنیا کے فوائد حاصل کرتے ہیں۔ (اُس کے وعدہ کے مطابق) بعض وہ بھی ہیں جو اپنے خدائے رحیم سے اس دنیا کے فائدے بھی حاصل کرتے ہیں اور اُخروی زندگی کے فائدے بھی حاصل کرتے ہیں کیونکہ وہ اس یقینِ کامل پر قائم ہوتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے لینا ہے اپنے رب سے لینا ہے۔"

(انوار القرآن، تفسیر سورۃ الفاتحہ از حضرت خلیفہ ثالثؒ صفحہ 13)

سامعین! اللہ تعالیٰ کا یہ طریق ہے کہ وہ اپنے نیک بندوں کو بعض انعامات کا لالچ دے کر نیکیوں کی طرف بلاتا ہے اِن طریقوں میں سے ایک طریق لَعَلَّکُم کے الفاظ استعمال کرکے دلاتا ہے جیسے زیر بحث حصہ میں فرمایا۔ لَعَلَّکُم تُرحَمُون۔ یہ الفاظ قرآن کریم میں اکثر جگہ استعمال ہوئے ہیں۔ لَعَلَّکُم تَشکُرُون تاکہ تم شکر ادا کرو۔ لَعَلَّکُم تُفلِحُون تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ لَعَلَّکُم تَھتَدُون تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔ لَعَلَّکُم تَتَّقُون تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح بیسیوں مقامات پر مختلف الفاظ کے ساتھ نیکیوں کی طرف بلایا ہے۔ جہاں تک لَعَلَّکُم تُرحَمُون کا تعلق ہے ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر مختلف نیکیوں کے نام لے لے کر ان کو بجا لانے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جیسے اطاعتِ الٰہی،

اطاعتِ رسول، تقوٰی اختیار کرنے ، اللہ و رسول کی اتباع کرنے ، قرآن کو خاموشی سے سننے ، استغفار کرنے، مومن بھائیوں میں صلح کروانے، نماز کے قیام کرنے اور زکوٰۃ دینے وغیرہ وغیرہ۔ نیک نیت کے ساتھ اِن نیکیوں کو بجالانے پر رحمت برسنے کی گارنٹی دی ہے اور اس رحمت کے صلہ میں مومنین کو مزید نیکیوں کی توفیق ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے حصول کے ساتھ ساتھ جن نیکیوں کو باندھا ہے ان تمام کا تعلق خلافت سے ہے اور خلافت کی برکات ہی کی وجہ سے مومنوں پر رحمتِ الٰہی کے صلے نیکیوں کی طرف ترغیب ہوتی چلی جاتی ہے۔ صرف مومنوں ہی میں نہیں بلکہ پورے افرادِ خاندان میں اور پھر مرنے کے بعد نسلاً بعد نسلٍ یہ سلسلہ جاری رہتا ہے بشرطیکہ وہ خلافت کے ساتھ جڑے رہیں ورنہ جو خلافت سے چمٹے نہ رہیں گے اور اس کی مخالفت کریں گے ان کے حالات اور ان کے ساتھ جو سلوک اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے برتا جائے گا۔ اُس کا ذکر اِس حدیث میں ہمیں ملتا ہے جو ہم سب کے لئے ایک انذار سے کم نہیں۔

”حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو سلمیؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عرباض بن ساریہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا پُر اثر وعظ کیا کہ جس کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے، دل ڈر گئے، ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! یہ تو ایسی نصیحت ہے جیسے ایک الوداع کہنے والا وصیت کرتا ہے، ہمیں کوئی ایسی ہدایت فرمایئے کہ ہم صراط مستقیم پر قائم رہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ مَیں تمہیں ایک روشن اور چمکدار راستے پر چھوڑے جا رہا ہوں اِس کی رات بھی اُس کے دن کی طرح ہے سوائے بدبخت کے اس سے کوئی بھٹک نہیں سکتا اور تم میں سے جو شخص رہا وہ بڑا اختلاف دیکھے گا۔ ایسے حالات میں تمہیں میری جانی پہچانی سنّت پر چلنا چاہیے اور خلفائے راشدین مہدیّین کی سنّت پر چلنا چاہیے۔ تم اطاعت کو اپنا شعار بناؤ خواہ حبشی غلام ہی تمہارا امیر مقرر کر دیا جائے۔ اس دین کو تم مضبوطی سے پکڑو۔ مومن کی مثال نکیل والے اونٹ کی سی ہے۔ جدھر اسے لے جاؤ وہ ادھر چل پڑتا ہے اور اطاعت کا عادی ہوتا ہے“

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 599-600)

خدا کا ہے وعدہ خلافت رہے گی
یہ نعمت تمہیں تا قیامت ملے گی
مگر شرط اس کی اطاعت گزاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

(کمپوزڈ بائی: شہزاد اشرف)

